

Sgt. J. D.

یہ کتاب شایعہ شدہ ہے کہ اس کا مالک

سنت (دینی بائبل)
کونوی اورم رنگہم
ادبہ کوئی ست (راسی) سوڑیکر
اسکے بیت و مورث کا نذر بنا جائے

SALAR JUNG ESTATE LIBRARY
(Oriental Section)
URDU PRINTERS
Accession No.
Subject

تکلیف جہین حمید

جلد اول

جس میں آہین احمدی کی چار جلدوں کے احکامات متعلقہ و قدیم

کا جواب باصواب ہے

مفت پندت لیکچرر ام (آریہ فاؤنڈیشن)

آریہ مت ۱۸۵۶ء تا ۱۹۶۰ء مطابق ۱۹۴۷ء بکری اور ۱۸۹۰ء

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں

یہ کتاب شایعہ شدہ ہے کہ اس کا مالک

ॐ

تفقیہ
۱۹۵۹

۶۶۱۷

विष्णुनिदेवसवितर्दुर्गानिषासव यज्ञद्वेनत्रयासव। यज्ञवेदे अथाये ३.

मेव: ३

تھے ست وگیان ے - ہے سدا آند سروپ - انت سامرتھ میگت آند
وڈیاے - وگیان وڈیا پرد - پریشور - آپ تمام جگت اورب وڈیا کا پرکاش
کرنے والے ہو - اورب آندون کے داتا سرب جگت اوٹپا دک ہو - ہمیں مبرے
اکامون - بُری خواہشون سے دور کر کے سب سکھون سے ٹیکت بہر - کلیان کو پاپت
یکجئے - آپ کی کرپا سے ہی سب وگھنوں کا ناش ہوتا ہے ایسی سہانیا دیجئے کہ ہم کامل
اویوگ سے ست کے پرکاش میں ستعد ہوں۔

سرماتمائے انسان کو اس سنارٹا پائدار میں فعل مختار بنا کر آزادی کا جو ہرختا
مگر ساتھ ہی عقل دور میں بھی عطا کی - کہ آزادی کا تہا سے احاطہ بندگی میں محدود
ہے یعنی بندگی و عبادت تہا ہی کلید در مقصود ہے - انسانیت سے باہر آزادی
مبداء فساد ہے اور اصل میں وہ آزادی نہیں بلکہ آواگون کی مباد ہے -

پر مویات اور قہان کر پاتا سے ہدایت عام اور شانتی تام کے واسطے اپنے
گیان ہدایت بنیان کو بذریعہ لہام شری آگنی - شری دایو - شری آوت - شری آگر
جی مہاتماون کی سرشتی کی آدمین پرکاشت کیا - وہی گمان موسوم بہ چار وید
آج تک رہنائے عالم ہے - علیم کل کی طرف سے یہ نہایت ضروری تھا کہ انسانی حواس
کے واسطے کامل گمان ہادی عرفان کا نمایان فرما - پس اُس سرب انتزاعی نے اپنی

لامحدود و دنیا کے کوش سے ہمیں ستفیض بنایا۔ اور **وید مقدس**
کا جلوہ دکھایا۔

جان لے حق کی اگر پہچان ہے وید ہر اک درد کا درمان ہے
وید اقدس راز دانِ غیب ہے نئے نشان کا محرم لاریب ہے
رستی جز وید کے نامید ہے وید کیا ہے روح کا بس وید ہے
جوشقی محرم ہووے وید سے دور ہے وہ دولت جاوید سے
آندون جبکہ آفتاب مقدس گہماری غفلت کے ابرین آگیا تھا۔ اور جہاز ہند
ساحلِ مراد سے دور ہو چلا تھا۔ ایک بادِ مراد بھیج کر پر م دیا لٹا کا اٹھارہ مایا سے
سری سوامی دیا سندس سوئی جو کو مستعد بنایا۔ جن کے جگت
پور شار تھ کی بدولت ہمیں خورشیدِ دید کی شاعون سے نورانی ملی۔ اور تھوڑے
ہی دنوں میں جہازِ گمشدہ کو ساحلِ مراد دکھائی دیا اور اہلِ جہاز کو اپنے گئے دن
پھر آنیکی اسید ہوئی۔

باعث اس تمام انقلاب کا خلاصہ یہی ہے۔ کہ عرصہ سے آریہ ورت دہلی جہاز
کے کپتانِ عیش و عشرت میں پڑ کر خدمتِ مفوضہ کو بھول گئے تھے اور وہ تمام
ہدایتیں اور آرڈر جو بادشاہِ حقیقی سے انکو ملے تھے۔ خود غرضی اور لاپرواہی سے
انہیں طمع کے رومالوں میں باندھ کر چھپا رکھا تھا۔ جون ہی سوامی جو نے صداقت
کا جنڈا اٹھایا اور وید مقدس کا دیا کھیاں سُنایا۔ جہالت کا پھریرا تھر تھرایا
گردابِ نادانی کو چکر آیا۔

چوہیتش در افواہِ دنیا فساد تنزل و اتواہمِ جہلِ افتاد
قرآنی کراتی پورانِ تمام فنا و نہر یک زنجیرِ سیادِ غام
نیاور و بختانِ اذانِ صدقِ تاب نئے سایہ بگربز و از آفتاب

بسا پندت و مولوی پادری بنا حق ثنات شد مفسری
 ولیکن بر ماہ ہر کُتف انگند ہنناہمان کُتف برویش فند
 نہ غزو صدق زافسون گری چہ پاک ست حق را باین کافری
 کسانیکہ خود شپہ طینت اند ز غور شید مسدوم و ظلمت اند
 پیائے طلبگار صدق و صفا خدا را بگلزارِ مہر سنی در آ
 چشم خروید اقداس بنین سُور شوازلوزِ دنیا و دین

سبب تالیف کتاب

چونکہ آجکل ہمارا ہنگامہ مباحثہ گرم ہے۔ اور برخلاف زمانہ جہالت کے اب ہمیں واقفیت رزم و آئرم ہے اس واسطے اکثر کتب غیر مذاہب مطالعہ میں آتی رہتی ہیں۔ اندون ایک کتاب **براہین الاحمدیہ** کے مصنف مزارعہ امام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور میں مطالعے گزری۔ علاوہ اور بھی کے اسکا مصنف دسہزار روپیہ انعام بھی مجیب کے حق میں دینے کا اقراری ہے۔ اوپا وجود ناواری کے دل و دماغ میں دعویٰ وہوائے (چیف آف قادیان یعنی) رئیس سرداری ہے۔ ناظرین جھج ڈور کے ڈھول مہاؤنے ہوتے ہیں۔ اور تمام تہرے شاہ جی کہلاتے ہیں وہی حال ہمارے نہیں اعظم صاحب کا ہے۔ تمام جائد اور صرف خیاالی ملاؤ اور تمام ملکیت پنٹ من کا الاؤ ہے جب استعد جائد اور منقولہ وغیرہ منقولہ بھی موجود نہیں ہے تو واقعہ اعلم غیر الماکرین۔ اس اشتہار سے حضرت کا کیا مقصود ہے سچ ہے۔ ان کید قادیان عظیم
 براہین الامیہ کے مصنف نے روپیہ کمائی کا ایک نالا ڈھنگ نکالا ہے اور عرصہ

آٹھ سال کو کئی طریقے مکر و فریب اور جملہ حوالہ میں ملا ہے۔ کتاب میں کہیں بڑھو ہرم والوں سے گالی گلوچ ہو رہی ہے۔ کسی جگہ عیسائیوں کو کوس رہے ہیں۔ کسی جگہ مسیح کو اعلیٰ بنائے ہوئے ہیں۔ اور کسی جگہ آریون کو برا بھلا بتا رہے ہیں۔ مجھے اس جگہ کسی اور سے سر دکار نہیں۔ اور نہ میں کسی فیر کا فحشازان آریو کا دھرم کا پیروکار ہوں۔ اور وید وکت صداقت کا بندہ جان نثار۔ پس اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ براہین احمدیہ کو میزان انصاف میں تولوں اور انکا امتحان کروں۔

خوش بود کہ محاکمہ تجربہ آید بمیان تاسیر روی شود ہر کرد و غش باشد

اشتہار کی حقیقت کا اظہار

جلد اول میں مرزا صاحب نے ظاہری نمود سے بود بلکہ روپیہ کمانے کے سود پر بڑے حرفوں میں ایک اشتہار کا مل ۸۲ صفحہ پر لکھا ہے جس سے سوائے ظاہری شیخی کے کوئی کسی طرح کا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اشتہار کا ایسا بلند مذکور تصدیق کرتا ہے کہ جابل تہی اردو بانگ دور۔ اہل انصاف جانتے ہیں کہ ظاہری نمود پر بڑا صحت کا خون کرنا ہے۔ ایک انا کا قول ہے شک انت کہ خود بوید کہ عطار بگوئی عطار تمام لاف گداز سے صرف یہی ہے کہ کی طرح روپیہ مانگے اور دنیا بخر ہو جائے۔ مگر مرزا صاحب کی خیال نہیں ہے کہ کلیدِ در و درخاست آن نماز کہ ہر روئے عالم گذاری دراز

ان چال بازیوں پر خواہ کوئی جابل مائل ہو جائے۔ اور حق سے ہاتھ اٹھائے مگر عقلا ان ہاتھ کھنڈوں سے سراسر ہیزار ہیں۔ اور دانا ان دھوکھوں سے آگاہ و واقف کار۔ جہالت کا دور دورہ اب نہیں رہا۔ علم نے انھیں کھول دین۔ نجمی و عیسوی مجتہد قہر کے لائق نہیں رہے۔ شعبہ بازی ہوتی ہے

کیونکہ ان کے شائق نہیں ہے ۵

زائد بساط نو آمین نہاد ۵ شد آن مرغ کو خائے زرتین نہاد

اس میں حیدر بزیون سے قومی حمایت بیکار ہے - اور بجا بحر طویل سے قرآنی خلافت و شہادہ ہے - نیز کہ خود حدیث راوی ہے مستغرق اُمّتی علیٰ ثلثہ و سبعین فرقہ کام فی النار کا واحد ہے یعنی جقدر فرقہ مومنوں کے ہیں سب و ذرخ کی آگ میں جلیں گے اور دستِ ناسف بسبب نامرادی کے ملین گے - لیکن ایک شہابی کلمہ کا اونچا تپا لگا - سپر طرفہ ترہیب ہے - کہ اہل تشیع ترمیدہ کے - اور اہل تشیعہ تسنن کے باہمی خاکہ اوڑا رہے ہیں درتوش فریبی میں اگر خون بہا رہے ہیں - ہر ایک اپنی ذات کو ناجی اور ون کو ناماری بجاتا ہے - اور اسی قرآن سے بحر بطلان میں گروان ہو کر نہ بپ خود کو متحج جانتا ہے - حالانکہ والدہ اعلم بالصواب سہنی ناری ہیں - اور پابند جہالت و خواری - آتش نفاق سے جل نہ کر کباب ہو رہے ہیں - اور ورطہ ناولی میں حیران و بیتاب - تیغ ابرو و غلمان سے مرغ سربریدہ ہیں - اور غرور چشم حوران پر دل و جان سے گرویدہ - کسی نے کیا سچ کہا ہے ۵

زائد کو کون کہتا ہے یہ حق پرست ہے ۵ حورون پر مر رہے یہ شہوت پرست ہے
مجھے انعام صرف خاص عام درکار ہے ۵ نہ کہ زرمند رجہ اشتہار - کیونکہ ایسے انعام بطور مکر انعام صرف وعدہ اور دکھلانے کے ہوتے ہیں - نہ کہ دینے اور دلانے کے - اگر جواب معقول ہوا تو اہل انصاف مقبول فواہین - ورنہ اختیار باقی ہے -

عیشِ نیاں ۵ دن مے چنید	جہان بھیش جہان نہ خور سندیست
گرفتاری بلکہ خود عسالم	گویدت غلق کاین نہ سندیست
پیگریستی و پابزنجبیری	اے بھیش اب نہ سندیست
ہر زمان ہوسل نو بے خمی	باتو این خاص و مزد و بند سندیست

موسیٰ کردی از تو تبیس آخرت کار با خداوند است
 لعنت اللہ با کرین گویند کُن حذر گدولت با ین پندست
 مردسلان بلاغ باشد و بس بشنود انکر راست پیوندست

بجھے مولِ فضل سے کام نہیں۔ اور نہ دعویٰ ہمیں سے کلام۔ حق سے مطلب ہے
 اور ناحق سے نفرت۔ پس مزارِ صاحب کے دلائل کا صنفِ نہ وار تبلاؤ گنا۔ اور ابطال
 انکا بھی استدلالِ قاطع سے پہونچاؤں گا۔ تلوار کے دین۔ اور پیار کے دہرم کا مقابلہ
 کر کے میزانِ انصاف میں رکھ کر قوم کے لئے عینک و دور بین بناؤں گا اور
 جبر و اکراہ کو محبت و چاہ کر دوں گا عقلِ صدق سے اسکی عہدگی کی داد چاہوں گا
मेव जयते नाने لکھوٹ خواہ کتنے ہی نورِ شہور دکھلا دے۔
 فریاد اور واویلا مچا دے۔ مگر راستی کی آخر کار فتح مندی ہوگی۔ اور نہ اتنی دیر مندی
 پر مباحق کا پرکاش کر۔ اور ناحق کا ناش۔

آغاز کتاب

اعراضِ صنفِ براہین احمدیہ مندرجہ صفحہ ۸۳ حاشیہ نمبر احمدیہ ۲

ہیہ (آریہ) ایک نیا فرقہ ہے جو ہندوؤں میں پیدا ہوا ہے۔ جو اپنی مذہبی مجلس کو
 آریہ سماج سے موسوم کرتے ہیں۔ انڈون میں سرپرست بلکہ بانی سبانی اس فرقہ کے ایک
 پنڈت صاحب ہیں جنکا نام دیا نند ہے اور اس وجہ سے ہم اس فرقہ کو نیا فرقہ
 کہتے ہیں کہ وہ عام اصول جنکا ہیہ فرقہ پابند ہے۔ اور وہ تمام خیالات و تاویلات
 کہ وید کی نسبت اس فرقہ نے پیدا کئے ہیں۔ وہ ہیئتِ مجموعی کسی قدیمی ہندو مذہب
 میں نہیں پائے جاتے۔ اور نہ کسی وید بہاش اور نہ کسی شاستر میں کجائی ملویدہ انکا
 پتہ ملتا ہے بلکہ نمل ان ذخیرہ متفرق خیالات کے کچھ تو پنڈت دیا نند صاحب

کے اپنے دل کے بخارات ہیں۔ اور کچھ ایسے جیجا تصرفات ہیں کہ کسی جگہ سے سرشار کسی جگہ سے ٹانگ لگی گئی ہے۔ غرض اس قسم کی کار ساز بون سے اس فرقہ کا ذوق طیار کیا گیا ہے۔

تزوید

پوشیدہ نر ہے کہ اعتراض کرنے سے پہلے فرقہ ثانی کے کتب کا مطالعہ کرنا شروع اولیٰ ہے مگر وہ معترض نہیں کیا۔ اور ساتھ ہی تواریخ سے بھی محض اُمّی معلوم ہوتا ہے حضرت آپکو کہاں سے دریافت ہوا۔ کہ آریہ ایک نیا فرقہ ہے۔ کیا عام ٹہنبا کے طور پر کہو بھی حق سے کنارہ کرنا ضروری تھا۔ کوئی پنڈت وید خوان آریہ مذہب کو نیا فرقہ نہیں کہتا۔ بلکہ اہل جان متفق البیان ہیں کہ آریہ دھرم سب سے قدیم اور سریشٹھینی اوتھم ہے۔ اُنکے تمام اصول قدیم شایوں اور مینوں کے دلائل منقول و معقول سے حصول ہیں۔ **وید مقدس** جو اُمّ الکتاب ہے۔ آریہ دھرم اُسی کالب لباب ہے۔ آریوں کے تمام اصولات وید سے مشہور ہیں اور سہ ماہیگیر دہاتوں کے مشرعی موجود۔ اب یہاں پر ثابت کرنا واجب ہے کہ آریہ دھرم درحقیقت نیا فرقہ ہے یا نہیں اور سہ و قدیم ہے یا جدید۔ اول خود وید مقدس کی بابت غور فرمائے۔ کہ قرآن مجید زبور۔ توریت اور وید میں سے کون نئی بُتک ہے اور کون قدیم۔ کس میں گیان کی تعلیم اور فہم ہے۔ اور کس میں قصہ جات و فساد جات کی تعلیم ترسیم و تشریح بادشاہ کے وقت عرب میں آپ کے پیغمبر صاحب پیدا ہوئے جبکہ نام محمد ہے۔ اور جب دنیا کے تجربات کرتے اور تجارت کے سود و زیان میں نفع و نقصان بہرے انکی عزیمت سال کی ہوئی تب ہی پرستی سے لگھیرایا۔ اور اسی گہنہ بٹھ میں قرآن کا دیان آیا جبکہ اجل عرصہ ۱۳۰۳ سال کا منقضی ہو رہا ہے گویا ۱۳۰۳ سال سے دین محمدی اور

قرآن جبکی صداقت پر انکو اتنا وہم و گمان ہے۔ ۱۸۸۶ سال سے بھیل ہے۔ جو سچ کی ہر بات پر دلیل ہے گویا ۱۸۸۶ سال سے مذہب عیسوی کی بنیاد ہے۔ جو آپ کے دین سے ۸۳ سال انزویا رہا ہے۔ داود سے پہلے زبور مفقود تھی اور موسیٰ سے آگے تورات مہیود و بنیو۔ زردست نویسی سے پہلے خدا کا رسول تھا۔ اور بقول ہر پیوں کے مقرر مبارک گاہ و مقبول جبکی نبوت کا اثر خدا سے محمد یہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ اور انکی صداقت حقانیت و معجزات کا شرح انبار۔ فاضل شہر دہلی۔ علامہ شیرازی و علامہ ودانی و میر صدر الدین وغیرہ ان سے مشہور ہیں اور انکی تصنیفات میں شہادتیں مذکور ۳۲۰۰ سال سے پہلے موسیٰ کا شان رہنما اور عرصہ ۴۰۰ سال سے زردشت کے تئذ دوستا کا ذکر بیان راہ **جد ہشتر** کا سال جلوس ۱۷۸۲ سال سے پرکاش مان ہے۔ اور فیث اللغات کی ردیف (دفعہ) سے یہ امر آپ کی ہدایت کا نشان رہا کہ پیشتر در ہندیان بہت راجہ جد ہشتر رواج داشت۔ راجہ مذکور نزد انشان در آغاز کھلی حال بودہ و تمام جہان را بر کشادہ و تا این زمان از سبت ایالت (یعنی جلوس و تخت نشینی) او چہ ہزار روز صد و ہشت سال گذشتہ۔ آج تک جنہر لوین میں بھی وہ ملوث ہوتا ہے۔ جس سے ہماری صداقت و قدامت کا ظہور ہوتا ہے۔ بلکہ طوفان نوح جلوس جد ہشتر کا ایک ہی حال ہے۔ جس سے اہل تعصب کا دل سزا پڑتا ہے۔ اور اس ردیف سے یہی ہمارے اس دعویٰ کی اثبات ہے۔ جو جان مخالف کی واسطے چارون طرف سے آفات ہے۔ تاریخ طوفان سر آغاز از مادہ طوفان گیرند سال شمسی حقیقی و ماہ قمری ابتداء سال از محل گیرند۔ تا این سال چہ ہزار روز صد و ہشت سال گذشتہ صحیفہ آسمانی پاریان یعنی زرداوستا میں زردشت پیغمبر تبارا ہے کہ یہی حکم جو مینے شکو تبارا ہے میں یزدان مینے خدا نے میرے سے بہت پہلے وید میں نازل فرمایا ہے اور اب آئیے واسطے مجھ کو پہنچائے میں تاکہ میں تم کو سناؤں۔ زرداوا ماست پہلا دون۔

اُسی اتا وشد کے آخری وساتیر میں تحریر ہے کہ بیاس نام بہمن ہندوستان سے آیا۔ اور زردشت سے مباحثہ کے چند باتوں کو دریافت فرمایا۔ بلکہ یزدان بیاس نے زردشت کو بیاس جی کے جواب میں کامل جواب دیا کہ بیاس کی بات اسناد فرمایا۔ کہ تیر پہنے بیاس نام زہد آید بس انا کہ بر زمین ہند کم کس چنانت در ول دور و کشت از تو پرسد کہ یزدان چرا کشفہ و کرو۔ گرز و یک بت و نہ ہستی گرفتگان یعنی یزدن تعالیٰ کہ میرہ چیز قدامت عقل و اجزاء و سائط وجود موجودات گردانید و خود بیواسطہ دیگر از بہرہ نافرمد۔ گجوا اور اگر یزدان کشفہ و سازندہ ہم چیز است باین و صرف و ہستی بفرشتہ سالار و سر و شید دیگر اقوام و دیانیت و دیگران سا اقرار است یعنی واسطہ بت غرضیکہ یہ بات ہر طرح۔ کیا بجا طوائج کیا بجا طعنے ثابت ہے کہ دنیا کی تمام کتابوں سے وید قدیم میں۔ اور وید مکت قدامت موافق مخالف و لونہ کے تسلیم ہے۔ تیسرے سالوں سے یہ پتھان ہے۔ وید کے آگے وہ اسجد خوان ہے۔ اب رگ وید مقدس کے منتر کے ذیل سے واضح ہے کہ وید کے رو سے ہمارا نام آریہ ہے نہ کہ آفر۔ وہ منتر

विज्ञानीयार्थान् ये च दस्युर्वा बहिः-

एते रथयाणा सद्व्रतान् । अ० मं० १ सू०

تہہ رنگ وید کے منڈل ۱۔ سوکت ۱۱ کا منتر ہے ۱۱ مہ ۵۲

”پیشہ آگیا دیتا ہے کہ ہے جو تو آریہ یعنی سرشت۔ اور دیوی یعنی دشت مسہاؤ
نکیت ڈاکو آدمی ناموں سے پرستہ تنکوں کے دو بیٹا بن گئے۔ اور اسٹی۔ چرن کر
اور اڑاسی سے پر ہیز۔“ دنیا کے آغاز میں جنگ اوساک پر ناتا کی طرف سے عدالت خلدی
کے رنے نہایت امبی طوع پر اظہار کیا گیا۔ کہ سرشت اور دشت دونوں کی اصطلاح
کہا کہ کسی جنابی نفرین کے لحاظ سے۔ چونکہ ویدوں میں سوسے ایک آریہ و ہرم کے
کے اور کسی مذہب کی تردید و تکذیب نہیں ہے۔ اس سے یہ ہم پر ہے۔“

ہے کہ اس وقت دنیا کے صفحہ پر کوئی مذہب موجود نہ تھا۔ مان پرانا مسرب شکستی مان نے اپنی سر و کلمے حق کی پوری و کامل تشریح کر کے محبت ساطع و بران قاطع سے ثابت کر دیا ہے کہ اس کے بخلاف تمام ناحق سے اجتناب کرو اور اس شہرہ فیض سے نزاعت و ملکوتی

بطنی سے سیراب کرو
सजात् भर्माश्च दधान श्रोजः पुरो
विभिन्नचरदिदासीः । विहानवमिन्द्रस्य
वेदेतिमसायं सहो वर्धया घुमनमिन्द्र ।

تیسرے گروید منڈل ۱۔ سکت ۳۰ کا منتر ۳ ہے۔ پریشود فرماتا ہے۔ کہ سینا کے سوا کسی سنسکرت پران میں ان کے دواں کر نیوالے دواں کو چاہئے کہ ملکی حفاظت و بچاؤ کے واسطے۔ دیویو یعنی دشت لوگوں کو جو بادلیوں میں دناش کرتے ہوئے وچرتے ہیں۔ منراے کافی دینے کے کارن شک کے بڑھنے (یا) اس کے قائم کرنے والے بھرتیاد کو پراکرم سے مل میں لائے اور آریکم یعنی سرشٹون کے بل میں کی سہاتیا کرے۔

یہ منتر راج نیت و دنیا کے متعلق ہے۔ خلاصہ مطلب اسکا یہی ہے کہ "راجہ کو ملکی انتظام میں دہراتا اور اچھے کام میں پرستی کرنے والے کی سہاتیا کرنی دشتون کو منرا اور سرشٹون کو جزا دینی چاہئے" ہر چار وید مقدس میں چند مقام پر آریہ نام موجود ہے مگر دانا کے واسطے یہم و نو ثبوت کافی ہیں کہ وید کے مننے والے بلکہ وید وکت دہرم والے کا نام آریہ ہے۔ تعصب و طرفداری سے وید سراپا مبراہین۔ اور جھوٹے افواہ و طوفانی بیانیوں سے مترا۔ اب اسی کو منوسمترتی سے بھی ثابت کرتا ہوں اور پھر موجودہ تواریخ سے شہادت دوں گا۔ منوسمترتی کے ادھار ۲ کے شلوک ۱۷-۱۸-۱۹۔

۲۰-۲۱-۲۲ میں مفصل مالی اسکا وچ ہے:
सरस्वती दधत्ते
देवनघोर्यदंतरम् तंदेवनिर्मितन्देष्टव

۱۰. تاسمیدے پو ی آقا
 ۱۱. تاسمیدے پو ی آقا
 ۱۲. تاسمیدے پو ی آقا
 ۱۳. تاسمیدے پو ی آقا
 ۱۴. تاسمیدے پو ی آقا
 ۱۵. تاسمیدے پو ی آقا
 ۱۶. تاسمیدے پو ی آقا
 ۱۷. تاسمیدے پو ی آقا
 ۱۸. تاسمیدے پو ی آقا
 ۱۹. تاسمیدے پو ی آقا
 ۲۰. تاسمیدے پو ی آقا
 ۲۱. تاسمیدے پو ی آقا
 ۲۲. تاسمیدے پو ی آقا
 ۲۳. تاسمیدے پو ی آقا
 ۲۴. تاسمیدے پو ی آقا
 ۲۵. تاسمیدے پو ی آقا
 ۲۶. تاسمیدے پو ی آقا
 ۲۷. تاسمیدے پو ی آقا
 ۲۸. تاسمیدے پو ی آقا
 ۲۹. تاسمیدے پو ی آقا
 ۳۰. تاسمیدے پو ی آقا
 ۳۱. تاسمیدے پو ی آقا
 ۳۲. تاسمیدے پو ی آقا
 ۳۳. تاسمیدے پو ی آقا
 ۳۴. تاسمیدے پو ی آقا
 ۳۵. تاسمیدے پو ی آقا
 ۳۶. تاسمیدے پو ی آقا
 ۳۷. تاسمیدے پو ی آقا
 ۳۸. تاسمیدے پو ی آقا
 ۳۹. تاسمیدے پو ی آقا
 ۴۰. تاسمیدے پو ی آقا
 ۴۱. تاسمیدے پو ی آقا
 ۴۲. تاسمیدے پو ی آقا
 ۴۳. تاسمیدے پو ی آقا
 ۴۴. تاسمیدے پو ی آقا
 ۴۵. تاسمیدے پو ی آقا
 ۴۶. تاسمیدے پو ی آقا
 ۴۷. تاسمیدے پو ی آقا
 ۴۸. تاسمیدے پو ی آقا
 ۴۹. تاسمیدے پو ی آقا
 ۵۰. تاسمیدے پو ی آقا

۱۶۔ مہاراج متوفی تھے مین کہ سرسوتی اور ورشدونی جو دو دیوتوں کی نیاں ہیں۔

انکے درسیانی ویش کو برہم ورت کہتے ہیں۔

۱۸۔ تمام باشندگان خطہ پاک مقدس آریہ ورت اپنے دہرم کرم کو اپنے رسومات دینی اور دنیاوی کو برہمنوں یعنی وید کے جاننے والوں سے اخذ کریں یا پھر حکم حاصل کریں۔

۱۹۔ آریہ ورت کے قرب و جوار میں آریہ ورت اور سورسینگی جو ملک ہیں وہ برہم رشیوں کے ہیں اسوجہ سے ان ملکوں کو لوگ متبرک جانتے ہیں۔

۲۰۔ جملہ ورنوں اور ورن آشرمن کا میوہ اس ملک میں قدیم سے جاری ہے (سنو جیو فراتے ہیں) کہ تمام دنیا کے لوگ اس ملک کے فاضلوں سے تعلیم حاصل کریں اور یہاں کے لوگ مختلف ملکوں میں جا کر ست دہرم اور دتیا کا پرچار کریں۔

۲۱۔ ہاچل اور ہندوچل کے درسیانی اور ورتس کے مشرق کے جانب اور یریاک کے مغرب

۲۲۔ سرسوتی کے اوپر ایک چھوٹا شہر کیوت ملک آریہ ورت کے لوگ یہاں میں ہر کو فاضل ہو جاوے اور بڑے بڑے حکم کی

سمت جہلمک آباد میں اُنکو مدہ ویش یعنی مالک متوسل کرنے یوگ میں ۔

۲۲۔ بحرِ شرقی سے بحرِ غربی تک اور ہمالیہ اور ہندو اُچل کے وسط میں جو ملک آباد ہیں انکو عموماً آریہ ورت کہتے ہیں۔ آریہ ورت دو شعبوں بنا ہے۔ ایک تہہ دوسرا ورت لینے آریوں کے نواس کا استہان یا آریوں کے رشتہ کی جگہ۔ آریہ قوم کی تعریف منوجیوتے یہ کہ ہے

कर्तव्यमाचरन्कामाः अकर्तव्यमनाचरन्
निष्टति प्रकृत्वाचारे असावायं इति स्मृतः

گر گرنیکے لائق اعمال کا کرنا۔ اور نہ گرنیکے قابل افعال قبیحہ کا نہ کرنا جسکا طبعی خاصہ ہو وہ
آریہ ہے۔ حال کے جغرافیہ دان اگر ذرہ غور سے دیکھیں تو بخوبی جان لیونگے۔ کہ اُس زمانہ
کی تقسیم سے اس وقت کی حدیث کا اتنا بڑا تفاوت نہیں ہے۔ منوجیو تمام سمرتی میں اکثر مقامات
پر آریہ حدیث اور آریہ قوم ہونے کا ذکر فرماتے ہیں بلکہ وہ خود مہاتما آریہ ہونے

شاگردی سے خواہو گھبراؤ، نو ذیشان کا وزیر بزرگ جہر میان کی راج نیت کو ہنسنے لگا کیا اور اسی چمکدہ مذاکرے
نو ذیشان عدول نامی ایام کتاب سے نواز اسے پہلی تحریر ہی کے بعد ایک سنگت میں جو بزرگانہ ہمت شہرہ ہوئے، فیثا غوث
یا سنگت میں سے یوں چارج ہو کر تین سال کی فتنی سرکاری کامیاب اور کئی سال کی پختہ زندگی شاگردی کے کوسا میں قطعہ میں کیا گھلایا
یہی یوں چارج آواگون کی کتابوں کے ترجمہ ازل ہے اور اسے سنگت کی دولت یارانہ صورت نامی و فیو کی طرف اس سال سنگت میں
ہوئی۔ یہ وہی حکیم ہے جس کے مرنے کے بعد کوشا گروں کے شاگردوں کی مکلفات میں جا کر تندرہ و فتنائی اور خلق و اتحاد
کی انیمک سائل کو اور وہی آید ورت میں انکا اہم کیا گو کہ غی خاص ہے۔ اس طرح اس چلا گیا اور یہاں ان کو دل ہی میں
غرض کیا یہ سلسلہ اور پیش کا برابر جینی جو کے حق تک سہ۔ چنانچہ خود بایں جی کا پاناں (ایک) پھوٹس
(یو پ) چین۔ جاپان۔ ایران وغیرہ ملکوں میں جا چکا حال بہت سی بریک تواریخ و دلائل واضح ہے کہتا ہے
جینی جی صاحب ہی ایک مرتبہ یہ دیکھ کر اُپدیش کیا اور ایران و عراق و ایران و غیرہ کی طرف گئے اور لوگوں کے مختلف شکوک و
فرائز پر علم جبارانی میں پہنچی اور ایک نہایت ہوشیار ہوا کرتے تھے اور توجہ کیسے طویل ہو جائے اور دوسرا مذکور
جانو تھے علم انہیں پیش کیا گنت ہی اسی ملک سے ازل میں گیا اور یہاں سے مصر و لبنان میں روج ہوا۔

کا فخر ظاہر کرتے ہیں اگرچہ اور تمام مرتبین نے دنیاوی قانون منو کے بعد تصنیف میں
گزشتہ مرتب لفظ آریہ دھرم اور آریہ سنسٹان ہونے کے اقوال ہی میں۔

نکتہ

ایک فاضل سے کسی نے سوال کیا۔ کہ سوامی دہاندہ سرتی جی کہتے ہیں کہ یہ ملک
آریہ وبت ہے اور یہاں کے باشندے آریہ ہیں۔ سلمان وغیرہ لوگ کہتے ہیں کہ ملک
ہندوستان اور ساکنان ایک ہندو ہیں جبکہ معنی چور ورتن و غلام کے ہیں۔ اصل
سلب اس کا کیا ہے اور درست کون ہے اور کس طرح اپنا چاہئے۔ اُسے جواب دیا۔ کہ بھائی
جب تک و دیا کا زور شور۔ ایجاد و ن کی ترقی۔ ست دھرم کی طرف توجہ۔ وید مقدس پر
عملہ آمد۔ بناؤئی توہمات سے رستگاری۔ ایک پریشکر پرستش جاری رہی۔ گو عالم
باعمل۔ اور بلار و رعایت کے پڑھنے پڑانے والے رہے۔ تب تک یہ ملک ریڑت
اور یہاں کے باشندے آریہ یا راج ہے۔ گو جب سے انہوں نے طوق غلامی پہنا۔ تب پرستی
اختیار کی ایک کو چوڑ۔ ایک مرد و ن شہید و ن کے بندے بن گئے۔ ہزاروں لاکھوں
اور کرڈ و ن کے آگے سر جکبانے لگے۔ اصلی کتابوں پر نقلوں و رسالوں پر ویدوں پر
پورائوں کو ترجیح دی۔ تب سے ہندو بن گئے۔ اور ملک ہندوستان۔ دمی بھی نجا اور
دعا علیہ بھی۔ جو شام صاف قاضی ہے۔

آریوں کے قدیم ہوسکا تواریخی ثبوت

اب تواریخ پر غور کرنی چاہیے۔ لیتھرج صاحب کی انگریزی تواریخ ہند بطور مشاعر
کے صفحہ ۱۶ سے ۲۶ تک آریوں کی تاریخ ایک مختصر پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ آریاؤں کے نزدیک
وید کی کتابیں شاہت متبرک ہیں۔ ہندوؤں اور اہل فرنگ و اہل روم وغیرہ کے بزرگ

آریاتھے۔ غرض آریہ قوم دریا سے سرسوتی اور نیر پنجا ب کے اور دیائوں کے کناروں پر گئی۔ سوہن تک آباد رہی۔ اُس زمانہ میں انکی حکومت کسی مہاراجا یا حاکم خاص سے متعلق نہ تھی بلکہ ہر ایک گہرائے کا بزرگ ہی اپنے اپنے خاندان کا سردار ہوا کرتا تھا۔ اور وہی اُس گہرائے کا پرہت یعنی پیشوائے دین بھی ہوتا تھا۔ آریہ لوگوں کو جب کبھی ضرورت پڑتی تھی تو وہ وحشی باشندوں سے لڑا ہٹرا بھی کرتے تھے اور چونکہ آریہ لوگ انکی نسبت بہت بہتر اور ہتھیار بھی عمدہ رکھتے اور زرہ بکتر لگاتے تھے اسلئے اپنے مخالفوں پر فتح پاتے تھے آریہ لوگ روز بروز زیادہ اہم اور زیادہ ہوتے گئے۔ آخر یہ ہوا کہ جو میدان پنجاب سے بھی زیادہ نہ نیر اور گنگا اور اُسکے معاونوں سے سیراب اسکے فتح کرنے پر انہوں نے کمر باندھی۔ آخر دشمنوں نے وحشی لوگوں کو ہکا بکا بہت سی جہت فراہم ہو جانے سے بڑے زبردست ہو گئے آریہ لوگ آریہ سرسوتی کے درمیانی ملک کو برہم ششی دیش۔ اور جو ملک اُسکے مشرق میں الہ آباد تک ہے۔ اُسکو مدہ دیش۔ اور سارے ملک کو آریہ ورت کہا کرتے تھے۔ آریہ لوگوں کے بعد مہاراجہ ارجن دجی نے جنوبی ہند۔ جزیرہ لنکا چمک کر کے اُسکو فتح کیا۔ پڑیاؤں کی نسبت یونانیوں نے لکھا ہے۔ کہ ایشیا کے ملکوں میں جب قدر قوموں سے ہلکا کام پڑا۔ اُن میں آریہ لوگ زیادہ بھارت تھے۔ اور وہ زبان کے بھی بڑے پتھے تھے۔ انہوں نے انکی نسبت یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وہ شراب کباب نہیں کھاتے پیتے تھے۔ اور ہر ایک امر میں میاں درواور صلح اندیش ساوگی اور دیانت میں مشہور اور عدالت میں رجوع کرنے سے نفور تھے۔“

تاریخ ہندوستان کے صفحہ ۵۶ میں مورخ تحریر کرتا ہے کہ ”ویدوں کا مقدمہ مذہب ہے۔ کہ خدا واحد ہی چنانچہ اکثر مقامات پر وید میں روح ہی کہ حقیقت میں صرف ایک طا واحد ہے جو سب اعلیٰ و برتر روح تمام عالموں کا مالک ہے اور اُسی نے سب عالم پیدا کیے ہیں۔ برہما۔ وشن۔ شیو کا بہت کم ذکر پایا جاتا ہے۔ اور انکو کچھ نفیت نہیں دی گئی اور نہ وہ پرستش کے قابل سمجھے گئے۔“ مورخ کا لہروک صاحب فرماتے ہیں کہ کچھ کو ویدوں

میں کوئی ایسا مقام نہیں ملکا۔ جس سے ان تینوں کا اوتار ہونا ثابت ہو۔ رگ وید کے ایک منتر کا ترجمہ بھی (وید وکت تو حید کے ثبوت میں) ہم تو رخ شہادتاً پیش کرتا ہے۔ کہ بڑا ناما کمال صدق و عینِ مُستتر ہے۔ اُنکی ذات بیشل و غیر فانی ہے۔ وہ واحد حقیقی ہے۔ زبان کو اُسکے بیان کی طاقت ہے۔ اور نہ عقل کو اُسکی اور اک کی قدرت۔ وہ سب میں حیاں اور سب پر غالب ہے۔ اپنے علمِ جید اور حکمتِ غیر متناہی سے سرور ہے۔ زبان اور مکان سے منزوع ہے۔ اُسکے پاؤں نہیں مگر بہت تیزی سے چلتا ہے۔ اُسکے ہاتھ نہیں لیکن کل عالم کو اٹھائے ہوئے ہے۔ درئے انگوہوں کے سب خیروں کو دیکھتا ہے۔ اور بغیر کانون کے ہر آواز کو سنتا ہے۔ بلکہ سمجھتا ہے۔ اور کسی سمجھانویا کا محتاج نہیں۔ پیدا کرنے والا بچا نیوالا۔ اور کل اشیا کی صورت پلٹنے والا وہی ہے۔

اُسی تاریخ کے صفحہ ۹۱ پر آریوں کے عام حالات یونانیوں کے مقابلہ کرتا ہے۔ اگرچہ اُن دنوں تو قویوں کے قوانین۔ اور انتظام کے طریقہ اور نہرومن کی کیفیت اور عام تہذیب اور شائستگی۔ اور قانون کی پابندی کا مقابلہ کیا جاوے۔ تو ظاہر ہوتا ہے کہ آریہ لوگ یونانیوں شائستگی اور تربیت میں بہت بڑے ہو گئے تھے۔ آریوں کے ملکی جے بنسبت یونانیوں کے بہت کم ناشائستہ تھے۔ اور وہ یونانوں سے بہت ترحم کے ساتھ سلوک کرتے تھے۔ اور ہر قسم کے علوم میں انکو بہت زیادہ ترس تھی۔ اور خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کے علم کی روشنی بھی اُسی زمانہ میں ایسی انکو حاصل ہو گئی تھی۔ جس میں ایتھنز کے اعلیٰ ترقی کے زمانہ میں وہ ان کے نہایت بڑے عقل۔ اور دانا آدمیوں کے دلوں پر بہت قصوٹی چلی۔

لیتھرج صاحب کی تواریخِ ہند سے یہ بھی واضح ہے۔ آریہ لوگ قدیم سے فلسفی کے شوقین ہیں۔ اور فلسفہ اور تندرہ اور طبعیات کے اُتار اول میں ہیں۔ چھ مختلف وقتوں میں چھ فلاسفی انکی بن تصنیف ہوئی ہیں اور وہ یہ ہیں۔ اول سانگھہ درشن جس کا مصنف پگل۔ دوم لوگ درشن جس کا مصنف پاتنجل۔ سوم نیارشن جس کا مصنف گوتم۔

چہارم و شیشک جکا مصنف کتاوہ پھر میانسا جکا مصنف جمنی ششم و یات جکا مصنف بیاس ت

بموجب تشریح بالا ہر ایک بدعنوان یعنی صاحب علم و عقل جان سکتے ہیں کہ آریہ و ہرم آریہ قوم اور انکی پٹکین وید مقدس ہے قدیم ہیں۔ کیونکہ پٹکین میں ہے حق میں غیر قوموں کی ہیں۔ پس انصاف کریں کہ آریہ و ہرم و آریہ قوم کس عظمت و شان کے لائق ہے

اب ہند و لفظ کی نسبت کچھ ہمزاسا ذکر کرنا خالی از لطف نہ ہوگا کہ آیایہ لفظ کس زبان کا ہے۔ اور کن پٹکون میں اسکا اندراج پایا جاتا ہے۔ اور کون کون سا استعمال کرتے ہیں سنسکرت لغات میں ہند و لفظ کا نام و نشان نہ درود ہے اور نہ اسکے کچھ معنی بن گئے ہیں۔ وید کے مقدس سے لیکر اجماع بھوج کے وقت کی تصنیف شدہ پٹکون بلکہ ۱۰۰ برس کی مصنفہ کتابوں میں نسبت نارائن کی کتاوہ و گیش مہاتم کو نہایت بھی یہ لفظ کسی سنسکرت پٹک میں نہ درود ہے۔ اور فارسی لغات کو دیکھنے سے اس کے معنی چور سیاہ وغیرہ کے پائے گئے دیکھو غیاث اللغات ردیف (۵) ہند و منسوب بہ ہند درین لفظ او برے نسبت است و این نسبت خصوصیت بذوقی العقول اور دہ لفظ ہند و در محاورہ فارسیان مجھے دزد و درہزن و غلام سے آید از غیابان۔ و ہند وزن زن ساحرہ را گویند از سکندر نامہ۔ فارسی کی کتاب ایسی کوئی شاذ و نادر ہوگی جس میں اس لفظ کو برے طور پر استعمال کیا ہو۔ گشتن سے لیکر بدر چاچ و وژہ ناوری وغیرہ تک ہر جگہ انہیں معنوں میں بلکہ اس سے بھی رذیل معنوں میں استعمال ہے۔ پس زیادہ تحقیق و تمیز کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایک طرف سے محض انکار اور فریٹان کی اقبال و اقارب جس سے ہر طرح ثابت ہو کہ یہ نام ماہی و اسطر بلبلچہ بادشاہوں سے وضع کیا جاتا۔ آریہ مجھے سرشٹ و نیک و خدا شناس اور سماج یعنی مجلس یا نشست گاہ۔ باہمی دونو

لفظ مکر آریہ سماج کے معنی ہوئے۔ وید کے پیروں یا خدا شناسوں یا نیکیوں کا طبقہ جس سے کوئی جائے اعتراض نہیں ہے۔ انہیں معلوم کہ وہ کونسا امر ہے جو امر چھوٹا ہو کہ خلاف وید مقدس کرتے ہیں۔ میری خیال میں تو ایسا کوئی امر نہیں ہے کہ جسکی ہدایت وید نہ بتلاتے ہوں مگر آریہ لوگ مذہبی طور پر اسے بجا لاتے ہوں۔ معترض نے یہی کوئی بات نہیں بتلائی جسکا جواب دینا ہمارے ذمہ ہوتا۔ اس واسطے دعویٰ بلا دلیل خود مدعی کی تذبذب ہے۔ جسے کسی طرح حاجت تفصیل نہیں۔

رگ وید۔ یجورید۔ شام وید۔ اتھرو وید میں ہر ایک امور دہائی و جسمانی کی اس خوبی سے ہدایت ہے۔ جو کسی طرح محتاج کمزوری و شکایت نہیں۔ مان گئی ایک ایک شرتی حق پسند طبیعتوں صداقت کے طالبوں کو رہنمائے سعادت ہے۔ انہیں تو امور کا پورا اظہار الہام کا دار و مدار ہے۔ اور ادھور اونا کامل نہ ہوڑنا اسکی کلیت کا اظہار بلکہ اختصار ہے۔ رشتہ چھ۔ ایتھری۔ سام و دمان اور گوتھ ان چار پرہنوں میں وجودیک تفسیر میں (بھی مفصل تشریح و توضیح اصول آریہ دھرم کی موجود ہے۔ کہت و رشتوں (یعنی چہ شاسترون) اور دس اپ نشدون میں بھی انہیں اصول پر حکما آریہ ورت کے ویاکھیان مذکور ہیں جنہست دہرم کی صداقتوں کے ظہور میں۔

قولہ۔ وہ ہنیت مجموعی کسی قدیمی ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے۔

اقول۔ ہندو مذہب کی قدامت کی نسبت سوائے اسکے میں کیا کہوں۔

یکے برسرِ شاخ ہوں بے برید خداوندِ بستان نگہ کر دو دید

جھٹکا کہ این شخص بد میکند نہ با من ولیکن بخودے کند

حضرت آپکا سوال ہر ابا غلط بلکہ وہم و خیال ہے۔ قولہ اور نہ کسی وید بہاش اور نہ کسی شاستر میں کچھ ایسی طور پر انکا پتہ ملتا ہے۔ اقول معلوم نہیں کہ لکھوتہ خدین ملتا۔ آیا مرزا غلام محمد صاحب الہامی کو یا مسکرت کو فاضل شہ تو نکو۔ اگر شت ادا ہے

تو بالکل تسلیم کے قابل ہے اور اسکا علاج لیاقت کا محتاج ہے۔ مزار صاحب مندرکت شخص لاعلم اور نا آشنا بن پس انکو وید بھاش اور شاسترون سے پتہ ملنا سربا بھول و خطا ہے۔ اور اس باتین انکا معترض ہونا جحد کہوں اسی قدر نا روا ہے۔ اگر شق ثانی ہے۔ تو مخض دانی ہے۔ یکجا لکھ دیکھ نہ ملتا۔ تو لاکھوں علماً و فضلاً کیوں ایک غریب فقیر سنیسی کے پیرو ہوتے اور مولوی محمد قاسم و سید ابو منصور جیسے کیوں پشیمانی میں سر دہنتے اور روتے۔ جس شخص نے صدق دل و نگاہ خود سے ست دہرم و چار میل چاند پور اور سیاست میک مباحثہ بریلی۔ اور سوال و جواب مباحثہ بالندہرم و شاستر تھکا کانشی وغیرہ مباحثات سوامی جیو مہاراج کے دیکھے ہوں وہ سوامی جیو کی حق بیانی اور درُفثانی کا قابل و مقرب ہو سکتا ہے۔ ہم اس مقام پر ناظرین حق پسند کو اسطے چند سطرین خصوصاً پیش کہہ کے اُنکے مطالعہ کی انصافانہ طور سے سفارش کرتے ہیں +

منقول از مباحثہ چاند پور

”واضح ہو کہ یہ سید صرف دور و زرب۔ قبل شروع ہونے میل کے بعض ”مولوی“ صاحبان نے سوامی بایند سستی جیو کے ڈیرہ پر شریف لجا کر فرمایا۔ کہ بہتر ہو اگر اہل منہو۔ اہل اسلام ملکر داپر لین کے مذہب کی تردید کریں۔ سوامی جی نے فرمایا کہ اس سلیسین مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی کیسی طرف داری نہ کری۔ بلکہ میری سمجھ میں تو یہ اچھی بات ہے کہ ہم اور مولوی صاحبان اور پادری صاحبان تینوں محبت سے ملکہ ست کی تحقیقات کریں کسی سے بظلمانی کرنی واجب نہیں۔“ واماؤن نے سچ کہا ہے۔

بنائے کار بندہ بر ثبات و امین باش کہ ہر بنا کہ براصل امت پائیدار بود
در تردد رہ نہات مدان بیخ فصلت بہ از ثبات مدان
میل داری بر رفت مدجات مد معالی ثبات و رز ثبات

ناظرین! کیا ایسے موقعہ پر سوامی جو کدہستی اور دستِ ہر کم کی طرف قائم ہو کر کپٹ اور فریب میں شامل ہونے اس بات کو ثابت نہیں کرتا۔ کہ جو ہر صداقت کی پوری چاشنی انہیں حاصل ہو چکی تھی۔ اور غیر حق سے انکی طبیعت قطعی ہنر لیتی تھی۔

مرزا نے جقدر توہمات کا طوفان اٹھایا۔ اُسکو طوفانِ لوح سے بھی بڑا دیا۔ اور اگر سچ پوچھو تو رہتی کا خون بہا دیا۔ قولہ ”بلکہ نخلہ ان ذخیرہ متفرق خیالات کے کچھ تو پنڈت دیناند صاحب کے اپنے دل کے بخارات ہیں اور کچھ ایسے بجا تعظیفات ہیں کہ کسی جگہ سے سر اور کسی جگہ سے ٹانگ لی گئی ہے۔ غرض اس قسم کی کارساز یوں سے اس فرق کا قالب تیار کیا گیا ہے“ اقول مرزا صاحب اسلامی تصب کی بخارات نکالنے سے باز نہیں ہتھ اور اسی جوش میں جو مونہہ میں آنا ہے کہتے ہیں۔ حضرت گھبرائے نہیں۔ یہ پنڈت جی کے دل کے بخارات نہیں ہیں۔ بلکہ صداقت کی احکامات اور دید مقدس کی ہدایات ہیں۔ ست شستر دن کے فزان میں اور علمی وقایع کے بیان۔ بدعات سے ہمیں نکلی نفرت اور توہمات سے قطعی پرہیز ہے۔ بجا تعظیفات کا انام لگانا اور کارساز یوں کا اتہام جتنا آفتاب کو دامن سے چھپانا اور چاند پر گرد آنا ہے۔ مگر حقیقت آپکا ذرہ قصور نہیں صرف مذہبی تعصب کا فتور یا اسلام کا الہامی نور ہے جو آپکو حق کی جانب سے روکتا ہے اور ناحق کے گرداب میں جھوکتا ہے۔ پس واجب سمجھتا ہوں کہ آپکو اسکا جواب باصواب گوشگزار کروں اور تمام دفتر منقولات کو آپکے روبرو دہرون مضامین چورانا اور مرغی کا سر اور ٹانگ اوڑھنا کسی آؤڈ کا شیوہ ہے نہ کہ سوامی جو کا غور سے مطالعہ فرمائے۔

موسیٰ و اسماعیل و اسحاق و ابرہیم و توط و یوسف و یعقوب وغیرہ کے قصبات کو توریت موسوی سے اڑایا۔ داؤد و سلیمان ایوب وغیرہ کے واقعات کو متواتیل اور ایوب کی کتابوں سے حفظ فرمایا۔ آدم و حوا۔ اوٹھطان کر و فلانیکی حکایت کو کلاموت

اور موسیٰ کی پیدائش کی کتاب ہے جو ریا۔ ابراہیم کا بتو کو توڑنا اور جنات کے قصے فرشتوں کا ذکر
سوال جواب قبر اور جہنم کا سات حصہ پر تقسیم پانا۔ قیامت کے روز ماتہ پانوں بن فیضان کا
تکلم میں آنا اور شہادت دلوانا غسل اور طہارت و تیمم اور روزہ کہونے کا بیان یہ سب
یہودیوں کی حدیثوں اور تواتر سے نکلوایا۔ چنانچہ طالموت و تیدارس و صامین مذکور میں
جو اس ظلمت کے دور کر نیکی واسطے منبر لائے ہیں۔ عیسیٰ کا بندہ و لے میں باتیں کرنا۔ اور
لڑکپن کے مجھے جو آل عمران اور یحییٰ اور یحییٰ کی سورتوں میں ترقیم میں اور اسی طرح
اصحاب کہف اور قصہ رفیم چکا سورہ کہف میں بیان ہے وہ محمد نے عیسائیوں کی
احادیث سے لیکر قرآن میں لکھوایا۔ چنانچہ افزایم نامی کتاب اور انجیل طفولت میں فصل
درج میں نیز ان اور پھر اٹکی باتیں قدیم آتش پرستوں کی حکایتوں سے اخذ کی گئی ہیں
اور حمید نامی کتاب سے چھانٹا گیا ہے۔ کتبہ اور آداب حج قدیم قریشی اور بت پرستان عرب
سے اور بت المقدس کی تعظیم کا عیسائیوں اور یہودیوں سے رواج پایا۔ خضر کا قصہ جو
کہف میں ہے وہ بھی یہودیوں کی حدیثوں کا جوڑ توڑ ہے۔ لقمان اور سکندر کے قصص نے
(دور از قیاس) یونانیوں کی تواریخوں سے۔ جلوہ دکھایا اور کچھ سنی سنائی باتوں پر عمل
فرمایا۔ اور باقی امورات خانگی و جنگ و جدال روزمرہ کو بھی عروس خیال سے درست
کر کے با محاورہ بنایا۔ غرضیکہ مختلف قصہ جات و فسانہ جات کو سوانہ پر خانگی واقعات
کے جمع کرایا اور کچھ مطالب محاورہ عرب کے قافیہ ملا کر اپنے سفری خیالات کو بھی ساتھ ملا یا۔

بند: ایک فلاسفر فرمایا ہے کہ یقین ہو کہ موسیٰ و عیسیٰ و محمدی زہد کی بنیاد آتش پرستوں کا مذہب ہے جو قائم رہی
ہے کیونکہ شیطان جبرائیل کا وجود یارینیوں سے ہوا۔ اور وہی (شیطان جبرائیل) انکی کتابوں میں موجود
ہیں۔ تصدیق اسکی کتاب سفر نکات ساری جو خوبی ہو سکتی ہے پہلے کہو خیال آتا کہ پیغمبری کی بنیاد کو موسیٰ
نے قائم کیا۔ مگر اب کتابوں میں صاف ظاہر ہے کہ اس قودہ طوفان کے برابر کئی نئے آتش بخت میں
کوئی ان (آتش پرستوں) سے بھی پہلے ہو گا۔ جسکی نقل انہوں نے کی۔

گویا اسی طرح کہین کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بہانہ ہی لئے کنبہ جوڑا۔ ذرا غور سے دیکھ اور انصاف سے بیان کر۔ کہ اعتراض کس پر عاید حال ہے۔ کہ کمال کا سازین ہوتا کیا گیا۔ اور کون کتاب الہام ذو الجلال ہے۔ کون بہ ذخیرہ متفرق خلیات کا ہی اور کون پڑتا کی خلیات بنایا گیا۔ اب ہر ایک نامہ و انصاف پسند جان سکتا ہے۔ کہ ان قصص جات کے مجتمع کرنے کی واسطی کون سی الہام کی درکار ہے۔ اور کس نئی بات کا ان کتابوں سے بٹھکر قرآن میں انھار ہے۔ اگر کوئی بات ایسی ہے جو ان کتابوں میں ملے نکلے ہے اور قرآن اس بارہ میں فصیح البیان بلکہ طب اللسان ہے۔ تو جسطرح ہو سکے ضرور دکھلا دیں اور پھر قرآن کی شان کو بڑا دیں ورنہ تواریخی طور پر بھی۔ قرآن قابل اعتبار نہیں چھ جائیکہ الہامی قرار دیا جاوے۔

قولہ اور پہلا اصول اس فرق کا یہی ہے۔ جو پر مشورہ روحان اور احسام کا خالق نہیں بلکہ یہ بہ پیڑین پر مشورہ کھچ قدیم اور نادہی اور اپنے وجود کے آپہی پر مشورہ ہیں۔

اقول۔ آریہ سماج کا پہلا اصول یہ نہیں ہے۔ بلکہ کوئی شخص جو آریہ سماج سے ذرہ بھی واقفیت کہتا ہے۔ اپنی منہ پر تکذیب کریگا۔ اور آریہ سماج کے اصول دیکھنے سے آپ کو خود ہی شرمندہ ہونا پڑیگا۔ کہ آپ کے اعتراضوں کی خدا کے فضل سے بہ نسبت ہی غلط ہوئی۔ سچ ہے دھوکہ دینا اکی نام چڑ اور فریب بازی آپ پر اختتام ہے۔ آریہ سماج کا اصول نہرا یہ ہے۔ ”ست وقیا اور دویا سے جو پداتھ جانے جاتے ہیں ان سب کا آدمی مول پر مشورہ ہے۔“ مگر

کھراست در طریقت ماکینہ داشتن ۞ آمین بابت سینہ چو آمینہ داشتن
آریہ سماج کا وید وکت ریت سے یہ نہنچا ہے۔ کہ انیشرید پوسے سرشی رچتا۔ پالن کرتا۔ اور پرے کرتا ہے اور اسی طرح کرتا رہے گا کیونکہ اُسکے گُن کم۔ سہاوانا دی ہیں

رگ وید میں حکم ہے۔ - **सूर्याचन्द्रमसौ धा यथा ह**
वमकल्पयत् दिवम् एषिबीजान्
पितृमथोसः । ३० अ० ८ अ० ८ व० ४८ ।

پیشور جیسے پور وکلب میں سورہ۔ چندر و دوت۔ پتھوی تانتکھ اودی کو بناتا ہوا ویسے
 ہی اب بنا کر ہیں۔ اور اگے بھی ایسے ہی بناویگا۔ پیشور کرنا دی ہونی کرنا دی کی کال سے تمام جگت
 بنا بھی ضروری ہے۔ گن۔ کریم۔ تہاؤ کے انادی ہونے سے۔ پس یہ مقدس کا حکم ہے
 کر پڑتا انادی زمانہ سے جگت کا کرتا ہے۔ اور صدائے منتر ویدون میں سرشی کی پیدائش کے
 بارے میں دین۔ کہ پیشور ہمیشہ سے اُسے پیدا کرتا۔ دہرن کرتا اور ناش یعنی پرلے کرتا
 چلا آیا ہے اور اسی طرح ہیکا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ سے موصوف بصفات مذکورہ ہے۔ اور اسی کو
 آریہ لوگ مانتے ہیں۔ مگر محمدی لوگوں کی طرح اُسکو ۵ یا ۶ ہزار سال سے خالق و رازق دلائل
 رحیم عادل و دور مطلق نہیں مانتے اور نہ ان سالوں سے پہلے اُسکو معزول و مجبور ان تحریر میں
 کیونکہ یہ عقیدہ اُسے نہ کوہیدہ ہو اور اُسکا مانتے والا یہ حائرک گامی ہوتا ہے۔

اس کے بعد ضروری معلوم ہو گا کہ روح کے انادی ہونے پر چند دلائل ارقام کیجیں وہ وہاں

علوم متعارفہ

- (۱) جو چیز جہاں ہوتی ہیں۔ وہی وہاں سے برآمد ہوتی ہے۔
- (۲) جو چیز جہاں نہیں ہوتی۔ وہ وہاں سے برآمد بھی نہیں ہوتی۔
- (۳) جو گل میں ہوتا ہے وہی اُسکی جڑ زمین میں بھی ہوتا ہے۔
- (۴) جو گل میں نہیں ہوتا وہ جڑ میں بھی نہیں ہوتا ہے۔
- (۵) اگر کسی مفاد اربعین کے برابر جھٹے کئے جاویں تو وہ سب آپس میں برابر ہونگے۔
- (۶) اگر کسی زن یا مرد سے کئی چیزیں کیاں تولی جاویں تو وہ سب وزن میں برابر ہونگی۔

(۷) اجتماع ضدین باطل ہے۔

(۸) قدیم چیز کی سب ذاتی صفات قدیم ہوتی ہیں۔

یہ بڑا بڑا کافقہ ہو جاتا ہے۔ اور بموجب (علوم متعارفہ ۴) کے ہر ایک روح خدا شہرتی ہے جو طلاف عقائد فریقین ہونے سے باطل ہے۔ علاوہ برائی طرف لگی جاتی ہے۔ اور آدمی کے نہونے سے خدا منتقم ہو جاتا ہے۔ اور یہ کہ جب چاہا بنالیا۔ یا جسے خدا سرت سرجایا۔ دونوں شکوک باطل ہیں کیونکہ چاہا بغیر خواہش کے نہیں ہوتا۔ اور خواہش پراپت (غیر میسر) کی ہوتی ہے جس سے خدا محتاج و ملکہ و ثبات ہوتا ہے جو بموجب مذہب فریقین کے باطل ہے جبکہ خدا ہے تب سے بنایا۔ یہ انادیت کو ثابت کرتا ہے مگر بنائیکی تردید۔ کیونکہ تقدیم و تاخر صانع و مصنوع میں ضروری ہے اس واسطے بنانا ثابت نہیں ہوتا بموجب (علوم متعارفہ ۲) کے کیونکہ علم و معلوم و عالم لازم و موزوم ہیں اور بموجب (علوم متعارفہ ۹) کو صفت موصوفہ سے جدا نہیں ہو سکتی اور بموجب (علوم متعارفہ ۱۰) کے مخلوقات کے بغیر علم ہو سکتا ہے۔ اس واسطے ثابت ہوا کہ روحین انادی ہیں اور انکی پیدائش نہیں ہو سکتی ہے اور یہی مطلوب تھا +

۳۴ - دعویٰ - نیت سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہستی سو نیتی ہو سکتی ہے اس واسطے روحین "انادی" ہیں -

دلیل - نیت کے معنی یہ ہیں کہ جو کچھ نہیں"۔ اور ہستی کے معنی یہ ہیں کہ جو کچھ ہے" اگر ارواح نہیں تھیں تو وہ ضرور کہیں بھی نہ ہونگی اور بموجب (علوم متعارفہ ۲) کے وہ اس عدم غم سے برآمد نہیں ہو سکتے کیونکہ بموجب حکم (علوم متعارفہ ۱) کے جو چیز جہاں بتی ہے وہی وہاں سے برآمد ہوتی ہے۔ چونکہ روحین اب موجود ہیں اس واسطے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ پہلے بھی کہیں تھیں۔ ورنہ اب بھی نہ ہوتیں اور عدم انپر کسی طرح جائز نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ روحین انادی ہیں۔ نیت سے ہستی میں نہیں آئیں اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصد تھا۔

۳۵ - دعویٰ - روحین ابدی ہیں اس واسطے انکی یا انادی بھی ہیں -

دلیل یہ ہے۔ ابدی ہونا مسلم فریقین ہر اس واسطے اسکی تشریح کی ضرورت نہیں بلکہ وہی کے معنے وہ زمانہ جسکی ابتدا نہ ہو۔ اور آزلی کے معنے وہ زمانہ جسکی ابتدا نہ ہو۔ اب مقام خود ہی کہ ابدی روحیں کیون ابدی ہیں وجوہ ظاہر ہیں کہ (۱) وہ مرکب نہیں تاکہ ترکیب پر موقوف ہو۔ (۲) وہ چتین اور لطیف جو ہر میں اس واسطے وہ مردہ نہیں ہو سکتے علی ہذا۔ اب انہیں وجوہات کو اگر مغلوب کریں تو ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا اماننا صحت پیدا ایش کینض ہر ہے ورنہ جسکی پیدائش نہیں اسکی ابتدا نہیں۔ نہ تو روحیں ترکیب پذیر اور نہ منقسم ہونیوالی چیز ہیں۔ پھر انکی پیدائش کس طرح ہوئی کیونکہ ہر چیز ترکیب پذیر کا اخلال لازمی ہے اور وجود بعد العدم کا نام حادث ہے۔ مگر جبکہ روحوں پر عدم نہیں حدوث بھی لازم نہیں ہوتا کیونکہ بحکم علوم متعارفہ ان کے ناممکن و ممکن ہے۔ جس طرح ایک کنارہ کا دیر یا ناممکن ہے جس طرح آفتاب میں اندھیرا ناممکن ہے ویسے ہی ابدی کا حادث ہونا ناممکن ہے کیونکہ بحکم علوم متعارفہ ذہبہ اجتماع ضدین باطل ہے لہذا ثابت ہوا کہ روحیں اپنی ہی میں ہی مطلوب تھا ۵۔ وعوی۔ روحوں میں فنا موت نہیں اس واسطے روحیں خدا کے قبضہ قدر میں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔

دلیل یہ ہے۔ کہ موت نام روح اور جسم کی جدائی کہ ہے ورنہ موت اور کوئی چیز نہیں اور روحوں کی واسطے بالذات موت نہیں۔ کیونکہ وہ باقی ہیں اور نہ روحوں میں کوئی ایسا مادہ ہے جو کبھی شامل ہوا ہو یا کبھی ان سے اخراج پذیر ہو اس واسطے کہ مادہ جاندار نہیں پس بحکم (۲ علوم متعارفہ) کے اُس سے روحانیت برآمد بھی نہیں ہو سکتی بخلاف ہذا جڑ و چیتن کی ایکتا یعنی وحدت الوجودی ناممکن ہے اور یہ موجب حکم علوم متعارفہ باطل ہے۔ لہذا روح کے بالذات چیتن اور مرگ سے متبرک ہونے اور فنا سے آزاد ہونے کے سبب سے اسکی ابتدا نہیں ماسی واسطے ہمہ وجوہ ثابت ہے کہ روح نامادی ہے اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا ۶

اب مادہ سینے میٹر کے انادی ہونے پر چند دلائل بھی فراہم کرتا ہوں گذارش ہے کہ مزارعہ صاحب اکو بھی غصہ سے مطالعہ میں لاویں اور حق و باطل میں تمیز فرماویں۔

(۱) چونکہ انداغیہ ایسا سواطریہ نیا کائنات سے نکلنا نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی چیز سے وہی چیز نکل سکتی ہے جو پہلے اُنکے اندر موجود ہو۔ اور جو موجود نہ ہو وہی طرح نہیں نکل سکتی (بحکم علوم متعارفہ ۲) اس واسطے مادہ انا دی ہے۔

(۲) دنیا صرف قدرت سے نہیں بنتی ہے اور نہ حکم سے کیونکہ قدرت قادر کی ایک صفت ہے اور کوئی صفت اپنی بنسرف سے علیحدہ نہیں ہو سکتی (حکیم علوم متعارف) حکم نیز محکوم کے محل پذیر ہونا و حاکم بانی ہے۔ اور حکم صرف شبد ہے۔ محبت کا شبد بیخنا ناممکن ہے بلکہ اوہ سے۔ پس اوہ انا و می ہے

(۳) پدارتھ و ذریعے علم نہیں کا پہلا اصول ہے کہ کوئی چیز نیا ہوتی ہے ہستی میں نہیں آتی مگر ہستی سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ **ناستو وی تے भावो ना भावो विद्यते सतः** جو نہیں ہے اُس کا کسی طرح ہوا وینے پر کاش نہیں ہونا اور جو ہے اُس کا ہوا و اصر پر کاش ہوتا ہے۔ ہستی سے ہستی ہوتی ہے۔ اسکے برخلاف ہستی سے نیستی یا نیستی سے ہستی کہہ نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے مادہ انا دہی ہے۔

۴۴) جو وقت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ دنیا کا پیدا کرنا والا خدا ہی۔ توفی الغور وال ہوتا ہے کہ کہان سے اھل کس چیز سے۔ محمدی لوگ اسکا جواب دیتے ہیں۔ کہ عدم میں سے بذریعہ قدرت خود کے بنایا۔ اسپر جب یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ عدم محض سے عدم محض کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا اور عدم پر جو قدرت ہے۔ وہ خود عدم محض کا حکم رکھتی ہے۔ تو جواب یہ بتاتا ہے کہ اپنے سے بنایا اسپر سوال اتنا ہے کہ اپنے سے بغیر اپنے کوئی چیز جانیں نکلتی۔ پس جو اپنی زمین سے ہو وہ اپنا حصہ ہے جس سے دنیا خدا کا ایک ٹکڑو یا کئی ٹکڑے معلوم ہوتی ہے۔ اور بطور شے منوہ از ضروریات جب یہ دنیا خدا کا ٹکڑہ ہے اور بھیاں ہے۔ پس جو چیز خیزین ہے ہی کل میں ہوگی۔ بحکم

(۳۰ و ۳۱ علومِ متعارفہ) چونکہ یہی ادبی بیان ثابت ہے، نظر برانِ خواہی جزہ تسلیم ہوتا ہے کہ روحانی۔
جلائی اور زندہ اور عالمِ کل۔ مگر یہ مسلم ہے کہ خدا زندہ اور جلال والا اور کامل ہے۔ پس دنیا اس سے
نہیں بھلی اور نہ اس کا کمرہ ہے۔ بلکہ مادہ سے بنی ہے۔ اور مادہ خدا کی قبضہ قدرت میں انادی زمانہ سے
موجود ہے۔ قدرت اور علم اور ارادہ قدیم سے بموجب قاعدہ قدیم کہ خدا اسکا بنائو الاخر کیونکہ کوئی
جزہ حاضر خود بخود زبیر بکنتی ہے اور نہ بنا سکتی ہے روحِ حیات اور زندہ اور غیر مرکب ہے۔

نہنہ دینیا سواہی نہنہ دہنیہا وک:
نہنہ دینیا سواہی نہنہ دہنیہا وک:

شسترینہ اسلحہ اسکا کٹا نہیں سکتی۔ آگ اسکو جلا نہیں سکتی۔ پانی اسکو بگو نہیں سکتا اور ہوا
اسکو خشک نہیں سکتی۔ کیونکہ وہ مفرد و لطیف اور زندہ ہے جسے باصلاح حکماریہ سبقت دیتی ہے
وہی انادی و حیات انادی۔ نہ سر پر ہمتا کی مالکیت اور قبضہ قدرت اور حکومت اور عبودیت میں
موجود ہیں اسکا کہ کوئی انوسلہ پاتا اپنی اننت شکستہ ان اور دنیا کا۔ ہی جس سے مختلف اجسام
کو مادہ سے خلقت کر کے جزا و سزا دیتا ہے۔ مان روحین اور مادہ سب چیزوں کے بنائے
علم اس عالمِ اکمل کے گمان میں قدیم اور انادی زمانہ کی موجود اور اشعہ کے قبضہ قدرت و حکومت
عبودیت میں انادی زمانہ سے۔ روحین اور مادہ سب کوئی وقت ایسا نہیں تھا اور نہ ہی اور نہ ہوگا۔
جو یہ اسکا قبضہ قدرت اور عبودیت اور ملکیت ہے۔ ہر جو انہوں پس علم کی وجود میں آنا

خود غلط الا غلط انشا غلط + ہمت این مصنون نہ سترتا پا غلط

اب ناظرین پر یہ امر ہونا چاہیے کہ قرآن نے روح کی بابت کوئی نئی تعلیم فرمائی ہے۔ سورۃ
نبی اسرائیل میں لکھا کہ عن الروح قل الروح من امر ربی یعنی اسے محمد اگر تجھ سے روح کی بابت
سوال کریں کہہ دے کہ اب کفر کا حکم با حکمت۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ روح انادی ہے۔ مگر مجھ
اسان نہیں تھا۔ اس واسطے خلقت کو حیرانی میں لانے کے لیے ثابت ہے کہ جب وہ حکم سے تباہ
کیونکہ خداوند قدیم کا حکم و ارادہ قدیم ہے اور جب یہ حکم ہے تب یہ حکم ہے بلکہ یہی لا۔ مومن مومن

کی خدمت میں حاضر ہو کر دل تصب منزل کی تسلی کرتے۔ تو سرگردانی نہ اٹھانی پڑتی۔ اور بجا آنکی
وقات کے ٹین ٹین کر نیکامو قہ ملتا۔ کسی دانائے کیا چ کہہ ہے

نور گیتی فردِ چشمہ ہو ر خوش نباشد چشم مرثک کور

شور بختان بار زد خواہند مقلان راز وال غمت و جاہ

راست خواہی ہزار چشم حیان کور بہتر آفتاب سیاہ

اگرچہ وہ ہمارا چ رحلت گراے عالم جاودانی ہو گئے۔ مگر انکے نگاہ ہوئے مبارک پودے اب

گلشن شاداب کا حکم کہتے ہیں۔ اور فضل مجددی روز افزون ترقی کر رہی جاب کسی

طرح انہیں باو مخالف سے صدر پہنچنے کا اندیشہ نہیں۔ ہدایات وید مقدس پر اس

جہنستان کی خیابانی ہے۔ اور فضل و برکت مودی حقیقی پر انکی عمر دانی۔ بڑے بڑے فضل

و ظافر من براہمان ہیں اور دل جان سے ست دہرم دید پر قربان ہیں۔

(۱) عالیجناب پنڈت شام جی کرشن ورمادیوان ریاست نظام

(۲) عالیجناب پنڈت گوپال راوہری دیش مکھ پردمان آریہ سماج بنگلی

(۳) عالیجناب رائے مولراج صاحب بہادر ایم۔ اے سب ج واپ پرنان پراکپرنی

سبھا امیر۔

(۴) عالیجناب پنڈت دو اور کاواس صاحب ایم۔ اے پرنسپل مہندرو کالج پٹالہ

(۵) عالیجناب پنڈت گورو دت صاحب ورمادیوان ایم۔ اے سنٹ پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور

(۶) عالیجناب پنڈت امر او سنگھ صاحب شرملا شری کالج روڑکی و سکریٹری آریہ سماج روڑکی۔

(۷) عالیجناب لالہ سائین رائے صاحب ورمادیوان آریہ سماج لاہور۔

(۸) عالیجناب پنڈت نرائین کول صاحب ج عدالت صدر جمن۔

(۹) عالیجناب رائے فراین رائے صاحب ورمادیوان ایم۔ اے رئیس راولپنڈی۔

(۱۰) عالیجناب پنڈت جیم سین صاحب شرملا شری کالج بنگلی

(۱۱) عالیجناب پنڈت رو دروت جی شتر اپدیشک آریہ ساج کلکتہ

(۱۲) عالیجناب پنڈت گنگا دین صاحب رئیس مبار

(۱۳) عالیجناب منشی جوتش سرور صاحب درما سکری آریہ ساج میرٹھ

(۱۴) عالیجناب منشی لچمن سرور صاحب درما پردان آریہ ساج میرٹھ

(۱۵) عالیجناب منشی انند لال صاحب درما سہا سد آریہ ساج میرٹھ وغیرہ وغیرہ۔

مگر انکی طرف عدم توجہ کا تو اعلیٰ سبب یہی ہے کہ ہمیں پہلے اپنی قوم کی اصلاح

کرنی منظور ہے اور اول خویش بعدہ درویش کی شل مشہور ہے۔ ورنہ میدان مبادشہ کی

ہر ایک آریہ ساج میں آزادی ہے۔ اور ہر ایک شہر میں ست و ہرم کی مناوی۔ نہ تو پرہیزہ وقت

ہے کہ جو بولوسو مارا گیا۔ قتل الکافرین کہہ کر اسکا گنبد تن سے اُتار ا گیا۔ بلکہ مرزا صاحب

گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے ہر ایک اپنی مناوی مذہبی کے واسطے آزاد

ہے۔ عقلا اب تحقیق پرستند جہل کے دل میں وہی بنیاد و جہاد و فساد ہے۔ سرنی ہوامی

دیاندگی نے لول خود وید مقدس کا درس حاصل کیا۔ بعد ازاں جب دیکھا

کہ ہندوین چہالت اور تاریکی روز افزون۔ محمدی اور عیسائی آریہ نسل کا خون کر رہے

ہیں۔ رستی عدم ہمدی کے سبب شرمسار ہے۔ اور ناراستی متعصب لون کی بدولت

برسر بازار۔ لوگ ویدوں کو چھوڑ کر گونا گون بناوٹی قصہ جات کو ایمان جان رہے ہیں۔

اور رنگا رنگ فرضی پیر پستیوں کو زندگی کا معراج مان رہے ہیں۔ شکم لورپی سے مطلب

اور دھوکہ دینے کا غرض ہے ورنہ کوئی نہیں سوچتا کہ دہرم کس بلا کی مرض ہے۔ تب

انہوں نے سوامی بر جاند جی سر سوتی انچو گورو کے اگیا انوسا جت کی سدا پر پکر

ہمت باز دی۔ اور وید مقدس کی تفتین و تدریس کا دفتر کھولا۔

گوش ابراہیم خوش ہمدانی رستی داوہ نوید وید چون آن رہنمائی راستی داوہ

کشلہ ایزدی دانا شغائی وید و رعالم بدر و جہل کچ نہمان دوائی راستی داوہ

زود و از دین دنیا بزم کذب تازہ فرمایا
چو آن رشتہ نگر صادق جلسے رستی دادہ
ہمہ اعلام کاذب سرخون گشتند در عالم
نشان خورشید سان چون از لوائی رستی دادہ
عبادت بابتان کردن مراد از موگان جہن
برقع بین غلالت نیک رائے راستی دادہ
بزرگ ماسوا را تذکر و طامش کردن
زیر دیکبہ برگشتن زائے رستی دادہ
بدل قبول ارباب علوم و حق پسندان شد
چو داد علم و دانش در دادائے رستی دادہ
زبے آن کاشف اسرار علم پاک ربانی
پے ہیود عالم خوش عطاءے رستی دادہ

صد شکر آن ہر شئی تسلیم آریہ ورت
کز وید باز بخشید دیہیم آریہ ورت
زبان گنج سلم و دودت با غافلان خبر داد
شد باز فخر عالم تسلیم آریہ ورت
سمرت خواب غفلت خفتہ چون بخت خود بود
بیدار کرد و بخشید تنظیم آریہ ورت
چچہ پُران و تتر بر عکس دید کیر
تکذیب آن نمودہ تقہیم آریہ ورت
از وید و جملہ لپٹک کز فیض دید بستند
فرمود آن محقق تسلیم آریہ ورت
نام مبارک او نازم کہ شد و یافند
کردہ دیا و آند تقسیم آریہ ورت

سوامی جو خود آریہ تھے اور انکے گورو بھی آریہ۔ بیشک بانی مہانی آریہ ساجون
کے وہی ہیں مگر بذریعہ ہدایات وید مقدس کے۔ جیسا کہ شانتن سے آریہ مہانتا کر چلے آئے
ہیں۔ سوامی جیونے جکوا یک گنجینہ لایزال کا دھینہ بتلایا۔ اور تصدیق زبانی کے واسطے
برہمن قاضی کا جلوہ بھی دکھایا۔ حتیٰ کہ قرآنی۔ کرائی۔ پورانی اور جینی سب کے دانت
کٹے کر دیئے۔ نتیجہ جیسا کہ یہ ہوا کہ وہ پردہ بے تمیزی جو کچھ مدت سے لوگوں کے دلوں
اور عقول پر پڑا ہوا تھا دور ہوئے لگائی صمد مسلمان اور عیسائی اور جینی سب ہر مذہب
مقدس پر ایمان لائے اور بطلان سے برکنار ہو گئے۔ اور ہر مذہب میں چنانچہ زراعت

کے ضلع گورداسپور میں بھی بادی برق کے فضل سے تین چار شاہینِ اظہر من الشمس موجود ہیں خدا سب کو ہدایت دیوے۔

قولہ پریشورائے نزدیک ایک ایسا شخص ہے جو اپنی بہادر سچی یا اتفاق سے سلطنت کو بہرِ محکمیات اور اپنی جیسی چیزوں پر حکومت کرتا ہے اور انہیں کے سہارے اور اس سے اسکی پریشوری بنی ہوئی ہے۔ دند اگر وہ چیزیں نہ ہوتیں تو پھر خیر نہ تھی۔

اقول۔ مزا صاحب کو جو پڑھ لکھنے سے ذرہ بھی غار نہیں۔ بلکہ دینی شعار جانکر اُس پر علمِ آراء باعثِ افتخار جانتے ہیں۔ اپنی بعض اونیال مختلف پیرایہ میں لاکر لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اور دانائوں کو اپنی تلاقی پر مبنی نہیں چونکہ ہماری یہ اعتقاد نہیں اور نہ کسی ویدک ادریشک کا یہ ارشاد ہے۔ پس اُنکا دعویٰ یا اعتراض محض نے بنیاد ہی۔ مان یہ **قرآن شریف** کہ حق میں موزوں ہے جس میں بعینہ اسی قسم کا مضمون ہے۔

سورہ بقرہ اذ قال ربك للملائكة اتي جاعل في الارض خليفة قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها ويفعل الائمة ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك قال اني اعلم ما لا تعلمون وعلما آدم الاسماء كلها ثم عرضهم على الملائكة فقال ابوني باسما هو لاء ان كنتم صادقين قالوا اسبحنا ولا علم لنا الا ما علمنا انك انت العليم الحكيم قال يا آدم ابنيهم باسما ثم فاما ابناهم باسما ثم قال الم اقل لكم اني اعلم غيب السموات والارض واعلم ما تبدون وما كنتم تكتمون واذ قلنا املئكة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس ابى واستكبر وكان من الكافرين وقتلنا ادم اسكن انت وزوجك الجنة وكلا منها رغدا حيث شئتما ولا تقبرا هذالتجرة فتكونا من الظالمين فانهما الشيطان فيها فخرجما۔ **ترجمہ** اور

جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا کہ میں پیدا کرنا والا ہوں زمین میں تائب اپنا

فرشتوں نے کہا کہ تو کہیگا اُس میں اُس آدمیکو جو فساد اور خون کو سے اور ہم تیری اپہیرتے ہیں۔ اور یاد کرتے ہیں تیری ذات پاک کو خدا نے کہا کہ مجھکو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ خدا نے آدم کو نام تمام سکھائے مخلوقات کو۔ پہر فرشتوں کو خدا نے کہا کہ بتاؤ مجھکو نام انکے اگر تم سچے ہو۔ فرشتوں نے کہا کہ تو سب نرا لاپے۔ مجھکو کچھ عقل نہیں ہے مگر جو کچھ تو نے سکھایا ہے۔ تحقیقاً تو دانا حکمت والا ہے۔ خدا نے کہا اے آدم بتاؤ انکو نام انکے پر جب اُسے بتائی نام انکے۔ کہا خدا نے میں نے سکھایا تھا انکو کہ مجھکو معلوم ہیں پر مے زمین اور آسمانوں کے۔ اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو۔ اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو۔ دی سجدہ پر گر پڑے۔ مگر ابلیس نے قبول نہ کیا۔ اور تکبر کیا۔ اور وہ تھا کافرون میں اور کہا ہم نے آدم کو یہ تو اور زوج تیری بہشت میں اور کہا وہ بہشت میں بہت کہانے جان سے چاہو۔ اور نزدیک مت جاؤ اس درخت کے جو ظالموں اور گنہگاروں سے ہوا جاؤ گے۔ پس پہلایا ان ہر دو کو شیطان نے اس جگہ سے اور ان فرشتوں سے۔ اور اسی طرح سورتہ اعراف میں ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكَ ثُمَّ صَوَّرْنَاكَ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدْوا لَآدَمَ فَسَجَدُوا اِلَّا ابْلٰسَ لَمْ يَكُ مِنَ السَّٰجِدِيْنَ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذَا تَرٰكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ خَلْقِكَ مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَ مِنْ طِيْنٍ اَلَا يَوْمَ يَبْعَثُوْنَ قَالُوكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصَّٰغِرِيْنَ قَالَ اَنْظِرْنِيْ اِلٰى يَوْمٍ يَبْعَثُوْنَ قَالُوكَ اَنْ تَكُنَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ قَالَ فَمَا اَعْوَيْتَنِيْ لِأَقْدُنَ لِهَٰمٍ اِهْلَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَا يَتَّبِعُهُمُ بَٰلِغٌ اِيْدِيْهِمْ وَمَنْ خَلَفَهُمْ وَعَنْ اِيْمَانِهِمْ عَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ قَالَ اَخْرِجْهُمْ مِّنْهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا لَّنْ يَّبْعَثَكَ مِنْهُمْ لَآمِلِيْنَ يَجْعَلُ مِنْكُمْ جُمَّعِيْنَ وَيَا اَدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظَّٰلِمِيْنَ فَوَسَّوَسَ لَّهُمَا الشَّيْطٰنُ يَمِيْدِيْ لَّهُمَا مَا وُورٰى عَنْهُمَا مِنْ سَوَآئِمٍ وَقَالَ مَا نَجِسْكُمْ اَرْبَابُكُمْ

عن هذه الشجرة الا ان تكونا ملكين او تكونا من الخالدين وقاسمها الى لكما
 لمن الناصحين۔ فلما بعروا فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سواتهما وطفقا يخصفان
 عليهما من ورق الجنة ونذاهما بهما الله انهما عن تلكما الشجرة واقل لكما ان الشيطان
 عدو مبين ترجمہ تحقیق یہ کیا ہے یہ صورت دی تھی۔ پہر کہا فرشتوں کو کہ سجدہ
 کرو آدم کو جسے سجدہ کیا شیطان نہ تھا سجدہ کرینو لون سے۔ کہا (خدا نے) تنکو کس
 چیز نے منع کیا کہ سجدہ کیا۔ جب بیٹے حکم دیا۔ شیطان نے کہا۔ کہ میں اس سے بہتر ہوں
 مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا کیڑے سے۔ کہا نیچو اور تجا آسمان سے کہ تجھ کو لاتی نہیں کہ
 اُس میں کمرشی کری۔ پس اب یہ حقیقتاً تو خوار ہے۔ کہا اسے خدا مجھے فرصت دی جس دن تک
 جی اٹھیں (یعنی قیامت تک) کہا خدا نے تحقیقاً تجھے فرصت دی گئی شیطان نے کہا کہ
 اس سبب سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی آدم کو نکے سیدھے راستہ میں بھجوان گا
 پہر انہر آؤنگا۔ آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اور نہ پاؤنگا تو ان میں سے اکثر
 کو شکر گزار۔ کہا نخل جاسیان سے مروور اندہ ہوا۔ جو کوئی ان میں تیری راہ چلا میں بھرنگا
 دوزخ میں تم کو کیجا۔ اسے آدم پس تو اور زوج تیری جنت میں رہو۔ پہر کہا دوجہان سے
 چاہو۔ اور نہ پاس جاؤ اس رخت کے پہر ہو گے تم گنہگاروں سے۔ پہر بکایا انکو شیطان نے
 تاکھوئے انہر جو پوشیدہ ہے۔ ان سے انکے عیب اور وہ بولا انکو جو منع کیا ہے رب تمہاری نے
 اس رخت سے مگر اس واسطے کہ کبھی ہو جاؤ فرشتہ یا ہو جاؤ ہمیشہ جینے والے اور قسم کہا ہے کہ
 میں تمہارا نصیحت کرینو الا ہوں۔ پہر گرایا انکو فریے پہر جب چکھا دولون نے درخت
 کھلنے انہر عیب انکے اور لگے جوڑنے اپنے اوپر برگ درختوں کے راؤ پکارا انکو انکے
 رب کے کہ میں نے منع کیا تھا انکو اس رخت سے اور نہ کہا تھا کہ شیطان دشمن تمہارا
 صاف ہے۔“

اور یہی استان سورہ بنی اسرائیل میں لکھی ہے۔ وہی لفظ وہی سننے اور وہی

مطلب اویسی ہے ہوی کو چہارم بار سورہ کہف میں پایا گیا ہے ۔ اور بقول لیکہ دوع گورا حافظ بنا شد سورہ قصص میں ہی ہاں آتش در کا سیا فتم کر اسکو ایک مطلب کے لوی ہو جو درج کرتا ہوں تا کہ اہل خلاف کو موقوفہ لاف زنی کا زہ ہے ۔

سورۃ قصص اذ قال ربك للملكة اني خالق بشر من طين فاذا استويته ونفخت فيه من روحي فقعوا له سجدين ۵ فجد الملكة كلهم اجمعون الا ابليس استكبر ۶ کان من الکافرين ۷ قال يا ابليس ما منعک ان تسجد لما خلقت بيک استکبرت ام کنت من العادين ۸ قال انا خير ائمنه خلقتني من ناري و خلقت من طين ۹ قال فانخرج منها فاناک رجيم ۱۰ و ان عليك نعی الی يوم الدين ۱۱ قال رب فانظرنی الی يوم یبعثون ۱۲ قال فانک من المنظرین ۱۳ الی يوم الوقت المعلوم ۱۴ قال فبعتک لغو غیغهم اجمعین ۱۵ ترجمہ خدا نے فرشتوں کو کہا تحقیق میں نے پیدا کیا آدمی کو کیڑے سے پس جب میں پیدا کروں اور پہنکوں اُس میں اپنی روح کو پس گر پڑو اسکو سجدہ کرتے ہوئے ۔ پس تمام فرشتوں نے سجدہ کیا ۔ لیکن شیطان نے نہ کشی کی اور کافروں سے کہا خدا نے نے شیطان کس چیز نے منع کیا تجھ اُس چیز کے سجدہ کرنے سے جبکو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے ۔ یا تو تحقیقا بلند قدر والا ہے کہا میں بہتر ہوں اُس سے جبکو اگ سے اسکو کیڑے سے پیدا کیا ۔ کہا ابہر جا بہشت سے تحقیقا تو نکلا گیا ہے ۔ اور تیرے پر مری طرف سے نصرت ہو وی قیامت تک ۔ کہا جبکو قیامت تک مہلت دی ۔ کہا جبکو مہلت دی گئی تفرہ وقت تک (یعنی قیامت تک) کہا کہ جبکو تیری عزت کی قسم کہ بالضرور اب آدمیوں کو گمراہ کرو گھا ۔ یہ ہے مباحثہ شیطانی اور رحمانی جو قرآنی خدا کو جلال اور بزرگی کی لاشانی نشانی ہے اور اس گناہ اور مہلت اغوا پر بنیادِ اسلامی قائم ہے ۔ اور یہ شجرہ سببِ قیامت کے نیکی و بدی کے پہچان کے درخت کی مانند باغِ عدن میں موجود ہو گا ۔ اس المظلم و لاشعور استخوانیہ و استخوانی جو خدا کی تمویذ حضرت شیطان کو در میان واقع ہوئی ہے مطالب ذیل پر آمد ہوئے ہیں

(۱) خدا محمدیان تعلیم اور آفہم اور سکھار اور دھوکہ باز اور فریبی بلکہ جید پروانہ ہی ہے اور وجہ ہر ایک کی ظاہر ہے (اول) خدا کا فرشتوں سے آدم کو پیدا کرنے کے واسطے صلاح پوچھنا مشورت لینا جس سے صاف ظاہر ہے کہ عالم الغیب و انتہائی ہر ایک کام اپنی گمان سے کرتا ہے کہ لوگوں کی صلاح سے۔ جیسا کہ خدا محمدیان نے اپنا نائب بنا کر امت صلاح پوچھی پس اگر یہ بیان استہر تو وہ ضرور معلوم ہے جو اپنی عقل نہیں کہتا اور لوگوں کی صلاح بتاتا ہے وہ کیسے صلیح خدائی کے لائق نہیں (دوم) فرشتوں سے صلاح پوچھنا۔ اور فرشتوں کا خدا کو نہایت معقول و فاضلانہ جواب دینا بلکہ آدم کی تمام آئندہ بدچلیوں اور برائیوں سے خدا کو آگاہ کرنا انکے عالم الغیب ہونیکا ثبوت ہے۔ مگر خدا کی عقل دیکھئے وہ انکے سمجھانے سے بھی نہ سمجھا اور بدستور انکے نائب بنانے پر ہٹ کر تارہ آخر الامر وہی ہوا۔ جو فرشتوں نے پیش گوئی کی تھی اس واسطے خدا محمدیان آفہم ہے (سوم) خدا نے فرشتوں سے مکر کیا۔ اور انکی تفصیل یہ ہے۔ جب فرشتوں نے خدا کو شرمندہ کیا اور کہا فسح بجدک و تقدس کہ ہم جو تیری حمد اور تقدیس کرتے ہیں کیا خون اور فساد کر نیوالے آدم کو تو باسنتا ہمارے نائب پنا کر لیا جو تیری ذات اور شان کے بالکل برخلاف ہے تب خدا نے پوشیدہ آدم کو تمام مخلوقات کو نام سکھلائی۔ اور پہلا پیمین انکر ممبران پالینٹ یعنی فرشتوں کو کہا کہ اگر تم بزرگ ہو میری حمد کرتے ہو اور اپنی عقل پر فخر کرتے ہو تو تمام مخلوقات کو نام بتلاؤ خدا اگر اس سوال کا جواب فرشتوں سے نہیں آیا تب خدا نے اپنی اپنی طوطی کو کہا کہ اسے آدم بتا دے اور مکونام انکے۔ جب آدم نے تمام نام بتلا دیے فرشتے حیران ہوئے کہ یہ ہمارے سے کیسے فاضل ہو گیا بت خدا خیر لیا کریں فرمایا کہ ”تینے تلو نہ کہا تھا کہ مجھ کو پیمین اور آسمان کے معلوم ہیں“ ہر ایک حق پسند آدمی جان سکتا ہے کہ اس اپنی اور آدم کی نیکی ثابت کرنے اور فرشتوں کو ملزم گرداننے میں خدا نے صریحاً و توضیحاً مکر کیا۔ فریب کیا۔ دھوکہ دیا۔ داؤ کھلایا۔ پس خدا انہیں صفات سے موصوف ہے۔

(۲) شیطان کی پیدائش خدا کے ارادہ سے نہیں ہوئی بلکہ اس کے احاطہ اقتدار سے باہر اس کی مرضی کے خلاف وقوع میں آئی اور نہ خدا کو معلوم ہے وجہ اس کی ظاہر ہے۔ اگرچہ خدا کو اس کی پیدائش کا حال معلوم۔ یا اس کے ارادہ سے وہ مخلوق ہوتا۔ اور اس طرح اگر احاطہ قدرت اس کے سے باہر نہ ہوتا تو سب سے اول اس کو سمجھے اس کو اپنے مقرب ملک کا معلم بنانا اور جب ہمہ شیطانت کی تعلیم دے چکا تو اس وقت کہہ کر ان کی فیند سے خدا کو محمدیان بیدار نہ ہو کر ۵۰ ایزین یعنی کراہیت تزییدِ محکم کا شیطانی نایہ خدا صاحب کو تیندہ سوج اور سمجھ کر کارروائی کرتی چاہئے گذشتہ اصولہ۔ آئندہ احتیاط پر عملدرآمد کریں۔ اور جلوہ اقتدار سے باہر قسم: دہرین۔ اب بچتا ہے ہوت کیا پڑیان چاک گینن کہت۔

(۳) قرآنی خدا عالم الغیب بھی نہیں ہے اگرچہ غیب کو جاننے والا اور اپنی عقل میں کہتا ہوتا اور اگر نہ وہ علم ان کی محبت سے آزاد ہوتا تو وقت پر یا وقت سے اس کے سوچا اور غور فرماتا کہ وہ تو نہ خدا کی عیال کی طرح یا واجب علی تہ کی طرح۔ چنانچہ میں مٹھا ہوا تھا اگر اس کو پہلے معلوم ہوتا تھا حال کہ شیطان کو سجدہ فرمادیا اور غیب سے شرمندہ ہونا پڑتا تو ہرگز یہ لفظ کہ قال یا ابلیس مانعاً از سجدہ تجدد۔ شیطان کس چیز سے منع کیا سجدہ سے زبان الہام پر بیان ہو فرماتا بقول تھے چودانی و پرسی سوا لٹ خطاست

(۴) خدا محمدیان علمِ مباحثہ سے ناواقف اور کمزبان ہے اور ساتھ ہی زودرنج۔ اور تعصب والا بھی ہے کہ جو اسو معقولان تو ان سے جھٹلا دی۔ یا اس کی لطافت جتاو سے اسے لعن و طعن کرنے لگتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے خدا نے کہا کہ آدم کے بت یا حکم کو سب سے شجرہ کھڑو۔ چونکہ ان شجرہ کا ٹکڑا کھائے تھے۔ جون ہی آدم کا بت کہہ کر اس کو سب اسکو چھوٹا یا اور مسخر خدا سمجھ کر سجدہ میں گر پڑے شیطان نے سوچا کہ اس بت کو سجدہ کرنا کفر ہے اور میرے اسم میں کوئی نفیست نہیں ہے۔ اسی بیان میں سے کہہ کر انا۔ خدا نے کہا کہ اسے ابلیس تجھے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا۔ شیطان نے جواب دیا کہ اپنی عقل نے خدا کو کہا عقل تجھے کس نے دی کہا کہ تو نے

خدا نے کہا کہ آدم کو مخلوق کے نام نیکے سبب بزرگی ہے شیطان نے کہا کہ مجھ کو تیرے حشر میں محور بنوے بندگی ہے۔ خدا نے کہا کہ آدم خاکی ہے اور خاک پاک ہے اس واسطے کہ وہ بزرگ ہے اسکو سجدہ کر شیطان نے کہا کہ وہ عرض کثیف سے پیدا ہوا ہے اور میں جو ہر لطیف سے پس کثافت سے لطافت کو ہمیشہ بندگی ہے۔ خدا نے کہا کہ اسکو میں نے دلوں میں تہوں سے بنایا ہے۔ تو اسے سجدہ کر۔ شیطان نے کہا کہ مجھ کو تو نے قدرت سے بنایا ہے بناوٹی قدرت کی خبر ہمیشہ عمدہ ہوتی ہے میں اُسے سجدہ نہیں کرتا۔ خدا نے کہا کہ آیا تو درحقیقت عزت والا ہی یا تو نے تکبر کیا شیطان نے کہا کہ میں بسبب اُس علم و کمال کے جو آدم کے کبھی نصیب نہ ہوگا عزت والا ہوں اور آدمی سے افضل۔ خدا نے کہا کہ یہاں سرکشی مت کر چلا جا تو کافروں سے ہے میرے ساتھ مباحثہ کرتا ہے شیطان کا کافروں سے ہونا معلوم ہوتا ہے کہ شیطان سے پہلے لوگ بھی کافر ہو چکے تھے۔

(۵) خدا سے شیطان زوالا و رہی ہے۔ کیونکہ خدا شیطان کو گالیان دیتا اور لعنتیں کرتا ہے اور شیطان کا دل بیگنا نہیں ہوتا۔ شیطان کا قول ہے کہ عاجز و کمزور گالیان نکالتے ہیں۔ اور بے زول اور بمقدار حید بازی سے ڈالتے ہیں جب تک میرا حق چلتا رہیگا۔ تیرے بندوں کو مگر اہ کرتا رہیگا۔ دیکھ اب تو سہا حشمتیں ہی بند ہوا اور برخلاف صداقت کے جواب سے درو مند اور علاوہ برائی اب روتا ہے اور گالیان دیکر اپنی حرمت کہتا ہے چونکہ یہ گالیان تیرے واسطے میں بموجب دفعہ ۴۸ تعزیرات ہند کے مداخلت بجا اور تکرار بجا نہیں کرتا اور قدم بہر دستہ راہ میں تیری طرح تھوڑی تھمیدوں پر نہیں آتا۔ اور نہ گالیان سنا ہوں۔ خود ہی مجھ کو مگر اہ بنایا اور خود ہی گالیان سنا ہے اور اپنے مکر و فریب سے نہیں شرتا۔ میں اسجد تو دست اندازی نہیں کرتا مگر یاد رکھ کہ طرح تو نے مجھ کو مگر اہی کا خطا دیا اسکے مطابق میں آدم اہ اسکی راہ کو (جسکی خطا کو واسطے تو نے مجھ کو جنت سے نکالا) یہاں سے نکالوں گا اور مگر اہی اور جہالت میں ڈالوں گا۔

اب میان پر جواب ترکی بر ترکی دینا واجب ہے جیسے کہ جو بھی بقول مرزا غلام احمد کہ کبائیر اکہ مسلانوں کہ نزدیک خدا ایک ایسا شخص ہے جو کہ قریب ہی باتفاق وقت سے سلطنت کہ پونچھ گیا ہے مگر علم و عقل سے بالکل عاری ہے اور ناواقفوں اور سادہ لوحوں پر یا اُسکے اپنے جیسے لوگوں پر اُسکی حکومت جاری ہے۔ مبادری کا اُسمین نام و نشان نہیں اور خدائی کر نیکا اُسکو زور دہی گیان نہیں فرشتوں کے سہارے اور اُسے سے اُسکی خدائی نبی ہوئی ہے ورنہ اگر وہ کائنات سے مع معلم المملکوت حضرت اعلیٰ کے فرشتے ہو جاتے اور یا تہ اُٹھا کر مقابلہ کو آتے تو عرش کے تخت سے گر پڑتا اور شرمسار ہوتا۔ اور اگر فرشتے اُسکے صلاح دہکا دراز دار ہوتے تو ہر غیر زنجی گویا بند امی محمدین ہر ہر فرشتوں کا محتاج ہے اور انہیں کے سپر اُسکا راج ہے ورنہ اُسکی خدائی آج کل ضرور تاراج ہے۔ پس ایسا شخص کسی طرح خدائی کے منزا دار نہیں۔ کیونکہ ایک تو وہ انہیں دوسرا معاملات ملکی یا تجارت کار نہیں۔ اب جائے غور ہے کہ ہم آریہ لوگ خدا کو کمزور یا بزدل یا بے علم یا سکارا مانتے ہیں یا محمدی لوگ۔ اور ہمارا تیرا محتاج بالغیر سے یا آپکا۔

[illegible]

قولہ اور وہ سب چیزیں یعنی ارواح اور اجزای اجسام اپنی وجود اور بقا میں بالکل پر مشورہ سے تعلق میں۔ یہاں تک کہ اگر پر مشورہ کا مزاج بھی فرض کر لیا جاوے۔ تو ان کا کچھ ہرج نہیں ہے۔

اقول مرتبہ جن آریہ دہرم کے اصولات سے محض نا آشنا ہے اس طرح جہوٹے ارتقا بانیہ میں جی بکتا ہے۔ اعتراض کرتے وقت تمام دار و مدار اسکا فرضی قانون پر ہوتا ہے اور یہی فرض اسکو فرض حقیقی سے کہتو ہے۔ آریہ سماج کے کسی ممبر کا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ تمام ارواح اور اجزاء اجسام اپنے وجود اور بقا میں بالکل پر مشورہ سے بے تعلق ہیں۔ بلکہ ہم آریہ لوگ برب برائیت وید مقدس کے اس بات کو اپنا پرہم دہرم سمجھتے ہیں کہ پر مشورہ تمام ارواح اور اجزاء اجسام وغیرہ عالم کائنات سے اور قدرت انادی سے انادی زمانہ سے ہی بہ انادی چیزیں اسکی ملکیت میں موجود ہیں۔ اسکے علم حید و حکمت غیر متناہی کے سبب اسکے گیان سے کوئی دور و مفقود نہیں مگر ہم اسکو کسی چیز کا محتاج نہیں مانتے بلکہ عقلاً و یقیناً جانتے ہیں کہ اسکے قدرتی بندار میں انادی زمانہ سے یہ کہ رخانہ موجود ہے۔ نہ کہہی خدا کا ناش ہوا اور نہ ہوگا۔ "عقلاً القیاس۔ موصوف کے ساتھ ہی انادی کال سے صفت اکال ہے۔ خدا کے انادی علم اور انادی ارادہ سے انادی معلومات اور انادی رجوعین موجود رہتی ہیں اور روحوں کی انادیت سے سلسلہ اعمال بھی پر واہ روپ سے انادی روان ہر۔ حجت کا کارن یعنی رکرتی و پرا نوہی اس پر مانتا ہے کہ قبضہ قدرت میں انادی زمانہ سے موجود ہیں۔ یہ تمام جڑ حجت اسی جہان پر کرتی ہے الیورٹ نے پیدا کیا اور کرتا ہے۔ منکران خدا و ناستکان کہہ یا کو یہی تو مقام ہے

بیٹھا ہوا ہے اور کیا اسکے ہم ہوتے ہیں کسی قدیم مانتہ کو انکار ہو سکتا ہے۔ پس ایسا جہانی خدا ضرور خالی ہے۔ باقی اور جاودانی نہیں ہے۔ خدا کو حاضر ناظر جانکر اسے تحریری فاضلہ! بہاؤ اصطلاح کرد

۱۔ نصب جاسد بجا صلی۔ جو پونڈا گیلی واصلی ۵

جہاں چکر کھانا پڑتا ہے اور یہی منزل جہاں سے مذذب ہو کر پراتنا کی طرف رجوع لانا۔
جزہ میں پیشہ و انتظام محال الحال ہے اور یہ بھی ایک ثبوت اصلی ہے ذوالجلال پر دل
ہے یہ تمام چیزیں پراتنا کی برکت و قدرت و انتظام و کمالیت کی محتاج ہیں اور اپنی
موض کمزوری میں لاعلاج۔ قننا کا تعلق پریشد سے ہے اتنا کسی دوسری چیز کا

بہی نہیں ہے چنانچہ وید میں الشور فرماتا ہے
यो भूतं च भवो च सर्वं यस्यापि तिष्ठति स्वयं स च केव
लं तस्मै ज्ञेय ब्रह्मणे नमः ॥ १ ॥

برہم۔ پراتنا۔ ہوت۔ ہو کہشت ورتان ان تینوں زانوں کے اور بڑا جہاں اور تمام جگت
کو اپنے وگیان ہی سے جاننے والا اور چنے والا اور پالنے والا اور پر کرتی میں لے کر نیوالا
سنا کر سب پر ارضوں کا اوہشتا لینے ملک ہے۔ جسکا شکہ ہی کیوں سروپ ہے جو
سب سکھوں کا دینے والا ہے۔ اور جو سب بڑا لینے حیث ہے۔ اُسکو نہ کار کرنی یوگ ہے
کسی اور کو نہیں اور نہ کوئی اُسکے سوا مالک ہے۔

اس منتر سے پراتنا نے من کل النجوم مبرین کر دیا ہے۔ کہ تمام ارواح اور جہاں و جہاں
جگت کا مالک ہی اپنی انادی قدرت سے تمام جگت کے پدارتوں میں بڑے جگت کو جاننے والا
اور چنے والا۔ اور دو کو کھانے کے کرمون انو سار عدالت کا طے پہل نے والا اور پودش
کرینو والا ہے۔ اُنہیں کبھی دو کہ نہیں کہی ہوں نہیں ہے۔ وہ راستی کا منبع اور گیان کا مجمع
ہے۔ دنیا کا ایک ذرہ بھی اُسکے احاطہ قدرت سے باہر نہیں ہے۔ تمام انسانوں کو اُسکی
عبادت اُسکی پارتنا کرنی چاہئے۔ نہ کہ کسی آدمی کی۔ کیونکہ جگت کا مولیٰ اور ہشتا اور
کوئی نہیں ہے۔

جب یہ منتر خود ہی مخالفین کے مصنوعی و بناوٹی اعتراضوں کا تسلی بخش کامل
جواب ہے تو ہمیں نیوہ ضرورت نہیں ہے کہ کچھ اور ادرازا و کریں۔ جو بھی بات کو غلط پیرا

میں بیان کر کے لوگوں کو راستی سے بدگمان و روگردان کرانا چاہے وہ داناؤں کے نزدیک
خُبوتھا ہے اور قرآن کہتا ہے لعنت اللہ علی الکاذبین اور میں ماکرین و مفسدین کو بھی
شامل کرتا ہوں۔ باقی یہی یہ بات کہ اگر پریشور کا مزاج بھی فرض کر لیا جائے تو انکا کچھ
سچ نہیں ہے اسکا جواب یہ ہے۔

اے ناظرین! مخالف بدین و کتواہ اندیش جفاکیش نے کقدہ بہاری الزام
دمونہ پٹ کلام من گھڑت بنایا ہے نہ خدا سے ڈرا اور نہ جوٹھ بولنے سے شرمایا نہ خاموش
رہنا صداقت سے دور ہے اور جواب ترکی بہ ترکی دینا ضرور ہے کہ اگر آپ اپنے کو ہی جوٹھا
فرض کر لیویں۔ تو تمام دعویٰ ہی غلط ہو جاوے اور خلقت خدا کی فریب دہی کا انہام آپ
پر نہ آوے۔ اور اگر ہم کمپوز نہ درگور فرض کر لیویں تو بھی ہمارا کچھ سچ نہیں صرف
براہین الاحمدیہ کے خریداروں کا نقصان ہے۔ اور آپ کے قرضخواہوں کا زیان و تاوان۔
حضرت فرض کا میدان فرض ہے۔ بالفرض التقدیر اگر آپکا نبی پیدا نہوتا تو ہمارا کیا
سچ تھا۔ کہ روڑوں خون نہوتے۔ لاکھوں لوڈی غلام نہبتے۔ کروڑوں گہرتا نہوتے
اور نہ ملک کا ستیا ناس ہوتا۔ اور اسی کے حب حال ایک ایرانی شاعر صدف
کا ہر فرماتا ہے ۵

ز شیرِ شرخِ خرد و سوسار عرب را بجاے سید است کار
کہ ملکِ عجم را کند آرزو تقو بر تو اسے چرخ گردان تقو

غفا نہوتے۔ نہ اس میں کچھ خود غرضی ہے۔ بلکہ یہ بھاری گنگو فرضی ہے۔ تسلیم با عدم
تسلیم آپ کی مرضی ہے۔ مزا صاحب اگر بالفرض التقدیر ایسا اتفاق ہووے کہ جن فرشتوں
نے خدا کا ٹوٹا اٹھایا ہو اسی وہ سب مثل شیطان کے فرٹ یا باغی ہو جاویں اور مقابلہ کو
آویں اور تخت کے چوبوں کی گاندھی سر کاویں۔ تو پھر آپ فذہ یہ بتاویں کہ خدا سے محمدیان
کو کس غلامین گرا پاویں اور اُس گر پڑنے میں بالفرض اگر خدا مر جاوے۔ تو آپ کا مولا

کون کہلا دے۔ بُرائیائی یہ آپ ہی کی مرضی ہو ورنہ ہمارا دعویٰ حقیقی نہیں بلکہ فرضی ہو۔

شیطان کے مقدمہ کا قطعی فیصلہ

بقول محمد بن شیطان نے خدا کا دیدار بھی لکھا۔ اور خدا سے باتیں بھی کرتا رہا۔ اور فرشتوں کا معلم اول بھی تھا۔ باوجود اینہم سو اسے خدا کے کیونہ مانتا تھا۔ گویا موجود تھا یا صوفی مذہب تھا۔ عالم اجل ہونا اسکا محتاج بیان نہیں۔ فضیلت میں اُسکے ہم پیکوئی ملائک یا انجین پس کچھ شک نہیں ہے کہ اُسکی نجات ہو چکی ہوگی۔ اور روضہ رضوان میں سیر کرتا ہوگا۔ سب سے بہاری وجہ نجات کی یہ ہے کہ محبوب الدعوات ہے (دیکھو ایوب کی کتاب) اور برازندہ حاجات۔ پس عقل کسی طرح نہیں بان سکتی کہ اتنی خوش نصیب شخص کو خدا ملعون بنا دی اور گالی گلوچ سے ملعون۔ اور خصوصاً پس از آدم کو اُسکا مرہون ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہی باعث ایجاد اولاد آدم ہوا۔ اگر وہ آدم کو دانہ گندم نہ کہلاتا۔ اور نیکی بدی کی پہچان نہ کرتا۔ تو پس اللہ و خیر صلاہتی اُنکو اس عالم میں کون لاتا۔ و حقیقت اگر یہ کارروائی کو صدق رکھتی ہے۔ تو حضرت شیطان ایک مقدس بندہ رحمان ہوگا۔ اب برہان قاطع اسکی تصدیق واجب ہے آیا قرآن کے روسیہ بات درست ہے یا برخلاف واقعہ۔

چونکہ شیطان بذاتہ کوئی شخص نہیں ہے۔ اور نہ کوئی ثبوت دی سکتا ہے لیکن باغرض محال اگر شیطان ہی تو جب آدم اور اولاد آدم کو شیطان نے بہکا یا تو پہر شیطان کو کھنے بہکا یا اور خدا سے مقابلہ کرایا۔ حالانکہ خدا غواستہ بقول محمد بن مجرم اول وہی ہر مطلب اہد قابل غور و اہم میں۔ اولن بر مشورہ دانا محمل ہے یا نہ۔ تو ہم کسی مخلوق کو سجدہ کرنا کافر ہے یا نہ۔ جب یہ امر ہر نوع ثابت ہے کہ پرماتا دانا محمل ہے کسی کا کوئی سائنس سے پوشیدہ نہیں اور بس کا سامی لینے غالب کل بھی ہے اور قطع النظر اسکے سجدہ کرنا کسی آئندہ کہ

سوائے اسکی مقدس ذات کے کفر و شرک ہے۔ جب کفر کر نیوالا کافر شہر اپر کفر کا حکم دینے والا
یا کفر کر نیوالا کافر و شرک کیوں نہیں؟

مبین دانی بانی اسلام عبث الزام شیطان بر خداست
بے غلب قبول الہی شیطان خداوند گانش را کند پست

اے مومنو! یہ سخت حیرت کا مقام ہے اور قابل الزام کلام۔ کہ خداوند پاک کفر کا حکم دیوے
اور جو اسکے کفر کا حکم نہ ائے اُسے ملعون ٹھہرا دی اور لعنتی گردانی۔ چونکہ وہ پریشور ان
الزامات و توہمات و شرکات سے منزہ ہے اس واسطے خرد فرودہ میں فتویٰ دیتی ہے کہ یہ
حکم اسکا نہیں ہے۔ اور نہ شیطان کوئی فرشتہ نامور کی طرف سے کہیں ہے۔ چوری کرنے
والی کا نام چوری اور کشتی کیلئے والی کا نام شہزور ہے۔ جو چوری ہی تارک و نیکو کار ہے اور
زالی کا نام بدکار ہے۔ چنانچہ اسی کی تائید میں ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں
ہنسی آتی ہے مجھے بس حضرت انسان پر
فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر
کتاب وقایع نعمت خان عالی جسکا مصنف ایک عالی طبع مسلمان ہے وہ
بھی ہماری تائید میں اس طرح گوہر نشان ہے۔

حکایت

شیخ و زخواب دید شیطان را بہن دین و دزد ایمان را
از صفا بکدول چو آئینہ ساخت آن عین باہمین کہ دید تناسخت
بمدامت عتاب پیش گرفت بر سرش زد و بی دریش گرفت
کہ چہا میکنی تو اسے مردود شدہ اندر گر خدا سطرود
ایکہ گمراہ کہ وہ مردم را طوق اضلال حلقہ دم را
این جہ طاعت و رکوع و سجود بہر اخطا سے خلق و مردم بود

ہم دیگر چوشخ بُر و بکار • شد از ان ضرب دست خود بیدار
چون ترش روز خواب شیر جیت دیدیش خودش بہت خود بہت
جنگ باد و نفوس آمد یاد خندہ ز دورشش خود سر داد
گرہ کشف است چیت این آخر ہر کہ شک آورد شود کافر

و حقیقت یہ بات درست ہے کہ نفس و شیطان ہر دو یک تن ہوئے اندہ گلاب اہل انصاف سے اس مقام پر میری ایک گزارش ہے۔ کہ دو آدمی بائیکاٹ ہوئے جنہیں سے ایک مجرّد اور ایک عیالدار ہو۔ ترغیب اپنے مجرّد دوست کے اگر عیالدار زوج خود کو جو دیار سے بہتری کا حکم دیوے۔ تو غویت (بشرطیکہ پاکدامن اور حیا دار ہو) کو ان دو امروں سے کیا کرنا بہتر اور واجب ہے۔ اول کیا یہ جب فرمائے اپنے بھیا خاوند کے اسکے یار کے پاس چلی جاوے اور بہتر ہو دی یا اسے کہے کہ اسے قتل کیا یا کل پن مت کر اور ایسا حکم ناجائز مت دے بلکہ ایسے حکم کی تعمیل کی امید مجھ سے مت رکھ۔ تیری بات سرسبز مری ہے ورنہ میرا گلا اور پھرنی ہے کسی اہل حیا اور دانشمند سے امید نہیں ہے۔ کہ امرا دل کی تاکید کرے بلکہ عوام الناس سے بھی دریافت کیا جاوے تو یہی جواب ملیگا کہ اگر اسکو اس حکم کرنا ہے تو قتل کر دیوے یا جحد کر دیوے چوڑ دیوے تو بھی یہاں قابل پذیرائی نہیں ہے۔

کسی طرح منظور نہ کرے یہ جا کہ لعنت طامت بقول حضرت سرمد صاحب کے
نہ اکار بشتی حرم و دیر کن در کو چہ نشت چو گمان سیر کن
گر صدق تو ست بہرہی شیطان آموز یک قبلہ گزین و سجدہ باغیر کن

اب ایک صریح کفر کا اثبات کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ عام محمدیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا سے خیر اور شیطان شرّ آفیدہ ہے۔ یعنی خیر کا خالق رحمان اور شر کا خالق شیطان ہے۔ دیکھو سورۃ مائدہ میں لکھا ہے۔

انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدّکم

عن کر اللہ و عن الصلیۃ فہل انتم متہمون سوائے ان کے نہیں ہو کہ چاہتا ہے شیطان جو درمیان تمہارے دل کے دشمنی اور ناخوشی بسبب شراب اور قمار بازی کے اور ہمارے کھو خدائی اور دنیا سر پس تحقیقاً اس وقت تم سب جاؤ سورہ یسین میں ہے
 اَلَمْ اَحْمَدِ الْيَوْمَ يَنْبِیْ اٰدَمَ اَنْ لَا تَقْلُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ
 وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبَالًا کَثِیْرًا - اَفَلَمْ تَکُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ ایا میں نے
 بھیجا تمہاری طرف احوالِ آدم کی کہ مت پوجو شیطان کو۔ تحقیقاً وہ تمہارا دشمن ظاہری
 ہے اور تحقیقاً گمراہ کیا شیطان نے تمہاری طرف سے بہت مخلوق کو کیا تم نہیں جانتے تھے
 علیٰ ہذا القیاس۔

اسی طرح صدائے آیتین قرآن میں موجود ہیں اور ہمارے دماغ کے ہر المقصود کیا یہ ممکن ہے
 کہ کارخانہ آبی میں بقدر اندہ ہو۔ اور دیدہ و دانستہ معاملہ چشم پوشی بڑا جاوے۔ نادان
 بیوقوف کو پوچھا۔ اور دانا حق پرست پشیمانی اٹھا دی۔ و تحقیق شیطان کی شیطانی کاروائی
 نے دنیا کی غوریزی کر دی اور اس سنسار نمود گزار میں بہو کی ندی بہا دی۔

از کو تم اندہم سوائے پیڑوں کو کسی نے شیطان کو نہیں دیکھا۔ اور شیطان کو اضمحلال کی
 سبب گناہوں سے پرہیز ہو چڑ دیا اور دلیرانہ گناہ کر کے شیطان کے سرخونے لگے۔ اور اسی
 دھوکہ بازی سے شیطان نے عالمی قوموں میں گناہ بڑھنے لگے۔ شیطان کا نام پتے ہی پتے
 ساریٹکٹ (مفتی دین متین سے جہٹ خلاصی اور سنگاری ہے اور آلائش گناہ و
 جہائم سے صرف توبہ بچانے سے آزادی ہے۔

عیسائیوں کے نزدیک سوائے پیڑوں جیسی کے باقی کل فرج شیطان کی ہے۔
 محمدیوں کے نزدیک سوائے پیڑوں محمد کے باقی کل فرج شیطان کی ہے۔
 آتش پرستوں کے نزدیک سوائے پیڑوں زردشت کے باقی کل فرج اہرنمبی
 شیطان کی ہے اور ہم آریہ لوگ تو اسکی ذات سے منکر ہیں۔ سوائے کسی کو شکر

شیطان نہیں بناتے۔ مگر جب دل میں خیال دوڑتے ہیں تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی
 فرج سے شیطان کی فرج فراوان ہے۔ اور شاید یہی سبب ہو کہ قرآن میں خدا سے محمدیان اس
 مقابلہ کرنے میں ترسان ہے۔ پس یہاں دوبارہ ہمیں بقول مرزا غلام احمد کے
 کہنا پڑا کہ مسلمانوں کے نزدیک دو خدا ہیں۔ ایک خدا بخیر دوسرا خدا بُشر ہے۔ اور دونوں ہر ایک
 جگہ حاضر و ناظر ہیں اور دونوں مسلمانوں سے غالب و زور آور۔ عالم کل بھی دونوں ہیں و
 لیکن عمل مثل شیعیہ یعنی لاثانی بھی دونوں ہیں۔ رب العالمین بھی دونوں ہیں اور
 خیر الما کرین بھی دونوں خالق بھی دونوں ہیں اور رازق بھی دونوں۔ اور نظر بران شیطان کی فرج کو ارجح
 واجزا را جہل و غیرہ اپنے وجود اور بقا میں بالکل خدا سے محرومان سے ملے تعلق میں ہائیکہ
 اگر خدا کا مزاج بھی فرض کیا جاوے تو بھی مسلمانوں کا کچھ ہرج نہیں اور نہ نقصان ہے بلکہ
 بفضلہ قائم مقام اسکا موجود ہے جسکا نام شیطان ہے۔ لطیفہ

میں نے راگت مرد کو کالے فلان	ہیں مسلمان شو بانش از مومنان
گفت گر خدایہ خدا ہوں شوم	ورفراید فضل ہم مومن شوم
گفت میخواید خدا ایمان تو	تا رہد از دست و زخ جان تو
لیکن نفس زشت شیطان بعین	یک شندت جان کفران دین
گفت ای نصف چو شایع لب اند	یار او باشم کہ باشد زور مند
نفس شیطان خواہش خود پیش برد	وان عنایت تہرشت و خرد مرد

براہین اللاحیہ جلد اول صفحہ ۵۷ سے اتنا کہ اشتہار میں ہے

ہم بطور تمثیل کے اس جگہ اسی قسم کی ایک دلیل و دلیل مرکبہ حقیقت فرقان مجید
 سے تحریر کرتے ہیں اور وہ یہ ہے جو تعلیم اصولی فرقان مجید کی دلائل حکیم پر مبنی الٹا ہے

میں فرقان مجید ہر ایک اصول اعتقادی کو جو درجہ نجات کا ہے محققانہ طور سے ثابت کرتا ہے اور توہمی اور مضبوط فلسفی کی سیلون سے بیاہ صداقت پہنچاتا ہے جس کی حدود صانع عالم کا ثابت کرتا۔ تو حید کو بیاہ ثبوت پہنچاتا۔ ضرورت ابہام پر دلائل قاطع کا لکھنا۔ اور کسی احقاق حق ابطال باطل سے قاصر نہیں۔ پس ہم امر فرقان مجید کو منجانب اللہ ہونی پر بڑی بڑک دلیل جس سے حقیقت و افضلیت اسکی بوجہ کمال ثابت ہوتی ہے۔

اور پیربراہین احمدیہ کی جلد ۹ صفحہ ۹۳۴ پر تحریر کرتے ہیں کہ بنسبت مقابلہ و موازنہ وید و قرآن کے جو نظر والیکا اُسے فی الفور دکھائی دیکھا کہ وید اپنی عبادت میں ایسا کچا اور ناتمام ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں طرح طرح کے شکوک پیدا کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی نسبت انواع و اقسام کی بدگمانیوں میں ڈالتا ہے اور کجی اس دعویٰ کو طاقت بیانی سے واضح کر کے نہیں دکھاتا اور نہ بیاہ ثبوت تک پہنچتا ہے بلکہ یہ بخود معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اسکا دعویٰ کیا ہے اور اگر کچھ معلوم ہی ہوتا ہے تو بس یہی۔ کہ وہ اگنی اور سونچ اور اندر کی پریش کرانا چاہتا ہے اور پہلے سپر کوئی محبت اور دلیل پیش نہیں کرتا کہ کب سے اور کیونکر ان چیزوں کو خدائی کام تر بہ حاصل ہو گیا۔

جواب باصواب موازنہ و مقابلہ وید و قرآن

اے پادری ناظرین! آریہ سماج کا چوتھا نیم ہے کہ ”سچ کے اختیار کرنے اور چوڑے کے چوڑے میں سرور تھاوت یعنی ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ ہر ایک حق پسند جانتا ہے کہ یہ کنقد اعلیٰ درجہ کا اصول ہے۔ اور اگر ذرہ عین نظر سے دیکھا جائے تو بہت سے صداقتوں اور کمالوں پر مجبور ہے۔ انسان کے واسطے صدائے وحانی کو فہم و فہستون کا رہنما ہے اور بہت سے کشائش ملین مقدمہ جہالت کا شکلا۔ وید و کت دھرم میں اندھا دہند کیسی تقلید کرنا مارواہی اور غلط بات پر اعتراض کرنا سراسر واجب و بجا۔ جس بات

کے سمجھنے سے عقل عاری ہے اُسپر غور کرنا ہر طرح دانائی و ہوشیاری ہے۔ اپنی بات کی اس اصول میں تاکید ہے اور یہی سبب ہے جس سے آریہ سماج میں ہر ایک بطالت کی علانیہ تردید ہے۔ جس مذہب میں عقراض کرنا یا شک لانا کفر کا نشان ہے۔ اُس ایمان بالجبر یا ایمان بالملک کرنا خود اسکی زبان سے ہی بدیہی ابطلان ہے۔ اسی مذہب کی اور مقدس ارشاد کے مطابق ہمیں یہ صورت واجب ہے کہ راستی کو پا کر بھی سچ کی پرکھا کرتے ہیں یعنی صداقت کو سمجھ کر بھی خاموش نہ بیٹھیں بلکہ راستی کے دفعیہ پر مستعد رہیں۔ بس باوجود صحیح ماننے وید مقدس کے ہمیں ہر ایک مذہب کی بنیادی کتاب کو (جنہیں وہ الہامی و پاک سمجھتے ہیں) دیکھنا و پڑھنا ضروری ہوا یا نبی وجہ جب تک سچائی کا مقابلہ نہ کیا جاوے اور چھوٹے انکے سامنے لا کر دلائل قاطع سے شکست فاش نہ کھاوے تب تک راستی کے جو ہر خاص عام پرین و عن انکشان نہیں پاتے اور نہ تسلی کامل پہنچاتے ہیں۔

ابیات

کوئی پرکھرے سونے سے کھوٹے کو پرکتے ہیں۔
مقابل وید اقدس اس لئے قرآن کو رکھتے ہیں

بھرا دیدون میں ہر ایشیر کا گیان اسے مہربان دیکھو
صداقت اور توحید الہی کے نشان دیکھو !

پرانے قصوں کا مجموعہ ہے قرآن مرنایا
اساطیر اولین ہے یہ خود اُسکا ہی بیان دیکھو

بالفرض محال اگر سوامی جو مچھا راج بحالت زندگی غیر مذہب والوں سے
مباحثہ کر کے جاودانی بھار صداقت وید مقدس نہ دکھاتے تو اس وقت آریہ سماجوں
کے چہستان میں یہ مبارک پودے کبھی دیکھنے میں نہ آتے اور اگر وہاں عظیم غیر مذہب

کاسوامی جیو وید وکت یکیتون (دلائل) سے ہمارے سامنے کہنڈن نہ فراتے تو مہرمان
 اریہ سماج کی روز افزون ترقی نہ دیکھ پاتے۔ آئے دن سماجون اور آریہ دہرم کی
 برکات مختلف مالک مین فیض رسان ہیں۔ اور کفر و شرک کی غلٹ و بدی و دہرہ
 رو بہ منزل نقصان جو وید ون کی تعلیم و تدریس کا خور و دکھان کو خیال ہے اور
 ویدک صداقتوں و خوبیوں سے ہر ایک شخص مزاج مسرور و خوشحال۔ ہمارے مزارع
 کو اس بات پر بڑا افتخار ہے کہ قرآن چہار دلائل متذکرہ بالا سے منجانب پروردگار ہر چوک
 اُن چار دلائل کو انہوں نے ایک ہی دلیل گردانا ہے اور ترکیب و مثبت کی شریحات
 سے قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر بڑا بہاری ثبوت مانا ہے۔ نظر برآں ہمیں نہایت
 ضروری ہے کہ انصاف اور راستی سے حسب درخواست مزارع صاحب قرآن اور وید
 مقدس کا مقابلہ و موازنہ کریں اور اس سے حق باطل کا شاہد و معاینہ۔
 پس ہم انہیں چار دلیلوں سے وید و قرآن کا مقابلہ کرتے ہیں اور انصاف اُن کا
 ناظرین کے ذمہ دہرتے ہیں۔

مقابلہ و موازنہ قرآن و وید

قرآن سے ثبوت ہستی صانع عالم	وید سے ثبوت ہستی صانع عالم
(۱) سومر اظہر	तद्विष्णोः परमं पदं सदा पश्यन्ति सुरयः दिवीव चक्षयन्तं ३.५१.५।५।
وہل انک حدیث موسیٰ ۱۰ اذ ساء نارا فقال لاهلہ امکنوا انی انست نارا العلی اتیکم منها بقبر و لجد عل النار هدی فلما اتها فذی	نجات یا مکتی کے واسطے اصلی مقصود ایم

قرآن	وید
یٰمُوسٰی اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْاَوَادِ الْمَقْدِسِ طُوًی ہ وَاَنَا اَخْتَرْتُکَ فَاَسْمِعْ لِمَا یُوحٰی ہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاَعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ہ اِنَّ السَّاعَۃَ اَتِیۃٌ اِکَادًا خَفِیْہَا بِالْجَزْیِ کُلِّ نَفْسٍ مِّمَّا سَعٰی ہ فَلَا یَصْلٰکُ نَعْلَکَ غَنَآمٌ وَلَا یُؤْمِنُ بِہَا وَاتَّبِعْ هُوۡہُ فَنُفِیْ ہ و مَا تَلَکَ مِیْمَنُکَ یٰمُوسٰی قَالَ ہ عَصَآئِیْ اَنْتَکَ وَاعِلِیْہَا وَاهْشَ بَہَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیْ یٰہِیَا یٰرَبِّ اٰخِرَیْ ہ	انکرشٹ پد یا سب کے جاننے یوگ سرب بیاپک پر ماتما ہے۔ سبکو پورے پر تین ہے انکے حصولِ پراپتی کے لئے کوشش اور تین کرنا چاہئے۔ انکے گیان سو پر آنند میں رہ سکتے ہیں۔ ست دویا سے ہی اسکا گیان ہوتا ہے۔ اور گیان دوی پر ماتما کا جانتا ہے جس طرح اکاش میں نیر اور سورج کی بیاتپی اور پرکاش آسمن آت بیات ہے۔ ایسے ہی برہم سب جگہ پری پورن ایک رس بیاپک ہے انکی پراپتی سے جو سب دکھوں سے چھوٹتا ہے اور کسی طرح نہیں۔
اُنّیٰ ہے تیرے پاس بات موسیٰ کی جبوت دیجھی تے آگ پس کھا واسطے گہر والون اپنے کے کہ ٹھہرہ تحقیقاً سینے ایک آگ دیجھی آگ میں اسید رکھتا ہوں کہ لاٹن اُس آگ سے تمہارے پاس آگ ملگا کہ یا پون اُس آگ پر کوئی دھنکار راستہ جاننے والا جب آیا انکے (آگ کے) پس آواز آئی (آگ سے) اسے موسیٰ تحقیقاً	اس ستر میں پر ماتما نے چار اُپدیش فرمائے ہیں۔ (۱) ایشور کے ہی گیان سے کمتی ہے اور اُس کمتی سے اعلیٰ سکھ یا حقیقی آنند یا زیادہ مدارج ترقی انسان کے واسطے کوئی نہیں ہے۔ (۲) فانی سکھ اور شہو سی یا اگیانی لذائذ کا اُس میں نام و نشان بھی نادر و ج

قرآن	دید
میں تیرا رب ہوں۔ پس اوتاڑ دل جو تیرا اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک کے ہو کر نام ہے۔ اُسکا کوئی خاص مکان یا تخت نہیں اُسکا طوی ہے اور میں نے پسند کیا تجھ کو پس ہے اور نہ اُسکی حاضری کے واسطے کسی امیر سُن جو کچھ دہی کیا جاتا ہے۔ تحقیق میں بیگی کی ضرورت ہے بلکہ وہ سب ہی تیرا خدا ہوں۔ میرے سوا کسی کو بیایا ہے۔	(۳) ایشتر محسوس نہیں ہے اور نہ محمد اُسکا کوئی خاص مکان یا تخت نہیں ہے اور نہ اُسکی حاضری کے واسطے کسی امیر بیگی کی ضرورت ہے بلکہ وہ سب بیایا ہے۔
مست پوج۔ عبادت کر میری اور قاکم کر ناز کو واسطے یا میری کے تحقیق قیامت آنیوالی نزدیک ہے۔ کہ چہا ڈالون میں اُسکو تو کہ بدلا دیا جاوے۔ ہر جی ساتھ اُس چننے کے کرتا ہے پس نہیں بند کرے تلو فکر اُسکے سے وہ شخص کہ نہیں ایمان ساتھ اُسکے اور پیروی کرتا ہے خواہش اپنی کی۔ پس ہلاک ہو جائے تو اور کیا ہے بیچ داہنے ماتھ تیرے کے اے موتے۔ برو لایہ میری لاشی ہے اسپر ٹیکتا ہوں اور تے جھاٹتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے امین کٹی کام ہیں۔ اور تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ یہی قصہ سورۃ قصص میں بھی ہے مگر سورۃ النمل میں اسکا بیان بہت عمدہ ہے	(۴) دُڈاگیان کا ذریعہ اور گیان کتنی کا۔ پس کتنی کا نتیجہ پر ماتما کی برابری ہے۔ (مگر اس سوکھم بات کے جاننے کے واسطے ایک اس سے بھی سوکھم دلیل کی ضرورت تھی۔ جو ایشتر کی طرف سے ہوتا دیگنی) پر مشورہ کیا دیتا ہے کہ جسطرح آکاش میں تیر کی بیابتی ہے اور محسوس نہیں ہوتی۔ بصارت اپنا کام چلا رہی ہی اور دکھائی نہیں دیتی۔ جسطرح سورہ کا پر کاش آکاش میں آسمان بات بیابت ہے اور زیادہ سوکھم ہونے سے آکاش اتھ پدارتھ اسکی بابت کو نہیں جانتے ہیں ہی ایک ہبان شکتی مان پر ماتما انتظام عالم کا کر رہی ہے۔ مگر سوچ کی طرح جڑہ نہیں۔ اور نہ ایک دیشی (محدود بالمكان) ہے

قرآن	حدیث
<p>جہان صاف یہ دکھا ہے۔ فلما جاءها نودی ان بورك من فی النار ومن حولها وجن الله رب العالمین ہ پس جب آیا اسکے پاس پکارا گیا یہ کہ برکت دیا گیا جو کچھ کہیں گے آگ کے ہے اور جو کوئی گرددائے گئے ہے اور پانی پر درو گدائے گئے کے کو۔</p>	<p>جو نکر قالی نہیں اس واسطے محسوس بھی نہیں تھا۔ مگر سب بیاپک چٹین در سب شکیمان ہے۔</p>

اب قرآن کے بتاؤ: پھر فرمائیے۔ اور جو وہ یاق کو حکم امتحان پر لائیے۔ سورہ طہ کی آیت میں
موتے سے لگنے والے بانی کر کے فی اناد بائیں لے لے۔ میں تیرا پڑو گدا۔ چونکہ حالانکہ کل آئین
موجود بالائیں پڑے آگ کی نشانیاں موجود ہیں عالم کل و تحاکل کو ایک شعلہ نازین سمجھا۔ و تقاربا و تقارب
سوی لی زمین میں جوتی تیار ناگ کی تعلیم کرنا آتش پسی نہیں ہے تو اور کیا ہے ۱۹ اور اسی واسطے
موتے سوختی فرمایاں کر کے اگنی دیو کو خوش کیا کرتا تھا۔ اور اسی کو مسجد سمجھا کر اس سے مراد میں مانگت
تھا جس سے من کل الوجہ ثابت ہے کہ موتے آتش پرست تھا۔ اور یہی آرزو رکھتا تھا۔ کہ اگر آگ
فرعون کو جلا دے۔ اسے آگ و ریل سے نیک کر دے۔ اسے اگنی دیو نامیری قربانی قبول کرے
آگ مرے کعبہ خراب کرے۔ اسے ناری خدا اپنے پجاریوں کی حفاظت کرے۔ اسے آتش اند میرے گناہوں
کو جلا دے۔ اسے جلانے والے و لادل جلون کی فریاد من۔ مفری سے بچا۔ اور گرمی کی نیکیت ترک گمانی
کما اور آستان سے نزل کر کے ہمارے میں حلول فرما۔ اسے تیز تھا رہے مصر پر تسلط دے۔
دیکھئے یہاں پر بعض ثابت کر نیکی قرآن نے ایک نیا نکل کہا ایسے مار (آگ) کو ہر در دگا جلا دے
اور موتے کو مسجد دکر یا جبکہ خدا نے آگ میں ہی من۔ وہ یقینی طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ یہ صفات
آتش پرستی جو۔ اور اس تعلیم کے لگ دینے سے شکرست پرستی ہے !!

ویا	قرآن
<p>ओ३म भूर्भुवः स्वः न स्तुतिर्वरेण्यं भर्गो दे वस्य धीमहि धियो यो नः प्रचोदयात् ॥ १ ॥</p>	<p>(۲) سورۃ فاتحہ بسم اول سورۃ قرآن الحمد لله رب العالمین الرحمن الرحیم ملک يوم الدين - ایاک نعبد و ایاک نستعین - اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم - غیر المغضوب علیهم ولا الضالین - (ترجمہ)</p>
<p>یہ مंत्र سحر وید کا ہے (اوم) سرب جگت کرنا - سرب آدم - سرب سوامی - گیان سے - سرب بیاب - ہتھری ایشور - ہرنہ کرچہ - انباشی - (بہو) پرانوں سے پیدا - (بہو) مکت اور سب کھون کا داتا - (سوا) سب کا دھرن کرنے والا (سوتیا) سب اشج کا داتا - (وینیم) جو سو کا دل لے کے لائق اتی سریشٹ (بھگو) شدھ اور پوتر کرے والا - (ریوسیم) سب کے آتما دھن کا پرکاش کرنیوالا - (تت) اس پر ماتا کو (دھی بھی) ہم دھارن کریں (دیہو یونا)</p>	<p>تعاریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنیوالا مہربان - صاف - قیامت کے دن کا - تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھی مدد چاہتے ہیں ہم - دکھا سب کو راہ سیدھی راہ ان لوگوں کی کہ نعمت کی ہی تو نے اد پرانے - سوائے انکے جو غصہ کیا گیا اوپر انکے اور نہ راہ گمراہوں کی -</p>
<p>پر چودیات جو سوتیا دیو پر مشیر جاری مہمیوں کو ست کی طرف پریرن کرے اور برے کاموں سے بچا دے -</p>	<p>چو گمرزا غلام احمد صاحب نے اپنی کتاب بڑانے کو اور اس سورۃ کی تفصیل جتلنے کو براہین الاحدیہ جلد ۲ کے ۳۲</p>
<p>اس مंत्र میں عالم کل جگہ شیو نے ہتھ خیموں سے بھری ہوئی پرارتھنا میں کیا ہی - جسکے کابل بیان کرنیکو ایک دفتر چاہیے</p>	<p>کچھ زیادہ ورق سیاہ کر کے بہتے عیسائیوں برہمنوں وغیرہ کے قصہ سہین بھڑکی میں اور انکا دھوکے اس سورۃ کی نسبت مد سے</p>

ذیل	قرآن
<p>و یا مے پر پیشورے جس قدر دیات تعلق اتھک گیان کنے ہی میں انکو نہ بہا راج اور سوامی بنایتس جی و سوامی شکر آجای تہنی</p>	<p>بیکران ہے بلا آنکے خیال میں یہ کل قرآن کی جان یا جو ہر القرآن ہو نظر بر آن ہم ہنگا استحان کو تہمین ۔</p>
<p>یا گو لک جی نے موصیج معانی کو نہایت واضح کر کے لکھا ہے ۔ مگر ان تمام کی گنجائش اس مختصر میں نہ ہو جا کر خلاصہ چند</p>	<p>(الحمد لله رب العالمین الرحمن الرحیم) تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنیوالا مہربان ۔ اگر خدا سے قرآنی بوجب ان دو آیتوں کے موصوف ہوتا تو</p>
<p>فضایل ہر نہ ناظرین کرتا ہوں ۔ فضیلت اول ۔ اس شتی میں (اولیٰ) سرب او تم نام ہے جو جمع ہے اوصاف</p>	<p>غیر مذہب والوں اور حیوانوں کو مسلمانوں کے ماتحت سے فوج نہ کرانا ۔ کیونکہ فوج و قتل رحمت و ربوبیت کے برخلاف ہے ۔ اوسکی</p>
<p>کوناگون و برنخن ہر فضایل و قلموں کا اس میں سرب جلکت کرتا اور سرب آدم را اور سرب سوامی اوصاف موجود ہیں جنہی</p>	<p>شخص کو بیگناہ قتل کرے و نامسرا سرب ہر جمی سفاکی و جلا دی ہے ۔ نہ ذکر حائیت و رحمت بنکے دلمین ذرہ بھی محبت و رحمت کا نشان</p>
<p>کا کرنا اور سبکا آدم را اور سبکا مالک ایک ہی ہے دوسرا کوئی نہیں ۔ اس تمام چراچر مہان جلکت کا جو بنایو الا اور بنا کر آدم کو کچھ</p>	<p>ہو گا وہ ضرور کہیں گے کہ جو خدا عالموں کا رب اور رحمان و رحیم ہے قرآن اسکا الہام و تعلیم نہیں کیونکہ (رع)</p>
<p>حالا یعنی اسکو عمدہ نظام میں چلایا اور ہمیشہ مہان شگفتی سے اسکا سوامی کہلائیلا جو تمام برکات کا چشمہ اور جمیع فیوض کا سبد</p>	<p>نے باشد مخالف قل فعل استان بزم اور اس امر کی زیادہ تائید یہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان جب کسی حیوان کو ذبح کرتے ہیں تو سنت و شکر اللہ الرحمن الرحیم</p>

قرآن	دید
نہیں پڑھتے۔ بلکہ اسم اللہ۔ اللہ اکبر کہ کر قتل کرتے ہیں۔ گویا اپنے خیال عام میں اس وقت خدا سے مخدیان کو رب العالمین اور رحمان و رحیم نہیں مانتے۔ بلکہ صدق دل سے جانتے ہیں کہ وہ صفات اس کے عارضی اور دکھلاوے کے ہیں اصل نام اس کے جبار و قہار و جلاد و مستہکار و ذریعہ الجبار ہیں جو اس موقعہ کے سرسرمزدار ہیں۔ اگر وہ رب العالمین ہوتا تو قتل الکافرین و النافقین کیوں فرماتا۔ انہوں نے اس کا (خدا کا) کیا بگاڑا تھا۔ جو خواہ مخواہ ایمان بخیر نہ لانے کے جرم میں شہید کئے گئے۔ خدا کی ربوبیت کی بھی یہ بات بالکل برخلاف ہے۔ عالموں کا رب اور دین کو تیار اور غضب سے چلاوے۔ کاشف القلوب کہ قتل کا حکم تو اوسے صریحاً واضح ہے کہ یہ حکم باہم تعقیف میں۔ اور ایک عداوت کو دوسری کی دلیل اثبات گردانا اسکو چھوٹا ٹھہرانا ہے۔ پس اس تنازعہ باہمی سے ہمیں قرآن کی صداقت میں شک و غم	فضیلت و دم۔ گیان و سرب بیا پاک۔ انتر یامی۔ پھرتیوں نام و کار سرب پر کاش جو کہ اس منتر کی دوسری فضیلت کہلاتے ہیں۔ تمام جگت کر ذرہ ذرہ کا جسو علم ہے کہ کیا کوئی فعل بکے گیان سے پوشیدہ نہیں۔ جو تمام جیون کے اپکا منت اپنے گیان سے وید و کن کا ظہور فرماتا ہے جو مجسم اور ایک نشی لینے عرش پر یا باپانی پر بیٹھا ہوا نہیں ہے۔ اور اسی سبب سے طول و عرض و عمق لینے پر تلے عیش و فراخ کیا بگاڑا تھا۔ سرب بیا پاک ہونے کے بہ اور منترہ۔ جو جہل لینے اور دیکھنے پاک اور غفلت کمزوری و فریب سے فشدہ ہے۔ جہان تک لگی حق اور بد ہی ان بچا سکتے ہیں۔ اس سو بھی اسکا گیان نہایت سو بکھم۔ وہ سرب کا انتر یامی ہے۔ اسکا انتر یامی کوئی نہیں۔ اپنے احکام کا بدلنا گیان سے ہونے سے اس پر الزام ہے۔ عرش۔ فرش امیکان میں ہونا سرب بیا پاک پر اہتمام ہے۔ پر ماتما سرگیہ علیم کل ہے۔ تمام الزامات ہی کو

قرآن	تذیب
واقعہ ہو کر انکو دیکھ صداقت الہام سے گرا ناپڑا۔	اور ہر قسم کی کمزوریوں سے نرو کار ہو۔
(ملک یوم الدین) صاحب قیامت کے	فضیلت سوم - ہر نیہ گریہ - ایشہ
دن کا - یہ فقرہ قرآن کا نہایت حیرت افزا	انباتی یہ نام تیسری فضیلت میں تمام
ہے جس سے خدا کی ذات پر ایک ٹوش	کرہ سورج و چاند - ستارہ و سیارہ وغیرہ
(عیب) وارد ہو رہا ہے - کیا پریشو و ہر روز	جسکے انوار جلال سے منور ہیں اور جس کے
انصاف نہیں کرتا؟ کیا آدم کو قوت سے	قبضہ قدرت میں رہ کر بالکل ہر نہیں ہو سکتے
مے ہوئے لوگ اب تک شش سپرد ہیں؟	جو سب کو ہمیشہ انصاف سے دہن - پیش - بل
مگر ہمیں معلوم کہ ضمانت پر ہیں یا جو ڈیش	اور گیان کا مینہ والا - اور حقیر و مقبذل
حوالات میں - علاوہ بران اسی قرآن کی	کا خانہ دنیا کے برخلاف خود غیر متغیر ہے جو
سورۃ بقرہ میں خدا کا نام سے حج الحساب	کی طرح تائید کر اور کار ملک بندہ میں نہیں
رکھا ہوا ہے - اگر وہ جلد حساب کرنیوالا ہو	آتا جو اپنے نیار کا بھی نیار اور ہمیشہ ہے۔
تو ملک یوم الدین نہیں - اور اگر ملک یوم الدین	جوانا کے گریہ میں کبھی نہیں آتا - بلکہ تمام
ہے تو میرج الحساب نہیں - خاصہ کم ڈال	دنیا کے گریہ جسکے آتش سے مین جسکے خضر
کا یہی ہے کہ جو قوت مقدم کے وقوع کی	سفاش و شفاعت و رشوت و ڈالی ایمانا
اطلاع ملے فوراً کارروائی شروع کرے	جرائم کیروہ ہے جسکو جبریل میکائیل
اور مجرموں کو سزا دیوے - بقول محیمان	وغیرہ کا دھی پہنچانی و رزق سیانی کا محتاج
کے اس وقت صفت عدل خدا کی اصل مضمض	بنا نا جہالت کے دھیرہ سو ہے جو انا کا کم ہی
معلوم ہوتی ہے - اور دنیا کا نظام انصاف	نہیں کرنا - اور کبھی جتنا اور نہ گا ہے
شاید کوئی ختم المرسلین کرتا ہو گا - اور شاید ہے -	بہد ایک رس انباتی

قرآن	وید
<p>رب العالمین خوب تر اختیار میں ہوگا۔ ورنہ ملک یوم الدین کے کیا منہ میں کیا ہوگا۔ ایزدستار ملک یوم الحال ملک یوم الماضی و مستقبل کا نہیں ہے؟ کیا کا تعطل من فصل اللہ درست نہیں ہے؟ اگر سے زیادہ پیار سے پران میں جنکے آسے کوئی حق پسند ذرہ غور سے خیال کرے تو اس پر اس نقص کی اصلیت طشت از بام ہر جا دیگی۔</p>	<p>فضیلت چہارم۔ یہ عام قاعدہ ہر دوسرے کے دل میں اسکی محبت اتنی ہی اثر کرتی ہے اور توجہ و الفت بڑھتی جاتی ہے۔ انسان کو ب فصل اللہ درست نہیں ہے؟ اگر سے زیادہ پیار سے پران میں جنکے آسے کوئی حق پسند ذرہ غور سے خیال کرے تو اس پر اس نقص کی اصلیت طشت از بام ہر جا دیگی۔</p>
<p>(ایاک نعبد و ایاک نستعین) تجہی کو عبادت کرتے ہیں اور تجھے مدد چاہتے ہیں۔ یہ دونوں بظاہر تو اچھے ہیں اور موافق ارشاد وید مقدس کے مگر سہاوتا اور مدد چاہنے میں کدھر شریع نہیں کی گئی کہ آیا کدھر قسم کی مدد چاہتی</p>	<p>کیا یہی پہلا درجہ ہے۔ جو پرتالکے پوتر بہو نام سے پرکاشت ہوتا ہے۔ سچی محبت اسی سے مراد ہے۔ اور اصلی مکتی کی یہی بنیاد ہے۔ جو اس روز معرفت سے ذرہ بھی آشنا میں آنکے واسطے حقیقی سرور سے فیضیاب ہونا آسان امر ہے۔</p>
<p>غضب۔ بڑائیوں یا بھائیوں میں جیسے کہ قتل کا حکم خرد و سافقان وغیرہ مسلمان حکم باہم تعقیف میں۔ او میں ایاک نستعین دوسری کی دلیل اثبات میں۔ یا نہ اردون ٹھہرانا ہے۔ پس اس تنازعہ کو کھلاتے ہیں ہمیں قرآن کی صداقت میں مستحکم ہوگا</p>	<p>فضیلت پنجم۔ سنسار میں تمام آدمی رست کے حصول کا دم بھرتے ہیں مگر اس کے وسائل جدا گانہ استعمال کرتے ہیں گویا اس ایک راحت اور آئندہ کو لوگ حسب فی چاہتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ محروم رہ جاتے ہیں۔</p>

قرآن	وید
<p>جب کبھی اتفاقاً کچھ بیت لیا تو کلام کی بڑت سولاجی کی نڈی گرم ہو گئی ورنہ اسطرح طال دیا کہ بے ہدایت (ناپاک) ہو کر پڑا ہو گا غرضیکہ ہزاروں بد معاش سی بہرہ سپہ چوری وغیرہ کر کے کچھ جھوٹے خدا کے نام یا پر صاحب کی نیازی نہ کر دیتے ہیں ہمارا مطلب یہ ہے کہ برائیوں کے واسطے خدا سے رو نہ مانگنی چاہئے۔</p>	<p>ساتی بے تاب ریلے وارد مطرب بھنگ دوت ضبطے دارد فہید نہ کے رومز ا مصلی ہر کس بنجیال خوشی ضبطے دارد ویدک اصطلاح میں تمام دکھوں سے چھوٹنے کا نام کنتی ہے جسکا دوسرا نام راحت کامل ہے۔ فانی یا شہوی سکھن کا (جو عارضی دچند روزہ ہیں) دھان پر سرخ نہیں ہر کیونکہ یہ سبھی ماسوسے القہرین۔ اور</p>
<p>راہدنا الصراط المستقیم) دکھا ہوا سید ہی۔ یہ فقرہ بھی اچھا ہے۔ بشرطیکہ سیدھی راہ سے قتل و خونریزی سے پرہیز اور محبت و سلوک و اخلاق و خدمت و آسائش خلق اللہ (پر دیکار) مراد ہو۔ ورنہ آجکل سیدھی راہ ایک اور بھی شہہ ہے اگر خدا سے سیدھی راہ کے طلبگار ہو</p>	<p>حقیقی آنند سے ہٹا نیوالے پس ست کیان کی پاپت ہونے والا سچا آنند کا تہا رتہ آنند ہی وہ سکھ ہے جسکا اس مقدس بہوا نام سے تعلق ہے سچ پریم کا بڑا نچو الا اور حقیقی جوگ کے کرانچو الا یہی ارشاد ہے جس سے بڑا طلب حق کے لئے ادیک</p>
<p>تو علم و عقل کو کیوں دخل نہیں دیتا اور مستحولات کے پڑھنے سے کیوں گریز کرتے ہو۔ قرآن میں عقل سے سوچنا کفر مت جانو اور غلطی کو جہان چھو بیچ نہ مانو۔ کیا صرف مسلمانی کا ہی راستہ سیدھا ہے یا کوئی</p>	<p>میں سیانی کا محتاج فصلیت شہرہ سر ہے جو انا کا کہی ہر نگاہ و در آنجہی جنتا اور نہ گاہ ہے شکتی کا دہلہ ایک رس انباشی خیال</p>

دہ	قرآن
<p>مرکز کی طرف معلوم ہوتا ہے جو اس پارسا کا دامن کرنا والا ہے۔ اور یہ عقدہ جب تک فضل الہی شالصال نہ ہو تب تک حل نہیں ہو سکتا اس لئے پرمانہ نے یہاں بیانیات اور شاو فرمایا ہے کہ جعفر رجکت تم دیکھتے ہو یادہ جو کہ تمہاری دشمنی گوچر نہیں ہے۔ بہنے لو کہ کانتر وغیرہ۔ ان سب کو مرب شکستہ مان۔ مرب آدم۔ جبکہ شیو نے ہی دوران کر کہا ہے اور وہ اپنی کام میں کی سہا تیا نہیں لیتا۔</p>	<p>اور بھی۔ اگر کوئی اور بھی تو مسلمان اسکو قبل کرنے کو کیوں چکراتے ہیں۔ ایمان نہیں لاتے۔ بھائیو! مقابلہ کر کے دیکھو۔ اور سچ نیسے صلوٰۃ المستقیم کو گرہن (اختیار) کرو اصراط الذین انعمت علیہم (انکار رہتہ جنہ تو نے نعمت کی (غیو المفضوب علیہم) سوائے اُن کے جو عقدہ کیا گیا۔ اور پرانے (اولا الضالین) اور نہ راہ گراہوں کی چونکہ مسلمان تماشہ کے قابل نہیں ہیں پس خدا کا کئی نعمت دینا اور کسی پر غضب کرنا</p>
<p>فصلیت ہفتم۔ وہ سو تیس سب اشج کا داتا ہے۔ ہر ایک اس سے کرم انوار پھیل پاتا ہے۔ اسے چھوڑ کسی اور سے لگنا قطعاً ادا ہے۔ کیونکہ اس صفت سے موصوف ہونیکے لائق اور کوئی نہیں۔ تمام روحانی برکتوں کا آغاز اسی مبارک اُپدیش سے جانا۔ کیونکہ اختیار سے قطعاً لائق ہونیکا اس میں ارشاد ہے۔ وہ مقدس ایک پرمانہ کے سوائے اور کسی اور اشج یعنی نعمتوں کا داتا نہیں</p>	<p>اور کسی کو گراہی میں ڈالنا۔ چہ معنی دارد۔ اس سونہ اسکا انصاف قائم رہتا ہو نہ شکا نہ نہ اسکا علم۔ نعمت علیہم مفضوب علیہم وضل علیہم۔ سب کی ضمیرین خدا کی طرف پھرتی ہیں۔ پس اُن اعمال کا فاعل خدا ہوا نہ کہ وہ لوگ۔ اس واسطے یہ پرارہنا (دعا) بہت نقصان رسان ہے۔ اور خدا پرستان لگانوالی ہو۔ بیان نام نہ نگا۔ کی تائید تفسیر حسینی والابھی کرتا ہے۔ خدا وہ آن کسانیکہ شرم گرفتہ بر ایشان قبل الوجوہ</p>

قرآن	دید
<p>بعض غصب تو در آمد و وہاں سبب بر کفر اقدام نہ دے۔ قبل از وجود جبکہ کسی سے کوئی عمل سرزد نہ ہوا۔ بلاظہور جرم خدا کا منصوبہ الیہ سمجھنا خدا کو ظالم اظلم و جاہل و جاہل ٹھہرانا ہے۔ (لعود باللہ نہما)</p>	<p>بتلاتے اور نہ قبروں شہیدوں اور فرشتوں کی طرف بھٹکتے ہیں بلکہ تمام عالم کو اس بتچے دیا وہاں کی طرف بھٹکتے ہیں۔ اور مساوائے سے نہایت آزادانہ طور پر بھٹکتے ہیں۔ فضیلت ہشتم۔ ہر ایک کو نیک بنی کی تمنا ہے۔ اور جاہل سے جاہل بھی اپنا آپ</p>
<p>کو اچھا سمجھتا ہے۔ سچ کی حقیقات بہت تھوڑے دنوں میں افر پذیر ہونے کے سبب اپنے چمکتے جو ہر بتلاتے ہوئے بھی جہلا کی آنکھوں میں نہیں دیکھ پڑتی اور اسی سبب سے لوگ ست مارگ دست و ہرم دست گزشتہوں کے سمجھنے و سطلانہ میں لانے سے معذور رہتے ہیں۔ کسی نجدی کو اگر آب ہزار کہیں کہ خدا نے دنیا کے گمراہ کرنے کو شیطان مقرر نہیں کیا یہ تعلیم غلط ہے۔ وہ قہر و جبر اور غصب و کڑ سے پاک ہے اس واسطے قہار و جبار نہیں اور نہ مکار ہے۔ مگر وہ کسی طرح نہیں ان سکتے کیونکہ قرآن کی تعلیم (حسین خواہ کچھ ہی ہو) انگوہر طرح تسلیم ہے۔ ویدک دہرم یا سچا مادی یہ ہر ہدایت نہیں دیتا بلکہ برخلاف اور دن کے نہایت خداوندانہ طور پر کمال عنایت سے بتلاتا ہے کہ اگر نیک بننا چاہو۔ تو نیکی کا مخزن۔ تویکار کرتے کے لائق اتنی تشریف۔ ورنہ تم سب اوتھم ہے۔ وہ مل کوئی نہیں۔ اسی کی اپنا سامانہ کہ جنم کے واسطے آئندہ ایک ہے۔</p>	<p>فضیلت نهم۔ یہ ارشاد وید مقدس کی ایک اعلیٰ فضیلت و پوتر تا اور پاکیزگی کا رہنما ہے۔ خدا ہمارے ہر ایموں سے بچنا پوتر تائے جو کہ اس کے وہ بیان</p>

میں لگا کر یوں اپنے آپشن سے جوڑ کر پراہٹنا کرنا کہ اسے میرے سوا ہی آپ جلال والے ہیں۔ اس سبب اؤ تم اپنے مقدس جلال کا میری **तेजोऽसि ते जेमयिरेहि** آتائیں پر کاش کیجئے۔ آپ اندھکار سے اجہاد نہیں پڑیں۔ پس مجھے بھی اکیان سے نکلنے کی سامرتہ دیجئے۔ عید کی بکری و بہترین تیری خوراک نہیں اور نہ تو اسے بغیر رحم و ظالم ہے کہ تیرے پیٹ کی واسطے عاجز جانو۔ فوج کئے عداوین۔ تو نہ خونخوار ہے اور نہ قتل کا طلبگار۔ تو بہترین یونکی طرح خون نہیں پیتا اور نہ بھوکھا ہوتا ہے۔ خون تیرے حضور نہیں پہونچاتا۔ بلکہ تیرے سے دور رہتا ہے۔ پاکیزگی و پوترائی کی تکمیل صرف تجھ میں ہے نہ کہ کسی اور میں۔

فضیلت دہم۔ اس مقدس ارشاد سے کامل شہچہ اور یقین ہوتا ہے۔ حقیقی دعا اور شانتی دینے والی اپاشا وہی ہے۔ جسکے کرنے سے پاسک کے دل میں کی طرح کا شک نہ رہے۔ جو اس کے حصول کے وسائل میں۔ اول انکا گیان بنات لازمی ہے اور یہ بتلانا اس مذہب کا ذمہ ہے جو کالمیت کا دعویدار ہو۔ محمدی بیچارے کیا کریں۔ اور کہاں سے لاویں جبکہ قرآن میں شہرہ شہدہ۔ شراب۔ پانی کی مومن اور جو روح غلمان کے نام پتا نون اور متہ رضا رن کے سوا سے روحانی ہوا نشان نثار دے۔ اور عدا مقام پر انہیں وعدہ و عید کا تعلق و عشق آمیز جاناؤں۔ بار بار اظہار کیا گیا ہے۔ جسے کسی حق پسند کی تسلی ہونی و دراز نیاس ہے حقیقی نجات یا کامل شانتی دینے والی اپاشا کے نتیجہ پوچھنے والیکے واسطے اُنکے ذوالفقار کی دلیل ہے۔ اور برہان عقلی کے بدلے ان نہروں کے پیاسوں کی تسلی کو شرب کی سیل ایک عمدہ تمثیل ہے۔ مگر اسے ناظرین جسطرح دیکھا گند پر پونجہ پیاس طبتین سیر ہوئی میں واسطی طرح اس سب کے آتماؤن کے پرکاش کرنے والے پراپتی بگ گیان کے ساگر۔ پر ماتا سے جو حقانیت و وحدانیت و معرفت و اقیقہ کی بار

نہرین رگ۔ سحر۔ شام۔ آنھر و وید پر کاشت بین انہیں برہم چرم سے پاپ ہو کر قبرم کی شانتی ہر طور کی تسلی ان سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور ان کے ثابت ہو کر صاحب صفات کا ملازم مالک برکات افضل و سید ارفیونس علی و شین سنا۔ ان غلطے پر اپنی لوگ بگاڑ گئے تانا ایک پر ماتا ہے دوسرا کوئی نہیں۔

فضیلت یازدہم سنا میں جسے نہیبین تمل کر دسند وق میں بند کر فصل لگانا اپنا پہلا سوال جانتے ہیں۔ اور ان نہیبین سے فسٹ نمبر دین محمدی ہے۔ مصنف اعجاز محمدی صفحہ ۹۱ میں لایا ہے کہ اہل شرع نے دین علم معقول فلسفی سے منع فرمایا ہے علم دین فقہ استدلال و تفسیر و حدیث۔ ہر کہ نواندیز ازین اگر دو جمعیت

مگر وہ بر مقدس میں اشار ہے کہ ہمیشہ گیان سے بدھی بدھا۔ پینو سہی بدھی کی ترقی اور عقلیت سے روحانی شانتی بڑھانے کی اور تنہا کرنی چاہئے کیونکہ اس عقل کل کو تمام کام عقلیت سے سلو میں جب بدھی انصاف اور صداقت اور علمیت سے بھارتی ہے تو صدنا باریک عقدے جو جا بانہ طور سے سمجھ میں نہیں آتے نہایت صاف اور عمدہ دکھائی پڑتے ہیں۔ ہر ایک دانمانا ہے کہ سچ اور جھوٹ کی کسوٹی سوائے عقل کے اور کوئی نہیں اور عقل کا علم ہادی ہے یا دونوں باہمی لازم و ملزوم ہیں۔ اس واسطے

فٹ نوٹ۔ ایک مولوی علامہ علی صاحب شریعت فاضل عربی زبان کے مدرسین قرآن میں ایک شخص ان کی ملاقات گویا۔ اس وقت مولوی صاحب نے قرآن کریم کو جس پناہ پر لکھا تھا وہی نے بے سبب شام ہوا جیسے قباب کو کہا کہ کھڑا میرے کام میں ہے۔ دیکھا کہ پناہ پر لکھا تھا وہی نے بے سبب کہ آپ فاضل آدمی ہیں اور بدلی عقل و ادب۔ یہاں ان کی آپ طرح تعلیم ہے۔ اصل تو مولوی صاحب نے حوالہ دینے سے جو بعد پڑھی دیکھے تھے۔ اقرار کیا کہ اگر ہم انہیں تو لوگ ہیں کا فوائز میں پہنچا تا جانتا ہے کہ جو بات عقل و تربیت میں ہے۔ ان کو کبھی غرض ہو جاتا۔ انہیں مولوی صاحب نے

عقل کل علیم کامل پریشوئے دیویوناسے اپاشنا کی ہدایت بخشی ہے۔
فضیلت ووازوہم عقل کل کی طرف سے نہایت معقولیت سے اس سچتی
پرارتہنا کی قبولیت کا ارشاد ہے۔ اور یہی ارشاد پریمی بہکت کے لئے شانتی کا باعث
ہو ہر ایک سچائی کا عاشق۔ جو پیر چودیات۔ کے مبارک الفاظوں سے روحانی تماماد کا سبق
سیکھ سکتا ہے جو سراپا نوبت عبودیت و غلو سے عبادت کو لئے ضروری ہے۔ سچے دل و
نیک نیت و نیک وسائل کو معقولیت سے استعمال میں لا کر اپنے دیامی سوامی کی
حضور ہی حاصل کر کے اسی مبارک واد تم سلسلہ سے پرارتہنا کرنا نتیجہ دکھلاتا ہے۔
جس سے روز بروز روحانی کمزوری و جسمانی شقاوت ونا پاکی دور ہو کر انس گمان ہو
بدھاتا کو اپنی استہرید ہی سے انسان جانتا ہے اور یہی اس منتر کا خلاصہ طلب ہے۔

قرآن

(۳) سورۃ نجم

و النجم اذا هوى۔ ماضل ما جکر وما
هوى۔ وما ينطق عن الهوى۔ ان
هو الا وحی یوحى۔ علہ شدید القوی
ذو مرة فاستوى۔ وهو بالا فوق
الاصلى۔ ثم دنا فتدلى۔ فكان قاب
قوسین او ادنى۔ فارحی للعبید
ما اوحى۔ ما کذب الفواد مکر
افخر و نه على ما یرى۔ و
لقد راہ منزلتہ اخری۔ عند
سدرۃ المنتهى۔ عند حاجۃ الماولی۔

परीत्य भूतानि परी
त्य लोकान् परीत्य स
र्वः प्रदिशो दिशम्ब
उपस्थाप्य प्रथमजा
मत्तस्यात्मनात्मानम्
भिसंविचेत् । य-३३
। ११ ।

پرانما اکاش آدی مرب بہوتون میں اور
سورج آدی سب لوکوں (یعنی گردن)
میں۔ اور پرب آدی سب دشاون میں
اور گئی آدی اپ دشاون میں ہی اپنی
انتہا گمان سے بیاپک ہوئے ہے

قرآن	دید
<p>اذبحنشی اسدرة ما یجشی۔ مازاغ البصر وما طغی۔ لقد رای من ایت ربہ الیکبریٰ خدا کہتا ہے کہ قسم ہے مجھے ستارہ کی جب گر پڑتا ہے۔ گمراہ نہیں ہوا یہ یار تمہارا۔ اور رستہ نہیں بہلایا اور اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا۔ قرآن نہیں ہے، فرد جی جو بھی گیا۔ طرف اُسکے انکسوتوں والے نے سکھلایا ہے۔ یہ</p>	<p>سکے گیان اور بیادگی سے ایک ذرہ سے ذرہ بھی خالی یا نامعلوم نہیں۔ جو اپنی ہی سامرہ کا آتما ہے۔ وہی کلپ آدمی میں سٹرشی سینے جگت کی انتہی کرنے والا ہے اُس اندسروپ برہم کو جو جیو آتما پچھو ارتہات من بُہی اور گیان سے بہادت جانتا ہے وہی درکون سے چھوٹ کر مکتی پاتا ہے۔</p>
<p>سمیۃ بنتھا۔ تہ وہ ادیکے کنارہ آسمان کے۔ پہنیز ویک ہوا اور لٹکایا پہرہ گیا فرق دو کمان کا سیانہ یا اس بہی نزدیک۔ پہرہ حکم بھیجا اللہ نے اپنی منہ سے پر جو بھیجا۔ جھوٹہ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا۔ اب تم کیا اُس سے جھگڑتے ہو اُس پر جو اُسے دیکھا۔ اور اُسکو اُس نے دیکھا ایک دوسرے کو تار میں۔ پرلی حد کی میری کے پاس۔ اُس پاس ہی بہشت ربی کی جب چہارہ تھا اُس میری کو جو کچھ چہارہ</p>	<p>اس منتر میں پریشور نے چار (۴) اُپدیش فرمائے ہیں۔ (۱) پرانا موجود ہر جا اور دانے کا ہے اُس اگرچہ ہر چیز میں پاک ہو کر پاتا سکا ہی اسراہ گیان ہو ہے۔ سوچ سکو پر کاش دینا ہے مگر سکا پر کاش اور گیانا اور پتا پریشور۔ جگت کا کوئی پرانا نہیں اُس سے پوشیدہ یا اُسکی سنیا اور دیکھتا ہے۔ ہر نہیں ہے کسی طرح کا گیان نہیں نہیں۔ قطع نظر ان کل کے وہ اپنے نت گیان میں ہی کہی غلطی نہیں کرتا۔</p>
<p>تھا۔ پہلی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی بیشک دیکھے اپنے رب کو بڑے نمونہ</p>	<p>(۲) سن۔ بہتی۔ آدیا۔ اُسکے یا اُسکے دھڑ اوہو کرنا چاہئے۔ گواہ اُسکو من بُہی دروہیا</p>

قرآن	وید
اسے ناظرین! یہم ذکر اس رات کا ہو جسکو محمدؐ بیان ۱۸ سال کی بتاتے ہیں۔ اس رات کو محمدؐ صاحب کا معراج پانا بیٹے زمین سے اُٹھنا تک معراج (نزہ) لگانا جسکی تشریح فیضی کرتا ہے۔	یہی پیارا جانتا چاہتا ہے یعنی ان تینوں کا اعلیٰ فرض اشیر کی پڑتی جانتا۔ جب اس حد تک غلو نہایت ہو کر کوئی جو پرمانہ کی سر نہایت ہوتا ہے۔ تب براہما یوسج بکھرجات کاستتی ہوتا ہے۔
نبھا دور آن بلند منہلج مفتاد ہزار پایہ معراج	(۳۳) گناہوں سے بچنے کے واسطے اس سے بڑبکر کوئی علاج نہیں کر اپنے سوامی پریشور کو سر بیچا کہ جانکر دیون سے متفر ہو دے۔ تجربہ کی بات ہو کر بیٹے
اور اُس نینہ پر سے بسواری براق چڑھ جانا۔ اور ست آسمانوں کو اوپر عرش کرکسی وغیرہ تک پہنچاؤ (سعدۃ النبی) ایک بیری کر دشت کر ساتھ آسمانوں پر گھوڑا باندھنا۔ اور پیادہ پا چلنا۔ جہاں پر خدا کہتا	بڑے ظالموں کی تب تک گناہ کی لمبیدون سے واقفیت نہ کیا۔ جب کہ او کو انیشور کے انتر بامی ہونے کا گیان نہ ہوا۔
ہو کہ نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہ گیا۔ خدا تعالیٰ ان اور محمدؐ صاحب کے درمیان فرق دو کمان کا یا اُس سے ہی نزدیک بیٹھے تھے چنانچہ ایک مفتسر فرماتا ہے۔	(۳۴) جو کسی خاص جہت میں ہو گا وہ محدود ہو گا اور کوئی محدود دانتر بامی سرب بیا پائین ہو سکتا ہو گا یہ ہر پانچوہر کن ہے۔ اسی واسطے پرمانہ نے ارشاد کیا ہے پریتی سروا پر د شود شاہج
کلام سرمدی بے نقل بشنید خداوند جہاں را بے جہت دید	سب اطراف و جہات میں بیا یک اور گیان سے ہے یعنی خاص اطراف میں وہ محدود نہیں۔ بلکہ اسکو
پھر خدا نے جو حکم دینے سے پہلے صلاح پر چنی تھی۔ یعنی لینی تھی خلوت میں شکوہ اور اگر کہ خدا صاحب فرماتے ہیں کہ اُس بیری پر کبھی چار ہاتھ یعنی وہ کیا تھا پھر وہی عالم کل ہو کر سب بھور دلائل قاطع کے	کسی خاص جہت میں بلکہ جو دنیا سر پرانک ہو کر وہ ایک جہتی نہیں اور نہ کافی ہے پس ثابت ہو کہ اس نام چراچکا مالک منظم اور سب بڑا۔ اور باریک تر باریک چیز دن کا بھی اور ہاتھ سے سوکھ سے

قرآن	دلیل
<p>احقاقِ حق و ابطالِ باطل کو نہ نظر رکھ کر سب ان تقدس کو کم ہے مگر ساتھ ہی ایسا کامل جو غلطیوں سے محفوظ ہے، کیا عمدہ طور سے (غلامِ فرماتے ہیں اور جواب دیتے ہیں کہ جو کچھ چاہتا تھا (غالباً اسرائیل جوگی) اب کیسے ہو رہی ہے برہم ہے دوسرے کوئی نہیں۔</p>	<p>دوسرے اس سوال جو کچھ فرمایا۔</p>
<p>نے دن پر دیکھا کہ کیا تھا جواب باصواب۔ جو کچھ اس نے دیکھا سو دیکھا۔ پہلی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔ انوس کر سونے کی ٹپا جابل میں پہنچی تھی اور نکل گئی۔ وہ حقیقت خدا تعالیٰ بہت شائق تھا۔ ایک جگہ معراج النبوة میں لکھا ہے کہ دوسرے تین رات کو خدا نے آواز دیا کہ نزدیک۔ نزدیک آئے مفسران اس جگہ نہایت سخت گردابِ تفکر میں گر کر ان میں اور صد طویل تاویلین تراشا کرتے ہیں مگر انوس کر کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکتے (فکان) پس ہوا (قالب) بمقدار (رقوسین) دو مکان کے (اوادنی) باز یاد نزدیک خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو مکان یا اس سے بھی کم فرق رہنا خدا کے محدود ہونے کی شہادت ہے۔ ہر دیکھ بامحاط کی قربت کو دو مکان کے فرق کو ناہی عقل کا تصور ہے۔ اور فضیلت سے دور۔ زمانہ اسلام کی آج تک ہر قرض چوتھے ہے مگر یہ کہی جواب ملا تو اس کی بھی معقول گفتگو کرنے کی توجہ نہ کی جب نوبت اس پہنچ گئی۔ اور تاویلین کرتے کرتے یہ مسئلہ بہت پی کڑو۔ جو گیا۔ جواب جیسے محمدی لوگ کو کمان کو ایک ایڑہ گر مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے لکھنا با عقل کے طور پر دلاتے ہیں۔ یہ نہیں جوتی کہ زیادہ تاویل معقولی مسائل کی تہلیل معانی ہے جو اس پر تحصیل حاصل ہے۔ لیکن اس طرح کے فکر انکو میں جو کسی غرض دنیاوی سے دین اسلام کو نہیں چھوڑنا چاہتا اور صرف فرضی سید کے خاطر جمع رہتی ہیں۔ نہ معقول کے آگے اس شخص کے مسائل بھدے اور بودی ہیں۔ سات آسمانوں کی تفصیل مفسر یہ کرتے ہیں۔ ایک دہنیں کا۔ دوسرا پانی کا۔ تیسرا روپ کا۔ چوتھا پتیل کا۔ پانچواں چاندی کا۔ چھٹا سونے کا۔ ساتواں زرد کا ہیری کی روشنی شریعہ حدیثوں اور تفسیروں میں بہت سی ہے۔ کوئی اسکا سر شے کے برابر کوئی گہرے کی بلبر بیان کرنا ہر</p>	

دعاؤں سے شوق و اشتیاق راہِ راستہ سے جہدہ۔ پس نہ تو تہمت۔ مشکلات شریفہ کہ باب الشرح ہیچو اس آیت کے یکشف رہنا من ساقۃ فی سجدہ لہ کل مومن۔ و مومنۃ یعنی رب ہمارا ساق اپنی کہو لینگا پس ہر مومن مرد اور مومنہ عورت اسکو سجدہ کرے گی۔ تفسیر معالجہ التزیل مطبوعہ مطبعہ مدنی دہلی ۱۹۵۷ء کے صفحہ ۹۱ میں لکھا ہے قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکشف رہنا من ساقۃ فی سجدہ لہ کل مومن و مومنۃ و یبقی من کان یسجد فی الدنیا ریاء و سمعت فی ذہب یسجد ضیعو ظہرہ طبقاً و احداً قوله عز وجل و یدعون الی السجود فلا یستطعون یعنی الکفار و المنافقین بصیراً صلاً ہم کصیا حتی البقر فلا یستطعون السجود ترجمہ۔ محمد صاحب کے سن لیا ہے کہ اس روز پروردگار ہمارا اپنی نورانی پنڈلی کہو لینگا۔ اور سجدہ کریں گے اسکو ہر مومن مرد اور عورت۔ اور باقی جن لوگوں کو دنیا میں سجدہ رہا اور ظاہر فرماریں گے کیا ہو لینگا پس اسکو سجدہ کر کے لینگے۔ اور پشت اٹھ لی یک پارہ ہو جائیگی اور حدیث میں ہے کہ پشت کا فرد و ساق کی مانند سر وں گاؤں کے یک نہرہ ہو جائیگی پس سجدہ کر کے لینگے اسے ناظرین! اس آیت کو توجہ کی آنکھ سے دیکھئے۔ خدا سے چون و چرا محمدیوں کو کہتا ہے کہ قیامت کے روز میں نکو دیدار و دلگا۔ اور تم نہیں مانو گے۔ اور پھر میں تمہارے اصرار کرنے پر پنڈلی سے جا رہا تھا کہ تیرا دلگا۔ تب تم سجدہ میں گر دو گے۔ جائے تعجب حیرت ہے کہ خدا تعالیٰ بسبب دوسری کے جامع سے باہر ہوا جانا ہی۔ اور نہیں فرماتا۔ انصاف کر دیا ایسی تعلیم الرحمن الرحیم کی طرف سے ہے ۱۹۷۷ء کی کتاب کے ساق سمین ہی موجود ہیں۔

قرآن

(۵) سورۃ اعراف میں ہے

ان مرکبہ اللہ الذی خلق السموات

والارض فی سبتۃ ایام ثلثا ستوی

علی العرش ترجمہ تھیں خدا تمہارا

وید
 ॥ सप्तमः ॥ समस्तं
 त्रयो भूतस्य जातः पतिः
 ॥ सप्तमः ॥ सप्तमः ॥
 ॥ सप्तमः ॥ सप्तमः ॥
 ॥ सप्तमः ॥ सप्तमः ॥
 ॥ सप्तमः ॥ सप्तमः ॥

وید	قرآن
<p>وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اسے جو وہ جو سرشتی کے پورب اپنے پہلے چہرہ زمین۔ اور بعد ازاں قرار پکا اور سب سورج آدمی تیج والے لوگوں کی دیتی عرش کے۔</p> <p>استہان ادراؤد جو کچھ اوچن ہے۔ جوا تھا یہ بات بعینہ تودیت کی منقول ہے۔ قلم اور جو گا۔ اسکا سوامی تھا اور ہے اور جو گا مطلق کا دنیا کو چہ زمین بنا۔ اور بعد تیار کرتے وہ پر تبوی سے سور یہ لوگ پر نیت سرشتی کے فراغت حاصل کر عرش پر چڑھ کر آرام کرنا ملکیت کو بنا کر اپنی انت شکست سے دھون کر رہی سرب شکست مان کی تسلیم ہو سکتی ہو؟ حالانکہ خود اسی ایک پریشور کی ہلکتی کرنی ضروری ہے قرآن ہی میں اسکی برعکس موجود ہے۔ دیکھو اور کسی کی نہیں۔</p>	<p>وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اسے جو وہ جو سرشتی کے پورب اپنے پہلے چہرہ زمین۔ اور بعد ازاں قرار پکا اور سب سورج آدمی تیج والے لوگوں کی دیتی عرش کے۔</p> <p>استہان ادراؤد جو کچھ اوچن ہے۔ جوا تھا یہ بات بعینہ تودیت کی منقول ہے۔ قلم اور جو گا۔ اسکا سوامی تھا اور ہے اور جو گا مطلق کا دنیا کو چہ زمین بنا۔ اور بعد تیار کرتے وہ پر تبوی سے سور یہ لوگ پر نیت سرشتی کے فراغت حاصل کر عرش پر چڑھ کر آرام کرنا ملکیت کو بنا کر اپنی انت شکست سے دھون کر رہی سرب شکست مان کی تسلیم ہو سکتی ہو؟ حالانکہ خود اسی ایک پریشور کی ہلکتی کرنی ضروری ہے قرآن ہی میں اسکی برعکس موجود ہے۔ دیکھو اور کسی کی نہیں۔</p>
<p>سورۃ انعام کی یہ آیت - رہو الذی خلق السموات والارض بالحق دیوم یقول کن فیکون - اور وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ساتھ ہی کے۔ اور جب کہتا ہے کہ ہو پس ہو جاتا ہے۔</p> <p>اب اسے محمدی فاضلو۔ ہم کتاب کو سچ مانیں اور کس کو دروغ۔ خدا کی کلام اور اتنا اذہم یہ پیش قاعدہ ہے کہ ہر ایک آدمی موافق اپنی طاقت کے کام کرنا ہو۔ خدا جو سب چیزوں کا مالک ہے۔ فوسر کرنے بنائے میں اتنا حیران و سرگردان ہو سے۔ اور چہ دن رات میں ایک دم بھی نہ سوئے۔ اور نگا تاڑ کام کرتا رہے۔ اور حدیث میں ذکر ہے کہ اسنے آدم کی مٹی کو بھی چالیس روز تک اپنے دونوں ہون سے خیر کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا معافی آدمی ہے۔ جسکے چالیس روز ایک آدم کے قلاب بنائے میں خیر ہوئے بہلا اسکی صنعت کا کیا ہکا۔ وہ حدیث یہ ہے۔ خمرت طننت آدم بیدار اربعین صبا کھا۔ جنگا خداوند کے بنائے میں یہ عقد کر واد بیکس ہے۔ کیا اونکی کسی اور علمی معاملہ میں تہتر۔</p> <p>ہو سکتی ہے۔ یہاں پر بہت سے سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اتفاق کہ آدم کے قلاب کے واسطے مٹی کہاں سے لی اور کون مرت کن فیکون کہنے سے قلاب تیار کر لیا اس فانی ہم کے واسطے تو چالیس روز دونوں</p>	<p>سورۃ انعام کی یہ آیت - رہو الذی خلق السموات والارض بالحق دیوم یقول کن فیکون - اور وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ساتھ ہی کے۔ اور جب کہتا ہے کہ ہو پس ہو جاتا ہے۔</p> <p>اب اسے محمدی فاضلو۔ ہم کتاب کو سچ مانیں اور کس کو دروغ۔ خدا کی کلام اور اتنا اذہم یہ پیش قاعدہ ہے کہ ہر ایک آدمی موافق اپنی طاقت کے کام کرنا ہو۔ خدا جو سب چیزوں کا مالک ہے۔ فوسر کرنے بنائے میں اتنا حیران و سرگردان ہو سے۔ اور چہ دن رات میں ایک دم بھی نہ سوئے۔ اور نگا تاڑ کام کرتا رہے۔ اور حدیث میں ذکر ہے کہ اسنے آدم کی مٹی کو بھی چالیس روز تک اپنے دونوں ہون سے خیر کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا معافی آدمی ہے۔ جسکے چالیس روز ایک آدم کے قلاب بنائے میں خیر ہوئے بہلا اسکی صنعت کا کیا ہکا۔ وہ حدیث یہ ہے۔ خمرت طننت آدم بیدار اربعین صبا کھا۔ جنگا خداوند کے بنائے میں یہ عقد کر واد بیکس ہے۔ کیا اونکی کسی اور علمی معاملہ میں تہتر۔</p> <p>ہو سکتی ہے۔ یہاں پر بہت سے سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اتفاق کہ آدم کے قلاب کے واسطے مٹی کہاں سے لی اور کون مرت کن فیکون کہنے سے قلاب تیار کر لیا اس فانی ہم کے واسطے تو چالیس روز دونوں</p>

قرآن	تفسیر
<p>کہ خدا ایک ہے۔ چنانچہ محمد صاحب کے باپ کا نام عبد اللہ تھا اور حالانکہ وہ مکہ کے سردار کا پوجاری تھا۔ پس اس میں سے کوئی نئی تعلیم ظاہر نہیں ہوتی</p> <p>سورۃ فتح۔ ان الذین بیایہونک انما یبایعون اللہ بید اللہ فوق ایدیہم۔ ترجمہ جو لوگ ہاتھ ملائے ہیں تجھ سے وہ ہاتھ ملائے ہیں اللہ سے۔ اللہ کا ہاتھ ہر اوپر اُنکے ہاتھ کے۔</p>	<p>پانچواں نہ چھٹا۔ اور نہ کوئی ساتواں انیسواں نہ آٹھواں نہ نو مان اور نہ کوئی دسواں انیسور ہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ ایک اودتی ہی ہے اس سے پہلے دوسرا انیسور کوئی ہی نہیں اُسے پر ماتما کے سامر تہ میں سب پڑھوی آدمی لوگ ٹہر رہے ہیں۔</p> <p>ان مشرکوں میں جو دوسے لیکر دس تک (اور اس سے زیادہ) انیسور ہونے کا شہید کیا ہے وہ اس مطلب سے ہے کہ تمام علم حساب کی بنیاد ان اعداد پر ہے۔ اور سب منگیبا کا مکمل ایک ایک ہی ہے۔ اسی کو وہ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ آٹھ۔ اور نو مانگئے سے ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵</p>

قرآن	وید
کے حالات) نہر حال خدا کو اتہہ ٹھہرائے لو پھر اپنے ساتر تہہ دامن کر رہے بیٹھے	
اپنی باتوں کو خدا ہی کو اتہہ قرار دینو یا تو ہمہ سرب شکتی مان ہے۔ علاوہ برآں عالم کل ہونے	
اوست کی تعلیم ہی یا خود پرستی و شرکانہ ہدایت سے منہ منہ علم حساب کی بہت سی ضرورتوں کو انہیں	
ہے جو صداقت و توحید الہی سے کوسوں	
دور ہے۔	۲ - ۳ - ۴ - ۵
	۵ - ۶ - ۷ - ۸
	۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱

فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ہم ہندوؤں

میں لکھہ کر جمع کرتے ہیں تو حاصل جمع ۱۵ ۱۸ ۲۱ ہوتے ہیں

اب ۱۵ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۷ و ۹ سے اگر ۹ کم کرتے ہیں یا ۳ کم کرنے جائیں تو باقی اردو ہو گا۔ اور یہ صحت کی پڑتال کا قاعدہ نہایت مقول ہے۔ تفریق۔ قریب تقسم کر کسی سوال کی قطعی صحت کی پڑتال اس سے نہایت حدود طوسی ہو سکتی ہے حاصل کلام یہ کہ وہ جو اس کثرت سے براہوشوں یعنی نفی ہی نہیں وہ ایک ایسا ہر اگر کوئی سترن سے یہ غدر کر کر ۲۰ اور ۹ جو کہ طاق ہیں اسکو ۵ و ۵ جو طاق ہیں اسکو ۵ نفی نہیں ہونی اس میں اس کا یہ جواب ہے کہ اول تو خود اتہہ یا ہی جگہ بشور ز نفی المہند سو کی گنا ۹ مرتبہ کی ہے۔ اسو اسے ۹ ہی سکتی ہونی چاہئے۔ اور وہی قاعدہ مقول ہو دوسرے نہیں۔ دوسرا اس وہم کا یہ جواب ہے کہ شرتی میں تین تین نمبر گنا کی ہے۔ اسو اسے تین پر ہی گنا کرنا چاہئے۔ اور یہی ٹھیک ہے۔ اور کئی کئی قاعدہ کا طور یعنی ۵۔ ۵ صحت حساب ہونی چاہئے قاعدہ پڑتال کے بعد میں اسی ٹکٹی کا قاعدہ سے اور بہت سی علم صحت کے قاعدہ اور قدر حل ہوتے ہیں مگر خداوند غفور اسے زیادہ تفسیر نہیں کی گئی جسکی سببیں صداقت کو دیکھ سکتی ہیں یا بنگو دون میں انصاف کی قابلیت موجود ہے وہ بخوبی خود کہیں کہ اس ایک شرتی میں بالکل نے کس در دشواری قہید کو علمی طور پر نظر فرمایا ہے اور کیا مقول قاعدہ ہے شرب کی تدبیر کر کے ایکو ہمہ شیوناسی متبلا ہے۔

قرآن

دیر

स नो बभूवर्जनिता स
विधाता धामानि वेद
भुवनानि विष्णो । य
त्र देवा अमृतमाना
पानासृतीये धामत्र
धैरयन्ता । य० अ० ।
३२। मं० १० ॥

پر مانتا ہی ہمارا سہا یک اور دہی پالن کر نیوالا
اور دہی تمام جگت کا دھارن کرنے والا
سب دھام انیک لوک لوکانتر کو رچ کر انت
سرو گیتا سے تہا رتہہ جانتا ہے۔ اسی کے
آسمے سے دو کہ رہت ہو کیش پد کو ہم پراپت
ہوتے ہیں۔ کبھی اسکے سوا کوئی تہا تیا اور
عبادت کے یوگ نہیں ہے۔

اس شرفی میں باربر ہم جگہ نشور نے آگیا فرمایا
ہے کہ تمام دھارک لوگوں کو اس پر کا رنچو انک ہونا
چاہئے۔ کہ بارہا سہا یک دہی ایک پریشور ہوا اسکے
سوا کوئی تہا تیا دینے والا پالن کرنے والا نہیں ہے
تمام لوک لوکانتر (سورج پر چھوٹی چاند ستارہ سیدہ
وغیرہ) جیسے ہر ستارہ کا اپنے دھارک اور دھارک دھارن
کرنے والا ہوا جانتے والا دہی سر پر خلکی مان ہوا

(۷) سورۃ نجم
اَفَرِيتُمُ الْكَاتِ وَالْعَزَىٰ - وَمَنَاہُ الْاَلَاہِ
الْاُخْرٰی تِلْكَ الْفَلَاقُ الْعَلٰی - وَاَنْ
شَفَاعَتُہُمْ لَتَرْجٰی - تَرْجٰی
تم دیکھتے ہو کات اور عزی اور منات
بتوں کو۔ یہ بتوں بت بڑے بزرگ ہیں
اور ان کی شفاعت کی امید رکھنی چاہئے
وقت نزول سورۃ نجم کے خود صاحب کعبین
(جبن بن کعب بن بت مودبتے اور پرستش
ہی ہوتی تھی) ابھی کہ سورۃ نجم سنار ہوئے۔
آسمت دھان پر کا خود سلمان لے ہو موطون
کرنے تھے۔ جب تمام سورۃ پڑھ چکے تو سلمان
اور کا فردن نے اکٹھا سجدہ کیا۔ اور لوگ تہا ت
خوش ہو گئے۔ کہ اب تم انصاف پرا گیا۔ اور جملہ کہم
جن کو کوشنچ جانتے ہیں۔ اسی طرح قرآن میں ہی یاد کیا
تفسیر معالم التذلیل میں ہے
فل ابن عباس وعمر بن کعب القرظی
خیر ہما من المفسرین لما راى رسول
اللہ تولى قومه عنه وشرق عليه
ماراى من مبادتہم عملجا وھم

بہ من اللہ تمنی فی نفسہ ان یأبى عن اللہ	سر وہ گریہ یقور ہو اور کوئی جاندار یا غیر جاندار شفاعت
ما یقرب بینہ و بین قومہ یحرمہ	یا عبادت یا سجدہ کو لائق نہیں ہے کہ تم اپنا
علیہ امانتم فکان یوما فی مجلس قبریش	اور گناہ کا مدعا علی اسکی پڑتی ہے۔ اور مدعی بنیاد کا
فازل اللہ تعالیٰ سورہ والحمد فقراء	اپنے بہتوں کو بکوش کے بنے دلا ہے جو ان
ہا رسول اللہ وحیہ بلغ قولہ افرا یتیم	سبھی پر یہ ہنگامی سے دیکھ مقول طور پر انکی مرگ
اللات والعزى ومنہ والثالثہ	ہوتا ہے وہی نکھ کو پراپت ہوتا ہے۔
الاخرى الفی الشیطان علی لسانہ	جو نہ دوڑے تیری راہ میں ٹٹے وہ پانوں
بما کان یحذث بہ نفس ویتنہا تلک	سر وہ کٹ جانے نہ ہو جسین کہ سودا تیرا
الغرائق العلی وان شفاعتھن	

لترتجی فلما سمعت قریش ذلک فرجوا بہ ترجمہ ابن عباس و محمد بن کعب القرظی
اور سوائے انکے جماعہ مفسرین نے کہا ہے کہ جب محمد صاحب نے دیکھا کہ انکی قوم
قرآن کو تسلیم نہیں کرتی تو انہوں نے اپنے دل میں تمنا کی کہ خدا کی طرف سے کوئی ایسا
آیت قرآن میں نازل ہووے کہ جو امین انکے اور قوم کے دوستی پیدا کرے پس ایسا
ہی ہوا کہ ایک دن محمد صاحب مجلس قریش میں حاضر ہو کر خدا نے سورۃ وانعم نازل کی پس
رسول اللہ نے اسکو پڑھا جبکہ محمد صاحب اس سورۃ کے اس قول افرا یتیم سے الاخری
تک پہنچے شیطان نے انکی زبان پر وہ بات ڈال دی جبکی دے متا کر تپتے
ہے یہ نقرہ تلک الغرائق العلی وان شفاعتھن لترتجی یعنی بت بڑی بزرگ
ہیں اور تحقیق ان سے شفاعت کی امید رکھنی چاہئے۔ پس قریش یہ سننے ہی خوش
ہوئے پھر چار دن طوطہ مشہور ہوئی کہ اب بت پرستوں کے ساتھ محمد صاحب صلے کر لی۔ جوڑو عورت

بعد جب کسی سبب سے جو پری مریدی کی تمنا سے مراد ہو پر طبیعت آئندہ ہوئی تو بیٹا آیت منع
کر دی کہ خدا کا کام نہیں ہے شیطان کا ہے شیطان نے میرے موہ نہیں ڈال دیا اور ایک آیت

ہوئے تفسیر زاد الاخرۃ جو منظوم ہے اس میں اس طرح مرقوم ہے۔

اسکا منشا رکئی طرح آیا اہل تحقیق نے یہ فہم فرمایا
کنگے پڑنے ایک روز رسول سورۃ نجم کو جو بعد نزول
جب یہ آیت زبان پر لائے اک توقف کو ساتھ پیش آئے
دل میں لاج و دیونے دھواس بولے اذراہ ہوں خیر الناس

افرا تیمم اللات والفری و صاۃ الثاقلۃ الاخری ثلاث الغلابیق العلمی ادان

شفاعتہن لترتجی

نیکے مشرک ہوئے نہایت شاد سبھی حضرت نبی و وصفت کی یاد
العرض جب اخیر سورۃ پر کرنے سجدہ لگے جو دس مرتبہ
آئے سجدہ میں جملہ اہل یقین اور ساتھ انکے شرکان بعین
پس کیا عرض حال سر تا سر جسے ربیل امین نے اگر
نیکے حضرت ہوئے با محزون تب تسلی کو پہنچی آیت یون
ما ارسلنا من قبلك الخ

اور نہ بھیجا تھا جتنے اس قبول تیرے آنے سے پہلے کوئی رسول
اور نہ کوئی بنی کیا ارسال پر لگا جبکہ باندھے وہ خیال

یہی سورۃ حج کی اتمامی کہ شیطان آگے ہی اپنے زین کے ساتھ آیا ہی کیا کرتا ہے اس بات کو منسوخ جانو بعض تفسیرین میں تضاد واضح کر کے بھی لکھا ہے۔ مگر تفسیر حسینی والا اس کو ظاہر کرنا واجب نہیں جتنا غیر فصل حال اسکا عالم و جلال میں و بعضا وی و تہمت فی العقیدین ذکر ہے اس پر اعتراض یہ ہیں کہ اول نوبت پرستی اور بتوں کی تشریف خدا کی جانب سے قرآن میں مذکور ہو جس سے یقین غالب ہے کہ قرآن حق کی بات ہے نہیں ہے۔ صرف محمد صاحب کا طبع مزاج ہے۔ قدم جب لاجول پڑے یہ قبول محمدیان کہ شیطان بہاگ جاتا ہے۔ تو کیا قرآن پڑھنے سے توبہ کر فائدہ

ڈالنے یک بیک لگا ابلیس اُسکے باندھیں خیال میں تبلیس
 پہرہ ڈیویر خالق اُس شر کو وہ جو شیطان نے دلِ ڈالی ہو
 پھر کر سہ حکم استوار خدا اپنی آیات اور نشانی کا
 اور خداوند علم والا ہے حکمت اُسکی بنیان سے بالا ہے

منقول از تفسیر زادۃ الآخرة

اب اس مقابلہ سے حضرات انصاف پسند تعلیم حق و ثبوت توحید کا (جو بطور شستہ نمونہ از خرد دار سے ضروری عرض کیا گیا ہے) اندازہ کریں وید مقدس میں توحید وجودِ صنائع عالم اس کثرت سے موجود ہے کہ جبکا عشرِ عشر ہی اور کتابوں میں منفقود ہے۔ مہاتما ویدخوان سوامی گوتما چارج جیونے وید مقدس سے اثباتِ وجودِ صنائع عالم اس عمدگی سے ظاہر کیا کہ جسکے پیر و خوشہ پمین حکما ریونان فارس و مصر و چین ہیں۔ اپنے ابتداء ہی رہنما کون میں وہ تمام اس مہاتما کی باریک بینی کے مراع میں۔ اسی مقاصد پر اُس وحید العصر نے نیا و روشن تصنیف فرمایا اور ایک عالم کو

کہ میں پہرنے سے دور نہیں ہوتا۔ اور علامہ بران کیا کعبہ میں ہلکتا ہی یا نہ رسوم مولیٰ عقل والا آدمی بھی قبول نہ کر گیا کہ شیطان۔ محمد صاحب کی عبارت میں اپنی آیت ملاوے اور وہ بالکل صحیح رہیں چہاں وہ دعوت ہے باطل ہو گیا کہ فاتو سبورتا یعنی بنا قرآن جیسی کوئی سوتہ۔ بہرِ خود ہی بقول مجیدان کے شیطان نے حمان جیسی آیت بنالی۔ اور اُسکی نصاحت و بلاغت پر دستِ کسی اعتراض کیا۔ اور نہ خود ہی صاحب نے نصاحتِ شیطان کی غلطیاں نکالیں۔ پنجم کوئی محفل پسند سلمان (جیسے سید احمد خان صاحب بہادر وغیرہ) کہہ نہیں ان سک کہ شیطان کوئی چیز پر پسند صرف الزام ہے اور ملزم الزام۔ مگر فیضِ اتقی اور مامرِ محقق ہے کہ قرآن آیت پرستی کی تعلیمِ ضرورت کے وقت ضرور دیتا ہے۔ ۵ گز ضرورت بود و ابا با شے بے ضرورت چنین خطا باشد

منطقی و اجیشین بنایا۔ ویک تو مید کے بارہ میں شہادہ دارا شکوہ
صاحب تبرا کبر میں فرماتے ہیں۔ وہو ہذا

کہ اکثر کتب تصوف بنظر درآوردہ مگر تشنگی طبیب توحید کہ بہرست بل
نہایت دمیدم زیادہ سے شد۔ مسئلہ سے دقیق بنجا طرے رسید کہ حل
آن جز کلام الہی ممکن نہ داشت۔ و چون قرآن مجید و فرقان کریم اکثر سے
مرموز است و دانندگان آن کیاب۔ خواست کہ جمیع کتب ساری بنظر درآورد
بنیانچہ نظر برتویت و انجیل و زبور و دیگر صحف انداخت۔ ابابیان توحید درآن
ہم بجلد مرموز بود و پے آن شد کہ از چہ جهت مرہند و ستان وحدت عیان گشتگو
توحید بسیار است و علما و ظاہری و باطنی۔ طائفہ قدیم ہند را بر وحدت انکار کر
و بر موحدان گفتار عنیت بلکہ پایہ اعتبار است بر خلاف جہلہ سے این وقت
کہ خود را علما سے قرار دادہ اند۔ و پے قتل و آزار و تکفیر و انکار خدا شناسان
و موحدان افتادہ را بہرمان راہ خدا اند۔

چنانچہ بعد از تحقیق بسیار معلوم شد کہ در میان قوم ہنود چار کتاب آسمانی
کہ رگ تید و جہر تید و شام بید و اتہر بید باشد۔ بر انبیاء آنوقت بر جمیع
احکام ظاہر شدہ و این معنی از ہمیں کتاب ظاہر است۔ و خلاصہ جمیع اسرار
سلوک و توحید در آن درج است و آنرا اپنکھت سے نامند۔ چون نظر بر
اعمال وحدت ذات بود خواست کہ این اپنکھت ہمارا کہ گنج توحید بود بہر
فارتی درآورد و لفظ اپنکھت و سنکرت بمعنی اسرار پوشیدہ فی است
لہذا این جماعہ آنرا از اہل اسلام دکان دیگر ادیان بلکہ از بعض اقوام ہنود
پوشیدہ دانند و منتہا۔ ع۔ طلب جمیع اولیاء اللہ است۔ دستہ

اہل اسلام سے چہا نے کا یہ طلب تھا کہ وہ تعصب جہالت سے غیر مذہب کی کتب کو جلا دیا کرتے تھے

بغیر ضائع ترجمہ نمودہ و ہر شکل و ہر سخن کہ سنجو است و منے یافت ازین کتاب
قدیم کہ بے شک و شبہ اولین کتب سماوی و حشر شدہ تحقیق و بکرت و تہذیب است
و مطابق قرآن مجید بلکہ تفسیر است صریحاً یافتہ۔ چون ظاہر ہے شود کہ ازین
آیہ بنیہ و حق این کتاب قدیم است۔ و اُنہ لقرا کر یہ فی کتاب
مکتون لا یمسہ الا المطہرون تنزیل من رب العالمین
یعنی قرآن کریم در کتابست کہ آن کتاب پنهانست۔ وادرا اورا کہ میکند
مگر دلیکہ مطہر باشد۔ و این طراز شدہ است از پروردگار عالمیان عز و
لفظ مکتون صحیح معلوم ہے شود کہ این آیہ در حق توحید و بتخل و تہذیب

ایمان نہ کہ انست دہرم کی کتابوں کو بھی جلا دین۔ ورنہ وید مقدس میں کوئی ایسی اہمیت
درج نہیں ہے۔ بلکہ وید اقدس تمام کے نیائے واسطے ہیں نہ کہ کسی خاص ملک کی واسطے۔ اس کتابت
اسی کتاب میں عیسویہ مہامون پر موجود ہے۔ اگر کوئی اسلامی نگار کرے کہ اہل سلام علیک تہذیبوں کو
نہیں جلا تھے تو ہم شہادت بتلاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

سکندریہ کے کتب خانہ کی تباہی

جب سکندریہ پر اہل اسلام کا تسلط ہو گیا اور تیس سو سال اس عجیب گانا غم ہوا۔ تو اس نے
فیلقونس سکندریہ کے نامی حکیم اور فاضل اجل سے ملاقات کی جو ایک عظیم علم و دست
عالم از گفتگو کا ذریعہ شائق تھا۔ اس حکیم کی صحبت اور فیض قال سے ایسا محفوظ ہوا کہ دل جو انکی
عزت کرنے لگا۔ ایک دن فیلقونس نے سپہ سالار کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے سکندریہ کو
کل بیت اللہ خیر اور سرکاری گوداموں کا ملاحظہ فرمایا ہے۔ اور ہر قسم کے احتیاط پر نہر چاہا
لگا دی جو جو چیزیں آپ کے کارا میں ہیں انکی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جو آپ کو کام کی
نہیں ہیں۔ اور ان میں سے بعض غائب ہو جائیں گے کی ہیں۔ اگر میری خدمت بھیجنا تو مجھ کو غائب کیا جائے
عموز و جب کہ آپ کو کسی چیز میں ملے تو میں حکیم نے جواب دیا کہ نہ میں جانتا نہیں اور کوئی غیبی بات نہیں

فیلقونس

نیت چہ کہ آن پوشیدہ نیستند۔ و از لفظ متزلی چنان ظاہر میشود کہ در حق لوح محفوظ ہم نیت چون اینکہت کہ بمنے سر پوشیدہ نیست اصل این کتاب است دینے آیت ہر قرآن مجید بعینہ در آن یافتہ سے شونہ پس بتحقق پیوست کہ کتاب کمون این کتاب قدیم باشد۔ *

اسے ناظرین! دید مقدس کے ادبیان کے ادبیا توحید سے بہرہ یمن اور بہیمان و قصہ جات سے دور۔ یہاں پر مقابلہ کرنے کی ضرورت نہ رہی کیونکہ

* راجعہ رام موہن راجستھانی مہاتانی برہم سماج کی راجی منقولہ اذ رسالہ تہ بودہنی سبھا کلکٹہ مطبوعہ ۱۸۴۴ء ص ۶ ص ۱۹۱
تین یقین کرتا ہوں کہ ان باتوں کے مطالعہ سے آپ کو یقین ہو جاوے گا کہ دیدہ و غیر
صرف علم ریاضی۔ طب۔ آسمان (توبہ۔ بندوبست۔ تلوار۔ نیز وغیرہ) ہی ہر جگہ انہیں
بچرل فلاسفی۔ علم عام و فنون کا ہی بیان ہے۔ چنانچہ نام علوم ہکا مختلف
ست شاستروں میں بیان ہے صرف دیدہ سے افد کئے گئے ہیں۔

صرف فلسفی کی کتب میں جو سرکاری کتب خانہ میں بیکار پڑی ہیں۔ عمر و زوجہ اب
دیا کہ اس خواہش کی منظوری میرے اختیار سے باہر ہے۔ اور میں اس بارہ میں سو
اجازت امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے کوئی حکم نہیں دے سکتا۔ اس پر نظری
سنگوانے کیواسے ایک مرسلا خلیفہ وقت کو حضور میں بھیجا گیا۔ وہ سچ جواب آیا کہ اگر ان
کتاب کے مضامین قرآن کو مطابق ہیں تو گویا انکو مطاب قرآن میں چکر اور وہ عیسوی ہیں
اور اگر نہیں کوئی بات مخالف قرآن ہے تو چکو انکے وجہ نفرت ہر فی الفوج جلاویں اور ان
نے ہر حکم کی تعمیل میں کل جلدیں سکندریہ حاسون میں لٹ بن اس حکم پر کیا کہ ان کو جلا کر
حام گرم کر کر جادین۔ کہتے ہیں کہ چہ ہنہ تک برا بر حام نہیں کناؤں کی آگ سر گرم چوہے

بقیۃ حاشیہ (۹)

خود مسلمان موصد کے قول سے ثابت ہو چکا ہے۔ مگر اہل اسلام سے ایک ضروری گزارش ہے کہ آدم، نوح، شعیطان، موسیٰ و نوح و ابراہیم و یوسف و خضر و یعقوب و قوط و لقمان و سکندر و اصحاب کہف و یاجوج و ماجوج و عمران و ذکریا و یحییٰ و مریم و محمد صاحب کے خانگی امورات و جنگ و جہاد و سامی و دینس و یحییٰ و دوزخ و بہشت کی ہر و نہا حال حور و قصور غلمان، خیرات و زکوٰۃ و حج و احرام و سنگ اسود و نخل و متاع و علما و احرام و زبانی وغیرہ کے قصہ و کہانی نکال کر باقی کو اسے بہا نیو! اگر آپ انصاف سے مطالعہ فرمائیے تو بخوبی جان جاوینگے کہ کس قدر الہی تعلیم باقی ہے۔

ضرورت الہام پر لائق طع کا لکھنا

بد ملاحظہ کل قرآن شریف کے ہر چند غور و فکر سے دیکھا گیا۔ کوئی ضرورت الہام قرآن کی بیا بہ کہان نہ ہو چکی۔ چہ جائے ثبوت و اطمینان۔ سوائے قصہ جات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن سے ثابت کرے جو زہید مقدس میں نہ ہو تب ہمیں یہی موقعہ کلام کا ہو۔ اور علاوہ برآں وہی باتیں یا اس سے عمدہ باتیں قرآن سے پہلی کتابوں میں

یا ایہا الناظرین۔ ذرا اس واقعہ کو پڑھاؤ اور غور سے دیکھو کہ اسے پڑھنے سے دلون کیا اثر ہوتا ہے غرض دنیا کے اس شہو رکتیخانہ کا خاتمہ یہی چہ تھا۔ اور جہالت اور دشت کے تشریف لانے کے زمانہ کا آغاز یہی وہی ہوا۔

بعض اقوام ہنود و کمراد بدہ میں ہیں جو بجا عیب جوئی کرناست ہرم کی پناہ دہرم جانتے ہیں اور وہ عموماً پڑھائی ذات سنا کر میں بلکہ اس گلدستہ کو تسخر کرتے ہیں ہوا سطر ان کو نلو کتابیں نہیں عیانی تہین۔ علاوہ برآں اونکی بڑی بیماری عدوت بھی تھی کیونکہ سوامی ششکر اچارج نے اُن سے مدد و مباحثہ کر کے اوکو سخت زکوٰۃ دی تھی۔ جبکہ مفصل حال شکر و گنجی میں موجود ہے ورنہ اسی اور قلم ہنود کو رکاوٹ نہیں ہے۔

موجود ہیں۔ پس اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں کُن رہی پہلی کتابوں نے وہ باتیں تو ان سے نہیں چورائیں مگر ذریعہ ثانی کے ذمہ یہ الزام ضرور ہے جس سے اُسکی رہتی والہا بیت سر پا کا فور ہے۔ اگر قرآن میں کوئی بات ایسی ہے جو نامعلوم یا معلوم و ہم تب الہام ہونے کی ضرورت کا مفہوم ہو ورنہ کسی طرح الہامی نہیں ہو سکتا الاسلام تحتہ السیف دلیل کا آپ کے ہاں کام نہیں۔ کون انکار کر سکتا ہے کہ سید ام الاسلام نہیں۔ قرآن کو دلائل قاطع سے قطعی اعتبار ہے۔ اسی واسطے مکروری کے وقت لکھ دینے کو لی دین کا خطاب ہے۔ اور مینہ زوری کے وقت یا ایما البقی قتل لکھافین کا جواب ہے جو نسبت حقیقی چاند کو ماہِ نخب سے ہے۔ وہی نسبت وید مقدس کے ساتھ مصنوعی الہاموں کو جس طرح بار بار نئے آفتاب کے بنانے کی ضرورت نہیں۔ جس طرح روز بروز نئی زمین گہرنے کی حاجت نہیں اسی طرح ایک ہی دفعہ کامل گیان لا تبدیل بحکمت اللہ جو کبھی تغیر و تبدل میں نہیں آتا۔ یعنی وید مقدس پر مانتے ہدایت عام کے واسطے نازل فرما دیا اب باوجود ہونے آفتاب کے اگر کوئی آنکھیں بند کر لے تو آفتاب کا قصور نہیں۔ بلکہ اُس تعصب کو بصارت کی ضرور نہیں۔

احقاقِ حق و ابطالِ باطل سے قاصر رہنا

احقاقِ حق میں مقدر قرآن کم زبان ہے۔ اُسی قدر ابطالِ باطل میں ہی وہ قاصر البیان ہے۔ سات آسمانوں اور سات زمینوں کا ہونا۔ زمین کے اوپر پہاڑوں کو بننے لہجوں کے ٹھوکرنا تاکہ زمین جیش نہ کرے۔ سورج کا چشمہ گلی میں ڈوبنا چاہا بل میں ہر روت و ماروت کا قید ہونا۔ چشمہ ہائے دودہ و شہد و شراب کا بہنا۔ سلیمان کے وقت جانور و کجا بولنا۔ وغیرہ حق کے ظاہر کرنے سے قطعی پرہیز ہو رہے۔ ورنہ اہل عالم و ماہران تواریخ و ہیئت و جہہ افیہ ان کی منبہ وار

تردید کر رہے ہیں۔

اسی طرح ابطالِ باطل میں یہی چشمِ حق دور ہے۔ اور کہیں یہی روشنی نہیں بلکہ ہر طرف شب و یجور ہے۔

بیت اللہ مکہ کی طرف سجدہ کرو۔ وہی خانہ خدا ہے۔ اُسکی طرف سے ہر کسبہ کرنا نادر اور نادر و خطا ہے۔ حج و طواف سے صواب بلکہ گناہ دور ہوتے ہیں۔ چاہے زمزم کے منبعِ نہر سے جنت کے سوتے ہیں۔ اب زمزمِ دل سے گناہوں کے سیاہ داغ دھوئے۔ اور حجرِ الاسود کی تعظیم و چومنے سے گناہ معاف و موندہ پاک ہوتا ہے۔

احرامِ کعبہ و زیارتِ مدینہ سے دل کی نورانی ہے عمرہ کے دوڑنے و جانور کشی یعنی قربانی سے رضا جوئی ربانی ہے۔ اس طرح وصالِ خورانِ امارستان و

غلبانِ لالہ رخاں کا علیحدہ طور ہے۔ جنکے ذہن سے اہل جنت کو جا بھائے شہرِ باطل و راکا دور ہے۔ کیونکہ بتِ حجرِ الاسود کی تعظیم کو نہ سنایا۔ سجدہ آدم

کا صاف حکم فرمایا۔ بر خلافِ الباطلِ باطل کے بیچارہ تردید کرنے والے کو لعنتی نہرایا

شقِ القمر کی سزا میں تعلیمِ عرش کے برابر خدا کا وجود بیان کرنا وغیرہ ابطالِ باطل کی بالکل کوشش نہیں کی گئی۔ اور صاف بتِ پرستی کی بنیادی دیوار میں

(تعلیمین) موجود و مشہود ہیں۔ نہیں معلوم کہ باجوہ اس قدر اندھیرے مرزا صاحب کس طرح انکارِ کالعدم کا ہتھیار دیکر کہتے ہیں کہ **بِزِ اٰھِلِ الْاَحْمَدِیَہ**

وَبِنُورِ الْحَقِّدِیَہ کا ثبوت ہے۔ اوپر پیرچہ عربی الفاظ میں طوالتِ عبارت سے

کاغذِ سیاہ قرآن کے آہامی ہونے کا لوگوں کو مفرکنا چاہتے ہیں۔ جو سربا محال بلکہ ورازیخاں ہے۔ افسوس کہ مرزا صاحب کی توحید کو فلسفی مباحثوں سے پر تلاتے ہیں۔ اور ثبوتِ سوائے گالی گلوچ کے کچھ بھی نہیں دیکھاتے مینے

دونوں کتابوں کی توحید اور پر بیان کر دی اور ہر ایک تسلیم و تردید عیان

مرزا صاحب دشنام دہی سے قرآن کی فکاسفی ثابت کرتے ہیں اور مقابلہ و مجادلہ میں قدم دہرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ حق کو ان باتوں سے نفرت ہے اور رستی کو بدزبانی سے عداوت۔

اب ناظرین خود ہی انصاف کریں کہ قرآن اور وید میں سے کون عبارت و معنی میں کچی اور ناتمام ہے۔ کون توحید کے پہلے اور شرک کے مٹانے میں کمزور اور خام ہے۔ یسوی کو آگ کے سلسلے میں مسجود کرایا۔ اور ابراہیم کا سورج کو کس نے خالق و رب ٹھہرایا ہے۔ آگ۔ چاند۔ سورج اور ستاروں کو بدزبانی کون بتلاتا ہے اور فرشتوں کو رب النبی کون ٹھہراتا ہے مگر مرزا صاحب جب سنکرت سے محض نادان ہیں۔ تو انکا ویدوں سے بدگمان ہونا جہالت کا نشان ہے۔ افسوس کہ جب وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ وید کا دعویٰ کیسے جب انکو وید کا دعویٰ ہی معلوم نہیں تو پھر باوجود اس نادانی کے کیوں یہودہ جہالت کی ہوم چاچا اور ایک عالم میں اپنی نالایقی کی رسوائی کرتے ہیں۔

سخن باید بدانش درج کردن
جو زر سنجیدن انگہ خج کردن

اعترض صنف براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۳ جلد (۲)

قولہ عیسائیوں میں باشتائے اُن لوگوں کے جنکو تہذیب اور تحقیق سے کچھ غرض نہیں۔ اسوقت ہزار ہا ایسے شریف انفراد و منصف مزاج پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ کہ جنہوں نے دلی انصاف سے عظمت شان اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور ثلث کے مسئلہ کا غلط ہونا اور بہت سی بدعتوں کا عیسائی زہب

میں مخلوق ہو جانا اپنی تصنیفات میں بڑی شد و مد سے بیان کیا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ انصاف ہماری ہر وطن آریہ قوم سے ملتا جاتا ہے۔ اس قوم کو تعصب نے اس قدر گھیر لیا ہے کہ انبیاء کا ادب سے نام لینا بھی ایک پاپ سمجھتے ہیں۔ اور نام انبیاء کی کسر شان کر کے اور بکو مفتخری اور جلتا زہر کر یہ دعویٰ بلا دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایک وید ہی خدا کا کلام ہے۔ جو ہمارے ہنر گون پر نازل ہوئے تھے۔ اور باقی سب الہامی کتابیں جنے دنیا کو ہزار اطور کا فائدہ توحید اور معرفت الہی کا پہنچا کر وہ لوگوں نے آپ ہی بنالی ہیں۔

اقول۔ جو کچھ مرزا صاحب نے عیسائیوں کی بابت لکھا ہے۔ اُس کا جواب کوئی پادری صاحب دین گے۔ ہمارا کام صرف انکے دعویٰ کی تکذیب کرنا ہے۔

داند اعلم دنیا میں کیا طوفان آیا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہ تیغ بیض متعصبین کو نہیں سوجھتا۔ مگر دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اسلام قی تعصب دنیا میں ضرب المثل ہے۔ اور اُس سے ہر ایک دانا کی طبیعت منفعل۔ بیجا تعصب و ناداد جب طرفدار ہی سے انسان کو پہنچا ضرور ہے۔ مگر حق کا انحصار اور صداقت کا طرفدار ہونا بھی ہر ایک صدق پسند کو منظور ہے۔ جب آریہ سماج کا حصول مقیم ہے کثب سے پرتی پور یک و ہرم افسار یتھیا لوگ برتنا چاہئے پس اگر کوئی آریہ بالغرض حال خدا نخواستہ بیجا طرفداری کرتا ہے تو یہ ہر خلاف ہرم کے اُنکا ذاتی تصور ہے۔ مگر ان کسی ترے کو نیک اور نیک کو بد کہتا۔ ہستی سے دور ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ ممبران آریہ سماج ہمیشہ اخلاق و محبت کے ساتھ غیر غریب والوں سے گفتگو کرتے ہیں مگر جیسا خوشامد و جیوٹھ لیت و قتل اور حق کو چپانے سے البتہ ڈرتے ہیں۔ اور یہ بھی اپنا دھرم سمجھتے ہیں کہ کسی پر چھوٹا انعام نہ لگا دیں۔ اور جرات کہیں کتب غیر غلاب سے چپا یا اشتباہ پہنچا دیں۔

چنانچہ اسکی تصدیق کیواسطے ایک واقعی مثال عرض کرتا ہوں۔ مرزا صاحب خود ہی انصاف کو کام میں لادیں۔ اور حق و باطل میں تمیز فرمادیں۔

ایک دن خاص قصبہ قادیان میں مرزا صاحب کے مکان پر بیٹھے ہوئے اکمال ہر وہن شہر نے کی شرائط طے ہو رہی تھیں۔ انہار گفتگو میں لفظ خوارق عادات کی تشریح ہونے لگی۔ نامہ نگار کی طرف سے یہ دعویٰ تھا۔ کہ خوارق عادات کہتے ہیں عادت یا سبھاؤ کے توڑ نیکو۔ چاکو میں چاک کرنیکی عادت ہے۔ اور آگ میں جلا نیکی۔ درخت میں غیر متحرک رہنے کی۔ اور انسان میں چلنے کی وغیرہ۔ آپ اگر ان عادتوں کو خدا کی برکت سے توڑ دیں۔ تب مسلمان ہو جاؤں گا۔ ورنہ آپ آریہ ہو جاویں۔ اور غلط دعویٰوں سے باز آویں۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ قرآن اصطلاح میں اس لفظ کے یہ معنی نہیں ہیں۔ نامہ نگار نے کہا کہ یہ لفظ ہی قرآن میں نہیں ہے۔ ورنہ بتلاؤ اگر کہہ ہیں ہے۔ مرزا صاحب نے اقرار کیا کہ قرآن میں ضرور ہے نامہ نگار کے پاس قرآن تھا۔ اور سیقت پیش کیا کہ اسے خدا نکالنے اور ایہام کی فال ڈالنے۔ چند منٹ تک مرزا صاحب ورق گردانی کرتے۔ ہے مگر بالکل وہ لفظ قرآن سے نکلا اور طوعا و کرہا فرمایا کہ میں اس دعویٰ سے دست بردار ہوں۔ قرآن میں یہ لفظ نہیں ہے۔ اسوقت حکیم کشن سنگ صاحب ولا انہال چند صاحب حکیم دیارام صاحب پنڈت مے کشن صاحب ولا لچھی مہاشی صاحب و مرزا اکمال الدین صاحب و منشی مراد علی صاحب اور ایک بوڑھا سافز بیٹھے ہوئے تھے جسے غالباً مزاکو بھی انکار ہوگا دوسرا ثبوت سوال جواب مباحثہ بالندہ ہے جو بامیں لوی احمد حسن صاحب اور شرمیان سوامی دیانند مہرستی جی کو ہوا تھا۔ انکے پٹنے سے بھی صاف ظاہر ہے کہ مباحثہ کے بعد تو لوی صاحب کی طرف سے بدتمیزی ہوئی نہ کہ آریہوں کی طرف سے۔ قصبہ ڈٹ دھری بھی تولوی صاحب سے ملحد میں آئی۔ نہ کہ سوامی جو

سے۔ چنانچہ وہ سالہی محمد زاموحد صاحب بالند۔ بری کی قلم جو مرتب ہوا۔
اسکے صفحہ ۳ کی سطر ۷ سے ۱۲ تک عبارت ذیل موجود ہے۔

تب ختم گفتگو (مبادئ) کے جو مولوی صاحب کی طرف سے خلاف عمل عالمانہ ایک
ضلع زد ہوا۔ نظر انصاف اسکا بھی ظاہر ہونا مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ بعد تمام ہونے
گفتگو کے مولوی صاحب خانقاہ امام ناصر الدین کے ۱۰۰ اند پر گئے اور کچھ غویہ و غطا
سنا کر مسلمان عاقلین سے اپنے وجود والے وجوہات کے طلبگار ہوئے۔ اگرچہ اہل
علم اور وضع اسلامانہ نواس نہرت کی خواہش کے باوجود کاکھیل سمجھ کر کنارہ کش ہو گئے۔
مگر جب اسے عوام جو شیخ اور قلال اور بے اور غیہ کی لڑائی کے عادی اور حاجت کی
نہرت کے شائق ہیں انہوں نے مولوی صاحب کو بازی یافتہ قرار دیا اور گھوڑی پر چڑھا کر
تہرے گلی کو چون مین خوب پھرایا۔ اور بے بار کا نعل چایا۔ مگر خاص وضعدار اور ہندو میوں نے
اسے ناپسند کیا۔

حالانکہ یہ پسند ہی تھے ہو کا تھا۔ اس گفتگو کے ختم ہونے پر حاجت تصور کر چکا وہ
مستحب اور جاہل متقدم ہو گا۔ انہیں خود ہی اپنی نتیجہ نکال لین۔

براہین الاحمدیہ از صفحہ ۱۰۹ تا ۱۰۵

سو اگر یہ پیر دعویٰ نواس کتاب مین "یار" کہا گیا ہے کہ وہ موجود ہے کا قصہ ہی
پاک ہوگ۔ لیکن اسجد بکھو یہ ظاہر کرنا مسموع ہے کہ کس قدر ان لوگوں کے
خیالات اصول حسن ظن اور تہذیب اور پاک دلی سے دور ہیں اور کیسے یہ لوگ
تقصیب قدیم کی تائید سے جو ان کے گوریشہ و تار پور مین اثر کر گیا ہے۔ اور ان
نیک طنون کی طاعتوں کو جو انسان کی شرافت اور تہذیب اور سعادت کا

مسیح تھیں اور اسکی انسانیت کا زب دزیت تھیں بیکارگی بکھوٹھے ہیں :-

جواب باصواب

بڑے نہ کیے نام محمد فاضل سنکرت کی حرف شناسی سے جاہل محض - اور وید کے
دکا ٹپکے - انھیں چکا وڑکی اور آفتاب سے جنگ و جدل - بقول ۵

چہ خوش گفت است سعدی در زینجا

الایا ایہاء الساقی ادر کا ساؤنا ولھا

بترس از دروغ و فریب و یا کہ ناگہ رسد بر تو قہر خدا

ہاں اگر ہم دعویٰ کریں تو شایان ہے - کیونکہ فارسی و عربی جانتے ہیں - اور ہمارے
پس قرآن ہے - آپ جو ان صفات سے محروم مطلق ہیں آپ کو یہ دعویٰ بے دلیل مہرپا
ذلیل کریگا - ہاں بفضل مجددیہ اس کتاب کے طبع اور شائع ہونے سے قرآن موجود
کا قصہ پاک ہوگا - اور عالم اسکی زہریلی تعلیم سے بیباک - اسلامی منصب و محمدی
بنض جو بخلی قوم کی شامت سے آپ کے سینہ پر کینہ میں سدا جاگزین ہے اُسی
سبب سے آپ کو اسلام کے برخلاف بات خواہ وہ کیسی ہی حسنا و کمالات و
برکات و تجلیات سے بہری ہو - خراب و غلط و پرکادوش و بخشش کا باعث نظر آتی
ہے - آپ کو نہ تو انسانیت سے غرض ہے اور نہ اخلاق سے - مبلغ علیہ السلام سے
غضب ہے اور نہ رسالت کا فرض - عیش و عشرت کا خیال ہے اور عطر و ہبیل لگانے
میں کمال - خدا عز و الجلال اگر آپ کو صد سال سلامت رکھے تو بھی روز قیام
ہے اور یادگارِ خیر الانام - مگر افسوس کہ آپ جیسے زیادہ الہامی ہوتے جاتے ہیں سچو
ہی اخلاقی خوبیوں کو کہہ کر جاتے ہیں تحقیق سے آپ کو ذرہ بھی سروکار نہیں اور بجا
شیخیوں اور ناجائز دعویٰوں سے کچھ بھی ننگ و عار نہیں +

برائین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۶ سے ۱۰۷ تک

برائے دلون میں یہ خیال بنایا ہوا ہے۔ جو بجز آریہ دیس کے اور بتئے ملکوں میں بنی اور رسولؐ نے جہنم نے بہت سے لوگوں کو تاریکی شرک اور مخلوق پرستی سے باہر نکالا۔ اور اکثر ملکوں کو نور ایمان اور توحید سے منور کیا۔ وہ سب نفوذِ بالہ جہوٹھے اور نفتری تھے۔

جواب باصواب

مرزا صاحب یہ آپکا بالکل غلط گمان ہے۔ اور بخیا و فغان اور سر اسر متہان۔ خدا کو خوف کیجئے۔ اور کیونکہ جہوٹھے الزام نہ دیجئے۔ ممبران آریہ سراج ایسے خیالی دعویٰ نہیں جہاتے۔ اور گہر میں بیٹھے ہوئے آپکی طرح الہامی حلو سے نہیں بچاتے۔ نہ داؤ بیچ سکتے ہیں۔ اور نہ پھندا لگاتے ہیں۔ آپ جیسے نبیوں کو جو انا انزلنا قریناً من القادیان کے دعویٰ میں۔ صرف آریہ سراج والے ہی مکار نہیں جانتے بلکہ خود ایسا مذاہن میں جہوٹھا اور نفتری مانتے ہیں۔ اور کتہ و التماہ کے فتویٰ لگاتے ہیں۔ اور لوگوں میں شہ فرماتے ہیں۔ جہنم نے تمام خانگی امورات پر الہام کا جال بچایا ہے۔ لہذا یہ سراج والوں نے نیکوں کے دوسرے گریا ہے جس کا راستی پر دار مدار اور فیہ سے تنفیذ کا رہے۔ انہیں ممبران آریہ سراج نیکوکار و صادق بناتے ہیں۔ اور انہیں آپکا کو بہت کی بہت ہی کا باعث مانتے ہیں۔ جو اپنے گناہوں اور گناہ اعمال کو خدا کا تصور ٹہراتے ہیں۔ انکو اگر آریہ سراج والے نفتری اور جھساز بنا۔ نہیں۔ تو آپ اسے کیا فتویٰ لگاتے ہیں۔ غالباً آپکا ادھر ہمارا اتفاق ہوگا نہ کہ نفیض نہ فتن

برائین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۷

سچی رسالت اور پیغمبری صرف برہمنوں کی وراثت اور انہیں کے بزرگوں کی جاگیر خاص ہے۔ اور اس بارہ میں خدا نے ہمیشہ کے لئے انہیں کو ٹھیکہ دی رکھا ہے اور اپنا وسیع دریا سے ہدایت اور رہنمائی کو انہیں کے چوٹے سے ملک میں گھسیٹ دیا ہے۔ اور ہمیشہ اُسکو انہیں کا دیش اور انہیں کی زبان اور انہیں میں سے پیغمبر پسند آگئے ہیں *

جواب باصواب

مرزا صاحب یہ فرماتا آپکا مقصد انہیں ہے تو کیا ہے۔ خفا نہ ہوئے۔ ہمارے اور آپ کے بزرگ ایک ہی تھے۔ تو انہی مختلف تاتی ہیں۔ کہ ”روما۔ اہل فرانس۔ اہل انگلش۔ اہل فارس وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے“۔ سنسکرت زبان میں جو وید کی ہدایت لوگوں کو سناوے۔ وید کی وعظ و اُپدیش کی تدریس بتلاوے وہ برہمن ہے چنانچہ سنسکرت زبان میں اسکی توضیح اسطرح ہے۔

ब्रह्मज्ञानातिब्रह्मणः یعنی جو وید مقدس کو جانے اور وید

مقدس کے ذریعہ توحید و گیان کا پرکاش کرے وہ برہمن ہے۔ برہمن کسی خاص قوم یا ذات کا نام نہیں۔ بلکہ اُس ورن کا نام ہے جسکی تشریح اوپر کر چکا ہوں۔ پس برہمن ہونا وید وکت طہرے کیکی وراثت نہیں ہے۔ یہہ تو قدرتی طور پر بنی نوع انسان کی تقسیم ہے جو غیر قابلِ ترمیم ہے۔ اور واناؤن کو ہر طرح تسلیم پس سچی رسالت اور پیغمبری کا منصب جسکو اُسکو سنسکرت زبان میں برہمن کہیں گے اور مختلف زبانوں میں مبداء نام دہرین گے۔ فاضلوں کو فضیلت کا ٹھیکہ دینا عجب نہیں بلکہ انصاف ہے۔ مگر دیکھ ویدہ کو دیکھنے کا ٹھیکہ دینا سوچکر بتلایے

کہ طرح حق کے خلاف ہے۔ لاف و گداز کو چھوڑیے اور تاراجی و بلبالات کو موہ نہ پڑیے اور جواب دیجئے کہ نیکون کو نیکی کا ٹھیکہ دینا کس طرح قابل اعتراض ہے جبکہ ماننے سے آپ کو اس قدر خُذ و اغماض ہے۔ سچا آدمی اور نیک رہنما و دریاے ہدایت کے جہاز کا ملاح ہے اور اُس کے فرائض پر عمل کرنا عین مقصود و فلاح۔ اسکی تردید خود وید مقدس سے

سنا نا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ راستی کا عمدہ طور سے پرکاش ہو۔

**यद्येमांवाचं कल्याणीमावदानिजनेभ्यः। ब्रह्मराज
मभ्यं श्रद्धायचार्याय च स्वायचारणाय
प्रियो देवानां दक्षिणायै दत्त रिह भया सम
यं मे कामः समथ्यतामपमादोनमव। य
श्र० २६ मं २ ॥**

یجر وید میں ایشور اگیا دیتے ہیں کہ جن طرح میں یہ وید کلیان کا سا دھن ملا نصیب
شکو آپدیش کرتا ہوں۔ ویسے ہی تم آتھن کو اُسکا آپدیش کرو بنی نوع انسان کے
یہ اقسام ہیں۔ برہمن۔ گہتری۔ ویش۔ شودر۔ سوس وید کے ادھکاری ہیں
کوئی ادھکاری یعنی غیر مستحق نہیں ہے۔ وید کے آپدیش میں کسی قسم کی طرفداری
نہیں چاہئے۔ جو بچے دل سے وید کی آگیا کا پالن کرتا ہے وہ ہر طرح کے سکھوں سے
ستفیع ہوتا ہے۔ یہ وید ویزا ہمیشہ سب کے کلیان کاری ہے۔ اس پر عمل درآمد
کرین

سنکرت زبان کو تمام غیر متعصب انگریز و مسلمان اُمراللسنہ (یا)
مد راف لنگیوچر پکار لیں۔ اور ہزاروں افغانوں کو باہمی مقابلہ کر کے
سنکرت سے تھارتے ہیں۔ چنانچہ آب حیات میں مولوی محمد حسین صاحب
آزاد فرماتے ہیں کہ ایران نام بھی آیا۔ آئین سے بنا ہے یعنی آرتون کے متعلق
اصل عبارت یہ ہے۔ اُس قوم کا نام آئین تھا۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہندوئیت

میں اگر راجہ متراجہ کا خطاب لیا۔ ایران میں تاج لہائی پر درفش کاویانی لہرایا۔ اپنے درج
کا نادر طریقہ لیکر چین کو نگرخانہ بنایا۔ یونان کا طبقہ حکمت سے الگ جمایا۔ روم کی عالمگیر
سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اُندلس (ہسپانیہ) پہنچ کر چاندی نکالی۔

مرزا صاحب آپ کے دل میں باوجود الہامی ہونے کے تعصب کو کئے گھسیٹ دیا ہے
جو اس قدر حق سے روپوشی کو اختیار جانتے ہو اور آپ کے قبول کرنے سے تحقیرِ مسلمانی
مانتے ہو۔ خدا سے شرعی انصاف سے متفق نہ آپ۔ اور براہِ مہربانی وانصاف
ہسٹری آف لینگویج زینے زبانوں کی تاریخ مصنفہ میکس مولر صاحب
مطالعہ فرمائیے۔ تاکہ جہالت (راویا) دور ہو اور صداقت کا ظہور ہو۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۸

قولہ۔ اور وہ بھی صرف تین یا چار کہ جس سے مسئلہ الہام۔ اور رسالت کا تو انبیاء عامہ
قدرت ہے۔ اور عادت قدیم الہیہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور امرِ نبوت اور وحی کا
بباعتِ قلت تعداد الہام یافتہ لوگوں کے ضعیف اور غیر معتبر اور مشکوک اور مشتبہ
نہر جاتا ہے۔ اور نیز کروڑا بندگانِ خدا جو اس ملک سے بیخبر رہے۔ یا یہ ملک انوں
ملکوں سے بیخبر رہا۔ فضل اور رحمت اور ہدایت الہی سے محروم اور نجات سے

بہ قطع نظر رکھے کیا ابتدا سے آفرینش کو محمد صاحب تک حسب اعتقاد یہود و عیسائی و اہل اسلام کے
سوائے نبی اسرائیل کے کسی اور قوم میں کوئی پیغمبر کتاب لیکر آیا ہے۔ جہاں تک بائبل اور انجیل اور قرآن سے
قبیلہ تا ہی کوئی نہیں آیا۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ آدم سے محمد صاحب تک تمام برحق نبی سب کے سب ایک
خاص قوم اور گہنہ سے ہو تو ہے۔ بلکہ ساری جہان کو چھوٹے خدا نے تمام مخلوق کو موندہ ٹھنڈت نبوت کا
رشتہ خاص اس قوم سے جوڑ دیا (دیکھو سورۃ مائدہ - آیت ۲۵) اور (سورۃ بقرہ کی آیت ۱۳۰)
اور اسی طرح (سورۃ آل عمران کی آیت ۱۵۸) اب ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ سچی رسالت اور

نے نصیب رہ جاتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ جو جب خوش عقیدہ آریہ صاحبان کے وہ تین یا چار بھی خدا قائلے کے ارادہ اور صحت خاص سے منصب نبوت پر موزن ہیں ہوئے۔ بلکہ خود کسی نامعلوم جنم کے نیک عملوں کے باعث سے اس عہدہ پاتے کے مستحق ہو گئے اور خدا کو بہر حال انہیں پیغمبر بنا ہی پڑا۔ اور باقی سب لوگوں کو ہمیشہ کے لئے اس مرتبہ عالیہ سے جواب مل گیا۔ اور کوئی کسی الزام سے اور کوئی کسی تقصیر سے اور کوئی آریہ توہم اور آریہ دیس سے یا ہر سکونت رکھنے کے جرم سے الہام پانے سے محروم رہا۔

جواب باصواب

اقول حق سے مخالفت کرنا عموماً مزا صاحب کا اصول ہے۔ اور خواہ مخواہ طول و فضول عبارت بنا کر شیخت کا دم بہر نامعقول جاتے ہیں۔ ورنہ اگر سچ بچ رہتی سر کام ہے اور تحقیق مسئلہ الہام۔ تو ذرہ بیان کیجئے۔ کہ چار آومیون پر الیشو کر پٹا دینا سے الہام ہونے میں تو انہیں عامہ قدرتیہ اور عادات قدیم الہیہ میں کونسا قضیہ واقع ہوا۔ جبکہ انفعیہ آپ کے دہمیہ وطبیعیہ منطق میں ہمارے ذمہ ضروری جانا گیا۔ برائے خدا بیان کیجئے اور جواب لیجئے۔ ایک کے مقابلہ میں شہادت اربعہ ہر طرح قابل اعتبار ہے اور کسی طرح محل عذر و انکار نہیں۔ ان قطع نظر اور

تنبیہ صرف مسلمانوں کی وراثتہ اعتدالین کے بزرگوں کی جاگیر خاص ہو گئی۔ اس بارہ میں خدا نے ہمیشہ کے لئے ہمیں کوئی نیک دے رکھا ہے اور اپنے وسیع دریائی دینے بنائی کو انہیں کے جذبات کے دریاں دو اب میں گھسیٹ دیا ہے۔ اور ہمیشہ خدا کو قرب دور کا درپیش آگیا۔ اور انہیں کی زبان خدا کا تمکیر کلام ہو گئی۔ چین، جاپان، امریکہ، سنٹرل ایشیا وغیرہ میں کبھی کبھی پیغمبر آئے۔ ورنہ ہندوستان میں کبھی کسی پیغمبر کی گئی۔ پس یہ سلسلہ الزام آپ کے ذہن میں کھینچا ہو یا نہیں ہو سکتا۔ اور خدا سے تمہیں کی نسبت یہ تمام شک وارد ہونے میں۔ یہ کہہ رہا۔

باتوں کے آپکی شہادت کمزور ہے۔ اور ہم صحیح کے مقابلہ میں آپ کا زور ہے۔ کہاں خود غرضی کی صلاحین اور شکایتیں۔ اور کہاں صداقت کے احکام اور راستی کی ہدایتیں۔ مزا صاحب ایک ہنسا ہے ایک روتا ہے۔ انصاف اور خود غرضی میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ رب العالمین منصف و عادل ہے نہ کہ خود غرضی و غافل

چراغِ مژدہ تجا نور آفتابِ تجا

بین تفاوتِ راہ از گجاست تا گجا

نہی تواریخون سے ثابت ہے کہ اول اول انسانوں کی پیدائش اریہ ورت میں ہوئی اور وہیں انصافِ عالم کے واسطے اہام کی ضرورت ہوئی۔ ورنہ ایک اہم کارخانہ پیدا کر کے اُسکے انتظام کے احکام نہ دینا بنانے والے کے گمان کو الزام لگانا ہے۔ پس مہن ہی ویدون کا اہام ہوا۔ کوئی سکول۔ کوئی پائٹ شالا کوئی ماسٹر اُسوقت موجود نہ تھا۔ جس سے وہ اہام غیر مستحضر اور مشکوک اور شبہ ہٹتا۔ اور نہ کوئی کتاب موجود تھی جس سے منقول تصور ہوتا۔ تمام شکلات کا غور کر کے ہر ایک سلیم العقل کے دل سے فی الفور یہی جواب ملتا ہے۔ کہ ایسے وقت میں ایسے کامل گمان اور مکتفی ہدایت اور شرح قرآمین اور پختہ اُپدیش اور اعلیٰ علمی وقائیت و حکمی و فلسفی حقائق کا پرکاش ہونا انسانی طاقت و قوت بشری سے بسا بعید بلکہ ناممکن ہے۔ پس ہادی حقیقی اور مالک تحقیقی۔ مسجد انند۔ سرودیا پرکاشک گمان سے پریشور سے ہی انکا ظہور ہوا۔ غیر مستحضر ہو۔ جبکہ کوئی پڑا لکھا آدمی راز دار موجود ہو۔ ضعیف ہو جب کوئی خارجی ذریعہ موجود ہو۔ تحیط و موجود کل کی رسالت کے واسطے واقعی کا آنا اُسکو ایک دیشی بیٹھے محدود ہوتا ہے پس اس

جے فٹ نوٹ دیکھو مضمون کتب ہذا متعلق فضیلت سنکرت

بجواب اعتراض صفحہ ۳۷۷ تا ۳۸۱ براہین احمدیہ

گیان مہروپ لے انترایتا سے ویدک اناوی گیان اُنکے آنتشکرن مین پرکاش کیا
 چونکہ غیر متغیر کا گیان لا تبدیل ہوتا ہے۔ اسی واسطہ وہ گیان آجتک تر وید و منیخ سے
 مبرا ویدون مین موجود ہے۔ تو بہت منیخ ہو گئی اور اسی طرح زبور بھی۔ انجیل کی تعلیم
 تم خود بھی غیر واجب جانتے ہو اور اُسے نا کامل گردانتے ہو۔ قرآن کی بھی بہت سی
 آیات منیخ ہو گئیں۔ اور بہت سی تمہاری تلاوت سے نکالی گئی ہیں۔ یہ وہ گیان
 اور غیر متغیر کے گیان نہیں ہیں۔ بلکہ انسانی اور فانی داستانیں
 ہیں جنکے وجود اور نابود مساوی ہیں۔ سچی کتاب از آغازِ عالم تا اختتامِ عالم
 رد و تبدل سے پاک رہیگی۔ کسی طرح کا نقص و سہو اس میں برآمد ہونا سہل نہیں
 بلکہ ناممکن ہے اور وہست و ذیاکا پُتک وید مقدس ہے۔ ہم لوگ جو
 تناسخ کو مانتے ہیں۔ کسی کا الہام پانے سے محروم رہنا اسکی شامتِ اعمال
 جانتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کو متعصب و ظالم نہیں گردانتے۔ بلکہ یقیناً پہچانتے ہیں
 کہ وہ انصاف کے برخلاف کوئی کارروائی نہیں کرتا۔ آپ مُنکرِ تناسخ ہیں آپ ہی
 اسکا پانچ دیجیے۔ کہ خدا کا اپنے ارادہ و مصلحتِ خاص سے کسی کو منصبِ نبوت
 پر مامور کرنا چشمِ انصاف کو معذور کرنا نہیں ہے تو کیا ہے ہر حقدار کا حق غیر مستحق کو
 دینا خود غرضی و طرفداری ہے۔ اور لائقِ حق و دار کو اُسکے منصب پر پہنچانا
 عدلت و نصیحتِ شعلی۔

خدا کو صادق مانکر پھر در و غلو کی کے واسطے درخواست کرنا بہر حال ایک ایسا
 امر ہے کہ جبکہ قبول کرنے سے متبران آریہ سماج کو خصوصاً اور تمام اہل دانش کو عموماً
 انکار ہے۔ انوس کہ خود ہی محمد صاحب کو ختم المرسلین ماننا۔ اور لوگوں کو ہمیشہ
 کے واسطے مرتبہ نبوت سے محروم الارث بنانا ایمان جانتے ہو۔ مگر اس اعتراض
 کے کرتے وقت اپنے گریبان میں مونہہ ڈالکر نہیں دیکھتے ورنہ یہ زہرہ اُٹھتے۔

خدا کو خود غرض اور طرفدار بنانا آپ نے اُن آسان ہے۔ مگر حق کو قبول فرمانا نہایت گراں بلکہ نقصان ایسا ہے۔ تنازع سے انکار بعینہ خدا کی شگرتی کا اقرار ہے۔ جبکہ ہم اسی کتاب میں علیحدہ بیان کریں گے۔ اگر خدا کو اُن مضموم تقاضے سے نقصان پذیر نہیں ہوتا تو جو بالکل ٹھیک ہے، تو کسی اور تہی اور کتاب کا نزول قبول کرنا پڑیگا اور محمد صاحب اور قرآن کو درجہ نبوت والہام سے معزول۔

نہر اصحاب ایک کامل الہام کی موجودگی میں کسی اور کامل یا ناقص الہام کا ارسال کرنا (حالانکہ کوئی نئی تعلیم بھی نہ دیتا ہو) فعل عبث کے سوا اور کیا حکم کہتا ہے۔ کوئی کسی تقصیر بناوٹی یا خارجی کے سبب تعلیم دینے سے محروم نہ ہوگا اگرچہ اپنی کوتاہی باعث فرد بہرہست از قاست ناساز و بے اندام ہست
ورنہ تشریفش ببالائے کسے کوتاہ نیست

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹

اب دیکھنا چاہئے کہ اس ناپاک اعتقاد میں خدا کے مقبول بندوں پر جنہوں نے آفتاب کی طرح ظہور کر کے اُس اندھیرے کو دور کیا جو اُن کے وقت میں دُنا پر چھارہ تھا۔ کقدر ناحق وہ بے موجب بذطنی کی گئی ہے۔ اور پہر اپنے پریشور پر بھی یہ بذطنی جو اُسکو غافل یا مدہوش یا مجنط الہواس تصور کیا ہے۔ کہ جو اسقدر مجنبر ہے۔ کہ گو بعد وید کے ہزار ہا طور کے نئی نئی بدعتیں نکلیں اور لاکھوں طرح کے طوفان اور اندھیراں چلیں اور رنگارنگ کے فنا و بربا ہوئے اور اُسکے راج میں ایک نئی طرح کی گڑبڑ پڑ گئی۔ اور دنیا کو اصلاح جدید کی سحت حاجتیں پیش آئیں پر وہ کچھ ایسا سویا کہ پہر نہ جاگا۔ اور کچھ ایسا کہ کسا کہ پہر نہ آیا۔ گویا اُس کے پاس اتنا ہی الہام تھا جو وید میں خراج کر بیٹھا۔ اور وہی سراہ تھا جو پہلے بٹ چکا۔ اور پہر ہیشہ

کے لئے خالی ہاتھ رہ گیا۔ اور مونہہ پر سوہرگ لگئی۔ اور ساری مصیبتیں ابتک بنی مین گر
تھم کی صفت صرف دید کے نازک رہی۔ پھر اہل ہو گئی۔ اور جوش کے لئے کلام کرنے
اور الہام پہنچنے سے عاجز ہو گیا۔

جواب باصواب

مذا صاحب کیا یہی الہامی تہذیب ہے۔ اور اسی کا نام محمدی تاویب۔ زبان سنہالنے
ایسے الفاظ مونہہ سے نکالے۔ سقراط و بابا نانک جیسے ہاتھ لاگ جنہوں نے
آفتاب کی طرح ظہور کر کے لوگوں کی اور دیا کو دور کیا۔ ہم انکی صدقہ ال سے تعظیم کرتے مین
اور ہر ایک دانا کو کرنی چاہئے۔

ایک ایرانی ستیاج اترتہ مین ایک روز بانٹا گفتگو فرمائے لگے۔ کہ جہان تک
مین دنیا کے اور مذاہب سے مقابلہ کرتا ہوں۔ بنیوں کی نسبت یہ چار امر نائی ویتی مین
اول کتاب۔ دوم امت۔ سوم عجزہ۔ چہارم اصحاب۔ مگر کسی نبی کی نسبت غیر قوم نے شہادت
نہیں دی۔ لیکن جب غور کرتا ہوں تو بابا نانک جی کی نسبت یہ پانچوں امور تصدیق
بلکہ موجود مین۔ بابا نانک کتاب دارد۔ امت دارد۔ عجزہ دارد۔ اصحاب دارد۔ بنگتر از ہم
فضائل۔ مسلمانان ہم کبر است او قائل اند پس بابا نانک بلا شک و شبہ نبی است۔ یہ سوال
کیا محتمل صاحب کی نسبت جو ختم المرسلین کا لوگ گمان کرتے مین؟ ہنسکر جواب دیا کہ تین
بال عظمت۔ علیٰ غایت شکر اچا ج وغیرہ بھی اسی تعظیم کے لائق مین۔

مگر جنہوں نے دنیا میں موفان بے تیزی پسپائے۔ قتل عام کرائے۔ جہاد کر بیٹھے
اٹھائے۔ آباد شہر جو باغ بنائے کیا وہ بھی اسی تعظیم کے مستحق مین۔ اگر مین تو کیا وجہ؟
اور محمود غزنوی۔ چنگیز خان۔ تیمور۔ ہلاکو۔ تار شاہ۔ تابر۔ احمد شاہ وغیرہ کیوں
مستثنیٰ رکھو جاوین۔ اور برادری سے خارج کہلاوین جیسے پر ماتما آپ شدہ اور

غیر متغیر ہے اُسی طرح اُسکا الہام بھی شدہ اور تغیر و تبدل سے مبرا ہونا چاہئے نہ کہ ناقص اور متغیر۔ پس کامل اور شدہ چیز کے بدلنے کی ضرورت نہیں۔ اور ناقص اور ناقص کا کامل اور سرورگیہ سے ظہور ہونا ہی اسبابِ باغیر ممکن ہے۔ قرآنی تنزیل کا سلسلہ آواگون ہے۔ نئی نئی بدعتوں کے نکلنے اور نئے طوفان اور آندھیر یون کے چلنے سے وہ عالمِ کل غافل نہیں ہے اور نہ بدعتیں اور طوفان اور آندھیریاں کا رخانہ قدرت کو درہم برہم کر سکتی ہیں۔ اور نہ اُسکے راج مین گڑبڑ ہو سکتی ہے۔ جنگِ روم و روم کے وقت اُسے نئے الہام کی ضرورت نہیں۔ اور نہ آدرشاہ کے قتل عام کرنے پر حاجت تھی۔ جب لا رومیو صاحب ماری گئے تب بھی ہی الہام تھا اور جب فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا تب بھی ہی الہام۔ جب پید ابو محبت بھی ہی الہام تھا اور جب لکھونکے قتل عام کا حکم دیا تھا تب بھی ہی الہام۔ ابراہیم کی وقت مین بھی ہی الہام تھا اور کیو تری کی وقت مین بھی وہی۔ بکرانجیت کی وقت مین بھی وہی تھا۔ اور تیج کی وقت مین بھی وہی۔ وہی الہام کرشن جیو کی وقت تھا۔ اور وہی راجنند جیو کی وقت۔ وہی منو جیو کے وقت تھا اور وہی لگنی اور اگرہ کے وقت۔

آفتابِ صداقت ہمیشہ موجود رہتا ہے مگر آنکھیں کہولنا اور بلا تعصب ہو کر دیکھنا اور غور کرنا۔ اور غائدہ اٹھانا قابلیت کی شرط ہے۔ جو آواگون سے لازم و ملزوم ہے۔ ایشور موندہ کا محتاج نہیں۔ اور نہ کلام کا۔ وہ سب کا انتہیامی ہے۔ ویدوں کو گویاں وادہ پرکا کرتا ہے۔ مگر دیدہ بنیا و گوش شنوا چاہئے۔

تم قرآن کو کلام اللہ مانتی ہو۔ پس کلامِ بغیر تو نہ کے ظہور پذیر نہیں ہوتی۔ محمد خاتمِ المرسلین ہیں۔ یہ اعتراض تمہارے پر عاید حال ہیں نہ کہ ہمارے پر۔ پس جھوکنا پڑتا ہے کہ جو خدا کے پاس ہدایت کا صریح تھا۔ وہ قرآن مین بائٹ چکا۔

اور بہر قیامت تک غالی باقہ رہ گیا۔ اور اُسکے موندہ پر موہر لگ گئی۔ محمد کے بعد کسی پہل پہننے کی اسکو طاقت نہ رہی۔ تکلم کی صفت موسیٰ کے زمانہ تک رہی۔ آگے

سے کلیم نہوا۔ اور بقوت اور رسالت کی ڈگری محمد تک اُسکے پاس رہی آگے سے
 نے بضاعت ہو گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے رسول اور نبی پہنچنے سے اور کتاب دینے سے
 عاجز ہو گیا۔ مہر صاحب خدا کامل ہے۔ اُسکی کتاب اُسکا گیان اُسکا اُپدیش سب کچھ
 کامل ہونا چاہئے۔ نہ کہ جملہ اودھور اذناقص۔ بدلنے کی ضرورت فعلی میں ہوتی ہے
 اور بڑھانے کی ضرورت ناکامل میں۔ جہاں تہوہو وہاں کاٹنا پڑتا ہے۔ اور جہاں بھول
 وہاں سے ہوشیار ہونا۔ مگر انیسویں مسلم فریقین ہے۔ کہ یہ عیب نہیں ہیں۔
 پہر اتہام کا بار بار باہمی نقبض اور مختلف اور ناکامل پہنچا کیا ضروری تھا کیا قانون
 پروردگار ہے یا ایکٹ سرکار۔ لیکن مہر صاحب اتہام کے بار بار ہونے میں
 آپ کے توبہ رہیں۔ اگر ویدوں پر ایمان لا دیں۔ یا الہام کا ایک بار کامل نازل
 ہونا تسلیم فرما دیں۔ تو الہامی و محمدی۔ مسیح ثانی۔ سرشد۔ چھوٹا نبی کون کہے۔ اور
 چڑاؤسے کسکو چڑھیں

الا سے حذر کن ز آذو ریا کہ انجام این ہست رنج و بلا
 طمع را سے حُرقت ہر سے تہی کز دیت مر مطمان رہی
 اب تنوہ کے طور پر کچھ اختلاف دکھاتا ہوں۔

- ۱۔ نکاح کے بعد اگر کسی سبب سے تجور و ناپسند آوی تو اُسے طلاق ویدی ... (استثنا ۳۱)
- ۲۔ بجز زنا کے اور کسی سبب سے طلاق دینا درست نہیں بلکہ جو دیتا ہے ذنا
 کرتا ہے ... (متی ۱۹)
- ۳۔ جب عاوند چاہے طلاق دی سکتا ہے ... (قرآن)
- ۴۔ جانور چرند و پرند کا خون و چربی حلال تھا ... (پیدائش ۱۱)
- ۵۔ خون جانور و نوحہ کا حرام ہوا ... (پیدائش ۱۲)
- ۶۔ سوتیلی بہن سے نکاح درست ہے ... (پیدائش ۱۳)

سرتیلی ہیں سے نکل رخ ہے (احباب علیہ السلام و استخارہ علیہم السلام)
 دو تینوں کا نکل کر ایک کے پینے جی صحت ہے (پیدائش ۲۹-۳۰ و استخارہ علیہم السلام)
 قاجاب ہے شریعت موسیٰ میں (توریت)
 پیو پی سے جملع کرتے تھے اور خدا کا حکم تھا (خریج علیہ السلام)
 بہن جہانی کی شادی ہوتی تھی (توریت)
 شراب جابر تھی اور بنی پیتے تھے (توریت - پیدائش)
 حاکم ہوتی (قرآن)
 ایک عورت سے زیادہ شادی کرنا گناہ ہے (توریت پیدائش و بخیل متی ۱۵)
 عام نوگون کو چار چار اور محمد صاحب کو ۹-۱۱-۱۸ بلکہ ۱۸ تھا (قرآن سورہ اخرا فیہ)
 بیت المقدس کی طرف سجدہ کرو (قرآن سورہ بقرہ)
 مکہ کی طرف سجدہ کرو پہلا حکم منسوخ ہوا (قرآن سورہ بقرہ)
 ماخوذ از احباب الایمان علیہم السلام

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰

یہ اعتقاد آریہ قوم کا ہے کہ جبر پر ایک ہندو کو غربت و لائی جاتی ہے کہ نہ سکوا
 و حرم بناوے۔ مگر تعجب کہ اس اعتقاد کا دید میں کہیں ذکر تک نہیں۔ اور کوئی
 شرقی ایسی نہیں کہ اس تصدیق و نفی کی تعلیم دیتی ہو۔

جواب باصواب

مرزا صاحب میرا یہی آپ کے من قول سے اتفاق ہے کہ وہ یہ عقیدہ میں کوئی
 شرقی ایسی نہیں جو اس تصدیق و نفی کی تعلیم دیتی ہو۔ جب تک کہ میں اس

طرفداری و تعصبانہ باتوں سے بقول آپ کے سب سے بہتر ہیں۔ تو ہر ایک ہندو بلکہ سائنس دان کہ بھی ایمان لانے سے کیا نقصان ہے۔ اور اسی آپ کی نصیحت کو مان کر کئی لوگ وید مت کے پرایمان لے بھی آئے ہیں۔ یہ وہ وید، اعتقاد آریہ قوم کا ہے۔ اور وید کو ماننے والے آریہ ہیں۔ پس جو آریہ برخلاف وید کا رووائی کرے وہ گناہگار ہے۔ مگر ہر ایک شخص کام کرنے میں غفلت کرتا ہے مجبور و لاچار نہیں۔

برہمن لاسمدیہ ۱۱ صفحہ ۱۱۱

معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشوک نہیں دنون میں گہرا گیا ہے۔ کہ جب آریہ قوم کے عقائد و نئے اپنی پشتکون اور شاسترون میں یہ بھی لکھ مارا تھا۔ جو تہا لہ پیاڑ اور کچھ ایشیا کے حصے سے پرے کوئی ٹھکانہ نہیں در اسی طرح اور بھی خانہ خیالیان اور وہم پرستان کہ جن کا اس وقت ذکر کرنا ہی فضول ہے۔ اور جواب زبرد زینا سے مٹی جاتی ہیں۔ اور علم اور عقل کے حاصل کر نیوالے خود بخود اذ کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ انہیں دنون میں بھی نہیں۔

جواب باصواب

چونکہ مرزا صاحب نے کوئی اشوک اپنے دعویٰ کے ثبوت میں نہیں کیا۔ پس میں بے اختیار کہنا پڑا کہ ان کا یہ دعویٰ بھی مثل اور دعاوی کے محض پھیل ہے مرزا صاحب نے جو ٹھکانے اور دھوکے سے شاسترون کا نام لیا۔ چھوٹے شاسترون میں ہرگز ایسی تعلیم نہیں ہے۔ نہ میں معلوم تھا کہ کوئی لوگ جو ٹھکانے سے کیوں

حاشیہ۔ آریہ لوگوں کی فطرت ہی دعوت کی بہت توجہ دیتا ہے۔ اگاہ ہر آدمی کی دل سے گواہ۔ دیکھو۔ تہذیب اخلاق جلد چہارم نمبر چہارم میں مسید احمد خان صاحب نے یہ

نہیں شرماتے۔ حضرت آپ کو کہاں سے آہام ہوا۔ اور رتِ القادیان
 من النواحی جو در اسفورس کس جی کے ذریعہ تار بہیکر آپ کو آگاہ کیا۔
 کیا وہ الہام ان اللہ حافظوں کی کار و کفر آیا تھا جو زمین پر گیا؟
 گذشتہ راصلوۃ آئندہ راحیاط شرط ہے۔ ابجد واجب جانتا ہوں کہ اسلامی
 الہاموں کی غلطیاں بتلاؤں۔ اور اہل حق کو اُن سے مطلع کراؤں۔ کیونکہ وہ اگرچہ کلام
 الہی مشہور ہیں۔ مگر صداقت سے دور ہیں۔

حساب میں ہی مسئلہ نون کے کچھ نہیں کی انہوں نے ہندوؤں کے مراتب اعداد کا رکنا سیکھا۔ اور
 اسی لئے اسکا نام او نون اعداد ہندو رکھا۔ فن جبر و متبادل کی نسبت اختلاف ہے۔ بعض
 مسئلہ نون کے اسکا معنی یہ ہے کہ یہ نون کے کچھ نہیں کی انہوں نے ہندوؤں کے پند تون اور یونان کے
 عالموں کو اخذ کیا مگر پراسین بیت متقی کی۔ علم طب میں ہی مسئلہ نون بہت ترقی کی انہوں نے
 ہندوؤں میں سفر کیا زبان سنسکرت سیکھی اور نہایت مشہور دوکتا بن سنسکرت زبان کی جگہ
 چکر اور شہرت تہا عربی ان میں زچہ کین۔ سب سے پہلے شہر ہری میں موسیٰ ابن
 موسیٰ القرائی نے سنسکرت کا ترجمہ شروع کیا۔ پھر محمد بن اسمعیل خود ہندوستان میں آیا اور
 اُس کے بعد دس عالم ہندوستان میں آئے اور ہندوؤں کے علوم کی کتابوں کو عربی میں ترجمہ کیا۔

پھر مستند حصہ جلد چہارم کے نمبر چہارم میں آئے ہیں۔ ہمارے بزرگوں کا فیروز کوک علم کینا
 اور ہندوؤں میں پہلانا تو اس سے بجا ثابت ہے۔ یونانی۔ سریان۔ سنسکرت سے علوم اخذ کرنا مثل انبیا
 کے روشن ہے۔ پھر مستند حصہ جلد چہارم کے نمبر چہارم میں لکھتے ہیں۔ یونان اور ہندوؤں کے فرس کے
 علوم دونوں کو مسئلہ نون حاصل کیا اور بہتر ترقی فرمایا۔ سب سے پہلے جلدی رہی۔ پھر قوم ایک چاہے
 ہو کہ بہتر کی۔ ہندوؤں کے چلانی۔ پھر مستند حصہ جلد چہارم کے نمبر چہارم میں لکھتے ہیں۔ ب
 اہل اسلام سب کے ہمارے علم کو آغا کو تیرہ سو برس کے قریب گزرا۔ یہ قوم ایک ایسے ملک میں بنی مابین حقیقت
 علم و فن کا نشان بنی تھا۔ لیکن جس پر اس قوم کا آغاز ہوا۔ چھوڑ کر اس قوم نے اپنی کوشش ساری دنیا پر

- ۱- نوح کے طوفان کا تمام دنیا پر آنا۔ (توریت-پیدائش ۷)
- ۲- خدا کا طوفان بھیج کر چٹانا اور بدلی میں اپنی کنیزیت (نوح) لٹکانا۔ (توریت پیدائش ۹۰)
- ۳- نوح کی کشتی میں جانداروں انسانوں کا سوا ایک ارض کے آنا۔ . . . (ایضاً)
- ۴- بابل کے برج گرنے سے ایک دار کا ہونا اور دنیا کی باتوں کا بدنا۔ . . (ایضاً)
- ۵- دودھ اور شہد کی ہنروں کا بہنا اور خدا کا روٹھوں کا مینہ برسانا۔ . . (توریت)
- ۶- مسیح کا بارگہ عورت سے پیدا ہونا بغیر مجامعت شوہر کے۔ . . (قرآن حکیم تحریم و مہر)

صاحب! درجہ پر پہنچنا میں جس کو وہ بھی دینے کی قومن میں اعلیٰ درجہ کی قوم شمار ہو۔ گئی۔

رسالہ مخزن العلوم کی جلد ہفتم کے غریب روئے الطاف صاحب

فراتے میں منہ بستان قدیم ہندو میں ان کے بزرگوں کا حال بتا کر یہ بھی جاتا ہے اس سے اس گروہ کی کمال قابلیت استعداد ہر ہر ہر ہندو کو قدیم طبقات علوم کے عین بڑی بڑی قیاد کی میں یہ بات بالافاضل تسلیم کی ہے کہ علم ہیئت میں جو ہندووں کے تاسیرین تصنیف کی ہیں انہیں نقصان اگرچہ نہایت درجہ بزرگ کے ساتھ کمال ہی اعلیٰ درجہ پایا جاتا ہے اور ہیئت کو سوار یا منی کے فروغ میں انہوں نے ترقی کی ہے وہ علم ہیئت سے بھی یاد جانے کے قابل ہے چنانچہ کتاب سترج سہانت جو ہم سرور کو نزدیک ترین یا چھٹی صدی مسوی کی تصنیفاتی جاتی ہے اس میں علم ثلث کا بیان پایا جاتا ہے جس سے کوئی ناواقف قریب نہیں دیکھ سکتا بلکہ کتب میں اس میں سترج سہانت میں چنانچہ علم ثلث کے سوا اور بھی صدی کی کتابیں نہ ہوتا۔ علم ہیئت کے بعض اصول کا علم ہندوستان ہی کے ساتھ خصوصیت کہتا تھا۔ خصوصاً وہ نسبت برصغیر قطر کو حیدر آباد کو ساتھ ہی کا علم نہ حال تک ہندوستان کے سوا کسی اور ملک کے لوگوں کو نہ تھا۔ علم حساب میں بکے نزدیک سترج سہانت کے موجد ہندو ہیں اور نظارہ اس آقا کے سبب علم حساب میں کوئی ناواقف نہ فہم نہ ہی جی۔ جبر و مقابلہ میں ہی بہن پڑھ سہرون کو سمجھ لکھ گئے چنانچہ اس علم کی نسبت ان کی تحقیقات کا حال ہم گہمت کی کتاب بزرگ میں بھی ہے۔ اور بھاسکر اچاریہ کی کتاب جو کہ ابھو میں جین دھرمی دیانت ہنری اور ان ہنری آریہ لکھنؤ کی تصنیفات میں خاصا میں خدا کی ہنری۔ ظاہر اس شخص کے نام میں علم لاری کو چھپا ہوا تھا۔ اور یہ اور اسی فنس میں جین دھرمی جبر و مقابلہ میں بھی ہے۔ بعض میں بھی ہے کہ ایک کتاب میں جین دھرمی اور دیانت الیٰ ہنری جبر و مقابلہ میں فنس سے اس علم کی ایسی تحقیقات میں بہت ایک جبر و مقابلہ میں

۷۔ زمین کا سطح اور سموا رہونا۔ اور نہ چلنا۔ اور پہاڑوں کا بمنزلہ مخون کے ٹھوکا جانا (قرآن سورتہ بقرہ و سورتہ فوج)
 ۸۔ خدا کی بات کو کوسنے کے واسطے شیطانوں کا آسمان پر جانا اور فرشتوں کا آگ کے گولے مارنا جو شہادتِ ثاب ہے (قرآن سورتہ حجر و طارق و صلاک)

اور بھیڑیہ پستافریں کو فخر ہے اور جو کہ ہندوؤں کی ابتدائی ترقی کے زمانہ میں اور تمام قومیں قابلِ تہنیت اس کے نتیجہ شکل کتا ہے کہ ادھون نے یہ علوم کسی غیر اخذ سے نہیں کیے۔ اور جس زمانہ میں ان علموں کا غیر ترمون سے اخذ کرنا ممکن نہیں کتا ہے اسوقت ان کی علمی تحقیقات کے طریقے ایسے اصول پر مبنی ہوتے ہیں کہ ابھی تو ہم اصلاً واقف نہ تھے اور ان ہی ایسی تحقیقات کا علم ظاہر ہوتا ہے جبکہ اب سے ۲ سو برس پہلے کمالِ یورپ پہنچ جاتے تھے۔ اسی طرح اسی طرح اسی میں ملے ہند کی راسخ اور اختلافات اور باخشت اس قدر ہیں جیسے ان میں اور کھانہ و کرمان میں ایک نسبت تعدیہ شکل کتی ہے۔

رسالہ تیرھویں صدی عظیم مطبع الگوا اخبار کی جلد سوم کے

ممبر ۸ سے ظاہر ہوتا ہے۔

”یہ ہندوستان جس کی فیضِ علوم سے تمام جہاں متعین ہوا۔ اور جس کے قدیم باشندوں نے تمام علوم و فنون و صنعت و حرفت میں جو کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی۔ اور اب بھی اس زمانہ کی اکثر تحقیق و صنعت کا پتہ پہلی کتابوں پر لگ کتا ہے۔ اس میں ہی اخبار کا عروج ہو چکا۔ گو اب یہ کچھ نہ دیکھی پڑائی و پیتائیں اور کتاہین ایک فائدہ معلوم ہوتا ہے مگر کوئی عقلمند اس بات کو باز کرے گا کہ اگلے زمانہ کی ایسی اشد تہذیب و تمدن اتنی تھی اور تہذیب کتاہوں کو انسان بنا جاوے۔ ان پر ایم سچ ہے کہ اوس میں استاد و تہذیب اور چالاکی برآئیں ہے کچھ تعریف ہو گیا ہو تو عجب نہیں ہے۔ اب اس تعریف سے اصل اور باطل کی تمیز نہ ہونے کے بعد دشوار ہو گیا۔ لیکن وہ قصداً اس شے کی اصمیت کا پتہ بنا رہا ہے کہ اُس وقت میں ہی اس چیز کا وجود تھا۔ اور طبع انسانی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جراتِ اپنی و ذہنیتِ باہر ہو وہ جہتِ باہر ہی سے مشابہتِ ایل جہلہ کہوں دمی و دہش کے زور سے سفر کرتے ہیں اور یہی اہلِ جہلہ و احماد میں ہزاروں کو س جبر مل جاتی ہے ہوتا۔ اور سوچا جس میں پیشتر کی کتاہوں میں ملتا ہوتا تو یہی ایک فائدہ معلوم ہوتا۔ اور غالباً آئندہ کہیں ایسا ہی کہا جاوے گا۔ لیکن ناگوار و جوتی رہے گا۔ پس اگلے صنایع و حالات کو بھی اسطورہ پر قیاس کر لینا چاہیے۔ کہ گو وہ اب فائدہ معلوم ہوتے ہیں مگر کبھی کبھی ان کا وجود مفرد ہوگا۔ اور کسی کی طرح پر ان کا استعمال ضرور کیا جاتا ہوگا۔ اور گو اُن حالات کو براہِ تہذیب اگلے راجاؤں کی کرات میں داخل کر کے ایک مذہبی خیال بنا دیا ہے۔ مگر وہ حقیقتِ مذہب و تمدن

- ۹۔ یاتوج ویاوج کا وجود انکار کا تاثر کم بنی ہو نا اور ہزاروں سال تک نہ ہنا (قرآن ہو تکلف تھجینی،
۱۰۔ اصحاب کہف کا صد سال تک کبہ کرنا کی طرح خواب میں ہنا۔ (سورۃ کھف)
۱۱۔ سکندر زوال القرن میں کامل دنیا تسخیر کرنا اور وہاں پھنپا جہاں سورج کی چمک کے چشمہ میں ڈوبتا ہے اور پتیل اور تانبے کی دیوار بنانا (قرآن سورۃ کھف)
۱۲۔ سات آسمان اور سات زمینوں کا ہٹا اور خدا کا اوپر اسکے برج بنانا (قرآن)
۱۳۔ اجتنوں کا ہونا۔ اور محمد صاحب پران کا ایمان لانا (قرآن)

ماہ کی مکت و فلسف کا نتیجہ میں پناہ پختہ ہندی پوتہ یوں میں کرکھان راجہ پاتال کے راجہ سے لڑنے گیا تو اب سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ تاریخ مگر کس طرح پاتال میں چلا گیا۔ حالانکہ ملک لکھنؤ کی عکس بنی دیکھتے ہیں جو بہ کر دیت میں اچھلے پاتال میں آتا ہے۔ پس اگر اس وقت میں یہی بیان راجہ وان گیا ہو تو عقلاً واضح نظر کر خیال میں آئے ہیں معلوم ہو سکتا۔ اور ہر طرح ہندی کتابوں میں لکھا ہے کہ فلان راجہ اس قدر کشمیر نوج سیکرات سو کوس چند ساعت میں چلا گیا۔ گو اس میں عیاں ہو مگر دلیل پر نظر کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس وقت میں ہی اگر کوئی ایسا ترک ہو تو کچھ عجیب نہیں اسی طرح اس عیاں کی نسبت یہی کتابوں سے استنباط ہو سکتا ہے۔ مثلاً ہندی کتابوں میں لکھا ہے کہ فلان راجہ کے ان بان دیوں، تہا اور اسکے ذریعہ سے جایا کرتا تھا۔ گو اس کی صورت اس عیاں و تیلوں جو دوسری طرح کی ہو مگر اس سے اس کی اصلیت باطل نہیں ہو سکتی۔ اور اس صورت میں کوئی محقق اور محرمہ ان خیال شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ عیاں نئی ایجاد ہے۔

گیان پردائی پتر کا مجموعہ سنہ ۱۸۸۷ء کے صفحہ ۷ میں بالو نو جینا

میر برہم ساج لاہور کے اڈا مستوای۔ پی وینگ حبیبیاد کے لکھنے میں۔ گو امریکہ کے پورلے مذہب و دینی کے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی رسمیں غیو ہندوؤں کی ایسی ہی ہیں جس سے نیچے بہ انومان ہوتا ہے کہ پورائے زمانہ میں ہندو لوگ لکھ گئے تھے یا امریکہ والوں سے ہندوؤں کا کسی پرکار کا سنبند ہوا تھا۔ مثلاً یہاں میں آگ کے گرد سات پھیرے لیتا ان کا بالکل ہندوؤں کے مطابق ہے علیٰ ہذا نقیاس۔ پانچویں صدی میں امریکہ میں ایک گروہ بودہ سنیا سیدن کا گیا تھا۔ ان میں سے ایک شرمن یا سنیسی جکا نام تھا وہاں شان تھا اکتالیس برس بعد چین میں لوٹ آیا اور اسے امریکہ کے اُس حصہ کا جوائن دیکھا تھا برتانت لکھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مکسیکو ویش میں گیا تھا وہ برتانت چین کے سرکاری اتھاس میں ہندو جی اور وینگ حبیبیاد اب اس کے

- ۱۳۔ وہ قاف کا تمام زمین کے گردا گرد ہونا۔ اور زمرہ کا ہونا۔ اور سکندر سے لگا
بائیں کرنا۔ (مثنوی روحی دفتر چہارم)
- ۱۴۔ کہ زمین کی ناف میں ہونا۔ (معارج النبوة باب دوم)
- ۱۵۔ حجر الاسود کے چوٹے سے لوگوں کے گناہوں کا دور ہو جانا۔ اور پتھر کا زنجیر
گناہوں کے سیاہی پر آنا۔ (معارج النبوة۔ باب ہفتم)
- ۱۶۔ عجم بن عنق کا قد بیت نہار وی صدوی و سہ گز طول میں ہونا بلکہ تمام
دنیا کے پہاڑوں سے چیل گز بلند ہونا۔ اور تین ہزار چہ سو سال تک
زندہ رہنا۔ (معارج النبوة باب ۵)
- ۱۷۔ چاہ بابل میں بیروت و ماروت کا قید ہونا اور لوگوں کو جادو سکھانا۔ (قرآن سورہ بقرہ)

رفت ذوالقرنین سکو کوہ قاف	وید کی راکن زمرہ صاف	گر د عالم حلقہ گشتہ او محیط
ماند حسیہ اندران بن بیط	گفت تو کوہی دگر با جیستند	کر پیش غشم تو با نیستند
گفت رگ مانے من اند آنگ پہا	مثل من نبوند و حسن و بہا	من بہر شہرے رگے دارم نہا
بر عزم بہر اطراف جان	حق چو خوند زلزہ شہر مرا	امر شہر اندک صبا عیق را
پس بجا بنم من آن رگ را فقہ	کہ بدان رگ متصل گشت است شہر	چون گوید پس شود ساکن رگم
ساکم ز دروے فعل اندر تخم	ہیچو مرسم ساکن و بسا رکن	چون خرد ساکن و نہ صبا عیق
نزد آنکس کند اند عقلش این	زلزلہ بہت از بھارات زمین	(مثنوی روحی دفتر چہارم)

ترجمہ انگریزی میں کیا ہے: "ان واقعات سے اردو کا دور و ما زنگون میں منکر اور اُپدیش سنا بخوبی واضح ہے،
بھارت ترکاک دشا مصنف کرنل الکتھلیک میں لکھا ہے کہ "قرب پہر ہزار
ابرس کے عرصہ گذر کا ایک جماعت سیاحان آریہ درت کی جانب مصر راجا اوسی مت آباد ہو رہا تھا، روانہ ہوئی
اُس عہد میں اول پادشا دان مینا نام تھا۔ الغرض وہ دن جا کر سب کو تعلیم کیا اور وید
مقدس پڑایا۔ اور کام دیت و سنت سکھایا۔ وہ دن سے وہ علم یونان گیا۔ یونان
سے روم عرب و غیرہ میں پہل گیا۔ اور اب تک ہم وہ علم و فن نہیں جانتے جو آریہ قد
کے قدیم راجا اور رشتی مہی جانتے تھے" فقط

۱۹۔ خدا کا شیطان کو دنیا کے گمراہ کرنے کے واسطے مقرر کرنا اور قیامت تک اسکو

مبت و اجازت دینا۔ (قرآن)

۲۰۔ شوقِ قسم (قرآن)

غرضیکہ اسی طرح اور کئی خام خیالیان اور وہم پرستان
جن کا زیادہ ذکر کرنا ہی فضول ہے۔ اور جواب تہذیبِ تعلیماتِ مسلمان لوگ چھوڑتے
جاتے ہیں اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور علم و عقل کی روشنی ہونے سے
دن جن میں وہ وسوسات باطلہ مٹے جاتے ہیں شروع اسلام میں بھی تعین اور
ابتک بھی معصوب محمدی مثل مرزا صاحب کے انکے انکار کو کفر یا بت میں۔
خدا ہدایت دیوے۔ اور اس قسم کے گرداب ضلالت سے نکال ساحل سعادت
پر لادے۔ چونکہ ان قرآنی فسوف کا ساتھ نہ تو عقل و تہذیب اور نہ تلوار و زوال و انقطاع
کی غیر کوئی اور شہادت ملتی ہے۔ پس نہیں معلوم کہ لوگ باوجود اس سبب کے کیوں غلط نہ

مولوی انریسل سید حمد خان صاحب زتہذیبِ حلق جلد سوم مذہبِ اہل
فرماتے ہیں۔ ”بہ بات ظاہر ہے کہ قرونِ ثلاثہ میں علم عقل کا کچھ بچا نہ رہا۔ اور حالتِ بے فہم
یونان سے کوئی واقف نہ تھا مگر بعد اسکے وہ زمانہ جس میں مائل فہم کا جاری ہونا شروع ہوا۔ آخر اسکی
یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ مائل دین میں داخل ہو گئے اور مذہبِ یونان میں ان پر پیش ہوئے لیکن۔ اور فہم
فہم بے ہوش ہو گئے اور اسے تفسیر میں بروی گئی اور مزاجِ نفس میں تو اعلیٰ معیار و سعادت کی تلاش کی
تہی طرح افلاطون اور ارسطو وغیرہ کے قول نقل ہوتے تھے۔ اور یہ
سلسلہ جاری ہوا تو ہر ایک مفسر نے دوسرے مفسر سے اور دوسرے نے تیسرے سے سیکھنا شروع کیا
انتخاب کرنا شروع کیا اور ان قولوں کی قیدیں نام ہی رکھیں پھر وہ بیان تک کہ آخر وہ تو اعلیٰ معیار میں
رہ گئے کہ لوگوں کو تیسرے شکل ہو گیا کہ یہ قول ارسطو کا ہے یا صاحبِ شریعت کا یا کسی حدیث کا یا کسی نام کا
اور اسی واسطے ان اقوال پر دین کا مدار نہ ہو گیا۔“

تہذیبِ اخلاق کی جلد دوم صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے کہ بعد از موت سید کو اہل حق
جو دلائل میں ان کی تردید کرتے تھے جن کی ہے اور اثباتِ حجت زمین اور اہل حرکت اور اہل آفتاب پر سجدہ

طور حقائق حق پرستہ نہیں ہوتے اور باوجود بار بار زک اٹھانیکے پہر ہی اسی غلطی کو روتے ہیں یہ ہے خیالی دلائلِ ابالی تعلیمِ قرآن کی جس نے ایک عالم کے گلے پر چھری پھیر کر لاکھوں کو شہید کر ڈرون کو تباہ کر کے ایمان بالبحرین گرویدہ کیا اور جو اب ہمک الماسی دوست مرزا غلام احمد ہی طول نویسی کی آثر میں یا یون کہو کہ معجزات کے پیکر میں بلکہ انعام کے جوئے وعدوں اور بنیاد مسودوں کے فریب میں ابھائی بات کرنا چاہتے ہیں جس قدر اُس کی زہریلی تعلیم لوگوں کے خون کی پیاسی ہے۔ جتنی بھی

میں ان کی تہذیب کس سے جا کر پوچھیں۔ عناصر اور لہجہ غلط ہونا ثابت ہو گیا اسکا کیا علاج کریں؟ ایسے کرمیدہ و لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فاکسونا العظام لحما کی جو تفسیر عالمِ شرق کی ہے فنِ تفسیر کے رُوسے وہ غلط معلوم ہوتی ہے۔ مگر آئی انھوں سے بد توں میں ہرے ہوئے نطفہ سے لیکر ہیکے پیدا ہونے تک تفسیر کو دیکھتے ہیں جو مفسرین کی تفسیرون کی غلطی کو ثابت کرتے ہیں پھر ہم کہہ کر اوسے اعتقاد رکھیں۔ خدا کی بات اور اس کا کام اکیدا ہونا چاہیے۔ یہ مسئلہ عام مینا نے تسلیم کر لیا ہے۔ پھر اُس کی تصدیق نہ کرنا مسلم کی کتاب میں ٹی ہونڈین کی طرح ادا خود سے پوچھیں۔ عجیب کوئی بات ہی ان میں سے موجودہ کتبِ مذہبی میں نہیں ملے ان سے لادینی جو فلسفہ مغرب اور علمِ محققہ جدیدہ کو ہوتی ہے کہ نہ مکتب ہوگی۔ یہ باتیں نہایت صاف اور روشن ہیں انکو ظاہر میں نہ مانا دوسری بات ہے۔ مگر کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اپنے دل میں ان باتوں کو سچ نہ جانتا ہوگا۔ پس میں حالت میں ان کتابوں کا نہ پڑھنا ان کے پڑھنے سے نرلہ و جبر بہتر ہے۔

ہذا بملٰ خلق و جعلنا قل فیہ سورۃ سے ظاہر ہے۔ ہیئت اور طبیعات وغیرہ صد عالمِ مسہم کے ہیں کہ جن کی تفسیر کے واسطے نہ ایک کوئی بھی مبحث ہوا نہ کوئی کتاب اس فنِ خاص میں خفا کا نلے اس بات تک کسی نبی پندل کی قرآن وحدیث میں ہیئت یا طبیعات کے متعلق کہیں کسی چیز کا نام نہ لیا کہیں بوسیلہ تذکرہ اور کہیں نام لوگوں کے فہم کے لائن کسی چیز کا کوئی تصریح بیان ہو گیا۔ کہیں کوئی بھل لٹا کسی چیز کی طرف ہوا۔ مگر عاقل کسی تعلیم پر ہی ان بات کی بہت مقصد بالذات و نظر نہیں ہوتی کہ ان کے ذریعے عام خلق کو ہیئت اور طبیعات کے علم کی تعلیم دی جاوے۔ کہا قال اللہ تبارک و تعالیٰ یسلونک عن الہلہ یعنی لے محمد لوگ تجھ سے جہنوں کی حقیقت دریافت کرتے ہیں او پھر فرمایا کہ قل ہی موا قیت للناس یعنی کہہ دے کہ جہنوں کے ذریعے لوگ پنے وقتوں کا حساب نہ لیکر لیتے ہیں

بات بات میں نمدار لازم لگائے گئے ہیں نہ حقیقت سے حق پر مخالفت اور ناحق سے اُلفت ہے۔ افسوس کہ فرصت کم ہے۔ وگرنہ

تکذیب و لافِ آج بویانے	بہر حرفش نویسم داستانے
صداقت گم شد از تعلیمِ اسلام	نذار و از خدا تر کسی نشانے
جہادش جہدِ خونریزیِ عالم	نہ قرآنے و لیکن تیغِ لانے
اگر تا شتر کعبہ - پرستی	کہ بہر لامکان سازی مکانے
غریقِ جبرِ کفر و شرکِ باشی	ازین باطل خیال و بدگمانے
پرستی سنگِ سود گر بھدال	چو آفتد بر سرت یابی زیانے
خدا را کن حذر از درسِ قرآن	کہ مے نالد ز جورِ او جہانے

برائینِ الاسدیہ صفحہ ۷۰ احاشیہ نمبر ۷

جو حال میں ہندو صاحبوں کے ہاتھوں میں دید ہے۔ جنکو۔ رگ۔ یجر۔ شام اور اتھروں سے موسوم کرتے ہیں۔ انکا ٹھیک ٹھیک حال معلوم نہیں تھا کہ وہ کون

آج کسی انٹرنیٹ دان سے ایسی کیفیت دریافت کیجئے پھر دیکھئے کہ وہ کیسے زمینِ آسمان کے قلعے بنا رہے۔ صاحبِ عالم میں نہیں بدلتے یہ فرمایا اور اسوقت میں اُسے فرمایا کہ ہم گنتی کو انگلیوں پر ٹھیک کیجئے میں حاصل یہ کرکٹس وقت میں کتابِ یاقنی و طبقات و غیرہ کی طرف کسی کو مطلق التفات نہ تھا۔

پھر ملکہ دمِ تقدیرِ الاخلاق کے غیر مغفم میں مسیحا صبا فرماتے ہیں۔ کہ اگر انگریزی علوم تحصیل کر دیکر متعلقہ شعبہ میں ایسی مسلمان ایک گناہ سمجھتے ہیں۔ حاکمِ خلافت ہندو کے زمانہ میں جبکہ علومِ عقلیہ میں کیا وہ سننِ گریک نے یونانی سے ترجمہ کیا گیا۔ اور اُس زمانہ کے فخرِ ثنائے گریک کو جو کہ کائناتِ زمانہ ہی بدوئے تحصیل کرتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جس قدر طب کہ ہمارے ان مجاہد ہے کہ ہم نے ہر مذمت و مصلحت کا تو نام ہی نہ دیتا۔

یہ مقلدِ ماہین چند مقلدِ فضلاء اسلام کی ہیں جو ہم نے ناظرینِ اضافہ پسند کے مطالعہ کو جبکہ درج کو یہ ہے مگر مغربی فیصلہ کریں کہ ہمارے دھوکے سے کسے بے بنیاد ہیں +

حقرات پر نازل ہوئے تھے۔ کوئی کہتا ہے کہ اگنی۔ وایو سوج کو یہ الہام ہوا تھا جو بالکل نامعقول بات ہے۔

جواب باصواب

مرزا صاحب نے آپ کو حق و ناحق کی تحقیق کا مادہ عطا فرما دے اور چاہے جہالت سے نکال کر منزل مقصود پر پہنچا دے۔ وید مانے مقدس کا ہیکل ہیکل کس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا آیا آریوں کو یا مہندوؤں کو یا مسلمانوں کو۔ اگر شق اول جو تو سرا یا باطل ہے اور اوستہ، جواب نیو اور جہانے کو ہر ایک ممبر آریہ سماج حاضر۔ اگر شق ثانی ہے تو یہی آپ کی نادانی ہے، کیونکہ اعتراض کا جواب دینا کام واقفکار کا ہے۔ نہ کہ نادان واقف ہوئے ہوئے کا۔ اگرچہ اپنے دہرم سے آگاہ ہوتے تو مسلمان و عیسائی بنکر کیوں گمراہ ہوتے انہیں اپنا نام درست کہلانے کی تو تیر نہیں پھر دہرم انہیں کسی عزیز ہو سکتا واقفوں سے سولہ کیجئے اور نہ کسی ہندو کو دھوکہ دیجئے۔ اور اگر شق ثالث ہے تو انہی جہالت پر طرح ثابت ہوئے گز بسند بر وز شپہ چشم * چشمہ آفتاب را چہ گناہ جب تک وہ مقصدِ دل سے نکال راستی کی جانب خیال کریں گے کبھی دامن آرزو گوہرِ مراد سے نہ بھر جائیے۔

ہر چار وید مقدس کا شری اگنی۔ شری وایو۔ شری اوت اور شری ائمہ جو تہاؤں کو الہام ہوا تھا اور وہ چاروں شری کی آدمین کہیشیر سجا بڈا انسان تھے۔ یہ بات نامعقول نہیں بلکہ بالکل معقول و لائق قبول ہے۔ حصولِ گیان کے اول گھر وہی ہیں اور بجز ہدایت کے پہلے شت و رہی وہی۔ نامعقول ترین شخص سے نہ نکالو اور کسی نام ذہنی طرح محبت نہ ڈالو ورنہ اللہ۔ رحمت۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ مینج۔ آدم۔ ابراہیم۔

۱۔ نام آفتاب نام موضع ازغیرہ (کشف) ۲۔ نام سید کذاب (غیاث) ۳۔ بکر الواقع شترجوان وایو یعنی پدر غیاث ۴۔ یعنی گوشت را (کشف) ۵۔ عثمان یعنی بھڑا و سبیل نر (را (کشف) ۶۔ نام کر ہے است در کران (کشف) ۷۔ انکو دروغ گوید سپہ بزمند و مو کو بخت بیائند (کشف)

اور مباحثہ سے ہی صاف ظہور پر عیان تھا کہ انہوں نے برہنہ سے ست دیا
 پھر ہی اور برہنہ سے انگریز پر جاپتی سے اور انگریز پر جاپتی سے انہوں نے منوسے اور منوسے وراثت سے اور وراثت
 نے برہنہ سے اور برہنہ سے انگریز کو کیونکہ اور انہوں نے بذریعہ الہام پر تہا سے حاصل کی
 اسی طرح کو چھ برہنہ کے پر تہم پر پائیک کے ۲۹ برہنہ سے ہی عیان تھا کہ انہوں نے - واثو
 آدیت - انگریز کے کیونکہ پر چار ویدوں کا ٹھہرا ہوا - جنکے شعلے گیان سے کل جہان پر نذر ہوا -
 منوسمہرتی کے شکوک سے ہی انہیں جہانوں کی تائید پر بلکہ حق پسندوں کو وسطے صفت
 کا ثبوت فرید - برہا جیو کا انگریز وغیرہ کیونکہ وید حاصل کر نیکانہ ذکر ہوا اور ہی شکوکاں کہنا کے صفو
 پر سطور - غرضکہ اور بہت ہی شکوک میں ہی انہیں چاہتا تھا کہ انگریز - اور کسی فاضل و
 آدمی کو اسے انکار نہیں پس برہا جیو بن سکتا ہو کہ برہا جیو نے وید پر یہ کہ ان پر نازل ہوئے
 جس طرح ویدوں کی تعلیم سے کہ ہو گئی تھی اسی طرح ویدوں کی معلومات کی نسبت بھی خیال کمزور
 ہو گیا کہ پو کیٹیف قرآن کو پو تہی بتلاتے ہیں اور نماز پڑھنے سے شرتے - میں کو حق کی
 قبولیت کی طرف بلاتا ہوں اور **ہل من معارض** کہہ کر سمجھاتا ہوں کہ یہ آپ کا
 دعویٰ ہے فرغ ہو کر سوا معقولیت کے سامنے دروغ ہی ہوا اور کسی شے میںی کرت گرنہ سے
 اس کا نزع مٹا ہو - چونکہ آپ ہمیشہ نئی سنائی باتوں پر ایمان لا بھٹیو میں اور تحقیق حق سے کسی
 طرح کا سروکار نہیں رکھتے - اسی واسطے تحقیق کے درجہ سے آپ کے اعتراف سہا و اور مہم
 تسلیم کرنے سے معذور ہیں -

براہین الاحمدیہ ص ۱۰۰ اور کی یہ بے شک کہ الگ الگ شہروں کے اپنے اپنے میں
 ان بیانات میں بیان تک شک ہو کہ یہ بتا نہیں سکتا کہ آیا ان خاص کا کچھ طرح میں جو رہتا
 یا محض فرضی نام ہیں اور وید پر نظر کرنے سے تیسری یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اب بھی
 ویکے جڈا جڈا سنہرون پر جڈا جڈا شیو کے نام لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں - جو اب اصوا
 مہرا صاحب ! آپنے سلاک کو سخت دھوکہ دیا اور اٹھامی قریب کیا ہے جو ٹھہرتے

خدا کا خوف دل میں نہ لائے اور کس طرح ایک بے تکلیف ٹانگی کی کہ "وید پر نظر ڈالو انہی سے ذرہ خدا کو حاضر ناظر جان کر بتلاؤ کہ ویدوں کا ایک حرف بھی جانتے ہو یا کہ جو نہ ہستی بھی جانتے ہو کیا کہہی ویدوں کو تمام عمر میں دیکھا بھی ہے؟ افسوس! سن نادانی - اس قدر فضول گمانی ۵۵

باندازہ بود بانیہ نمودہ نجات نبوآنکہ نمود بود

حضرت یہ رائے کسی ادب پرستی کی ہوگی یا کسی کرشمہ ہندو کی یا کسی شیخ جی کی ورنہ لاف کسی ہندو یا آریہ کی یہ رائے نہیں ہے اس واسطے آپ متشکی نہ ہو جائیے اور مستقل ہو کر جو آئینے - وید مقدس کی لسان کے بنائے ہوئے نہیں ہیں - بلکہ پرانا پاربرہم کے گمان کے پرکاشت ہوئے ہیں بذریعہ ان چار رکھیوں کی جگت میں اپنا اپنا پیش ہوا مگر وہ بھی وید کے رُوسے کسی کے سفارشی یا شفیع نہیں - آپ کا ذاتی شک صرف متعصبانہ ایک بڑے سنکرت سے ناواقفیت اسکی محض - ورنہ کسی آریہ فاضل کی یہ رائے نہیں ہو تمام جہان ما لوگ جانتے ہیں کہ جن دنوں ہریجنج آدمی رکھیوں کا اور بیاس اور بشتشٹ آدمی منیوں کا جنم ہی نہ ہوا تھا اُس سے پہلے وید جگت میں موجود تھے اور شرشی کی آدمین ہارون وید ہی کے اب ہیں صحیح و سالم موجود تھے - شرشی منیوں کے الگ الگ وچن برہمن پتک ہیں یا آپ نشد و شاستر نہ کہ وید مقدس پس یہ پکا بیان سراپا دہم و گمان ہے جو وسواس طلبہ ہونی سے کسی طرح قابل پران نہیں - وید مقدس پر اتنا کئے گی ان میں کہ نہ صنف کسی انسان لطیفہ عرب میں تم صاحب نے قضا کی تو خلافت کی بابت فساد برپا ہوا - اور گدی نشینی کا جگر اچھا چند آدمی مجنون کے ذکر کرنے لگے کہ تیرے کیا صلاح ہے تم صاحب کی خلافت کس کو ملے یہ سکر ہر بیدار کے لیے کو دہی مال ہمارے مرزا صاحب کا ہے خود ہی رائی دیکر اور آپ ہی اپنی رائے کو ترجیح بلا مرجع ٹھہراتے ہیں اور محبت اٹھاتے ہیں کہ اب یہی قید کے جہاں متشرون پر جہاں رشیدین کے نام لکھے پائے جاتے ہیں - مرزا صاحب یہ آپ کا صرف وہم اور سودا ہے

جب کو آپ اودیہ سے بڑا ناچاہتے ہیں۔ یہ پیشی ویدک مصنف نہیں ہیں بلکہ مختلف
میں شائع گذرے ہیں۔ چنانچہ اس امر کو مہاتما یا اسکے مٹی کی بنی زروت
میں کمال توضیح سے پہلے حل کیا گیا ہے اور اصل عبارت وہاں کی یہ ہے۔

अथ यो मंत्र इत्ययः मंत्राः सन्

۲۲۱

جس جس شی کی زبانی کی گئی۔ اور سب سے پہلے جنر عمدہ ویا کہیا کسی منتر کی پند منتر
کی کری۔ اور اس کے ارتھ کو پرکاشت کیا یا پڑنا یا اسی یادداشت کے کارن اس منتر
کی شرح کے وقت اور شارحون نے اس منشی کا نام ہی کنا رہ پر لکھ دیا۔ جو کوئی شی کو
منتر ون کا کرتا یا مصنف بنا وید وہ سر اپا مہتیا وادی یعنی جو نہا ہے۔ وہ تو منتر ون
کے ارتھ پر کاشتک ہیں یعنی شارحان وید۔ اسل پر چار وید ون میں ان کے نام ذکر
نہیں ہیں اسلئے دعویٰ آپکا بھی نہ ہی یا حاجی الوجود ہے۔ کسی طرح قابل قدر نہیں۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۷

اور اھرون ویدکی نسبت تو اکثر محقق پند تون کا اسی پر اتفاق ہے کہ وہ ایک
جلی ویدیا برہمن پستک ہے جو پیچھے سے وید ون کے ساتھ ملا گیا ہے اور یہ ہے پستی
سہی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ رگ وید میں جو سب وید ون کا اصل اصول اور سے
زیادہ معتبر خیال کیا جاتا ہے۔ صرف گ اور یجر اور شام وید کا ذکر ہے اور اہرون وید کا
نام تک ج نہیں۔ اگر وہ وید ہوتا تو اس کا بھی ضرور ذکر ہوتا۔ اور پھر یجر وید ۲۶۔ ادھیانین
لکھا ہے کہ وید صرف تین ہیں۔ اور ایسا ہی شام وید میں بھی وید ون کا تین ہر بیان کیا ہے۔

جواب باصواب

آجکل آریہ ورت میں چار قسم کے پندت ہیں (۱) وہ اتنی نام کے پندت جو

سنچر کے روز تیل جمع کر لوگون کے دیوالے نکالتے ہیں اور خود مزہ اڑاتے ہیں۔ وہ جاہلون کے آگے بے شک پنڈت ہیں مگر فاضلون کے آگے شور و روک بھی لٹی ٹوڑ میں پس کی طرح اُن کی گفتار قابل اعتبار نہیں۔

(۲) وہ برہمنوں کے بیٹے جنکے باپ دادا کسی وقت فاضل عالم گذرے ہیں مگر خود قلعہ رانی اور دوکاندار می یا ملازمت سرکاری کرتے ہیں اور سنسکرت بکال نہیں جانتے پدرانہ شہوری کے سبب جاہل لگ نہیں ہی پنڈت کہتے ہیں جو سراسر سمول و اگیان ہے۔ انہیں لوگوں میں سے جب کبھی فی طمع نفسانی سے کسی کے دامِ مذویر میں پھنس گیا تو مہٹ اُسے پنڈت کہہ کر اپنی دعوئے کا گواہ بنا اثبات کرانا چاہا اور ایسے لوگ اگر چند شتہ نامہ میں بھی بہت گذرے ہیں مگر فی الحال بھی دنیا میں موجود ہیں وہ ہم قطع نظر اور جگہوں کے خاص مرزا صاحب کے گواہوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو سنسکرت کے ایچے ف بھی جاہل محض اور مرزا صاحب نہیں پنڈت کہ خطاب سے ملقب کرتے ہیں۔ جنہیں مرزا صاحب یا ان محمدی اور اتہام رب القادیان کے جبریلی مقدمہ میں اپنی شہادت کا گواہ مروا تھ بلکہ کاتب الہام غلام احمدی قرار دیکر اپنی پائین لاجہ میں شہر کر چکے ہیں۔ قادیان کا بچہ بلکہ تمام مسلمان بھی اس امر کے گواہ ہیں۔ کہ حضرت نے لوگون کو ایک دھوکہ عظیم میں پھنسانیکے واسطے ایک فریاد چال چلی۔

(۳) وہ لوگ ہیں جو وہابی کی لیانت تو رکھتے ہیں مگر شکی گتو کی محبت سے خواجہ سہتے بنے ہوئے ہیں۔ باوجود پنڈت ہونیکے مہامور کھوکھتے کام کرتے ہیں جیسے اکبر پادشا کے وقت میں چند لالچی پنڈتوں نے اشرفی اور روپے کے لالچ سے اکبر سے سھتہ تمام اور لوہا پاشد یا لکھت تصنیف کو کے بادشاہ کو اسکی پیغمبری کی مبارک باد پہنچانی کہ تو خدا کا خلیفہ ہر تیرا ذکر ہمارے ویدوں میں آیا ہے۔ اندھا پیسے تھوٹھے دمان۔ اُمّی پادشا

اور خوشامدی وزیر بلا غور و تفکر ان چند تون کو ملا مال کر کے دین اتہی اکبر شاہی جاری کرنا شروع کیا چنانچہ مفصل ذکر اسکا قصص الہند و دلبان مذاہب میں ہے۔
 کلہ بنایا لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ دسلام علیکم کی جگہ اللہ اکبر و
 جل جلالہ پر کفایت ہوئی (دیکھو قصص ہند حصہ دوم)

دہم، وہ لوگ ہیں جو علم و فضیلت سے پاکمال و راستی اور حق بانی میں بیشال
 میں۔ طمع و لالچ سے بیزار۔ بغض و دہوکہ سے برکنار۔ چوٹھ سے متنفذ اور حقیقت کے
 متقرمین۔ ست شاسترون میں انہیں پنڈت بتلایا سو اور انہیں کیلئے کو قابل
 پران اور مشیر ٹھہرایا ہے۔ اور آریہ سماج بھی انہیں کو پنڈت تسلیم کرتے ہیں بڑی
 اذکر چنانچہ

**आत्मज्ञानं समाख्यं भस्ति तिस्र्यपमनि
 यत्त। यमर्कनायक र्धनिसंवेपं पीडत उच्यते**

جبکہ آتم جیان۔ آتس سے رہت ہو۔ سو کہ۔ دو کہ۔ مان۔ ایمان۔ مانی۔ تانبہ۔ مندا
 اوستی میں ہریش اور شوگ کبھی نہ کرے۔ دھرم میں ہی نت نشت رہے جبکہ من کو
 اوقم آوقم بدارتھ۔ ارتہات و شے نہندی ہستو اکھن لینے نہ کہینچ سکین ہی پنڈت

**श्रुतं प्रज्ञानं गंयस्य प्रज्ञा चेव श्रुतानुगा
 असंभिन्नार्थमिष्यदः पं पीडता न्यालभेत स :**

جس کی پرگیاسنی ہوئی ست ارتھ کے انمول۔ اور جس کا شرون بُدی کے انوسار ہو جو
 کبھی آریہ ارتہات نہ لٹیت۔ دھارماک پرشون کی مرپادا کا چہین نہ کرے وہی پنڈت
 سنگیا کو لینے درجہ کو پابت ہووے +

پس لے مرزا صاحب شاستر وکت قاعدہ کو انوسار۔ ایمان یعنی دھرم کو پہچان کر
 خدا کو حاضر ناظر جان کر ذرہ بتلایے تو بھی کہ وہ محقق پنڈت کون ہیں، جن کا ایسا لایینی
 بیان ہو۔ مرزا صاحب ! ع۔ شیر قالمین وگر و شیر نیتان وگرت۔ وہ آپ کے

خانگی پنڈت انور ہیں۔ اور محقق موصوف بعد صفاتِ شائستہ اور ہیں۔ اب اصل جواب سنئے۔
 وید بدانتہ واحد میں کوئی کہ ایک پُتک کے چار حصے ہیں۔ جیسے کہ تورت ورتور و صغیفہ
 انبیا کو تمام عیسائی اولڈ ٹسٹمنٹ میں پُرانا عہد نامہ اور مسیح کی تمام انجیلوں کو نیا
 عہد نامہ یا صرف انجیل پکارتے ہیں حالانکہ وہ انجیل ربیعہ یعنی چار ہیں بلکہ اُسکی بھی
 زیادہ۔ بعضے عیسائی نئے عہد نامہ اور پرانے عہد نامہ کو ایک ہی بائبل کہہ کر نامزد کرتے
 ہیں اور مقرر نہیں جانتے ہیں۔ اسی طرح بعضے پنڈت چاروں کو ایک وید کر کے
 پکارتے ہیں مگر دریافت کے وقت چار حصے بتاتے ہیں۔ اسی باعث برہما کا نام مشہور
 اور اُس کے چار موصوفہ کا مذکور ہے۔ مگر چاروں پر اطلاق لفظ وید کا ہے اس واسطے
 کہ کسی عقل کو جائے اعتراض نہیں۔ اگر محفل لفظ گیان کو لیا جاوے تو یہ کہنا روا ہے
 اور ہر ایک مُتصف مزاج کے نزدیک بے خطا ہے۔

بعضے پنڈت چاروں کو دو کر کے جلاتے ہیں اور اسی سے تیرا۔ اور آپرا۔ و دیا
 یعنی کرم اور گیان نامزد فرماتے ہیں۔

بعضے ان چاروں کو تین کر کے اُچارتے ہیں اور ماسی سے کرم۔ پاشنا۔ گیان
 کی تشبیح پکارتے ہیں۔ مگرا میں کسی طرح کا برج مطلق نہیں ہے۔ اور وہ وید و سکے
 چار حصے ہونے میں جائے شک۔

باقی تمام مہاتما و دو وان لوگ اُن چاروں کو چار ہی بتلاتے ہیں اور کرم اپسنا
 گیان و گیان کی حقیقی تقسیم کے فائیل و عامل کہلاتے ہیں اور یہی بات بالکل سچی
 اور سب سے زیادہ ٹھیک اور ویدک اصول کے مطابق ہے۔ مگر تشریح بالاکسی
 دو وان کے نزدیک چاروں امور سے کوئی بھی متشکی نہیں۔ اور میں تسلیم ہے۔

اتھروان وید بھی نہیں ہے۔ مگر آپ جیوٹہ بولکر جلداری کرنا چاہتے ہیں تاکہ
 کوئی جاہل بندہ کسی طرح متشکی ہو جائے اور صداقت سے اٹھ اٹھائے لیکن حق زمانہ

اب نہیں ہا۔ گھبرائے نہیں اور اسکے جواب میں تو علویہ کے عقاید ملاحظہ فرمائیے۔ تاکہ آپ کی اتنی برجائے۔ یخروید کے ۲۶۔ ادیتا کا نام بھی آپ نے جھوٹے موٹے لکھ دیا اور کھتر مئے خندا کا خوف۔ ل میں نہ آیا کہ جو ٹہہ کی کیا نہر ہے۔ یخروید کے ۴۶۔ ادیتا میں منتر میں اور کسی میں ان سے ویدوں کی تعداد کا ذکر نہیں ہے۔ مرد خدا جو ٹہہ سے اجتناب کرو خدا کو خشر کے روز کیا جواب دو گئے ان گوید کے منڈل انوارا نکت ۹۰ منتر

میں ہر چار وید کا بیان ہے جس سے آپ کے تمام دعاوی کا سرچھا و توضیحا بطلان ہے۔ مگر شرم چھپتی است کہ زور و رفع گویا ید۔ آگ کو کسی لالچی نے دھوکا دیا۔ یا کہ ملہم غیب سے غلطی ہوئی۔ ورنہ آپ ایسے مذہب تو نہیں تھے کہ خواہ مخواہ آٹے پر دھونو

کشدہ کے مصداق بنتے:-

तस्माद्यज्ञात्सर्वज्ञानं अचः

सामानिजसिरे वंदंसि जसिरे तस्माद्यज्ञं

तस्मादजायत। अ० मे० १० अ० ५ सू० ५ मे० ५

سرب بیاپک ست چت اندگیان سردپ پریشورس (جو سب منشون کے پائنا لوگ ہے) رگ وید۔ شام وید۔ اتھرو وید اور یخروید پر کاشت ہوئے میں برید ویدانیک ویدانوں سے یکت ہن۔ سب منشون کو اچت ہے کہ وید ونگو گرن کے اسکے مطابق عملہ آمد کریں۔ اور یہی بیان یخروید کے ۳۱۔ ادیتا کے ساتوین منتر میں بھی ہے۔

ان ہر دو وید منتروں سے بخوبی واضح ہے کہ وید چار میں اور ابتدائی تہ تک برابر چاروں پرکٹ میں کسی طرح کا اختلاف نہیں۔ شت تیجہ برہمن میں بھی اسکی بابت صاف اندراج ہے جو کسی طرح کی تاویل کا محتاج نہیں۔

एवेवाचरे

समस्तोभुतस्यनिःश्वसितमेतद्यह वे

दोयजर्वेदः सामवेदोः षर्वंगिरसशा०

۲۵-۶ یا گو لکشی بیان کرتے ہیں۔ کہ جو متر بیاپک

اکاش سے بھی بڑا پریشور ہے اُس سے ہی رگ وید۔ یجو وید۔ سام وید اور اتھرو وید چاروں وید اوچن ہوئے ہیں اور کسی سے نہیں۔

کسی آرش گرنٹھ میں یہ تحریر نہیں ہے اور نہ معاذ اللہ کوئی دکھلا سکتا ہے کہ اتھرو وید چلی وید یا براہمن پتک ہے جنکو خدائے آنجمن دی ہیں۔ اور جنکے سینہ یا دماغ میں کچھ راستی کا مادہ موجود ہے وہ بخوبی نشیت کرینگے کہ وید مقدس چار ہی میں کسی طرح کم و بیش نہیں۔ اسی طرح منڈک اپ نشد میں ویدون کو عمدہ تشریح سے بیان کیا ہے۔ رکھی مہا تپا۔

**नत्वा पराक्रमवेदो यजुर्वेदः। मन्त्रा
सामवेदोऽथर्ववेदः। मन्त्रा**

ویدون کی ودیاؤں کی تقسیم
کر کے بیان فرماتے ہیں کہ وید چار ہیں۔ رگت وید۔ یجو وید۔ سام وید اور اتھرو وید
اسی طرح دیکھو تیسری اپ نشد انوکھ ۳۔ اور برہدارنک براہمن ۲ منتر ۱۰۔ اور ہاش
اوہیا ۱۔ یا وسا ۱۔ انوکھ ۲۔

قطع النظر ہمارے شاسترون کے قدیم سے غیر مذہب والے بھی ایسا ہی مانتے
ہیں (دیکھو غیاث اللغات ردیف ب)

براہمن الاحمدیہ صفحہ ۱۰۸

اور منجی بھی اپنی پتک کے ساتوین اوہیت کے بایلیسویں اشلوک میں تین ویدی تسلیم کرتے ہیں

بنہ غیاث الصفات ردیف ب ۲۰ بید اہرکیات ازبیدہ دار کوکرت است ویدیکو شوروگیاں آتہ بید نام کثرت
ہنہ کہ بہن ان لکھام خدا گویند و ان اس کے است خندیدہ و فرو ہمیں سب چاہید گویند لعل کہ ہے
بکارتہ و سکون کاف غلوہ التلغبا۔ دوم جو بید بیعت حیم اول و ضم ہم ثانی سوسم شام وید کہ بسمین
ہو ویدہ یاے تمنانی۔ چہا ہم تہرین بید بیعت الف و فتح تائے ثانی غلوہ التلغبا و سکون کے ہند و
فتح محدہ سکونی۔ و بکرت لیل انہ و ہنی و وعدہ و عید و سایر احکام قرعیت ایشانت۔ و در بید چہا رزم
اول و زینش آفر و ہرچہ و میان انت۔ پس مقرر ہن کے و سواس صرف دھوکہ و بکواس ہیں

جواب ماصواب

منو سمرتی ایک راج نیت یعنی اصول سلطنت کی نیت ہے جس میں جان تک سیت
 مدنی کے متعلق اسکی رائے میں مناسب جانا گیا اُسے دہج کیا۔ اور حقیقت منو کی شرح
 تمام آریہ لوگ قابل تسلیم جانتے ہیں اور اب بھی اُسی طرح غلط رائے دہتے ہیں مگر آریوں کا
 یہ عقیدہ ہمیشہ سے رہا اور اب بھی اُسی طرح ہے کہ جو نیتک وید مقدس کے مخالف ہو
 اُس پر دہرم نیتک ماننا چاہیو۔ چنانچہ منو جہاں راج خود بھی اُس کی نسبت ادھیسا کے
 ۲-۳ شلوک میں ہی فرماتے ہیں۔ کہ جو گرنہہ وید کے برخلاف کت مت پرشون کے

بنائے ہیں سنا کہ وہ لوگ ساگر میں ڈوبانے والے ہیں۔ اسی اسلئے نیشنل پیپل بھارت
 میں درست یعنی جوہٹ۔ اندھکار یعنی ظلمت کی طرف لیجانے والے ہیں اور اس
 لوگ اور پر لوگ میں دو گہ پھٹانے والے ہیں۔

جو ویدوں سے دور وہ یعنی غلط طرف لیجانے والی سمرتی اور پرتی ہیں مگر غیر معمول
 اور نامکمل ہونے سے جلدی نشٹ ہو جاتی ہیں۔ ان کا ماننا نشٹ چل جاتا اور جو بھائی
 ویدوں کو ہی سب پر دم دہرم جانیں۔

منو سمرتی میں چونکہ بہت حصہ خلق راج نیت ہے اس واسطے اکثر منو جو کچھ ویدوں
 ہی کا نام پڑا۔ چوتھے وید سے اُس کا تعلق بہت کم رہا کیونکہ راج نیت کا عموماً ارشاد تینوں میں
 ہے مگر چوتھے وید کی کسی جگہ انکار کیا بلکہ جہاں ورت پڑی ان اقوال کرنے سے کسی طرح
 گریز نہیں کیا۔ اور نیز ذکر کرنے کی وجہ کون سی تھی۔ علاوہ بران جتنا کہ کلم کھلا تھا نہ ہو۔ عدم
 تسلیم کا اظہار سو اگسی ضد ہی کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ ان یہ تو میں ہی اُٹا ہوں کہ منو
 ہر مقام پر بلا ضرورت اتھروں کے دیکھا حال نہیں کیا اب اسلئے اصل شلوک تحریر کرتا ہوں۔

अग्निवायुरविभ्यस्तथैव सप्तममसमन्तम्
 त्वयसिद्धिर्भवत्यजःसामसप्तमम्। म०

بنتی۔ ذیو۔ آوت رکھیں سے مٹش کی آدین بزبانے سلسلہ وار رک۔ سحر۔ شام دیدن
शुतीरथर्वागिस्ती کو گیکرم اور گین کی سیدی کے لیے تحصیل کیا
प्रकुर्यादविचारयत वाकणसंवैव्रासगा
स्पतेनहन्यादरीद्विजःम०श०॥

آہ۔ ون وید جو انگرہ کھی پر پرکاش ہوا ہے اسکے منہ کو آپت کال میں جبکہ کوئی
 غلام یا راجہ کسی فاضل کو ستاے یا تکلیف دیکر کوٹنا چاہے تب اس کی پر راتہنا سے
 بیچ و تکلیف دور ہو کر اسکو مات و سرور ہوگا۔ کیونکہ برہمن کا شتر سر زبانی ہے
 اور اس کا کام عبارت ربانی۔

واضعان قانون لینے شاسترون کے جاننے والوں نے ظاہر کیا ہے کہ وہ منہ
 جن کا حوالہ موجود ہے میں داتہرون دیک کے کانڈ ۶۔ سوت ۹۹۔ آتے ۴۰ منہ میں۔
 اب اسے ماضی میں خود ہی غور فرمائیے کہ منہ جو برہمنانہ نکا۔ نہ نہ چاؤ تری
 میں کہ رگ وید گنی رکھی کے اور تیر والو رکھی کے اور شام ویدوت کھی کے اور تیر
 وید انگرہ رکھی کے آتماؤن میں پرکاش جو ہے اور وی ملہ گیان بنی ہے کہ کوئی
 اور۔ اور انہیں سے برہما وغیرہ مت پہونچے۔ اب کیا ثبوت کرنا ہمارا خود تہ باقی اور
 جو منہ سوتی کے ۲۶۔ اشلوک کا مقررہ ہے حالہ دیا ہی وہ بھی غلط ہے۔ دیکھو اصل اشلوک

एषुस्वविनयाद्वाप्यमाप्रवान्मनुरेवच
वेरस्यथनेस्यमन्त्रासणंचैवगाधिजःम०श०

ترجمہ پر حضور اہد من نے وٹنے لینے عاجزی سر لاج کو پایا۔ اور کویرے میں۔
 ایشورج کو اور گا دی جانے علمی فضیلت کو۔

اب اگر انسانیت اور غیرت کا مادہ کچھ بھی موجود ہے تو اس قدر صریح کذب بانی ہے
 عرق خجالت میں دیا جا چکی کہ نہ لعلت اللہ علی اکاذبین کا آپ کے حق میں اتنی فتویٰ ہو

اے ناظرین ایسے وضع طور پر اثبات کے بعد کسی کے انکار کی سوائے جہالت اور نصیحت اور تعصب کے کوئی اور وجہ منکشف نہیں ہوتی۔ اصل میں ان لوگوں نے بلا سوچے سمجھے جابلون کی خوشہ چینی کو اپنا ایمان جانا ہوا ہے گو یہ کہ خدا نے تینے کا مادہ ہی ان میں نہیں رکھا۔ اور فیضِ من لیشاء ہر دم ان کے ورد زبان ہے۔ آنکھیں تو چھوڑ دو موجود ہیں مگر اندھ بن کر کارروائی کرنا اپنا اصول جانتے ہیں۔ اس بات کو ہر ایک مانا جا سکتا ہے کہ جس علم میں جہالت نہ ہو۔ اسکی بہت بات لے دینا سفلیہ پن ہے۔ جھجکت منوسمترتی جانتے ہی نہیں تو خواہ مخواہ اعتراض کرنے سے کیوں نہیں شرتلے پر حدیث اور ایسے آدمیوں کو تعصب شیطان کے پنجے سے چھوڑا کر راہِ راست کی ہدایت دیو سے اور گردابِ نادانی سے نکالے۔

براہینِ الاحمدیہ صفحہ ۸۰ جلد ۲ حاشیہ نمبر

اور جو گشتِ مین جو بندہ کی بڑی شہر کتاب شمار کی جاتی ہے اور ان تعلیمات کا مجموعہ ہے جو خاص اجدادِ احمدیہ کو ان کے بزرگ اُستاد نے دی ہیں۔ چاروں اُمید کی نسبت ایسا صاف لکھا ہے کہ بس فیصلہ ہی کر دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف اہلِ تہذیب و تمدن کے دیدہ ہونے میں بحث نہیں بلکہ ساری دیدہ و نگاہی ہی ٹال ہے اور کوئی اُن میں ایسا نہیں جمے بغیر اور تبدیل اور کمی بیشی سے خالی ہو۔

جوابِ باصواب

پہلے یہ ہے کہ تعصب و خود غرضی آدمی کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اور اُسے باوجود روز روشن کے کچھ نہیں دیکھتا وہی حال مصطفیٰ براہین کے جانِ حلال دیتی ہیں غلط اور دروغ ہوتا ہے۔ انہیں کتاب بنائی اور جو نئی شہرت حاصل کر

روپیہ کمانے سے غرض ہے۔ نہ کہ اثبات حق سے۔ مسلمانوں میں ڈاڑھی لانیکے واسطے جوگ نشٹ کا نام کچھ مارا۔ اور خیال کر لیا کہ بس اب ویدوں کی (معاذ اللہ) ترویج ہوگئی۔ مگر غرض کو یاد رہے کہ دعوتے بیدلیل اسکو خود ہی ذلیل کر گیا۔ نہ پر کرنا کا حوالہ اور ہیا کا پتہ نہ اصل عبارت کا نسخہ۔ اے اٹھامی یہی الہام ہے کہ جوگ نشٹ میں ہے۔ حضرت جوگ نشٹ میں نہیں ہے۔ آؤ اچھ پر کرنا کیت کامل جوگ نشٹ ہمارے پاس موجود ہے آنکھیں کھول کر مطالعہ کرو۔ ورنہ کسی برہمن سے سن لو۔ پوچھ لو۔ آپکے دعویٰ کا کہیں بھی نشان نہیں ہے بلکہ اسکو برخلاف موجود ہے (دیکھو پوکون دوسرا سوکھش کے باب میں۔)

”جب تک تریا دوستیا میں نہ پہنچے رہنے کا مل گیا نی اور حق اچھین کا حاصل نہوت تک (صحت نیکون اور خدمت استادون اور بزرگون سے کن رہ نہکر ویکہ بوجبی کرتا رہے اور بموجب شرتی وید اور سہرتی اور شاسترون کے برہم حرج۔ اور گھٹ اور بان پرست اور سنیا س کے آداب سب بجا لاوی۔ اور سوت تہندپ اخلاق اور ترکیب منزلی اور سیاست مدنی ادا کرتا رہے اور جیسا میں تہہ کو پاوتے پھر وہ انسان اور فوشتون سے اعلیٰ مرتبہ رکھتا ہے“

چوتھے استہ پوکون میں بھی لکھا ہے: ”اے راجند جب کوکٹ کی اچھا مودہ ویدون کو پڑھتے اور بموجب علم روید کے عمل کرے“ ”آنادی کے پٹنے اور کٹ کے حاصل کرنے کو وید اور شاستر علم معقول میں“

اور چھٹے نہان پوکون میں ہے: ”اگر آدمی کے سر پر قیامت برپا ہووے۔ تو بخلاف وید و شاستر و نصیحت استاد و عقل کے عمل کرے“

اگرچہ جوگ نشٹ خود چارون ویدوں کو الہامی اور قابلِ عمل قرار دے جانتا ہے مگر مسند وحدت وجودی میں ہر دست میں جو ویدوں کے مخالف ہے ملوگ اسے

ٹھیک اور درہم پشت بنین جانتے۔ عداوت اسکے وجوہات ذیل میں جو اس کے غیر مستند ہونے پر دلیل ہیں۔

اول تو تمام فاضل پنڈتوں اور مہاتسا دھوؤں کی یہ رائے ہے کہ یہ بہتیک و ششٹ جو کہ نام سے کہی گئی ہے بنا ہے نہ اس کا مصنف بالیک ہی اور نہ لیشٹ بلکہ کسی اور کی تصنیف ہے۔ کیونکہ بالیک کی نسبت یہ بہت مخالف ہے اور ویشٹ کی ان رائیوں سے رجوع اورست گزرتوں میں درج میں ابھی اس کا ورودہ ہے۔ پس اس کا مصنف کوئی اور ہے نہ کہ لیشٹ اور بالیک اس کے غیر معتبر ہے۔

دوم۔ شکر اچارج کے وقت تکمرن بالیک کی مصنفہ راسائن ہی تسلیم ہوتی تھی بھگت لیشٹ کا پتہ بھی نہیں تھا اس واسطے غیر معتبر ہے۔

سوم۔ اسپین اٹھارہ پورانوں کا حال ابھی موجود ہے جس سے عمدہ ثبوت ملتا ہے کہ پورانوں کے بعد کی تصنیف ہے جو کچھ نو برس کا زمانہ ہے اس کی غیر معتبر ہے۔
چہارم اکثر فاضل پنڈتوں کی تسلیم کر لیا ہے کہ یہ شکر اچارج کے بعد کی تصنیف ہے بلکہ اس کا مصنف ورنج وشی کا مصنف ایک ہی ہیں کیونکہ طرز بیان دونوں کا بہت سا ملتا ہے اور وہ شکر اچارج کے چیلون میں سے ایک نوین دیدانتی تھا اس واسطے غیر معتبر ہے۔

مہاراج امرہ سماج عموماً و خصوصاً سکھ و عدت جو دی کی تردید کرتے ہیں ہمارے ان کتاب تکبھی ہی پرمان نہیں ہوئی اور نہ ہی مگر نہیں معلوم کہ وہ کونسا اعتراض کر کے معترض بنے کیا قانین حاصل کیا۔ اگر اس سے دیدن کی مخالفت بھی ظاہر ہوتی تو یہی ویشٹ اور کتابوں کے غیر معتبر ہے۔ پس اس سے ہمیں کسی طرح کا ضرر نہیں اور نہ اس کی بحالت اثبات سے آریہ سماج پر کسی طرح کا اثر۔ لہذا

یہ اعتراض بالکل فضول ہے اور کسی طالب حق کو قبول نہیں۔

برہین الاحمدیہ صفحہ ۱۴۱

اب ابن صاجون کو سوچنا چاہیے کہ توحید جو مہارنجات کا ہے کس کتاب کے ذریعہ سے سب سے زیادہ شائع ہوئی۔ بھلا کوئی بتلائے تو سہی کس ملک میں پیدا کر دیا۔ وہ حدیث الہی پھیلی ہوئی ہے یا وہ دنیا کس پردہ زمین میں بستی ہے کہ جہان رگ و تاجر اور شام اور اہتروں نے توحید الہی کا نقارہ بجا رکھا ہے جو کچھ دیکھ کر ذریعہ سے ہندوستان میں پہلانا نظر آتا ہے وہ تو یہی آتش پرستی شمس پرستی رشن پرستی وغیرہ انواع و اقسام کی مخلوق پرستیاں ہیں کہ جنکے لکھنے سے بھی کراہیت آتی ہے ہندوستان کے اس سرے سے اُس سرے تک نظر اٹھا کر دیکھو جتنی ہندو ہیں مخلوق پرستی میں ڈوبے ہوئے نظر آویں گے۔ کوئی ہاد یوجی کا پوجاری۔ اور کوئی کرشن جی کا بہن گانیوالا اور کوئی مورتیوں کے آگے ماتھ جوڑنے والا۔

جواب باصواب

وید مقدس نے تمام دنیا میں توحید پہلایا اور تمام جہان کے فلاسفوں اور بزرگوں اور پیغمبروں نے یہاں سے توحید پائی۔ وحدانیت کی بنیاد وید میں اور گیان کے ساگر بھی۔ صداقت پہلے یہاں سے نکلی۔ ایشور آپدیش کے معلم اول وید ہی میں نہ کہ اُور کوئی۔ جیسا کہ ہم مقابلہ وید و قرآن میں دکھانچکے ہیں۔ جتنے اعتراض معترض نے کیے ہیں وہ عدم تعلیم وید کا باعث ہے اور وید کے درودہ چلنے کا سبب۔ مگر پرہی مسلمانوں سے ہندو و شرک پرستی میں کبھی طرح زیادہ نہیں ہیں۔ جہاں ہیں قرآن سے تعلیم ملتی ہے۔ نتیجہ قرآن

کی توحید کا نظر آتا ہے وہ صرف یہی ہے۔ کہ کہین محمد پرستی کہین علی پرستی کہین
 غوث الاعظم پرستی وغیرہ انواع و اقسام کی پوجا و مخلوق پرستی پہل گئی۔ کوئی پر
 پرستی کو ایمان جانتا ہے اور کوئی قبور پرستی کو مادی و دجوان - نئی سرور پرستی
 مدینہ پرستی - کعبہ پرستی - کربلا پرستی - نجف پرستی - سنگ اسود پرستی - زفر پرستی - معین الدین
 پرستی - کتاب پرستی - تقلید پرستی - دستا پرستی - تقزیم پرستی - بلکنا بوت بکینہ پرستی
 محراب پرستی - زہرہ پرستی - پاند پرستی - موسیٰ کی الش پرستی - بیت المقدس پرستی
 آدم پرستی - قر پرستی - سلامیک پرستی - جن ہوت پرستی - غرضیکہ لاکھوں طرح کی حیات
 و بطالت دنیا میں کہاں سے پہلی کوئی محمدی نشان دی سکتا ہے کہ اس کا خراج سوا
 قرآن کے کوئی اذر ہے۔ قرآن سے پہلے ان حیات و بطالت کا دنیا میں کہیں سراغ نہیں
 فی صدی وہ مسلمان اس بلابین اسیر میں - مکہ سے لیکر ہندوستان کے اس سرے
 تک تمام مسلمان ایسی پرستی اور حق پرستی اور حقین پرستی اور فاطمہ پرستی میں
 ڈوبے ہوئے ہیں۔ اگرچہ عرصہ تک ویدک تعلیم کے ہونے سے بہت سی خرابی
 پہل گئی تھی۔ مگر پھر بھی وہ قرآنی سر پرستی اور وہ پرستی کو کسی طرح بُری نہیں ہے۔
 مرزا صاحب! پہلے اپنی چار پائی گئے نیچے لافھی بہر پو بعد ازاں کسی پر ہو گیری
 کرو۔ چہاج اگر بولے تو بولے مگر چہانی تو کسی طرح بات کرنے کے لائق نہیں ہے۔ ع
 یاسخن برجستہ گولے مرزا دان باغوش

اعترافِ ابنِ احمدیہ کی جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ سے ۱۱۶ تک

قولہ۔ سبکہ میں پندت یا نند صاحب پڑا افسوس ہے۔ جو وہ توحید و توحید
 و قرآن شریف کی نسبت اپنی بعض سالون اور نیز تندیہ باش بیو کا مین سخت سخت
 الفاظ استعمال میں لائے ہیں اور معاذ اللہ وہ کہہ اسونا اور باقی خدا کی ساری

کتبون کو کہو ٹاسو ناقار دیا ہے۔

اقول۔ اگر مسلمان ہو اور ایمان محمدیؐ کا کچھ نشان ہی سینہ میں رکھتے ہو تو کہیں بھی دیدہ بھاش ہو بھگین سے دعویٰ بگیاں کا نشان کھلائے اور اثبات کرائیں۔ میں نے صفحہ نمبر ۷ سے لیکر ۷۷ تک آپ کے اعتراض کے خیال سے، پڑتال کی مگر یہ دعویٰ بھی آپ کا دامن ندارد پایا۔ چونکہ جو بڑھ کے پانوں نہیں ہوتے اسی واسطے آپ نے لفظ بعض رسالوں کا بھی مدد گاری میں لکھ مارا۔ اور خواہ مخواہ الہام کو الزام لگایا۔ خوفِ خدا دل میں آیا۔ اور بقول سعدیؒ تقلید پر ایمان لایا۔ جیسا کہ وہ سرآمد مومنانِ ایران اور برگزینِ محمدیانِ بوستان میں فرماتے ہیں۔

یہ تقلید کا فرسدم روز چند * برہمن شدم در مقالاتِ ژند
توریت و خلیل کا آپ نہیں کہہ لیجئے اور زبور پر ایمان دیجئے۔ اُنکے محافلِ پادری، انگریزوں میں جو مستندین سے عقل و دانش میں تیز ہیں۔ جہانِ کاسم ہوا ہے سوا ہی جو تھے کہیں کسی عیسائی و محمدی پر وہ اعتراض نہیں کیا جو قرآن و کتبِ میں نہ ہو۔ بلکہ عموماً اُن کے اعتراض اس قسم کے ہوتے تھے جنکو سکر عیسائی و محمدی تو دیرانِ باطل سے ماٹے دھوئے تھے۔ ورنہ اگر تعصب کے سبب حق کے قبول کرنے سے ناچار رہتے تو منہ پر پتھر خوشی کے ضرور داغدار ہتھے۔ بڑی بڑی عیسوی و محمدی مذہب کے دعویدار آئے مگر معقول و دیکر تعصب کی بازی ہار آئے۔ پنجاب کے ایک نامور رئیس مسلمان نے مجھے امرتسر کے ریلوے سفر میں بائنائے گفتگو فرمایا کہ سوا ہی صاحبِ حقیقت اعلیٰ درجہ کے پارسا و نیکو کار تھے مجھے سوا ہی جیو کے اپدیش سے تین فوائد ہوئے۔

اول تو مجھے یقینِ کامل ہو گیا کہ عدالتِ خداوندی کے آگے شفاعتِ صرفِ کھوبندی ہے نہ دھن کوئی شفع ہو نہ وکیل مجازی ہے۔ اربعینِ قتل سے شائبہ ہوں کہ سوائے اعمالِ نیک کے کو کسی طرح نجات کا لینا محال ہے اور شفاعت جیسی گناہ کی راہنما اور لیوری

دینے والی کوئی مثال نہیں۔

دوم۔ تسبیح کا نادیدنی ہونا بھی نہیں کی کپڑے سے میری ذہن نشین ہوا اور میرا کامل یقین ہوا کہ اگر روح کا نادیدنی ہونا نہ مانا جاوے تو خدا پر انکے پیدا کر نیکی احتیاج لازم آتی ہے جو اس کو ان کا محتاج بناتی ہے اور پیدا کرنے سے اس کی تمام صفات کی قدامت سے جاتی ہے اور نہ کوئی معقول وجہ پیدا کر نیکی ضرورت کو ثبات پہنچاتی ہے۔ من صدد مولوی لون سی سوال کر چکا ہوں کہ خدا نے روح کو کس چیز سے کب اور کیوں پیدا کیا۔ مگر تعجب کوئی جواب کسی نے عنایت نہیں فرمایا۔ اس واسطے میری تسلی ہو گئی کہ وہ بات بالکل حق ہے اور جھوٹ کا اُس میں مطلق اثر نہیں۔

سوم۔ مسئلہ تسبیح بھی جس پر پہلے ناواقف کو کبھی براہ اعتبار نہ تھا۔ سو آج جبویکے تسبیح نبی ارشاد سے ملے کامل اعتقاد ہو گیا۔ بغیر تسبیح کے اصداد قسم کے الزاموں سے جو عند القتل ہتھی نہیں کسی طرح پریشو کی امت شدد اور پورتر اور پاک نہیں ثابت ہوتی۔ اسی واسطے انکے دست اُپدیش سے اب میں موجودات کامل مانا ہوں کہ تسبیح یعنی پیڑ جنم ہیک ہی اور اسکے نہ ماننے والا خدا کو ظالم قرار دیتا ہے۔ قطع نظر اسکے گوشت خوری وغیرہ سے بھی طبیعت ایک گونہ برار ہو گئی ہے۔

فرز احباب! جبکہ دید مقصد کی لمحات تعلیم کی لمحات توحید غرضیکہ ہر طرح لاثانی ہے تو اسکے کہار سونا ہر نہیں انکار کرنا دانی ہے۔ جس کی غرض کتاب سے خصوصاً مخالفت نہیں جو مگر جو کتا میں حق سے پرکنا میں ان سے ہم ہی برار میں۔

قولہ۔ پندت صاحب عربی جانتے ہیں فارسی بخیر سنکرت کنگے کی اُردولی بلکہ اردو خوانی سے بالکل بے بہرہ و بے نصیب ہیں۔

اقول۔ مرزا صاحب سنکرت جانتے ہیں نہ پراکرت نہ گڑ بھی جانتے نہ گجراتی غرضیکہ سوائے فارسی کے کوئی اُردولی بلکہ ناگرتی حرفوں سے بھی حضرت محمد مطلق اور

بے بیروہ اور بالکل بے نصیب ہیں۔ مگر سوامی صاحب منسکرت کہ بہت بڑی عالم و فاضل آچار یہ تھے اور دید مقدس کو ماہر کامل پس کی طرح عربی فارسی جاننے سے نہر الزام نہیں آسکتا۔

قولہ - اور اسی وجہ سے وید کی وہ تاویلین جو کبھی کبھی کے خواب میں بھی نہیں آئی تھیں وہ کرتے جاتے ہیں۔ اور پھر ان کی بنیاد خیالات کو پسوا کر لوگوں سے اپنی رسوائی کرتے ہیں اور اگرچہ سارے ہندوستان کو پنڈت شہر مچاتے ہیں جو ہمارے ویدین توحید کا نام و نشان نہیں اور ہمارے باپ دادا کو یہ سبق کہی پڑا ہی نہیں ہے اور وید نے ہم کو کسی جگہ بھی مخلوق پرستی سے منع نہیں کیا ہے۔

اقول - سوامی جیو مہاراج کی جو دید مقدس کی تفسیر میں انہوں نے تمام دنیا کی آنکھیں کھولیں اور وید وکت توحید کا چرچا پانچ سو سے عالمگیر کروا دیا۔ وہ بالکل ویدک نعت نگہ نشو و نو وکت اور صرف نحو - اور برہمنوں کو مطابق ہیں کسی طرح کا اختلاف نہیں۔ بلکہ ہر ایک نصف مزاج بعد مطالعہ و خود کے حق و باطل کی اصلیت سے واقف ہو جاتا ہے اگرچہ کم کم کو خود برج دراست ہندوستان کے پنڈت جنہوں نے آپ کے یا آپ کے معصرون کے پاس شور مچایا ہے بیسویں سال فرمایا ہے وہ کون ہیں؟ کہاں کے رضیوالے ہیں؟ کیوں سو نہ چپاتے ہیں؟ اور وید ان میں نہیں آتے۔ وہ پنڈت جو کہتے ہیں کہ وید میں توحید کا نام و نشان نہیں وہ پنڈت نہیں ہیں۔ قرآن کے اندر ہے حافظ ہیں۔ یا کسی مشن یا مچن سرکار کے طائفہ ہو گئے۔ اور حق گوئی سے جبراً آچار یا نام وید سے مقدس کو آنکھوں سے بھی نہ دیکھا ہو گا۔ یا صرف دیا کرنی پنڈت ہونگے یا محض نعت کو پنڈت اور وید سے محروم ہو گئے۔ ورنہ کوئی ویدوان پنڈت ویدک توحید اور گیان پر ماستا ہے منکر نہیں ہو سکتا۔ جیسے باپ دادا کو ۱۰۰۰ سال

سے تمہید کا سبق نہیں پڑا، اسے پنڈت کرن پکارتا ہے بلکہ برطانوی انگریزوں کے
تقب سے لقب ہونے لگا ہے منوجیو نے ایسے پنڈتوں کے بارہ میں فرمایا ہے
منوسمرتی ادھسیا دم کے شلوک ۱۵، ۱۶ کا ترجمہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

यथाकाष्टमयोहस्तीषयाचर्ममयोमृगः य
स्त्वियोनयीयानुत्तयस्तेनामविभ्रति क्र. २। २५७

جیسے کاٹھ کا ہاتھی چترے کا ہرن ویسے ہی مور کھربھن ہے۔ پرسن تینون نام
 ماتر ہی میں کام کچ نہین کر سکتے۔
यमथावद्विजोवेदमन्य

ब्रह्मते श्रमम सजीवने वशुद्रत्वं मायुग
कृतिसान्धयः । मनु-श्रथा-१ प्र-१६८

جو دوج وید کا پڑہنا چھڑ کر اور نپٹکون کی طرف محنت یا کوشش رکھتا ہے وہ
مع لواحقون کے جیتے جی شوہر ہوتا ہے۔

وہ بے بنیاد خیالات نہیں مین بلکہ بے بنیاد عمارات کے گرا نیوالے ہیں۔ یہ تو بہت اور فاسد خیالات کے مٹانے والے۔ جو ہٹے بیون اور کاذب ملتون کو دوسو سات طبع زاد کو جو لوگ الہام انر دی بتلاتے ہیں وہی مین و دنیا میں اپنی ہزرتا کی رسوائی کراتے ہیں۔ صادق قن کی رسوائی کبھی نہیں ہوتی۔ بلکہ انکی تکلیف اٹھانے سے قوم کی رہنمائی اور صداقت کی توقیر رسوائی ہوتی ہو۔ آپ بیہودہ مشورہ پاتو مین اور ناہمی سے دعا دہی کر کے اپنی رسوائی کراتے۔ خدا لوگوں کو آپ کے مکر و فریب سے بچا دے۔ اور انکو سست و ہرم پر لا دے۔

قولہ - اور اُن صعدہ دیوتوں کو جو وید کے متفرق معبود ہیں صرف ایک ہی
 خدا بنانا پاتے ہیں کرتا وید کے الہامی ہونے میں کچھ فرق نہ آجائے۔
 اقول - مرزا صاحب آپ خواہ مخواہ دخل معقولات میں لائیں گے تو میں خدا سے

نہیں ہوتے۔ صدہا دیوتے وید کے متفرق معبود نہیں ہیں۔ اور نہ ویدک دھرم والوں کا اپنے کچھ عبادت تعلق و مقصود ہے۔ بلکہ وید کا معبود حقیقی صرف ایک نرا کار پویشیو ہے دوسرا کوئی نہیں۔ ان دیوتا لفظ کے معنی جہلا لوگ غلط سمجھتے ہیں۔ اور تحقیق سے اگر کشکی ہو کر راہ راست سے دور جا پڑتے ہیں دیوتا۔ دودھ تو یا مصدر سے بنتا ہے اس کے پانچ ارتھ ہیں۔ اول کرپڑا۔ دوسرا قبضہ کرنے کی خواہش تیسرا بیوہ راندنی۔ یا بیرونی۔ چوتھا فضیلت۔ پانچواں عمدگی۔ روشنی وغیرہ کو جن پر یہ کام ہوں یا جس میں یہ کام رہا ہو اس کو سنسکرت کی اصطلاح میں دیوتا پکارتے ہیں۔ مگر کوئی دیوتا مصنوعی ہماری اپاشنا کے لائق نہیں ہے۔ پس خلاصہ دیوتا کے معنی ہوئے دودھ دان۔ بزرگ۔ فاضل روشن یا پرکاشن کو ان تمام معنوں پر اگر کوئی بدھی ان ذہن ہی غور فرما دے اور حق کی قبولیت کی خواہش کو دل میں لاوے تب اس سے یقین مل ہو گا وہی کہ مقررہ سوال کے قدر حق سے وہ ہے۔ ویدک طہ سے پاشنا یا عبادت کے وہ طہ تمام دیوتاؤں کے مالک و سب پکاشک چیز و ناپاکاشک ایک و شو دیوینے عالم کل پر مشہور ہے دوسرا کوئی نہیں اور یہی وید مقدس کا اعلیٰ منشا ہے۔ تاہم تاہم مابا پ اور اچا جہ سے ہوتا وغیرہ بزرگوں کو یہی دیوتا کہتے ہیں۔ چنانچہ اس میں اپ نشد کا پرمان ہے۔

**मातृदेवोभवपितृदेवोभव आचार्यदेवो
भव अतिथिदेवोभव । तै० उप० ।**

خدا آپ کو حق میں انگبین و طاہر کی بیماری سے (جو کہ ریشہ میں موجود ہے)

شفاعتی ہے۔ مزار اس صاحب یہی امر خود وید سے مقدس سے بخوبی حیاں ہے جس کو

واسطے استیاضا یہاں ایک پران ورج کرتا ہوں

वा अग्ने गात्रावेभेजिरे तान्वैअयस्त्रिंशदेवा

नेके वसुविदो विदुः । अथ २-४-२३-२०

جو تینیس دیوتا ہیں وہ سب بوٹاک ہیں عبادت میں ان کو کچھ تعلق نہیں ہے پرارتہ
یعنی یہودی یا بھائی کے کسی کام کے نہیں ہیں (جسکو انکی مفصل کیفیت دیکھنی ہو وہ
دیدہ باش بہر کا صفحہ ۶۵ سے لیکر تک مطالعہ کرے) اور نہ ان میں سے کوئی پاشنا
کے یوگ ہے۔ ان سب کا مالک جو برہم ہے۔ وہی سب کا پاشنا یوگ ہے دوسرے کوئی نہیں
وہی تمہارا ایک مالک ہے۔

کھٹہ ادب نشہ کے ہ۔ اومیہ کے ہ۔ اشلوک میں اسی دیدنتر کی تشریح ہے کہ
سورج۔ چاند مان۔ تارے۔ بجلی۔ اگنی یہ سب پریشور میں پرکاش نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان
سب کا پرکاش کرنا والا ایک وہی ہے کیونکہ تینیس دوتے جسے مجموعی طور پر برہم کا ایک
کہتے ہیں سب اسی کے پرکاش سے پرکاش مان ہو رہے ہیں۔ پس جاننے والے کو ہر کہ
ایشور سے بہن کئی پدارتہ سو منتر پڑھنے خود بخود پرکاش کرنے والا نہیں ہے۔ اس واسطے
ایک پریشور ہی سب کا سبود ہے دوسرے کوئی نہیں۔ بلکہ شت پتھ براہمن
جو دیدن کی پرانی بیا کیا ہے۔ اس میں اسکی بابت اور بھی بڑھ کر اور مفصل تشریح موجود
ہے تاکہ کسی جاہل کو بھی کسی قسم کا شک نہ رہے

यानां देवतामुपास्ते न सवेदयथापश्यरेव स देवानामाशांकाः

جو ایشور کو چھوڑ کسی دیوتا کی پاشنا کرتے ہیں وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہیں اور
انکی وہ عبادت بالکل بیوقوفانہ ہے۔ پس وہ انسان جہین بلکہ دیوتوں کو گدھے
ہیں۔ انکی کلیان دشوار ہے۔

جب یہ بات دیدن آپ نشہ دن اور جن گرتھوں میں خود صاف علانیہ طور
پر ظاہر ہو گئی۔ تو اب غور فرمائیے کہ یہ اعتراض کس قدر سچا اور ناروا ہے تاکہ دید کے
ابہامی ہوں میں کچھ فرق نہ آئے۔ جناب! دید کو ابہامی ہونے میں فرق آنا قانونِ قدرت
کو ٹٹ جانا ہے۔ اور آفتاب پر جہالت سے گرد اوڑھنا۔ یا دیرینہ عظیم میں غارِ خُس

ڈالنے سے بند لگانا - بعینہ وہی بات ہے جیسے قید کے مقابلہ میں قرآن مجید کا لاندہ اور
انہی کے قدامتوں کو دلائل منطقیہ سے ثبوت کر دینا کہ میرا اٹھانا -

<p>سور شمع اسکو کہنچیا کہ انفت سہلاتی ہے جنون کے جوش کو بھی مغز میں اسکو پڑتی ہے پڑکوا اسکے شمشیر برہنہ کر دکھاتی ہے غرض کہ ہر مقابل شمع کو اگر لڑاتی ہے شہادت اشکی ہوتی اور عالم کو ہنساتی ہے مگر کیا؟ وہ ہوا اس شمع دشمن کو بھاتی ہے مقابل شمع کو تباہ و وہ کیا پیش جاتی ہے بجھانیکو غرض میں شمع کو کال کراتی ہے وہ تی بنکے الٹا جسم کو اسکے جلاتی ہے نہ کام آتا جہاد اور نے فصاحت کام آتی ہے ترقی سب تہارے ظلم کی برکت کہاتی ہے وگر ناب صداقت جو تھک کو دہرائتی ہے خدا دانی کا وہی روح جس سے غفلت آتی ہے وہ جو آپدیش میں دن کا جہا جس جاتی ہے</p>	<p>مثل ہر جیکر پروانہ کو سر پر پوت آتی ہے تکبر و نخوت کو بھی بل میں گہنساتی ہے نہ جانکی شمشیر میں جسم کی بھی سہلاتی ہے ہوس نصرت کی بڑستی جو سنا جاتا ہے ادھر ہاتھین اور ادھر پروانہ نازک بان پر پروانہ کی نہنشین اس دم جلاتی ہے حرارت خون پروانہ کی جو گرمی کہاتی ہے تن پڑانہ سو ایک ذرہ خاکستر جو کرتی ہے پسینہ جسم پروانہ سو جو گرمی ہے چربی ہو مقابل گلیان کو اگلیان پر ہیلت صاوق ہے چمچیر ہو گھوڑے تہارے تیرہ صدیوں میں خدا کی واسطے باز آؤ گرجہ حق کو طالب ہو سہرا چشمہ دہشت صداقت ہے روان جس سر کیان ایشو کا اور ہر جگہ کاوش و دیا کا</p>
--	---

تقصیب چہ پڑ کر انصاف سو وید و نگو تم دیکھو
ہر اک منہ سے بس توحید کی تائید آتی ہے

مرزا صاحب اب قرآن کے الہامی ہونے میں فرق آتا ہے - اور بہت سی تعلیم یافتوں
کے دلوں میں تو تعصب کا پردہ پھینکا جاتا ہے - تاہم فتنے پہلے موجود ہیں اور لاکھوں
علاوہ انکے دہریہ و زانیہ - آپ کو اسی واسطے اس چودھویں صدی میں تسول بننے کا

یہ نہیں ہے
یہ نہیں ہے
یہ نہیں ہے
یہ نہیں ہے
یہ نہیں ہے
یہ نہیں ہے
یہ نہیں ہے
یہ نہیں ہے
یہ نہیں ہے
یہ نہیں ہے

و میان آیا۔ اور رب المسلمین نے بھی غرض سے اس ابتری کو دیکھ پایا۔ بھوس کھا اور
یہ دشمن اور ایران کے اب قادیان کی باری آئی۔ اور الہام کی کتاب سے جو زندگی
مگر قرآن کے الہامی ہونے میں کچھ فرق آجاسے اور محمد صاحب کے شمشیری خزانہ کو
غارت ہونے کی نوبت نہ آئے مگر کوشش بغیادہ ہست و سہمہ برابر و سے کور۔

قولہ۔ صدق کے عدم ثبوت سے کذب کا ثبوت لازم نہیں آتا۔ جس حالت
میں کسی شخص کا کذب ثابت نہیں تو ہمیں کلام کذب کے وارد کرنا۔ اور کاذب کا ثبوت
کر کے پکارنا۔ حقیقت میں نہیں لوگوں کا کام ہو کہ جنگا و ہرم و پریشو اور بیگونا
صرف جیفہ دنیا کا لالچ یا جا بجا نہ تنگ و ناموس یا قوم یا برادری ہے۔

اقول۔ معلوم نہیں کہ مرزا صاحب نے یہ جواوٹی منطق کہاں سے سیکھا ہے
کیا کسی شخص کا نیک چلن ثابت نہ ہونے سے اسکی بد چلنی میں کسر بجاتی ہے
اور عدالت بری کر سکتی ہے؟ ج طرح آفتاب وغیرہ کی روشنی ہونے سے تاریکی موجود
ہوتی ہے اور اندیرا نمود۔ اسی طرح صدق کے عدم ثبوت میں کذب کا ثبوت ہو گیا
جسوقت ہم کہتے ہیں کہ فلان آدمی سچا نہیں ہے تو ہر ایک شخص نہیں جانتا کہ وہ جھوٹا
ضرر ہو۔ نہیں معلوم کہ صدق اور کذب کو درمیان آپ نے کونسا درجہ مانا ہو۔ جسے نئے
الہام کے رو سے اعراف گردانا ہے۔ سوامی جیو مہاراج نے کبھی کوئی دعویٰ کیا
نہیں کیا کہ جبکا ثبوت تاویل طلب ہو بلکہ وہ تو ہر ایک بات کو مخالف سے تسلیم کر کر اکثر غلط
کیا کرتے تھے۔ فرضی طور پر کسی کے ذمہ لازم نہ جرتے تھے۔ مگر نام لگا کر گشتہ
صلوہ ہیکر اب چند آدمیوں کے اعمال نامہ مع شہادت کر آپ کو بتلاتا ہے
اور نصف بھی آپ ہی کو بتاتا ہے۔ خدا کرے کہ حق و باطل کی تیز ناؤ دو جان عزیز کو
تقصیب میں ضائع کرنے سے بچاؤ۔

(۱) جسے شراب پی اور اپنی دشمنوں سے جلا کیا۔ جھوٹ بولا۔ کیا وہ مہمن ہے؟

(لوط ؟ دیکھو پیدائش توریت باب ۱۹ - آیت ۳۰ سے ۳۸ تک)

۳ - جسے بت پرستی کی - صدہ عورتوں سے زنا کیا - قتل کیا - کیا وہ مومن ہو؟

(سلیمان ؟ دیکھو سلاطین ۱ - باب ۱۱)

۳ - جسے جھوٹہ بولا - بہن سے جماع کیا - کیا وہ مومن ہو؟ (ابو اھیم ؟ دیکھو پیدائش

توریت باب ۲۰ - آیت ۲ و ۳ و ۱۲ باب ۲۰ آیت ۱۵ و ۱۹)

۴ - جسے قتل عام کرائی - زنا کرائے - بیگناہ بچے مروائے - باکرہ چھو کر یونین سے زنا بالجبر کرائے - جھوٹہ بولا - خدا کے الہام کی بقدری کی کیا وہ ایماندار ہے؟

(موسیٰ ؟ دیکھو خروج باب ۳۲ - آیت ۲۷ سے ۳۱ تک - مد ۱۹ - گنتی باب ۳۱ - آیت ۱۴)

۱۸ تک و ۳۵ - عہدہ باب ۲۱ - آیت ۱۰ سے ۲۴ تک)

۵ - جسے ایک عورت خاوند والی سے زنا بالجبر کیا اور اس کے خاوند کو قتل کر لیا - جھوٹہ

بولا - کیا وہ مومن ہو؟ (داؤد - دیکھو پیدائش باب ۲ - آیت ۲۵ و ۲۶ تک اور قرآن سورہ ص ۱)

۶ - جسے خاص و عام کے واسطے چارہ زمین اور اپنی واسطے بے تعدا و خصوصاً ۱۱۰۰۰

جائزہ بلایا - قتل و جہاد کرائے - گوشت خوری کی بت پرستی کی صدہا علی کی بون

کو جلوا یا - بے نکاح عورتوں سے جماع کئے اور اپنے بیٹے کی جورو سے دل لگایا اور

بے نکاح صحبت کی اور یہ سب الزام بموجب اقراری ہو نیکی خدا کے ذمہ لگا

کیا وہ مومن ہے؟ (محمد ؟ دیکھو ماشیہ)

۷ - جسے بت پرستی کی اور کرائی - اور خدا کے نام پر الزام لگایا - جھوٹہ بولا - لوگوں کو

دھوکہ دیا قتل کر لیا - کیا وہ مومن ہو؟ (طارق - دیکھو خروج باب ۳۲ - آیت ۲۵ و ۲۶ اور تہا

۱۱ قرآن سورہ احزاب ۱۱ قرآن سورہ انفال ۱۱ قرآن سورہ انفال ۱۱ قرآن سورہ انفال ۱۱

۱۱ قرآن سورہ انفال ۱۱ قرآن سورہ انفال ۱۱ قرآن سورہ انفال ۱۱ قرآن سورہ انفال ۱۱

جلد دوم صفحہ ۲۴۳ قرآن سورہ انفال ۱۱ قرآن سورہ انفال ۱۱ قرآن سورہ انفال ۱۱

۸۔ جو خدا کے بنی کر کے کو سجدہ کرے۔ عالمِ اجل ہو۔ ایک خدا کو ماننا ہو۔ کیا یہ ممکن نہیں؟
(شیطان؟ دیکھو قرآن)

اب اگر آپ میں کچھ بھی سعادت اور رشد کا مادہ موجود ہے تو پھر انصافاً یہ جواب
دیتے ہیں۔ ورنہ اختیار باقی ہے۔ ہم انتظار کرتے ہیں کہ مزارِ صاحب کو اس بارہ میں کیا
الہام ہوتا ہے؟

فقیر۔ اگر وہ حق کو قبول کریں اور ہر ایک نوع کی ضدیت چھوڑ دیں۔ تو ہر ایک
غیب اور راز کی طرح سب کچھ چھوڑ چھا دیں الہی مین داخل ہونا پڑے۔ تو پھر نہایت
نبی اور روحانی اور سوامی جی انکو کون کہے۔ پس اگر ایسے لوگ حق اور راستی کے مزاحم
نہ ہوں تو اور کون ہوا اور اگر انکا غضب و غصہ نہ بڑھے تو اور کسکا بڑھے۔

اقول۔ مزارِ صاحب کا عموماً غندیہ اس قسم کا ہے کہ انہیں اپنی اندھی چشم
نورِ العین نظر آتی ہے اور دوسروں کی روشن نگاہیں دنیا دکھائی پڑتی ہیں۔ اور ایمان
یقین کہتے ہیں کہ عجزِ اسپ است و اسپ بگردان چون خجراست۔ دین الہی کو اکبر شاہی
یا غلام شاہی یا محمد شاہی کے دھوکہ سے نہایت دنیا انصاف کی آنکھوں پر ٹی باندھنا
ہے۔ فاضل کو فاضل لکھنا انسانیت ہے اور فرضِ حجبی بلکہ تعلیمِ حقانی۔ کوئی آریہ و لکھو
گرو نہ ہیں ماننا۔ مان آریہ و ہرم یا ویدک ہدایت کے پرچارک تھے اور ست و ہرم کے
پرچارک۔ سوامی جیو صرف سنیا سیون کا خطاب ہے اور ایک حاجیِ آداب و القاب۔
حق کی مخالفت کرنا اسلام کا فرض ہے نہ کہ آریوں کا۔ سوامی جیو ایک غریب و رویش تجو
اور راستی پسند و صلہ ت کیش۔ آپ اسی واسطے تو مقابلہ سے موافقہ چاہتے رہے۔ اور
جہاں تک ہو سکا سو تو کہہ رہے تھے کہ گناتے رہی۔ وہ گو رو و اسپو مائے اور عریک
براجمان رہی و مان سماج قائم کی اور کئی مباحث کئے۔ دیکھیاں دیئے اور قادیان
سے معزز ممبران کی ملاقات کو کئے اور شکوک رفع کئے۔ مگر آپ خوابِ غفلت سے نہ جاگے

چار آنہ کرایہ یکہ کا گوارہ نہ کیا **سوامی جیو** پرام ترس میں تشریف لائے اندر کچھ اب
 بھجوائے کہ خدا کے واسطے آئے اور تسلی فرما جائے۔ اگر حق سمجھے تو ایمان لائے ورنہ تسلی و
 شانتی کو کام فرمائے مگر تشریف ضرور لائے۔ جواب کے پہنچتے ہی لڑزہ جاری ہوا اور
 وسواس طاری۔ الہام فراموش ہوا۔ اور اسلام حلقہ بگوش۔ حالت مرگ نازل ہوئی۔ اور نزاع
 روحان کی نوبت حاکم۔ قادیان سے باہر نہ نکلے اور بارہ آنہ کرانہ کے فرج نہ کئے۔ اور نہ مقابلہ کی
 جرأت ہوئی۔ شرم چہا سے ہاتھ دھو حق سے مونہ چھپاتے رہے۔ اور دین قادیان
 کو **بیت المقدس** میں تسبیح ریا پریر کر باتیں بناتے رہے۔ اگر اسلام کو چوڑا کر دے ہرم
 قبول کرتے اور بیجا طمع نفسانی اور ضدیت اسلامی سے کنارہ کر راستی کو دل میں ہرتے
 یا اگر عدم قبول حق کے سبب خدا سے ڈرتے تو دیکھ دہرم کے قبول کرنے میں ایک
 غریب درویش (سوامی جیو) کی طرح سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ایشورکت دہرم میں داخل
 ہونا پڑتا اور زبانی القابوں کے سوا صندوق میں روپیہ کہاں سے آتا۔ حضرت
 اندھون میں کانارا جا ہوتا ہے۔ مگر نگہ والوں کے حضور بیعت رہتا ہے ویسے
 ہی آریوں کے نزدیک آپ کی فضیلت تو نہ چل سکتی۔ اور نہ الہام کے بندوں احکام
 چلتے۔ اور خدا کے انادی الہام ویدوں پر ایمان لانا پڑتا۔ نئے نئے فقرے
 کہاں سے تراش سکتے۔ آپ کو تمنا جی۔ مجہوجی۔ الہامی جی۔ مرشد جی۔ گوگا پیر اور
 دہنکلی پیرون کا جانشین۔ قادیان الامیان۔ دستوندھی بیگ وغیرہ
 کون مانتا۔ پس اے ناظرین ان واقعات پر غور فرما کہ بتلادین۔ کہ اگر ایسے لوگ
 ویدک دہرم کی راستی و صداقت کے پہیلانے میں مزاحم نہ ہوں تو آؤ کون ہو۔ اگر مرنا
 صاحب جیسوں کا غصہ کرو وہ نہ بڑھکے تو کسکا بڑھکے۔ اگر سچے مسلمانوں کو آیت
 دیکھ کر ایسے طلحہ لوگوں کی گہیر بٹ نہ بڑھے تو کسکی بڑھے۔ اگر انکے دل میں آگ نہ لگے
 تو کہاں لگے۔ اگر انکے اوسان خطا نہ ہوں تو کسکے ہوں۔ اگر یہ لوگ ڈوبتی نائے سلام

کے بچانے میں ہاتھ پاؤں مارے۔ تو کون مارے۔ اگر یہ ٹال لوگ ایسے وقتوں میں اہام کو مدعی نہ ہوں۔ تو اذکر کون ہو۔ اگر یہ لوگ داؤ پیچ کھیل کر فاقہ مستی سے کاغذی ردیوں کا ہشتہارن جاری کریں۔ تو اذکر کون کرے۔ اگر انکے وہاں طمع میں پانی نہ بہے تو کس کے بہے۔ اگر ان لوگوں پر خواب حرام نہ ہو تو کس پر ہو۔ اگر ایسے نازک موقعہ پر انکو شکم میں چوسے نہ دوڑیں مادہ کبلیٹی ڈالیں تو کس کے ڈالیں۔ غرضیکہ لوگوں کو زیادہ آریہ ہو جانے سے جو کچھ نقصان ہو وہ انہیں کا ہے اور جتنا گناہ ہے وہ انکا۔ ۵

آریوں نے رزق بس لیا ہو مرزا آپکا	جستہ نقصان ہو سارا ہو مرزا آپکا
داؤ چھٹھا مکر کا ہر اسے مرزا آپ کا	سجڑوں کی کھل گئی قلعی ساری ان دنوں
اندرونی بنا بروں پارا ہو مرزا آپکا	سکہ ہنسی سحر و تیس ثابت ہو گئے
وہ کنواں ثابت ہوا کہا ہر مرزا آپ کا	آب زمزم بلکہ کہتے تھے جسے آب حیات

قول ۱۸۔ ان کو تو اسلام کی غت ماننے سے اپنی غت میں فرق آتا ہی۔ طرح طرح کے وجہ و معاش بند ہوتے ہیں تو پہر کیونکر ایک اسلام کو قبول کر کے ہزار آفت خرید لیں یہی وجہ ہے کہ جس سچائی پر یقین کرنے کے لئے صد ہا سال موجود ہیں انکو تو قبول نہیں کرتے۔ اور جن کتابوں کی تعلیم حرف میں شرکت کا سبق دیتی ہے اُس پر ایمان لانے بیٹھے ہیں۔

اقول۔ نف اسے کیدی بائیں کچ نہی تو۔ کونسی اسلامی غت تھی جو انہیں ماننے سے انکار تھا۔ کونسی اسلام میں خوبوں کی خوار تھی جسے وہ خبردار نہ تھی۔ سلام میں خوبیاں! اسلام میں غت کے آثار! ازینہار از قرین بدر نہار!! ۵

قتل عالم نشان اسلام است	تیغ در کف بیان اسلام است
شمر ز شیطان و خیر از یزدان	در و قبضہ عنان اسلام است
باخذ اشترک محمد شد	کلمہ شرک جان اسلام است

دورے - وصل جور و غلمان ہم	این نجات و جناب اسلام است
گشت ویران ز جور او عالم	دین بالجبر نشان اسلام است
دخل دروین ز علم و عقل حرام	سنت عالم ان اسلام است
بس کتب خاند علوم لطیف	سوخته در زمان اسلام است
قتل و غارت گری مزید بر آن	یادگار شہان اسلام است
از حدیث انانی بالتسیف	جویر ظالمان اسلام است
قادیانی ز بعد ختم رسل	ننگ پیغمبران اسلام است
ہر کہ شک آورد شود کافر	بے دلیل این بیان اسلام است

مرزا صاحب ! وہ کون سی وجوہ معاش میں جنکے بند ہو جانے کا انہیں فکر تھا خدا کو حاضر ناظر جانکر اگر آپ بیان کریں تو ہم اسی سے آپ کی رستی کا امتحان کریں۔ اور قرآن کے بطلان کو بعد اسکے عیان کریں۔ ورنہ آپ کی گالی گلج سے ہم تسلیاں نہیں ہوتے خواہ عمر بہر دیتے رہو۔ ہر بات کو دلیل سے بیان کرو اور حق پسندی کو راہ سے اول اپنے گہر میں نہ پیر میان کر دو۔ یعنی اول تو پہر ہونہ سے دو۔ بقول سعدی کہ بران قوی باید و مضوی - نہ نگاہے گردن چو حجت قوی و وید مقدس کی نسبت ایسے الفاظ جزا لہ اللہ - اگر ایک جگہ بھی کوئی فاضل آدمی وید مقدس سے شرک کا ایک حرف بھی نکال کر ثبوت فرماوے اور علانیہ بتلاوے تو ہم اسی وقت جو شرط کریں گے کو تیار ہیں اور اس شرک کی تعلیم کو ترک کرنے پر مستعد۔ مگر کوئی غیر مذہب والا اس معاملہ میں مقابلہ نہیں کرتا۔ مقابلہ تو درکنار حرف اقرار زبان پر نہیں دہرتا (ٹان میری مراد اس جگہ مقابلہ کرنے والوں اور مستعد ہونے والوں سے شکرت کے فاضلوں سے ہے نہ کہ عربی کے طاغون اور انگریزی کے بابوؤں سے) تو اس حالت میں ہم ایسے دو اس کو (جیسا کہ آپ کہتے ہیں) سوائے زبانی بکواس

کیا مین۔ اور کس طرح معتبر جانین۔ ہم قرآن شریف سے شرک و بت پرستی و آتش پرستی
بجائے آیت قرآنی و ترجمہ سلسلہ کے عرض (اسی کتاب میں) کریں گے۔ اول تو کوئی دینا بہر
کا مسلمان جواب دیوے ہمیں برہانِ صالح چاہئے نہ کہ صمصامِ قاطع۔

بعد ازاں وید سے شرک و بت پرستی نکال کر بتلادین اور مقابلہ کر اویں۔ زبانی جمع
خرج دو تمندی نہیں ہی بلکہ فاقہ مستی۔ گہر بیچو گالی گھونج نکالنا جواب دینا نہیں چر۔
بلکہ تنگدستی ۵ وہیں غویش بدشنام میا لاصائب
کین زرِ قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

قولہ۔ اگر ان مقدسوں کو کہ جنکی راستبازی پر ایک نہ دو بلکہ کر ڈر ڈاؤنگی بھی
دیتے چلے آتے ہیں۔ بغیر ثبوت اسکے کہ کسی کے سامنے انہوں نے مسودہ افترا بنایا۔
اُس منصوبے میں کسی دوسرے سے مشورہ لیا یا وہ راز کسی شخص کو اپنے نوکر دین یا دوستوں
یا عورتوں سے بتلایا۔ یا کسی اور شخصوں نے مشورہ کرتے یا راز بتلاتے پکڑا۔ آپ ہی مت
کا سامنا دیکھ کر اپنے مغتری ہونے کا اقرار کر دیا۔ یوں ہی جھوٹی تہمت لگانے پر تیار
ہو جاتے ہیں۔

اقول مریدوں اور امت کی گواہی اگر اعتبار پذیر ہے۔ تو مرزا صاحب کو پوچھو
میں چنانچہ مثل مشہور ہے۔ پیرانِ نئی پرند گمر میدان سے پرانند۔ اسی طرح ہر ایک مرید
یقین کرتا ہے۔ کہ میرینِ خس بست و یقین میں بس است۔ اسی طرح مسلمان بھی یقین
میں اور نور و سالی سے یہی باتیں بچوں کو تلقین۔ پس اگر زیادہ مریدوں والے کا راست
بیان ہے۔ تو دنیا میں بودہ سے بڑھ کر کسی کا خاندان نہیں اور عیسائی اور ہندوؤں
سے زیادہ کسی کا خان و مان نہیں۔

ثبوت ۲ افترا پر دوازی و مسودہ بازی و مشورہ سازی آپ کے بزرگوں کا اگرچہ
بہت کچھ ہے مگر تھوڑا سا شستے نمونہ اندر حمار سے فیل میں عیان کرتا ہوں خود فرمائیے

اول - غارتِ خدیجہ ایک مالدار عورت کی محمد صبا کے واسطے حصولِ نبوت کا پہلا ذریعہ ہے۔ جون ہی دور دراز ملکوں میں سفر کے واسطے جانا ہوا نئی نئی ہوا لگی نئی نئی باتیں سنیں۔ طبیعت نے گرم و سرد زمانہ دیکھ کر ادھی رنگ بجایا۔ اور قدیمی ثبوت پرستی میں پھینچ آیا۔ (دیکھو قرآن توجہ عبد اللہ القادر دہلوی صفحہ ۶۲۳)

دوم - جب خدیجہ پڑھی لکھی عورت نے محمد صاحب کو جوان اور کساؤ ملازم پایا۔ بیوہ تھی شادی کا دھیان آیا اور اس سے نکاح بند ہوا۔ اور سب مال اسے حوالہ کیا۔ (دیکھو قرآن صفحہ مذکور) اور (لائف محمد ص ۱۲۳) صفحہ ۱۱۳ - اگر نئی بقیام نکلتے)

تب دونوں کی رازداری اور نگہ رازی سے طبیعت کو ٹکر لگی۔ و زرات کی محبت سے تمام حالات گذشتہ انبیائوں کے بر زبان یاد کئے۔ اور کچھ زیادہ تجربوں کی مختلف مذہب والوں کی فائیدہ پٹیاں۔ اور پیغمبری کی ہوا سر میں تھائی۔ اور زور و ست کو معراج نے عالم بالا کی سیڑھی کھائی۔ وہی اُستادِ زند و الاجبر سبیل حاضر ہوا اور آسمانوں کی خیالی سیر کرائی۔

سوم - مقلی نامی پہلوان کو (جو حضرت کا چچا زاد بھائی تھا) زیادہ رازدار بنانے کی غرض سے اپنی بیٹی فاطمہ سے نکاح کر دیا مادی کے سلسلہ میں لایا۔ اور وادار گریان ام کلثوم و رقیہ عثمان نامی فصیح اور بلخ آدمی کے حوالہ کر کے مشکوٰی تیسرے رازدار بنایا اور ذوالنورین کا خطاب دیکر ڈبل مادی کے بخیر میں پہنچایا۔ جسے پاس مثبت مرگ تک اسلام کو عمدہ طور سے چلایا۔ اور اسی طرح عمر اور ابوبکر سے یا مانہ بنایا۔ اور کسی کو کی طرح اور کسی کو کسی واؤ سے ملایا غرضیکہ پانچ پنج بل کی طرح کاج۔ ہمارے جیسے آئے نہ لاج۔

چہا دم کو سے باہر ایک غار حرا تھی اسکو مصلحت گاہ قرار دیکر ہر بات کو پانچون وہاں تشریف لیجاتے اور مصلحت فرماتے چنانچہ یہ سب اہل محاذج النبوة و مداخلہ النبوة

عظیمہ کو لکھنورد ماہ ذیہرشت ۱۱ھ کے صفحہ ۸۹ سے ۹۱ تک۔ کن دومین اور صفحہ ۹۱ و ۹۲ تک اور اسی طرح کن چہارم کے صفحہ ۳۵ سے ۳۶ تک اور صفحہ ۹۲ و ۹۳ میں سر بخوبی دفع ہو چکے۔

اور تواریخ حبیب اللہ صفحہ ۶۳-۶۴ ویسی ذکر قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں کہا ہے اور مدارج النبوۃ جلد دوم نوکشتہ صفحہ ۲۷-۲۸ میں بھی یہی مذکور ہے۔

ان دنوں میں جس شخص نے کوئی اعتراض اٹھایا۔ حضرت علی نے جھٹ ڈوال فقار سے اسکا سر اوتار گرایا۔ وہ غاثر سر جو مشہد کہان سے انکار فرما رہا تھا۔ کاشوت دیوین۔ اسوقت کسی شخص فقر پر داری کا ثبوت دینے کو تیار ہوئے۔ گروہان سنا کون۔ ایک سے ایک تعصب اور امانا و صدقنا کو پیرد۔ اور بنی حاجی بگویم نومر حاجی بگو۔ کے اقرار نامہ پر صدق دل سے قحط کر چکے تھے۔ کئی مدعیان و دگواہان افسر پر داری کے واسطے احکام و انعام گرفتاری جاری کی کہ کنڈن سے فریب کہیلا کنڈن سے پہر صلح ہوئی۔ مرزا صاحب ان دنوں پیغمبری کی نابالشی کا دور تھا۔ اور ہر طرف دم دلا سے کامسودہ اور طور تھا۔ عرض کیا اسی مسودہ کا یہ مضمون ہے جس کے حرف حرف و لفظ لفظ سے صداقت و حق پندی کا خون ہے۔

قولہ - انبیاء وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی ہی کامل راستبازی کو قوی محبت پیش کر کے اپنے دشمنوں کو بھی الزام دیا۔

اقول - آپ اگر ہم زندہ غنیمت است۔ انبیاء اگر نہ سہی۔ اولیاء ہی سہی۔ رسول نہ سہی الہامی ہی سہی۔ کچھ ہو ہمیں تحقیق حق منظور ہو۔ آپ اپنی ہی راستبازی کا ثبوت دیجو اور کسی طرح صرف نہ کیجئے۔ انبیاء تو آپ نہیں ہیں مگر آپ قادیانی پیغمبر ضرور ہیں۔ سب سے اول آپ اپنی اہل بیت و لوائے اور نیک چال چلن اور خوش معاملگی کی تصدیق کرائیے۔ اگر نہیں ہو تو آپ مشتے نمونہ از خردار سے سب انبیاء و ان کے مصداق ہیں اور حیکات لائینی میں طاق۔ ہم آپ کو ہی فاتمہ الانبیاء جانیں گے۔ اور مہر نبوت آپ ہی کی پشت پر مائیں گے۔

پیامد زار کائنات شمساری + نہ صاف و درویش آرا پنچہ داری

براہین الاحمدیہ کی جلد نمبر ۴ کے دیباچہ کے اعتراضوں کا جواب

مرزا صاحب اس جلد کے آغاز میں مسلمانوں کی نازک حالت اور انگریزی گورنمنٹ

پر کچھ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔۔

قولہ - فی الحقیقت یہ سچ ہے کہ جب قدرے ہمایون آریون کی نظر میں
ایک ادنیٰ حیوان گائے کی عزت اور توقیر ہے۔ انکے دلوں میں اپنی قوم اور اسی بھائیوں
اور انچو دین کی مہات کی بھی اس قدر عزت نہیں۔

اقول - اسبکہ ہمیں شیخ سعدی کا قول یاد آیا جو اسنے گویا اسی موقعہ پر کہنے بنایا،
۵ گاوان وخران باربر دور جو بہ آزاد میان مردم آندار۔ دینی مہات سے مراد مرزا صاحب
کی صرف براہین الاحمدیہ کی امداد ہے۔ نہ کہ کچھ اور۔ چنانچہ اسکی اصل کیفیت ناظرین
کو اس اشتہار کے مطالعہ سے (جواب مرزا امام الدین صاحب کو شائع ہوا تھا)
معلوم ہو چکی جو اسی کتاب کے اخیر میں مندرج ہے۔

قولہ - محقق پنڈتوں کو خوب معلوم ہے کہ کسی دید میں گاٹی کا حرام ہونا نہیں پایا
جاتا بلکہ رگ وید کو پہلے حصہ سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وید کے زمانہ میں گائی کا گوشت علم
طور پر بار بار دن میں کھاتا تھا۔ اور آریہ لوگ بخوشی خاطر اسکو کھاتے تھے۔

اقول - مرزا صاحب ہمیشہ راستی سے کہنا رہ کر تے اور جو شے الزام فریق ثانی پر دہرتے
ہیں۔ تعصب اندر دلی انکے تار پو سے نمود ہے۔ یہی حقیقت اور درشت زبان
انکا اصلی مقصود۔ نہیں معلوم کہ خدا کو حاضر ناظر جا کر جو ٹھہ بولنے سے کیوں نہیں شرماتا
اور کس واسطے لایینی کہ اس سے اپنی منہی کرتے ہیں۔ ایک شخصہ کا مقولہ ہے کہ دروغگو
را حاضر نباشد وہ مرزا کے حق میں زیبا ہے اور ہمارے عین مدعا۔ چنانچہ وہ خود آگے

اب ہم خاک و قہر کی کیفیت سمجھاتے ہیں۔ اور اُنکے حلال کرنے کی شہادت بتاتے ہیں۔
 اگلے نبیوں کے دین میں حلال ہے۔ اور حواریانِ عیسیٰ کا سپرِ صدق دل سے اقبالِ انجیل
 کے رو سے نوش جان فرماتے ہیں۔ اور حلالِ طبیب تمہارے (دیکھو انجیل اعمال باب ۱۱
 آیت ۶ سے ۹ تک) (انجیلِ طیس باب ۱- آیت ۱۵) (انجیلِ وسین باب ۱۲- آیت ۲ کی شرح جلد ۱۰)
 شترِ حرمِ نبویؐ (دیکھو توراتِ احبار باب ۱۱) (سکو تمام مومنین کھاتے
 ہیں۔ شراب کا پینا تمام گزشتہ نبیوں کے مذہب میں بے وسواس ہے۔ اور
 قرآن کے رو سے بھی منافع للناس۔ حضرت نوح و لوط و سلیمان و عیسیٰ وغیرہ نبی شرب
 پیتے تھے۔ اور اسی کے سہارے جیتے تھے (دیکھو توراتِ پیدائش باب ۹- آیت ۲۱- اور
 باب ۱۱- آیت ۳۰ سے ۳۸ تک۔ اور یوحنا انجیل باب ۲- آیت ۱ سے ۱۱ تک۔ اور یوحنا باب ۱
 آیت ۲۰۔ اور قرآنِ سورۃ بقرہ سورۃ نخل) آپ کے پیغمبر صاحب بھی جنت میں اُس کے
 پیرِ مغان ہیں۔ اور انکی بدولت تمام مومنان سرشار و سرگردان (دیکھو قرآن میں ذکر
 سرابا ملہورا)

اب اصل جواب تحریر کرتا ہوں کہ نہیں معلوم وہ محقق پنڈت کون ہیں جنکو وید
 مقدس میں گائی کے تاریکی ممانعت نہیں و کہاں پڑتی۔ آدین اور اس وید منتر کو
 انجمن کھولکر اور اگر کم بھائی ایتنا جو دینک نکا کر طالعہ کریں۔

**अस्मिन् गोपतो स्यात्तव ह्यीर्यं जमान
 स्यपमन्याही । यज्ञः अ० २ मं० २ ।**

یہ منتر جو وید کے چلے ادھیار کا پہلا منتر ہے۔ پر ماتا اُگیا دیتا ہے کہ اسے منشو پر
 شانتہ کی مدھی کے لئے سرواد پکار اور دھن کے سیون واسے ہو کر گائی وغیرہ غنیاں اور دون
 کی مخالفت کو مقدم جانو جس سے تمہاری بل اور بدھی بڑھتی رہے۔

جب بحر وید کے شوع میں یہ منتر دعا بیت موجود ہے۔ تو پر معترض کا دعویٰ

سہ ایمارو وہ ہے علاوہ برآں رگ و بد کے پہلے ادھیامین اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ہے۔ اور نہ کھائی کی نسبت کوئی شکر کہیں ہے۔ البتہ رگ و بد کے آشک ۶۔ ادھیام و رگ ۹

नेह भद्रं रक्षसिने नावये नोपया
उत गवे च भद्रं येनवे वीरायच श्वस्यनेऽने
हसोव ऊतयःसऊतयो वऊतयः। ३-आ-६।

ترجما :- "ہے سرب سوامی (رکھیک) ایشور آپ کلیان دایک مین۔ دشت آتما اور ہنسک بن (خونخوار آدمی) آپ کے نیارے سے ہمیشہ سنا کو پاتے ہیں۔ اور پورا آتما اور دیوان (رحمدل) لوگ ہی آندا اور شامتی یعنی راحت حقیقی کے سخن مین ہیں اپنی کرپا سے ہی شتم دم (زیست و عبادت) نیک اندریون (حواسون) اور گوون اور سبب نشان یعنی نیک اولاد اور آدم دھن سے فیضیاب کر کے سدا دیا (رحم) آدمی سریشٹ گٹھن مین پرورت کیجئے آپ کے سوا ہمارا کوئی رکھیک نہیں ہے۔"

اسکے مطالعہ سے مرزا صاحب دوسو سات شیطانی کو دور فرمائے اور اس قسم کی جلا داند و ظالمانہ تحریر سے باز آکر جھوٹ لکھنے سے شرابیے۔ در نہ

سرا بنجام جاہل جہنم بود کر جاہل نکو عاقبت کم بود
قول :- اور حال مین ایک بڑے محقق یعنی انریبل مرنٹ اسٹورٹ انفیٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی نے آدیہ قوم مین ہندوؤں کی ستنڈ پٹھون کے رو سے ایک کتاب بنائی ہے۔ جسکا نام دیخ ہندوستان ہے۔ اسکے صفحہ ۹۷ مین تنو کے مجموعہ کی نسبت صاحب موصوف کہتے ہیں۔ کہ اسیہ بڑے تیوانارون مین بیل کا گوشت کھانیک برہمن کو تاکید کی گئی ہے یعنی اگر نہ کھا وین تو گنہگار ہوں۔

اقول۔ جو شخص علم سنسکرت سے ناواقف ہو وہ اگر سنسکرت کی کتابوں کی تواریخ بنائے تو کوئی انصاف پسند کہیں ان سکتا ہے کہ وہ صحیح ہوگی ایسی طبع متعزز نے بھی کوئی عبارت منوسمتری

کی بیچ نہیں کی۔ گور صاحب بی بی لے اگر لکھا ہے تو ناواقفیت زبان سنسکرت سے اُسکا قول ہمارے واسطے آیت حدیث نہیں ہے۔ البتہ بیان پر یہ تحریر کرتا ہوں کہ منومرتی مین اس معاملہ کی قطعی نمائندگی ہے۔ جیسا کہ شلوک اُسے ذیل سے واضح ہے۔

गोवधोऽयाज्यसंयाज्यपाददार्पणमविक्रयाः
गुरुमादपिरग्न्यामः स्वाध्यायाग्नेः सतसच
उपयातकसंयुक्तोगोघ्नोमासंयवामिवेत ।
कृतवापोवसेद्गोघ्नेचर्मणातेनसंहतः अ
नेनविधिमायस्त्वगोघ्नोगामनुगच्छति स
गोहत्याकृतम्यापंत्रिभिर्मासैर्यपोह ।
ति मनुस्मृति अध्या ११ प्रा० ५१-१०८
। ११५ ।

ترجمہ نمبر ۱۰۔ گائی کا بارنا۔ ایک کے ایوگ سے ایک کروانا۔ پرتیری گسن اپنی کو بیچنا۔
گور داتا پتا پتر مہون کا چوڑنا۔ شرتی کانت نہ پڑنا۔ یہر ب آپ پانک ہین بیئے گناہ۔
مین۔

ترجمہ نمبر ۱۰۔ گائی مارنے والا گھنگار مہینہ ہر چو پئے اور وارڈ ہی۔ سو نچھ اور سر کے
سب بال مند کر۔ اُس گائی کا چرم اوڑھ کر گوشال مین تین مہینہ ہر ہے۔

ترجمہ نمبر ۱۱۔ جو گائی کا مارنے والا اس دوسری سے گائی کی سیوا اور انوسرن کرتا ہے وہ
تین مہینہ مین گنوہتیا کے پاپ سے چھوٹ جاتا ہے۔

جب منومرتی مین منتر کے پس عوی کا زبان کا کہین نشان نہیں ہو اور نہ شہادت
کوئی ثبوت کسی قسم کا وہ لکھتا ہے۔ پس اُسے ناظرین! جہین کہنا پڑا؟
نہک اتنا معین کوتاہ اندیش کہ ہو گا چاہ کن۔ چاہ و پریش

ان تمام اعتراضات لائینی سے آپ جان سکتے ہیں کہ کس قدر اس ابہامی کے سینہ میں بغیر حجرات و جہوٹھ نے جائز کر لی ہے جس سے پرہیز کرنا اسے اعتناء دینا کی سطحی معلوم ہوتی ہے۔ مگر سوائے اس کے مترض مئی سنانی باتوں اور تعصب محمدیہ کو اگر کنارہ کر کے غور کرے۔ تو بھی اُسے واضح ہو جاوے گا۔ کہ گائڈ کشی کیا بیجا مذمت اور کیا بیجا مذمت اور کیا نقصان ملک و متزلزل نسل کے خیال سے ہر طرح بُری ہی بُری ہے (دیکھو کتاب گوکھشیا مُصنّف پینڈت جگت ناراین صاحب شرمہ ساکن بنارس) جس میں ویڈیو قرآن اور انجیل و توریت اور ڈاکٹر دن اور حکیموں اور سنسکرت و فارسی کی غلطی کتابوں کے رو سے گائڈ کشی کے نقصان اور گوکھشیا کے فوائد بتلائے ہیں۔ اور اسی طرح گوکھشیا ہی (مصنّف فاضل اہل سری سوای میا نند جی مھاراج) جس میں انہوں نے ویڈیو مقدس کی شریعتوں اور دلائل معقول سے اس کے مارنے کے نقصان نہایت عمدگی سے بتلائے ہیں اور یہ دونوں کتابیں اس وقت تک لاثانی اور لا جواب ہیں اور ہر ایک آریہ راج سے مل سکتی ہیں۔

قولہ۔ اور ایسے ہی ایک اور کتاب انہیں دونوں میں ایک پینڈت صاحب نے مقام کلکتہ چھپوای ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ وید کے زمانہ میں گائی کا کہنا۔ ہندوؤں کے لئے دینی فرائض سے تھا۔

اقول۔ چونکہ مترض نے کتاب کا نام اور کتاب کا نام دیتے نہیں لکھا ہے اور نہ وہ مقام لکھا ہے جہاں سے ملتی ہے اور نہ کوئی اور نشان۔ اس واسطے جواب خشت نگ آدنا ب مگر تہذیب مانع ہے۔ ہم مرزا صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ان کے ایک سید صاحب دلاتے ہیں کہ عرب کے جنگل کا لاشور حرام ہے۔ ولایتی سفید شور حلال ہے۔ خرما کی کشید عرب کو دشمنوں کے ہاتھ کی نبی ہوئی شراب خراب ہے۔ رزم و بڑائی حلال و حلیب ہے۔ اور ان کے پینے کی شرع میں ممانعت نہیں۔ آپ کا خواجہ صاحب ان انیب

فرماتا ہے ۵

تبین ہلالِ محرم بخواہ ساغرِ راح کہ ماہِ امن و امان ست سالِ صلح و صلاح
 بتوشِ بادہ کہ ایامِ غمِ غمِ خواہد ماند چنان نازد چنین نیز غمِ غمِ خواہد ماند
 نگویمت کہ ہر سال کے پرستی کن سہ ماہ میخور دہ ماہ پارسا میباش
 بدہ ساتی بے باقی کہ رختِ خواہی فیت کنار آبِ رکن آباد گلگشتِ مصلے را
 آن تلخوش کہ صرفی اُم لبغیاش خواند اشغولنا و اهل من قبلة العبادا
 علاوہ برآن آپ کے ظہیر الدین بابر بادشاہ غازی فرماتے ہیں ۵

نوروز و نوبہار سے ودلبر خوش است بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیت
 اسی طرح قصص الہند حصہ دوم بندہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی
 کے صاف طور پر لکھا ہے کہ بادشاہ نے حکم جاری کیا کہ ”شیر اور سور بہادر جالودین ایٹھا
 گوشت بھی شجاعتِ نجاست ہے شرب اتنی پیو کہ بدست نہ کر دے“ وغیرہ

ان کے علاوہ سیالون کی مذہبی کتابوں سے جی ہمارے پاس بہت ثبوت موجود
 ہیں۔ مگر زیادہ ثبوت میں اس وقت دینے کی ضرورت ہوگی۔ جبکہ معترض بھی کسی مذہبی
 کتاب کی عبارت اصلی تحریر کریگا۔ معترض کہہ سکتا ہے کہ سور اور شرب کے ثبوت
 ہماری اور مذہبی کتابوں سے نہیں دیئے ہماری طرف سے یہ صاف جواب ہے
 کہ آپ نے کونسی دہرم پٹک سے اثبات پہنچایا۔ انفسہن اور ایک کنام نہت
 کے مقابلہ میں ایک گنام تید اور ظہیر الدین و اکبر بادشاہ اور حافظہ اور انجیل و تورات کو
 کافی ہیں۔ انہی نظریں دیدہ مقدس و شاستر متبرک کے روگو گوشت خوری عموماً اور کوشی
 خصوصاً ممنوع و حرام ہے جس کو کلام ہو عیدہ مباثتہ کرنے کو ہم موجود ہیں۔

معجزات و کرامات الہامات و خوارقِ عادات

براہین الاحمدیہ جلد سوم صفحہ ۲۵۵ سے ۲۷۸ تک

اور جلد چہارم صفحہ ۲۶۰ سے ۲۷۲ تک

معجزات و کرامات الہامات و خوارقِ عادات ایک ایسے الفاظ ہیں۔ کہ جن کے نام سے تمام ناظرین خاص و عام آگاہ ہونگے اور بہتوں کی آنکھیں ان کی اصلیت ثابت کے دریافت کی منتظر ہوں گی۔ کہ یہ کتابیں کہاں تک دست ہیں۔ واضح ہے کہ باوجودیکہ تمام تعلیم یافتہ اعلیٰ حقیقت سے منکر ہیں۔ اور علانیہ ان باتوں کو کمر دفریب جانتے بلکہ صدقِ ال سے مانتے ہیں۔ کہ یہ چالبازیاں اور دھوکھیں لالچ ان کا وجود ہے اور خود غرضی انکا بانی۔ گرد و سراگردہ جو عدم تعلیم اور غیر تجربہ کے سبب پرتال پر کھیا کے درجہ سے گرا ہوا ہے۔ وہ برخلاف (دو دانوں) عالمن کے ہر ایک فرضی اختراعی بات کو (خواہ کقدر مدوغ مفروض ہو) نورایاں جانتا۔ اور انکار کو کفر و شرک سمجھتا ہے۔ باوصف اسکے وہ اول درجہ کا ضعیف الاعتقاد ہے اور دنیا میں کثرت سے آباد۔ دنیا کے پردہ میں ایسا کوئی ملک نہیں۔ جہاں انکا وجود اور ڈیرا نہ ہو۔ کوئی ایسا دائرہ و تجوہ و تکبہ و خائفہ نہ ہوگی جہاں انکا بسیرا نہ ہو۔ تمام گسپت کے مخزن یہی لوگ کہلاتے ہیں اور کوئی پیر نہیں اڑتے مگر ایسے ہی مرید اڑاتے ہیں فیصدی ایک سو ان میں سے جاہل ہوتے ہیں۔ اور خواہ کیسی ہی دور از قیاس بات ہو اسکو یہ معتبر جانتے ہیں۔ یہیے اتوال کی تصدیق مولانا دھون کل علیہ الرحمة فرادینگو یا نکاھے والی پیرخانہ سے ہم شہادت لادینگے۔ ساتھ ہی اس کے تمام

دنیا کے جال پہلے والوں کا قاعدہ ہو کہ ہمیشہ تاک میں لگے رہتے ہیں اور کمین گاہ میں خیال بہترین۔ جہاں موقعہ ملا شکار کیلئے روانہ ہونے سے تساہل نہیں کرتے۔ جو قوفوں کے ہیکانے پہلانے کے واسطے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا۔ عجیب و غریب برنگت رنگ دکھلا کر سادہ لوحوں کو ٹوٹا۔ دم جہاں دنیا کی زندگی کا بڑا سہاری مقصد ہوتا ہے۔ شروع میں ان لوگوں کے بڑے طول طویل دعویٰ ہوتے اور نہایت شد و مد سے شرطیں لگاتے ہیں کہی شاگرد اور دال پیشہ بھی انکے مددگار ہو کر ناواقفوں سادہ لوحوں کو ٹوٹاتے اور شہد جی سے اپنا حصہ چھہرا کر ادن کو عیش و عشرت کرتے اور خود بھی مزہ اڑاتے ہیں۔ مال مفت بدل میرجہ جاکر تصابون کی طرح بکری کی جان پر ذرہ نمک نہیں فرمائی۔ ہم استقام پر چند معجزاتی لوگوں کے حالات لکھنے ضروری خیال کرتے ہیں تاکہ فریبوں کا پورا کھنڈن کیا جاوے۔

منقول از کتاب پیکار مشفقہ گیل حب الکاظمی صفحہ ۹۶ سال ۱۳۱۰

ہند کے مردم عجایب پرست ہیں تو کوئی مجوزہ اور کرامات دکھا۔ تب تیری غلط تونکے دل پر اثر کرے۔ اور تیرا قول انکو باور ہو جائے۔ جب چند نادان تیرے فضل و کمال کو گواہی دیوں گی۔ عام تجربہ جی تیرے کئے لگین گے۔ شرب کو دودھ بنانا اور پارہ سی چاندی اور تانبے سے سونا۔ اور بھوت اور چریل (جن اور دیونی) کو جنت و منت۔ تعویذ و کلام سے اوزار نا خوب جانتا ہے وہ عام کو بتا دے۔ اور دل کی تناسبات کی ترکیب۔ اور اندھے کو انکیمین اور بہرے کو قوت سماعت دینے کی ترکیب میری محبوب لکھ دے۔ امر نکالنے جو ابدا۔ کہ میں اس قسم کی اہیات کا قایل نہیں ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ عوام ایسے و مبارزون کے فریب میں نہ آویں میر جہاں غابازوں کی میں جانتا ہوں اگر لکھوں تو وہ غابازی کا راہ منابن جاوے۔ لیکن آپ جو فرمایاں گے

وہ رقم کرو دینا

(۱) اُس نے کہا کہ ایک شہر میں ایک بہت شہور و معروف ہمارش تھا۔ اور قوم کی گمان میں بہت صفت موصوف تھا۔ علم غیب اگرچہ بیشتر سے تھا مگر یہ دس ہزار سال بیشتر اُس علم سے نہایت ناخاندہ عدم میں موجود ہوا تھا۔ جو طالب کسی چیز کا اُس کے حضور میں حاضر ہوتا۔ یہ صورت کو دیکھ اُس کے دل کی بات بتا دیتا تھا۔ پس وہ تین من اور دس من کے تواریک کرتا تھا۔ اور جو کچھ اُس پر گزرتا تھا۔ ان ہمارش کی زبان کی تاثیر سے تصور کرتا تھا وہ کمال ان صاحب کمال کو اس دست غیب و چہل کانت سے حاصل ہوا تھا۔ کہ انہوں نے ایک مکان بنا رکھا تھا اُس میں آئہ دروازے آٹھ کرا ماتون کے لگا رکھے تھے۔

(۱) دروازہ سے بیٹا ملتا تھا۔ (۲) دروازہ سے بیاہ ہوتا تھا۔

(۳) دروازہ سے لڑکی ملتی تھی۔ (۴) دروازہ سے دولت ملتی تھی

(۵) دروازہ سے بیماری اچھی ہوتی تھی (۶) دروازہ سے قید اٹھنا نصیب ہوتی تھی

(۷) دروازہ سے محرم مقدید یا پیل وغیرہ فتح ہوتی تھی (۸) دروازہ سے مفقود الخبر کی خبر ملتی تھی۔

اور احاطہ کے دروازہ پر ایک چیلہ حاضر رہتا تھا۔ جب کوئی طالب کسی چیز کا آتا تھا چیلہ بحکمت علی اُس کے دل کی بات دریافت کر لیتا۔ پھر اُس کو کہہ دیتا۔ کہ با واجی سے تو اپنا بھید نہ کہنا۔ با واجی خود تیرے من کی بات بتا دینگے۔ اگر من کی بات بتا دین۔ تو تو جاننا۔ کہ تیرا کالج بند ہو گیا۔ وہ الغرض جنوٹا۔ چیلے کی ہمراہ اُس مکان میں جاتا۔ چیلہ اُس کو اُس دروازہ سے لے جاتا جو جس راہ کو واسطے مقرر کر لیا تھا۔ با واجی فوراً چارے لگتے۔ کہ تو بیٹا چاہتا ہی یا مفقود الخبر کا حال دریافت کرتا ہے۔ وہ کو تا عقل اور ان کو عالم الغیب تصور کر کے جو کچھ اپنے پاس نقد و جنس کہتا ہذا ذکر کرنا۔ ہونے کو جو اُس کی قسمت میں ہوتا۔ وہی ہوتا۔ غرض کہ ایسے ہزاروں روپیہ ان حضرت نے کمائی اور آخر لوٹ لاکر فروخت کر دیے

(۴) ایک صاحب کمال چار یا ہر ہمراہ لے دوسرے ویش میں گئے۔ پہرہ سیرجی ایک مسجد میں بے پردہ ہونے لگے۔ ایک چیلے نے اندھے کا سونا نگ بہرا۔ اور شہر کے ایک سمت میں نا۔ دوسری چیلے نے ہرہ کا سونا نگ بنایا۔ اور دوسری سمت میں نا۔ نیسرا لنگڑا بنا۔ چوتھا یار دن کو کھانے اور پیئے کا سامان بیگانہ واپس بچتا گیا۔ ایک برس تک اس آئین سے عمل کیا۔ کہ نقل کو اصل پر فرق دیا۔ اور ہر ایک رئیس شہر نے فقیر کو لا پرواہ اور لنگڑے کو لنگڑا۔ اور اندھے کو اندھا۔ اور بہرہ کو بہرہ یقین کر لیا۔ ایک روز فقیر صاحب وہی زیارت کسی غازی مرد کے جاتے تھے۔ لنگڑے نے حضرت کا پانچ ٹکڑا لیا۔ اور کہا کہ مجھے شب کو خواب ہوا۔ کہ تم میرے لنگ کو دو کر دو گے۔ بس مجھے پر رحم کرو! اور دعا کرو کہ مجھے صحت ہو۔ شاہ صاحب بہت خفا ہوئے۔ اور سخت گرتی کرنے لگے۔ اور عاجزی جتانے لگے۔ لنگڑے نے ایک بات پر خیال نہ کیا۔ اور انکے پاؤں کو نہ چھوڑا۔ فقیر صاحب نے خفا ہو کر اسکے لات ماری۔ اور کہا کہ خدا کرے تیری دوسری ٹانگ ہسی ٹوٹے۔ بھولات کے لکھنے کے وہ لنگڑا بندر کی مانند کو دے لگا۔ یہہ ہجرہ صاحب کمال کا جب بازار دیون نے دیکھا ہر ایک شمع پر پروانہ ہو گیا۔ اُس ہی روز مسجد تک پہنچتے پہنچتے ہزار مارو یہہ انکی نذر چڑھی۔ شاہ صاحب نے لا پرواہی سے اُس ہی لنگڑی کو دلا دی۔ چند روز میں تمام شہر میں غل ہو گیا۔ کہ آسمان سے فرشتہ اتر آیا ہے۔ یہہ خبر سن اندھا اور بہرہ بھی آیا۔ اور اپنی مراد کو پہنچا۔ اور فقیر صاحب کا کمال زیادہ ہوا۔ پھر سب اصحاب جمع ہو گئے۔ اور ہزاروں مرید بھی ہوئے۔ اور لاکھوں روپے کماے۔ جب خاطر خواہ آسودہ ہو گئے۔ ایک شب بغیر اطلاع چل دیے۔

(۵) اسی طرح ایک فقیر جو کہ کسی سے نقد پاتا تھا۔ اُس کو گھلا چاندی کا کوئی وزن بنا تھا جو کہ دیتا تھا۔ چند روز میں شہر میں ہو گیا کہ یہ کیسی سادہ ہے۔ ہر ایک اُسکی خاطر اور معجزات کرنے لگے۔

اے گھنیا لال جب تک ایسے کال آدمی پیدا نہ کرے صاحب کمال کیونکر ہووے
 میں نے جواب دیا۔ کہ جب تک ایسی حکایتوں سے آدمی واقف نہ ہووے۔ بد ذاتوں کے
 قریب سے ایسے نہیں رہتا +

(۴) ضلع واول پنڈی میں ایک حافظ صاحب کراماتی مشہور ہوئے اور
 قریب دو در سے پانچ چار چیلے ہی اکٹھے ہو گئے۔ وظایف قرآن اور د زبان۔ اور ر و مال
 سے سو نہ ڈھانک رکھتے تھے۔ دھوی پہ پہ تہا کہ جو جتنے روپے خدا کے نام کے دیوتے
 بعد ایک میعاد مقررہ کے اُس سے دو چند لیوے۔ صد ہا پڑھتے تھے ہندو مسلمان
 ڈپٹی تحصیلدار وغیرہ تک اسپر اپان لائے۔ بہت سے لوگ فائز المرام ہی ہوئے۔ اور
 دو گنو چار گنے روپیہ تک لئے۔ اور عرصہ تک اُسکا دور دورہ رہا۔ خرابی سرشتہ دار وغیرہ
 ہی ملازم ہو گئے۔ ہزاروں کا خزانہ جمع رہنے لگا۔ آخر الامر گو دمنٹ نے تحقیقات
 شروع کی تو تمام ماز فاش ہو گیا۔ اور ثابت ہوا کہ **ہذا جعل المستمر ہے**۔ ایک
 لاکھ کے قریب یا کچھ زیادہ لوگوں کے روپے اُنکے ذمہ تھے۔ آخر الامر چند سال قید کا
 سزا پایا ہوا۔ اور کوئی وظیفہ یا کلام سہایت نہ کر سکی۔ بس اُسکی محافظ خانہ رامل پنڈی میں
 موجود ہے۔ اور ایک عالم پٹھان و شہود۔ بلکہ اب تک بہت سے اسی لوگ اُسکے مرید ہیں۔
 اور اُسکی تیغ معجزہ کے شہید +

(۵) یہ واقعہ میرے لایق آریہ برادر الہامی ہیرا نند صاحب ڈاکٹر شفا خانہ ڈھاکہ کا
 چشم دید ہے۔ اور گذشتہ کراماتوں کی شہادت مزید کہ ایک مسیحی کراماتی دعوے
 سے اُنکے پاس آیا۔ اور اُنھائے گفتگو میں اظہار فرمایا۔ کہ اسلامی دین کی برکات و جبری
 مذہب کی تجلیات اس حد تک ہیں کہ باوجود گزر جانے تیرہ سو سال کے ابھی
 اُنکے نام مبارک کے تاثیرات تیرہ ہزار ہیں۔ اور خاص بندوں پر (جو کہ مدق دل
 سے نماز و تلاوت قرآن میں سرگرداں رہتے ہیں) اُن خاص کرامات کا ظہور و حلول

ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اگر کچھ صداقت یا کرامات کہیں موجود ہو تو بتلادین ورنہ لاف زنی نہ فرمادین۔ سید صاحب نے فرمایا کہ۔ میں جو ایک احقر بندہ عالم الیقین مین بطیفیل و برکت مولانا دستیدنا پیغمبر صاحب کے مجاہد پر بہت سی برکات کا ہنور ہے۔ از بخند ایک مین اب بھی تہلنا سکنا ہوں۔ اور وہ یہہ ہے۔ کہ جو بات کسی قسم کی کسبی زبان مین آپ اندر پوشیدہ جا کر اس مقدس قلم سے جسر کلام کندہ ہو تحریر کریں اور وہ کا غذبہ ہی آپ اپنے پاس رکھ لیویں۔ مین ہو بہو وہی بات تہلنا دنگا۔ مگر کچھ عرصہ بچھے اکیلا بیٹھنا پڑیگا۔ تمام حاضرین متعجب ہوئے۔ کہ یہ تو صدانیہ کرامات ہے۔ آخر الامر سب نے دیکھنے پر امر کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے سید صاحب کی کتاب کی جلد پر رکھا کہ ایک کاغذ پر اوکی قلم سے پوشیدہ جا کر کچھ حرف لکھو اور کاغذ اپنے پاس رکھ لیا۔ سید صاحب نے جھٹ کنارہ بیٹھ کر سوچ کر بعد و دو وظائف کے فرمایا کہ کر مجھد نام آپ نے تحریر کیا ہوتا جب اصل کہو لاگیا۔ تو وہی نام تھا سب حیران ہوئے۔ کہ مولو لصاحب نے مجوزہ دکھلایا۔ مگر دناؤن کسے آگے فریب چلنا دشوار ہے۔ یا زنا ٹاگئے۔ یہ کوئی ضرور فریب ہے۔ آخر الامر سوچنے سوچتے معلوم کر لیا۔ کہ اُس جلد کے اندر کی طرف ایک کاغذ سیاہ موجود ہے۔ جہن ہی کوئی جلد کے باہر کی طرف کو کسی کاغذ پر کسی زبان مین کوئی حرف تحریر کرتا ہے اُسکا زور اُس سیاہ کاغذ پر پڑتا ہے۔ اُسکے زور و ایک کاغذ سفید ہے اُسکی حرکت زور کے مطابق اُس سیاہ کا نشان اس سفید کاغذ پر پڑ جاتا ہے جب کنارہ مین لیا جا کر حرکت پزیر ہوں تو اس سفید کو نکال کر یہ فریب کرتے ہین جب سید صاحب کو اس حال سے آگاہ کیا گیا کہ یہ تہار فریب ہے جسکو تم کرامات جتلاتے ہو۔ تب وہ خود بھی اقبال ہوئے۔ اور سنت حاجت سے خلاصی نصیب ہوئی۔ یہ بات ڈاکٹر نون کے سید بک کے کاغذ سے ہر ایک دانا بچہ بختا ہے۔ زیادہ تشبیح کی حاجت نہیں *۔

اب مرزا غلام احمد کے اہل مامون کی تردید کرتا ہوں اور ان کو

پست کندہ کر کے ناظرین کے روبرو دہرایا ہوں۔ اور قرآن سے محفلِ حجاب کا سُجرات دکھانے سے انھما بھی اسکے ذیل میں ہو گا۔ تاکہ اس قادیانی رسول کی اہیت ظاہر ہو سکے۔

اول یہ خیال کا عرصہ ہو کہ کسی جان محمد کشمیری جو مرزا صاحب کی مسجد کا امام ہے اُسکا لڑکا جسکی عمر اُسوقت قریباً پانچ سال ہوگی عارضہ بخار سے بیمار ہوا۔ اور بڑھتے بڑھتے مرضِ بقدر بڑھ گئی کہ بخار کے ساتھ ہی اسہال آنے شروع ہو گئے۔ اور لڑکے کا خور و نوش بالکل بند ہو گیا اور ایسا کمزور اور نحیف اور ضعیف البدن ہو گیا کہ استخوان ہی استخوان معلوم ہوتے تھے۔ غرض یک روز لڑکا صینِ نزع کی حالت میں تھا اور سوقت اُس کی حالت کو دیکھ کر مجھ بھول سے بھول بھی یہی کہتا تھا کہ لڑکا کوئی دم کا مہان ہے۔ غرض اس اضطراری اور بقراری کی حالت میں جان محمد مذکور مرزا صاحب کی خدمت میں گئے اور مرزا صاحب اس لڑکے کو دیکھ بھی چکے تھے۔ خیر نام صاحب نے کل احوال عرض کیا۔ اور کہا کہ آپستجباب الدعوات میں۔ اس لڑکے کے لئے دعا کیجئے۔ مرزا صاحب کو اس لڑکے کی طرف پہلے خیال تھا کہ کوئی کلمی مسجد کا امام زادہ تھا۔ فرمایا کہ جان محمد آپ کے آنے سے اول ہی مجھ کو الہام ہوا ہے۔ کہ اس لڑکے کے لئے قبر کو دو۔ مرزا صاحب کے ہونہ سے یہ کلمہ نکلنا تھا کہ امام صاحب کے ہوش باختہ ہو گئے۔ اُردسان خطا کیونٹ ہو تے اور ناتہ کے طوطی کیونٹ اُڑتے۔ کیونکہ اُسکی ہی ایک بیٹا تھا وہ بھی بچپلی عمر کا۔ غرض امام صاحب اُسی یاس اور مایوسی کی صورت میں جو اپنے گھر کو واپس آئے۔ تو الہام کا اثر برعکس ظہور میں آیا۔ اور مجاہد نے اُلتا شعبہ دکھایا۔ یعنی لڑکے کے آثارِ ربوبیت دیکھے۔ مرزا صاحب کا الہام فرمایا ہی تھا کہ خداوند کریم کی قدرت کا تماشا دیکھئے۔ لڑکے کو دسہم آرام ہونا شروع ہوا۔ اور ایک ہی ہفتہ میں لڑکا تندرست ہو گیا۔ اب مرزا صاحب اپنی دروغ بیانی و کذب سانی و غلطی الہام کی یہ تاویل فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا الہام تو ہرگز غلط نہیں ضرور

کسی نہ کسی وقت پورا ہو جاویگا۔ ہم کہتے ہیں کہ کسی وقت بلکہ عنقریب ہی آپ کے واسطے قبر کھودیگا۔ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مَنزُور کن نہ کذب صریح یہ کہ پیشِ ہر دستِ غفلِ قبیح

دوم۔ واقعہ ۲۔ دسمبر ۱۸۸۷ء کو مرزا غلام احمد نے سی بشتند ۲ میں ساکن قادیان کو بلا کر کہا کہ مجھے منہا ہی نسبت الہام ہو ہے (جبکہ میں انبالہ کے مغربین تھا) کہ تولا کے پڑتا ہوں۔ اور نام تیرا غریز الدین ہے نتیجہ یہ ہے کہ تو ایک سال تک مسلمان ہو جاویگا۔ در نہ مر جاویگا۔ بشتند اس نے پوچھا کہ اگر یہ ضروریات ہونے والی ہے۔ تو میرا کیا چارہ ہے۔ مگر میں آپ سے مسلح پوچھتا ہوں کہ میرا مرنا اچھا ہے یا مسلمان ہونا۔ مرزا صاحب نے زبان الہام ترجمان سے فرمایا کہ مسلمان ہونا۔ پھر بشتند اس نے ایک دور و زبجد دریافت کیا تو کہا کہ مجھے خواب آئی تھی الہام نہ تھا۔ مگر میری خواب ہی الہام ہوتی ہے۔ اور اکثر الہام خوابوں میں ہوتا ہے۔ اور خواب نام یہی شمال کرد کہ ہلایا نتیجہ اُس خواب کا لکھا تھا کہ زور میر دیا مسلمان شود۔ تم اپنا بند و بست کرو میری خواب ضرور سچی ہوگی۔ اگرچہ وہ بشتند اس سادہ لوح تھا بہت گہرا یا مگر اُس تا بیخ نام **گادھی** وہاں تھا جب اُسکو کامل طور پہ بھیجا گیا کہ یہ سرف فریب بازی اور چالاکي ہے اور آریہ سماج کے اصول اُسکو سمجھائے۔ جسکو وہ سمجھ کر ممبر آریہ سماج ہو گیا۔ اس مبارک سوسائٹی کی حرکت سے تمام کمزریان اُسکے دل کی دور ہو گئیں۔ تب وہ علانیہ طور پر مرزا غلام احمد سے مقابلہ کرنے لگا۔ پھر مرزا صاحب قہقہے رہ گئے۔ اور وہ سرنے کا مرغ اُنکے ہاتھ سے نکل گیا۔ چونکہ اب عرصہ ایک سال کا گزر گیا ہے اور وہ بات بالکل اسیات اور زخرفات سے ہی کثرتاً ثابت ہوئی ہے جو بٹنے کی پیشانی بھیبائی کا دافعِ قایم ہوا تھا قیامت قایم ہو گیا۔ انہیں دنوں میں مرزا صاحب کے کئی مجاہدوں یا فضلاء خورون یا مدیدوں نے گنام خط بھی بنام بشتند اس بطور غیر خواہی کے ارسال کئے اور وہ تمام مخطوط بشتند اس نے نامہ مخفّر کے پاس بھیج دیے۔ افسوس کہ مرزا صاحب وہو کہ دینے سے باز نہیں آتے

اور بے لہانہ چالاکیوں سے ہمیں شرماتے حالانکہ بار بار زک اٹھاتے ہیں *
 سترم۔ ڈوٹائی سال کو صمد گدرا کہ مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا کہ اُنکے گہر میں سے
 عقیقہ ایک احمد مرزا ہو گا۔ کیونکہ تثلیث قائم ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کا نام غلام احمد
 ہے۔ بڑے بیٹے کا نام سلطان احمد چوتھے لہو نام فضل احمد ہے۔ اور دوسری
 سے یہ بات شہو بہی کرادی۔ مگر جب تک باوجود گزرنے دو ڈوٹائی سال کے ایک احمد
 بھی نہ ملا اور بدستور زندہ ہیں *۔

دروغ آدمی را کند شرمسار * مگر جبکہ ہور و سیاہی سے عار
 پچھارم۔ "محرم" لکھنؤ میں مرزا صاحب کو خواب میں خدا نے کہا۔ کہ کسی نے
 تجھے کتاب کے واسطے روپیہ روانہ کئے ہیں۔ اور ایک آریہ صاحب نے بھی یہی
 خواب دیکھا کہ ہزار روپیہ آیا ہے۔ چنانچہ جو ناگدہ سے مرزا صاحب کو صاف آگیا۔ اور
 ہندو کی خواب میں ہر حصہ چھوٹے نکلا۔ کیونکہ وہ دین اسلام سے خارج تھا۔ کئی لوگ اور
 کئی آریہ گواہ ہیں کہ انہوں نے مرزا صاحب سے اس دعویٰ بے معنی کی تصدیق کے واسطے
 کسی آریہ کا نام نہ لکھا۔ اور رکھتے کھچ جب وجود ہی مفقود تھا۔ کئی آریہ لوگ تو ان
 دنوں قادیان میں موجود نہ تھے۔ اصل اُن کی آریوں کے نام ہیں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ
 مرزا صاحب نے صرف جلسائی کی اور پہلے اندرونی طور پر بالفرض سچ ہونے کے زعم
 کو خطا سمجھا تھا۔ چونکہ روپیہ کمانے کے لئے یہ سب چالاکیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے خواب
 میں بھی اگر دیکھا تو کیا عجب ہے بمعہ اِس قول کے۔

تشنہ آب و خواجہ زر سگ استخوان میںہ خواب
 پنجم۔ "ایک مرتبہ خدا نے ایک رجب کے مرنے کی خبر دی۔ اور مجھے ایک ہندو کو بتلانی
 جب وہ خبر لہی ہوئی تو ہندو نے کہا کہ کیم کہلا مار غیب کا حال تبیین کیونکہ علم ہو گیا
 ماہ سے قادیانی الہامی ہم تیری چالاک کی کیا تعریف کریں۔ نہ تو اس راجکا نام لکھا اور نہ

اُس ہندو کا پس ہمیں کسی طرح اعلیٰ نہیں۔ اور علاوہ ہمان ایک گمراہی مدعی کی تباہی ہے بلکہ روسیہ ہی (دیکھو سورۃ نور قرآن)

نہشتم۔ ایک مرتبہ ایک وکیل صاحب نے امتحان دیا۔ اور لوگوں نے یہی امتحان دیا۔ وہ پاس ہو گئے۔ باقی اُس ضلع سے کوئی پاس نہ ہوا۔ اُنکو پہلے کہہ دیا گیا۔ اور وہ ضلع میں اُس وکیل نے اطلاع دی کہ میں پاس ہو گیا۔ اسے ناظرین یہ خبر دی کہ یہ وہی ہے جو یاد میں ہے۔ چالاک آدمی بہت سی ایسی باتیں کر کے اکثر لوگوں کو گرویدہ کرتے ہیں۔ افسوس کہ مرزا صاحب نے وکیل کا نام نہ لکھا۔ اور ساتھ ہی کوئی گواہ بھی نہ بتلائے۔ مرزا صاحب کے بڑے بہائی ضلع کے سرشتہ داشتہ۔ اور مرزا صاحب خود بھی عرصہ تک ملازم سرکار رہے اور تجربہ کار ہوئے۔ آج کل یہ بات تو کرامات نہیں کہلاتی۔ بلکہ چالاک اور وقفیت جانتی ہے۔ لاہور میں بیسویں آدمی ایسے ہیں جو اس قسم کی پیشگوئی تیرہ ہدف کرتے ہیں اور خطا نہیں ہوتی۔ پس یہ امر کسی طرح پیشگوئی نہیں ہے۔ بلکہ یادہ گوئی ہے۔

نہشتم۔ ایک محل بات بھی ہے کہ ”ہم نے ایک آریہ کو ایک پیشگوئی بتلائی۔ اور اُس نے تعجب کیا۔ مگر ہم اُس پیشگوئی کی جھگڑا کر دینے نہیں کرتے۔“ مرزا صاحب خدا کے چکر کو بھول جاتے ہیں اور خطا نہیں کرتے۔ ذرا محمد صاحب کے واسطے آریہ کا نام اور پیشگوئی کا اہم ظاہر کرو۔

نہشتم۔ ۱۴ برس کا عرصہ ہوا کہ ایک ہندو آریہ مہاراجہ کا دیوانہ مجراتِ محمدیہ سے منکر تھا۔ اتفاقاً اُس کا ایک عزیز قید ہو گیا۔ ایک ہندو آریہ بھی اُسکی ہمراہ قید ہوا۔ اُسے مجہ سے پوچھا کہ اس مقدمہ کا کیا ہو گا۔ میں نے کہا کہ فیضِ خدا کے پاس ہے۔ اُسکے اصرار کرنے پر میں نے دعا کی۔ اور خواب میں مجھ کو خدا نے ظاہر کیا کہ وہ نصف تیغ خیف ہو کر دیکھو کہ نصف باقی کے رہا ہو گا۔ اس میں نہایت دیا نند کے سپرد کی گئی ہے۔ اُس طرح ہوا۔ اسے چالاک نبی کیون استیانی سے رو کر مانی کر لیا ہے۔ تو اُس ہندو کا نام لکھا

اور نہ اُس آریہ کا پتہ بتلایا جن دنوں فاماٹکا (فادیاں گپا ہٹا) اسکی تحقیقات ہی کی سگر کوئی گواہ اس قسم کا نہ ملا۔ جو آپ کی تائید کرتا ہو۔ البتہ یہہ الہام کتاب میں درج پایا گیا۔ جو ہندو قید سے چوٹا تھا وہ کچی اصلیت سے نکلا ہی ہے۔ پس یہہ ہی آپ کی سکاسی ہے۔ پنڈت صاحب کے کسی پیر کو آپ نے نام نہ لکھا۔ اور نہ وہ آپ کے الہام کا مصداق ہے۔ وہ تو کوئی گناہ ہوگا۔ میں علانیہ معجزات محمدیہ و عیسویہ و غلام احمدیہ کا انکاری ہوں۔ اولاً کہوں آریہ اور صدہا سلطان بھی میرے شریک ہیں۔ یہہ مقدمہ بازوں کی نشانیاں ہیں اور دلا لون کی دست گردانیاں۔ وکیل خصوصاً ان معاملوں میں چالاک ہوتے ہیں۔ اول اس قسم کی پیشگوئیوں میں میباک۔

نختم۔ ”سردار محمد حیات خان جب معطل ہوئے۔ تو ہکو خواب میں خبر ملی۔ کہ کچھ خوف نکر و خدا قاد رہے وہ تہمین نجات دیگا۔ چنانچہ حیات خان بھی ہو گئے ساتھ ستر آدمی گواہ ہیں جن سے دس بارہ آریہ ہند و ممبران آریہ کالج بھی ہیں۔“

جن دنوں سردار محمد حیات خان صاحب معطل ہوئے تھے۔ ان کے تمام خیر خواہ بریت جاتے تھے۔ اور اکثر دست بھارت تھے۔ جن میں ہزاروں اہل ہندو اور ہزاروں مسلمان ہیں گوڈمنٹ عادل نے جب بے تحقیق کامل کے اُن کے ذمہ کوئی قصور ثابت نہ پایا تو یہی فرمایا جبکہ مفصل حال گوڈمنٹ گزٹ میں مندرج ہو گیا۔ آپکا الہام تو سراپا غلط نکلا۔ الہام کے فقرے یہہ ہیں۔ ”خدا قاد رہے تہمین نجات دیگا۔“ کیا اس سے کوئی ذیقصل حیات خان کی بریت ظاہر کر سکتا ہے۔ جب اس طرح سردار صاحب بری ہوئے اور اُنکے ہزاروں مدد پے مخرج ہوئے۔ تو آپ نے براہین الاحمدیہ کی امداد کے خیال سے خواہ مخواہ خیر خواہوں سے بننا چاہا۔ مگر وہاں دال گئی آپ کی سراپا ہم و خیال ہے اور آپکا گواہ آریہ بھی انکاری ہے۔ اور کوئی ہندو ہی شہادت نہیں دیتا۔ خدا آپ کو شرمندہ کرے +

دھم۔ ایک دفعہ خواب میں الہامی صاحب نے مسیح کے ساتھ ایک برتن میں دلی کہاںی اور دونوں کی باہمی برادرانہ محبت ہوئی۔ یہ خواب کیسی غلیظ الشان ہے اگرچہ اب تک پوری نہ ہوئی مگر پوری ہو جاوے گی۔ مسیح کے ساتھ دلی کہاںی تو غزنی نشانی نہیں ہے اور وہ بھی خواب میں مگر مسیح کی زندگی میں یہود اسکر لپیٹی وغیرہ تمام شاگرد اس کے ساتھ کہاتے رہے اور آخر کار اسکو اسیر کر لیا۔ اس سے اگر آپ میسائیوں کو فریب میں لانا چاہیں تو دشوار ہے وہ آپ کے مکر فریب سے از دست ہزار ہیں۔

باز دھم۔ میں نے برادران احمدیہ کے بنانے کی اجازت ہی خدا سے پائی۔ اور دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا۔ شش ماہ میں یہ خواب میں نے دیکھا تھا۔ اور اسی روز محمد صاحب کی زیارت بھی ہوئی اور بی بی فاطمہ نے یہ کتاب مجھے دی۔ مرزا صاحب یہ تو کوئی الہام نہیں بلکہ خیال خام ہے۔ تشنہ راسے شاید اندر خواب ہمہ عالم چشم چشمہ آب ۴ دس ہزار روپیہ کے اشتہار کی صلاح آپ کو خدا نے نہیں دی۔ آپ نے سر سچ چھوٹھ بولا۔ بلکہ یہ صلاح تو شفقتی ام حکیم کشن سنگھ نے آپ کی جہالت و غفلت کو تمام عالم میں منتشر کرنے کے خیال سے دی تھی کیا وہ اچھا خدا ہے۔ یا خلیفہ سولا۔ درو نگو یا حافظ بنابر ۴

دوا دھم۔ ایک ہندو آریہ باشندہ قادیان طالب علم مدرسہ بیار ہوا۔ عمر اس کی بیس سال کی ہے وہ برصغیر میں مبتلا تھا۔ اور میرے پاس آیا کرتا تھا کہیں کو آپ حکیم ابن حکیم ہیں خدا نے مجھے الہام دیا کہ قلنا یا نار کوئی بردا و سلاما۔ یعنی ہم نے تیرے کی آگ کو کہا کہ تیرے در و در سلامت ہو جا چنا چنے کئی ہندوؤں کو اسکی بابت اطلاع دی اور اسکو بھی۔ اور خدا کے بہرے دعویٰ کیا گیا۔ کہ ضرورتاً یہ ہو گا۔ آخر وہ ہندو صحت یاب ہو گیا۔

جہاں تک قادیان کے باشندوں سے دفع ہوا وہ صرف بے قیودہ ہرگز صاحب کے

مہل و غیر اور نیز اپنے خانگی علاجوں سے اُسے صحت ہوئی نہ کہ الہاموں سے عربی عبارت مرزا صاحب بنا سکتے ہیں۔ پس صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ اگر آپ حکیم نہ ہوتے اور وہ آپ کی دوا اور اپنے خانگی علاج نہ کرتا۔ اور آپ میعاد مقرر کرتے۔ اور نگرانی کرنے والے نامہ بخار جیسے ہوتے۔ تب الہام کی حقیقت کی قطعی فاش ہوتی۔ بغیر ثبوت کے دعویٰ ثانی صرف لہن ترانی ہے نہ کہ الہام آسانی ہے۔

سینچر دھم۔ مرزا صاحب کو ۱۰ دسمبر ۱۸۸۳ء کو خداوند کریم نے ایسے روپکا الہام پہنچایا۔ اور بڑے شدید و تکلیف و امتحان سے وہ روپیہ پہنچے۔ اور خدا کا الہام پہنچا۔ ایک آریہ اسکا گواہ ہے۔ اسکی بابت وہی آریہ کہتا تھا کہ اُن دنوں ہکوبہ سبب ضرورت کتاب کے رہ پیون کی خرابی میں آیا کرتی تھیں۔ اور مرزا صاحب کو لوگ خطوطات ارسال کرتے تھے۔ بعد ازاں روپیہ آتے تھے۔ بلکہ مرزا صاحب کی خوابوں سے تو میری اکثر راست ہوا کرتی تھیں اور مرزا صاحب کی دروغ و غرضیکہ قادیان آنجل خدا سے محمدیان کے الہاموں کی خواب گاہ ہو رہی ہے۔ مرزا صاحب کی فریب بازی دیکھ کر بچہ بچہ الہام کا مدعی ہے۔

مرزا صاحب کے الہاموں کے گواہ لالہ ملا واصل صاحب لالہ شہر بہت دانا صاحب ہیں جنہوں نے آنجل ایک اشتہار دہی مرزا صاحب کے برخلاف طبع کرایا ہے جو ایسی کتاب کے اخیر میں درج ہے۔ سال ۱۳۰۰ میں مینے مرزا صاحب کی اس قدر زبان درازیان دیکھے کہ ایک خط بنام سکرٹری آریہ ساج قادیان کے ارسال کیا جس کا مضمون یہ ہے کہ۔ "مرزا غلام احمد قادیانی نے کتاب البرہین الاحمدیہ کی جلد نمبر ۲ میں لکھا ہے کہ مینے آریہ ساج قادیان والوں کو کرات وغیرہ خوارق عادات بتلائی۔ اور الہامات کی لذت میں بچا ہائی ہیں۔ اور اُنکے دل کی آئین برچی ہیں۔ آیا یہ سچ ہے یا نہ۔" اُس کے جواب میں ایک خط قادیان سے میرے نام آیا جسکی نقل لفظ بلفظ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

جناب مکرم و عظم بندگان یکہتہ رام صاحب۔ مستے

نور شہنار و مبارک ہستیا رحوال آیات و غیرہ کے جو مرزا غلام محمد صاحبے ایمان کی نسبت
تلمیذین احمدیہ میں بچا ہوا ہے کہ پہونچا کمال خوشی حاصل ہوئی۔ جناب میں یہاں پہنچے ہیں کہ ہم ہر
چاپ پنج شخص خاص آریست والے یہاں قادیان میں ہیں جو ہم میں سے کوئی کسی قسم کی کلمات و غیر
صلاتیوں کی کافیل نہیں ہے ہم لوگوں کے جو اصول آریوں کے ہیں وہی ہیں۔ فقط نیاز
الہ
خیریت ہے اسے و اچھو دل و کشن سنگر دیا رام و یکشن از عاق قادیان ضلع

گورہ سپور۔ ۵۔ باج مشہد

اب بعد اسکے یہہ بھی بتلا ماہوں کہ معجزات محمد صاحب سے بھی ظہور میں آئے ہیں یا نہ
شہادت اس بارہ میں صرف قرآن سے لانی ضرور ہے۔ نہ کہ کسی اور کتاب سے +

(۱) سورۃ بنی اسرائیل

ما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بها الاولون یعنی کوئی سبب ہم کو
مانع نہ ہوا کہ تجھ کو ہم معجزات کے ساتھ بھیجے۔ مگر یہ کہ انکے پیغمبروں کو جھٹلایا ساتھ ان کے
یعنی انکے پیغمبروں کو ان کے سامنے ہونے کے واسطے ہم نے تجھ کو معجزے نہیں دیے

(۲) سورۃ بنی اسرائیل

وقالوا ان نؤمن لك حتى تفجر لنا من الارض ينبوعا۔ او تكون لك جنة من نخيل
وعنبر تفجر الافرغها لهما فنجبر۔ او تسقط السماء كما دھت علينا كسفا۔ او تاتى بالآله
والملائكة قبيلا۔ او يكون لك بيت من زخرف۔ او ترقى في السماء وطمن نوع من
لرقبك حتى تنزل علينا كتابا نقر۔ قل سبحان ربى اذ ترقى في السماء وطمن نوع من
لرقبك۔ (بزرگان تریش) کہ ہم نہ مانینگے تیرا کہا جب تک تو بہا نکالے ہمارے واسطے میرے
ایک چشمہ یا ہو جو دے واسطے تیرے باغ کی جو درختن او ماں گھور دن کا چہرہ ہا لیمو سے تو اسکے
پنج ہرین چدا کر اگر اسے آسمان پہر جیسا کہا کرتا ہے ہمارے ٹکڑے۔ یا لے آؤ اللہ کو اور خوشن

کو ضامن۔ یا ہوجامے تیرے واسطے ایک گہرے تھڑ۔ یا چڑھ جاؤ تو آسمان میں اور ہم یقین نہ کرینگے تیرا چڑھنا جب تک نہ اذنا لادے ہم پر ایک کہہا جو ہم پڑھ لیں۔ تو کہہ بجان اللہ میں کمن ہن مگر ایک آدمی بھیجا ہوا افسوس کہ باوجود اس قدر اقراروں اور شرطوں اور وعدوں کے محمد صاحب نے مجھوں سے انکار کر کے لاچار سی ظاہر کی۔ کہ میں صرف آدمی بھیجا ہوا ہوں نہ کہ کراتی یا مجرہ نما۔ تم میرے سے کیوں مجرے مانگتے ہو۔ میرے پاس مجرے نہیں ہیں۔)

(۳) سورۃ النعام

واقسم بالله جہدا یا انا انھم لئن جاتھم یتہ لیومنن بھاقل انما الایات عند اللہ وما یشرکم انھا اذا جاءک لایومنون۔ یعنی ”قسم کہائی ہے انہوں نے کہ ازلوں نے اساتہ سخت قسم اللہ کے کہ اگر کوئی مجرہ دیکھیں تو ایمان لادینگے۔ کہہ اسے محمد کہ مجرات خدا کے پاس ہیں۔ اور تم نہیں جانتے ہو اگر مجرہ ہوگا تب ہی ایمان نہ لادینگے۔“ اسے سونو! انصاف سے غور کرو کہ یہ کیسا صاف مجرہ دکھلانے سے حیلہ بنا یا گیا ہے۔ اور کافروں کا خدا کی قسم کہنا صریحاً تصدیق کرنا بھی کہ وہ ضرور ایمان لاتے۔)

(۴) سورۃ النعام میں ہے

ما عندی تستعجلون بہ ان الحکمہ الا اللہ یقض الحق وھو خیر الما صلیہن قل ان عندی ما تستعجلون بہ یقضی الا امری وینیئکم۔ یعنی کہہ اسے محمد وہ چیز ہے مجرہ جسکے لئے تم جلدی کرتے ہو نہیں میرے پاس کیونکہ حکم خدا کی طرف سے ہے اور وہی حق کو ظاہر کر دیگا۔ اور وہ سب کچھ کون سے بہتر بعد برتر ہے۔ کہہ اسے محمد وہ چیز ہے مجرہ جسے تم چاہتے ہو کہ جلد ظہور میں آجائے۔ اگر میرے پاس ہوتا تو میرا تہا را جگہ مفصل ہو جاتا۔ (یہاں سے صاف فیصلہ ہو گیا کہ حضرت کے پاس مجرے نہیں تھے بلکہ یہاں پر نہوں نے مجرہ کا صاف اقبال کیا۔)

(۵) سورۃ آل عمران

الذین قالوا ان الله محمد الينا الا نؤمن لرسول حتى ياتينا بقربان تاكله النار
قل قد جاءكم كمال من قبله بالنبی وبالذی علمتم فلم تلتزموه هم ان كنتم
مصدقين۔ وہ جرحتے ہیں کہ اللہ نے پہلو کہہ دیا ہے کہ ہم یقین نہ کریں کہی رسول کا۔
جب تک کہ اسے ہمیں ایک نیا جبریل نہ کہا جائے۔ اگر۔ تو کہہ تم میں آپ کے کئے رسول پہلے
پہلے نشانیاں دیکھ۔ اور یہ بھی جرح کرتے ہیں کہ۔ پہلے یوں قتل کیا تھے انکو اگر تم سچے ہو۔
دعویٰ کے لغوی معنی خارج کرنے کے ہیں فوس کہ خدا نے محمد صاحب کو کوئی عجزہ نہ دیا۔
ورنہ اس قدر قتل عام اور ظلم و جور کی ضرورت نہوتی خدا کا نبیوں کو محمد صاحب سے پہلے
بجائے دیکر ارسال کرنا اور لوگوں کا قتل کر دینا ایک تماشہ معلوم ہوتا ہے۔


(۶) سورۃ الفام

وان كان كبر عليك اهضهم فان استطعت ان تفتخ نفقا في الارض
اور سکتا فی السما تاتیم بانیسیر ولو شاء الله لجمعهم علی الهدی۔ اور اگر تجھ پر
بہا۔ ہی ہے اٹھا تغافل کرنا۔ تو اگر تیرے کہ وہ بڑا سچا ہے کوئی سرگنہ میں یا کوئی بڑی
آسمان میں پہلے ہی انکو ایک نشانی۔ اور اگر اللہ چاہتا ہے کہ لا اسکو لوہ پر۔ (انہیں اسکو بڑا
عجزہ دکھانے سے گھبرا کر فرار میں تلاش کرتے ہیں تاکہ ہاگ جاویں یا آسمان پر نہ لگائیں
اور پھر جاویں۔ تاکہ عجزہ کے طالبوں کے ہاتھ سے نجات پاویں۔ چہ جائیکہ عجزہ دکھلاوین
یا مومنین! یہ نہیں عجزہ حق کو منظور ہے۔ زمین بخت اور زمان دور ہے۔

(۷) سورۃ محمد میں ہے

یقول الذین کفرہ لولا انزل علیہم ایۃ من ربہ قل ان اللہ فیض من یشأ
دیہدی الیہم من اصاب کہتے ہیں منکر کیوں نہ آئے اس پر محمد صاحب پر کوئی
نشانی اسکو کہے تو کہہ اللہ کو کراہی ہو سکریا ہے اور راہ دیتا چاہی طرف اسکو جو جمع

خندف اور لاف و گداف ہے با اگر راست پر چہ تو دور از انصاف ہو۔ اور اگر سچ پر چہ تو یہ تمام چالاکیان مرزا صاحب کی حضرت بطن علیہما السلام کے واسطے ہیں نہ کوئی کرات ہے نہ خوارقِ مادات ہے نہ الہامات ہیں۔ نہ آسمانی نشانات۔ بلکہ کسی طرح کا عجوبہ دینا ہی اُنکے پاس نہیں۔

ایک دفعہ مرزا صاحب کے مکان پر فام  ننگا در بیٹھا ہوا تھا۔ اور چند عسکر آریہ صاحبان اور چند مسلمان بھی تشریف رکھتے تھے۔ مرزا صاحب کراچی سے آئے تھے اور اُنہیں گفتگو میں فرمایا۔ کہ ”جھکوزشتے دکھائی دیتے ہیں“۔ میں نے کہا کہ کیا سچ کہتے ہو؟ جواب دیا کہ ان میں نے ایک کاغذ کے پرچہ پر پنسل سے حرف آؤم کا لکھنا پڑا تھا۔ میں نے کھل دیا۔ اور پوچھا کہ براہِ مہربانی فرشتوں سے پوچھ کر بتلاؤ کہ میں نے کونسا حرف لکھا ہے ایک عہد تک کہہ رہا تھا کہ میں گن گناتے رہے بعد ازاں کہا کہ اس طرح نہیں کسی اور جگہ یہ کہہ دینے نے اپنی پاکٹ میں ڈال دیا۔ یہ پر پوچھا۔ تو ہوا تو مٹی خدائی اور قہمی اور بناوٹی فرشتوں سے پوچھتے ہیں۔ مگر کچھ نہ بتلا سکے۔ اور شرمندہ ہو کر لاجواب ہو گئے اس امر کے دماغ میں یہ آجی تھی لفظ لگاؤ ہیں۔ اور مرزا صاحب بھی البتہ صاف بخار نہ کر گئے۔

لطیفہ۔ ایک غلط قرآنی آئینہ سے اندازہ تھا مگر اکثر خواب میں اپنی آپ کو بینا دیکھا کرتا تھا۔ ایک دن اسی بینائی کی دُہن میں چرب دہتی کا سہا یا ترک کر کے پناہ میں گر پڑا۔ اسپر کسی نے کیا سچ کہا ہے۔

دیکھ عقدِ ثریا سے انگور کی سبھی ۔ اے بادہ کش۔ اسکو بھی کیا دُکھی سبھی
 نیتھی ۔ صیاد جب بیل کو دام توڑ دخت پر چھو کر تار دیکھتا ہے۔ تو ہر اُسے دانہ دکھلا کر بچاتا ہے تاکہ کسی طرح وہ نادان بیل میرے دام میں آپسے۔ اور میری روزی چلتی ہے۔ اگر بیل دانا کراؤ اسی کی نفی غیر مترتبہ کا خیال آگیا اور قید کی تکلیف نہ ہٹا بیٹھی۔ تو پر داز کر کے پھیل گئی۔ ورنہ پھر وہی آب و دانہ نفسِ نسیب ہوا یعنی بھی مال ان کا ہے

جن ہی کوئی محمدی تعلیم کی چمک سے فلسفی و لائل پر متوجہ ہوا۔ اور نہ انہ آزادی کا دیکھ کر
 بے دینے کے قابل بننا چاہا۔ توجہ اُسے ڈرنا اور دھمکانا شروع کیا۔ اور مفتوسے
 لاینبی ملنے لگے۔ یہ حال ہمارے نزدیک ہے۔ کہ جب کوئی مسلمان قرآن کے الہامی ہونے سے
 شکر معلوم ہوا تو فی الفور دام پھیلانے لگے۔ اولہام کے دعویٰ سنانے لگے۔ اس طرح پیر
 صدی میں ہم بھی کلمہ غیب ہیں۔ خدا ہماری تعریف میں ہی اتنا عربی میں ہی تین
 نازل کر رہا ہے۔ بروقت نامہ جبریل ہمارے کان میں بھی وحی پہنچتا ہے۔ ہم بھی کراتی ہیں۔
 جاپون کے پہکانے کو لال بہر جگر نہیں ہنوز فلا نے بیار آریہ کو درود وصل علی سے صحبت بخشی۔
 ہنوز فلا نے مقدمہ میں فلا نے شخص کا خدا کی نگاہ میں اس کے سفارش پٹیا پر مقدمہ جتایا
 اور ہنوز فلا نے نوٹوں کی پیشگوئی کی۔ اور اُسیر و زور ڈانٹنے سے ملے چہ خوش بود کہ برآید
 بیکس کرشمہ و دکار۔ حقیقت انکے لاینبی دعویٰ نے انکوں کے بھرون کا ہی مستیاس
 کر دیا۔ خدا مرزا صاحب کو ہدایت دیوے۔ اور انکے خبیث ایک عالم کو بچا دے۔

مُصَنَّفِ رِأْسِیْنَ لَاحِیْدِ جِلْدِ چہارم صفحہ ۳۹۷ سے
 ۲۷۴ تا ۲۸۱ کے اعتراضوں کا جواب۔

مُتَعَرِّضُ نے کامل ۳۴ صفحوں کے حاشیوں پر آریہ سماج والوں سے مخاطب ہو کر نہایت
 تعصب سے دل کیے پہنچو لے پہنچو لے میں۔ اور غالباً مخالفت کے تمام بخاریات
 نکال دیئے۔ مگر بالکل لاینبی و بلا ثبوت اہل کتاب کے۔ دیکھئے تمام دعویٰ کے بیان میں
 (جو بزم خود انہوں نے ہفت خوان کی منزل طے کی ہے)۔ کوئی شرعی وید مقدس کی
 مدح نہیں کی۔ اور اس طرح فحش و امانت آمیز اور بُرے کلمات ایسا انہیں نہ نکالے
 ہیں کہ جتنا کہ مدح کرنا نقل کفر بدتر از کفر کا حکم مکتا ہے۔ بہت لوگ اس قسم کے با مشو کو

تہذیب سے گرا ہوا بچہ مین اسٹریٹس عطائے ارباب سے اور بخشش و پیرل کر کے مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

مقتضی نے اپنی تمام کتاب میں جہان و یہودس کی نسبت کوئی اعراض لکھا ہے
وہ اپنی لیاقت سے نہیں بلکہ اس غلط پہل و بیاہادہ اور بے ترتیب اردو ترجمہ سے ہر جو
سال ستم میں دہلی ہسپتائی کی اجازت سے لالہ لکھن جی اس حدس سینٹ ٹیفر
کالج دہلی (جو شش کالج ہے) نے پروفیسر ولسن جیسا کے انگریزی ترجمہ سے اردو میں
کیا ہے جو بنام نہاد ترجمہ بد رنگ وید کے طبع ہوا ہے۔ اور پروفیسر ولسن صاحب نے
وہ ترجمہ سمیانا کے ترجمہ سے کیا ہے اب مجھے سب سے پہلے ان باتوں کا واضح کر دینا
ضروری ہوا کہ اس غلطی کی نہاد کہان سے نکلی۔

چودھویں صدی عیسوی میں جن دنوں کراچیت کی تمام آریہ دست پر
پھیلا ہوا تھا۔ جن دنوں کرسٹ دھرم و نیک کرم کی طرف بہ سبب حملات مغربی کے
لوگوں کا رجحان کم ہو گیا تھا۔ انہیں لغزین میں اہل ہندو میں ایک ایسا فرقہ قائم ہوا۔
جو گوشت خوری و شراب نوشی کو اصولات دینی سے سمجھنے لگے۔ زمانہ طوایف بازی
انکے مذہب کا ایک پہلا فرض پڑا، عیاشی و تماش میں نہشت جو روپیہ کے مقابلہ میں
دین کو کچھ خیر نہ جانتے تھے۔ انہوں نے اس مذہب میں بڑے بڑے درجہ و عہد حاصل
کے پناہ پڑے جن میں کاسنکرت میں تمام مارگ اور عوامی اصطلاح میں شاکت نام پر نہیں
دنوں میں نکلا تھا۔ سب سے اچھا مارگ اور بھی دھرم و غیرہ بہت سے اپنی نہشت انکے
پیشرو بنے۔ اور نہایت بہت سے نئی نئی اصلاحات نکال کر میدان کی طرف سر لوگوں
کو تشکی کرنا چاہا، یوں کہو کہ دام مارگ کے ثبوت کو ملے کو برہمن میں کئی طرح کی آدھین
جیٹنی پڑیں۔ اور سب اہل دین کے طعن سے بچنے کے واسطے وید کے مذہب دام مارگ سے چلنا
شرع کیا۔ چونکہ اس زمانہ میں ہائی ایک راجہ کا وزیر تھا۔ لہذا صاحب حکومت کی بھی

بہت سی نا جائز کارروائی کرائی (دیکھو ترجمہ مذکور صفحہ ۳۴ سطر ۳۷ سے ۹ تک)

ایک تو مساینا چادج کا ترجمہ خود ہی ویدک لغات اور بہمن گرنہوں سے درودہ (مخالف) ہے۔ دوسرے میکس مولر صاحب اور ولسن صاحب جہاں کے ترجمہ کو بھی

بہمنی اور بچھانے اور دوسری زبان میں اٹلانے کی لیاقت نہیں رکھتے قطع النظر آلودگی غرض یا خیال سچا کے ہی مترجم خود ہی مضامین وید کی نا فہمی و عدم تفہیت کا دیباچہ میں اقبال کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی ترجمہ کے صفحہ ۳۱۵ پر خود ڈاکٹر میکس مولر

صاحب نے پہلے اسے مروج کی ہے کہ عرصہ ۲۰ سال کے بعد جو سینے رگ وید کے مترجم اور شرمین کے جمع کرنے اور چھاپنے میں شرف کئے ہیں رگ وید کے اپنے کئے ہوئے ترجمہ کو

عوام کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ مگر تاہم ان میں سے تمام مترجم کے ترجمہ کا اقرار نہیں کرتا

کیونکہ اگر میرے پاس سائن چارج کا ترجمہ اور اس کے تعلق شرمین اخت اور صرف خود وغیرہ

کی کہ: میں موجود ہیں تو ہی رگ وید میں اکثر ایسے مترجمین کہ جن کے معنی معلوم نہیں

ہوئے۔ اس امر کا کہنا کہ جسکو میں بار بار کہہ چکا ہوں کچھ ضرورت نہیں کہ رگ وید کے ایک متر

جم کا ہی ترجمہ کرنا غیر ممکن ہے۔ تاوقتیکہ سائن چارج کا ترجمہ بہمن اُپستک۔ ٹرگت برہدنی اور

سوز وغیرہ اور بہت سے سنسکرت کے علم عروض و اصول فلسفہ اور قانون وغیرہ کی

کتابوں کو نہایت غور کے ساتھ نہ پڑھے۔ اور ڈاکٹر ولسن صاحب کا ہی قول یہ ہے

کہ سائن چارج کا ترجمہ انگریزی میں بخوبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ایک ایسی زبان نامکمل

ہے کہ جس میں فیصلہ شرح کے بہت سے لفظوں اور جملوں کا ترجمہ ہونا ہی ناممکن ہے۔ بھل

مکمل اور پ میں سنسکرت کا ایسا شوق اور اس قدر ترقی ہے کہ یقیناً پچاس برس کے اندر لوگ

میرے ترجمہ کو بالکل پھول جا دیں گے جسکی برائیوں اور غلطیوں سے جتنہ دین واقف ہوں

اور کوئی واقف نہیں ہو سکتا البتہ اپنی ترجمہ کی نسبت اس قدر دین کہہ سکتا ہوں کہ یہ ان

شخصوں کی ترقی کے کہ جو میرے بعد علم سنسکرت کے شائق ہوں اور چھانے

کیونکہ ایک چھوٹی سی سیڑھی ہو سکتی ہے۔ اس کے ذریعہ سے وہ شخص ہماری آبا و اجداد کے خیالات کو ان کی نسبت جنگی زبان ہماری زبان میں اب تک موجود ہے اور جنگی تعنیفات ہمارے واسطے اب تک محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔ بخوبی دریافت کر سکیں گے۔

اسی طرح اس ترجمہ اردو کے دیباچہ میں بھی ماسٹر چھپن اس صاحب بصفہ نمبر ۱ بکھتری ہیں۔ اس حصہ میں بعض بعض رجائیں ایسی ہی ہیں جن کے معنی بخوبی سمجھ میں نہیں آتے۔ ان کے ملاحظہ سے ناظرین یہ تصور نفرا وین کر تصور ترجمہ کا ہے بلکہ انکو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں بعض بعض خیالات ایسے ہی تھے جو اب بخوبی سمجھ میں نہیں آ سکتے

پہر صفحہ ۳ میں کہا ہے۔ اور نیز شتر وں کے مصنفوں کے نام اور دین ترا جنگی مہا میں یہ شتر میں دید میں درج نہیں ہیں۔ یہ حال بہت کچھ اور کچھ کون سے معلوم ہوتا ہے جو یہ سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتین۔

پہر صفحہ ۹ میں تحریر کرتا ہے۔ اسکا نتیجہ نکالنا کچھ دشوار نہیں ہے بلکہ اب تک ہم قطعی نتیجہ نکالنے میں اپنی رائے سمجھنے کے مستحق نہیں ہیں۔

پہر صفحہ ۱۱ میں تحریر کرتا ہے۔ بہت سے وید کے فقرے ہنوز بغیر شراح کے مدد کی کھرب میں نہیں آتے۔

پہر صفحہ ۱۲ میں تحریر کرتا ہے۔ کہ قدیم شتر اور قواعد مذہبی جمع کرنے میں اور ان کے ملحوظ رکھنے میں جو غرض ظاہر کی گئی ہے عجیب تر ہے۔ کیونکہ جبکہ رک ہم اب تک تیز کر سکتے ہیں یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان میں مذہبی اور مجلسی قوانین کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے جو بلاشبہ ویدوں کے ترتیب کے نامہ میں بخوبی مکمل ہو گئے تھے۔ شاید ہم اب تک کوئی قطعی قرار درباب مذہبی عقیدہ سے اور طریقہ رواج کے جو رگ وید میں پایا جاتا ہے۔ اور مجلسی حالت کی نسبت جہاں شتر وں کی تصنیف کے وقت تھے۔ نہیں کر سکتے۔ اور یہ ہر امر مزید چاہو۔ اگر ہم یہ

کہیں کہ رگود میں پرمنوان کے عقیدہ کی ٹہنی بڑی علامتوں کی منظوری نہیں پائی جاتی۔ جب تک ہم اسے رگود کا سوا لہ نہ کریں۔ اور بخوبی تحقیق نہ کریں۔ کہ ایسی باتوں کا رگود میں کہہ سہی ذکر نہیں ہے۔ لہذا یہ بات سمجھنی چاہئے۔ کہ ان محاملات میں ہمارے دین میں جو کچھ حال میں معلوم ہوا ہے وہ بذریعہ رگود کی اول کتاب کے ہوا ہے جو کتاب ترجمہ ہوا ہے۔ اور کوئی بات ہمو آئندہ معلوم ہو۔ اور وہ اس کے خلاف ہو تو اس سے ہماری رائے بدل سکتی ہے۔ اور اگر موافق ہو تو نہیں۔

صفحہ ۲۱ میں تحریر کرتا ہے۔ لیکن غالب یہ کہ رگود میں لفظ کیا دین کے کہہ اوز سے ہوں اور اب کوئی نہیں جانتا ہو۔

صفحہ ۲۲ میں تحریر کرتا ہے۔ اور ہم یہ بات نہیں خیال کرتے تھے۔ کہ وہ ان دیوتاؤں کے ایسے عقیدہ تھے یا کہ وہ اسے صرف ظاہری عناصر کی پرستش اور کچھ ہمارے تصور کر کے کرتے ہوں۔ سو اسے اس کے کہ یہ عقیدہ صریحاً اکتندہ کی طاقت کی نشان دہی میں گوان دیوتاؤں کی توصیفوں میں کھینچ دیا ہے لیکن ہم یہ نہیں خیال کرتے تھے کہ ان کے مصنفوں نے یہ الفاظ بالیقین نہ ہونے سے نکالے ہوں خصوصاً جبکہ ہم یہ بات دیکھتے ہیں کہ یہ پرتھوگن لوگوں کی تصنیف سے ہیں جنکی لیاقت اور غور میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا۔ اور جن کو علمی استعداد اور تفسیری اور کمال حاصل تھی۔

صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے کیونکہ اگر چہ سائنس نے جو کچھ ہم نے دین میں کہیں کی کہیں اعتراض ہو سکتا ہے۔ تاہم بلاشبہ کوئی فرنگستانی عالم ایسا ہو گا جنکی لیاقت کو پہچان سکے۔

مندرجہ بالا راپون کا نتیجہ

جب ترجمہ غور سے دین تحریر کرتا ہے کہ اس عقیدہ میں بہت سی پابائیں ہیں جن کا مطلب بخوبی معلوم نہیں ہو سکتا۔ جن چاروں کے مطلب مترجم نہیں جانتا

کیا وہ کسی طرح ممکن ہے کہ اُس مترجم کا خوشہ چین اُسکے مطلب کو جان سکے پس یقیناً معلوم ہوا کہ ویدسترون کے الفاظوں کا مطلب خود مترجم نے بہت متسامان پر بالکل نہیں سمجھا اور نہ چالوں کے تھیک منہ سمجھ سکا۔ پس اسکی خوشچینی اور اُسکی نقل نویسی اور اُسکے ترجمہ یعنی تینوں سے رہتی کی اُسیذماید ہے۔

اے ناظرین پروفیسر لسن کہتے ہیں صفحہ ۹ پر کہ ”ہم ابھی اس ترجمہ کی نسبت کئی طرح کا نتیجہ نکالنے کا ارادہ دینے کے متعلق نہیں ہیں“ جب اسکا راہنما انگریز مترجم خود ہی نتیجہ نکالنے کا متعلق نہیں اور نہ رائے دینے کا مجاز ہے تو پھر مرزا صاحب کا اُس ترجمہ شکوک پر اسے دینا کس قدر جہالت کو ثابت کر رہا ہے۔ جبکہ وہ ترجمہ خود مترجم کے خیال میں ہی اعتبار کے درجہ سے نزلوں دُور ہے۔

اے مطالعہ کرنے والو بچا کر دو کہ صفحہ ۱۱ میں مترجم نے جب خود ہی کہہ دیا کہ ”بہت سے وید کے فقرے ہنوز بجز شائع کی ہوئے کے سمجھ میں نہیں آتے“ تو پہلے نہ جرم کا بھجنا دوسرے کا غلطی کہنا تیسرے کا دھوکا سے یاد ہو کا دینے کے خیال سے اُس غلطی کو صحیح ٹھکر حق چشم پوشی کر لوگوں کو دھوکا میں ڈالنا کس قدر ایسا نڈاری ہے۔ بیشک سچ ہے کہ بہت سے فقرے وید کے بغیر فاضل سنکرت کے اتنی محض کی سمجھ میں نہیں آتے۔ اس واسطے مرزا صاحب کا اُس غلط ترجمہ پر اندھا دھند تقلید پرستی کرنا سراسر پافریز بازی اور جھلسازی ہے۔

صفحہ ۱۳ میں مترجم لوگوں کی اُن یا یوں پخت تعجب کرتا ہے کہ یہ ویدوں کے زمانہ کے برخلاف ہیں۔ ”نہی مجلسی۔ قوانین ویدوں کے زمانہ میں کامل ہو چکے تھے لیکن اُن کے ترجموں سے ہمیں وہ مطلب نہیں ملتا۔ اسی واسطے ہم بھی تاک کوئی اُتر قلعی در باب نہی عقیدے اور مجلسی قوانین کے جو وید میں ہے نہیں کر سکتے ہیں۔“ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ”یہ سراسر سبھا ہو۔ اگر ہم یہ کہیں کہ رگوید میں برہمنوں کے مذہب کے

عقیدہ کے بڑی بڑی علامتوں کی منظوری نہیں پائی جاتی جب تک کہ ہم کل میدان کو
 مطالعہ نہ کریں۔ اسے ناظرین خدا کے واسطے فرمائے کہ جس نے ترجمہ کرنے کے وقت چار دید
 پڑھی نہیں بلکہ ایک رگوید ہی نہیں پڑھا۔ یا مطالعہ نہیں کیا کیا وہ ترجمہ کرنے کی
 لیاقت کچھ بچتا ہے؟ کیا ویدی ہی خیر ہے کہ معمولی سنسکرت کی چند کتابوں کا مطالعہ کرنے
 والا اس کا ترجمہ کرے؟ ہمیں نہایت افسوس ہے کہ لوگوں کی عقل پر جو اس کو سنسکرت کا
 پروفیسر یا کوئی اور خطاب دیوں اور اس کے فوضی ترجمہ کو اس سنسکرت سے انگریزی اور انگریزی
 سے اردو میں کیا گیا ہے، قابلِ قدر جانیں جو بالکل غلط اور نامکمل اور غیر قابلِ اعتبار ہے۔ بلکہ
 وہ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ ”ہم کو کوئی بات آئندہ معلوم ہو ورنہ اس کے خلاف ہے۔“
 تو ہماری اسے بدل سکتی ہے۔ اب تو اس کے کل ترجموں کی علامتیں طور پر دید ہو گئی ہیں اور
 تمام دنیا میں نوٹس دیئے گئے ہیں جس سے غالباً پروفیسر کی نسبت بھی بدل
 گئی ہوگی۔ علاوہ برائن کی اسے بدلوانے کے واسطے ہمیں انگلنڈ سے خط و کتابت
 کرنی پڑتی ہے جو آج کل سماج لندن کے سرکاری کا دفتر ہے۔ مگر مرزا صاحب اگر
 حق پسند ہیں تو ان کے واسطے ہمیں قادیان سے اسے بدلوانی آسان ہو کسی طرح دشمن نہیں
 سب سے زیادہ ٹمگے یہ ہے کہ وہ سنسکرت سے محض نا آشنا ہیں اگرچہ اس حالت میں ان کی
 اسے کی پہلے ہی کچھ وقت نہیں۔ مگر یہ بھی خدا کرے کہ اس غلط نامہ ادبی کی پیروی سے
 مرزا صاحب اپنی غلط و بدگمانی کو واپس لے لیوں اور راہِ رست پر آویں۔

صفحہ ۱ میں لکھا ہے کہ غالب یہ ہم کو دید میں لفظ کیا دیں گے کچھ اور جنی ہوں اور وہ
 اب کوئی نہ جانتا ہو۔ خوب بب وید کے کسی لفظ کے معنی اور ہمیں جو کوئی اب نہ جانتا ہو۔
 تو لغات اور نزوکت اور ہمیں گرنتھ کس کام کے ہیں۔ وید میں ایسا لفظ کوئی نہیں جس کے
 معنی کتب قدیم سے دریافت نہ ہو تو جنی ہوں وجہ بڑی بہاری یہ ہے کہ وید میں بھل
 غیر معنی لفظ کوئی نہیں۔ فاضلان لغات وید نے نہایت ٹمگے کی اس خدمت کو نہ انجام

کیا ہے۔ مگر بغیر لیاقت اور لغات وغیرہ دیکھنے کے حاصل ہونا محال ہے۔ ہاں اگر یہ خیال ہے کہ جس بات کو مترجم نہ سمجھتے اس کے معنی کون جانتا ہو گا۔ بیشک یہ صرف دعویٰ توہر مگر اس سے کوئی ایسا اتفاق راستہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ ناواقعی کا ایک ثبوت ہے۔

صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے۔ "لیکن ہم یہ نہیں خیال کر سکتے کہ ان کے مصنفوں نے یہ الفاظ بالیقین مودہ سے نکالے ہوں۔" حضرت جب انہوں نے بالیقین مودہ سے نہیں نکالے ہیں تو آپ کا ترجمہ کرنا اور مرزا غلام احمد صاحب کا اسے دیکر اور لوگوں کو واقفوں کو دہکا دینا کس قدر اذویا کا نشان ہے۔

صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے کہ "سیانا چارج نے جو سنہ لکھے ہیں انہیں کہیں اعتراض ہو سکتا ہے۔ تاہم بلاشبہ کوئی فرنگستانی عالم ایسا ہو گا جو اسکی لیاقت کو پہنچ سکے" جب سیانا کے سنے پر مترجم خود اعتراض ہے تو مترجم کے معنوں پر نقد اعتراض کی گنجائش ہے۔ اس حالت میں سر جی غلطی نہیں تو کیا ہے۔ اگر ہم یا کوئی اور حق پسند آدمی ان پر اعتبار دہرہ کرے۔ جب سیانا کے ترجمہ پر بہت اعتراض ہیں تو ان فرنگستانی عالمان کے ترجمہ میں دجینس کوئی بھی اسکی لیاقت کو نہیں پہنچ سکتا ہے کہ نقد اعتراض و فساد کے ہونے کا یقین ہے۔ اس واسطے سیانا کے ترجمہ کے غلط ہونے سے فرنگستانی عالمان کا ترجمہ جو اسے خود بھی غلط سمجھتے ہیں غلط ہو گیا۔ اور ان ترجموں سے ماٹر لھجین فاسد کا ترجمہ کر لفظ ہو کر مرزا غلام احمد کے اعتراض جو بنا فاسد پر تنید فاسد و متغی فاسد و تعمیر فاسد کا حکم رکھتے ہیں وہ کیسے قابل اعتبار نہیں اور نہ وقار کے لائق ہیں اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا۔ جو بفضلہ کامل طور پر ادا ہوا۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۳۹۹ تا ۴۰۱ نمبر کا حاشیہ نمبر ۳

رگ دیدہ استہا شک تولکت کی پیش رفتی جس میں یہ لکھا ہے۔ اے اللہ

دو تار پر اپنا بجر چلا اور اسے ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر جیسے بوڑھا گالی کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ ایک تو یہہ تشبیہ غیر موزون ہے۔ اور ایک بزرگ کو بوڑھے تشبیہ دینا گویا اسکی جھوٹیلج کرنا ہے جو درجہ بلوغت اور شائستگی کا نام ہے بعید اور ایک طرح کی بے ادبی ہے۔ وغیرہ

جواب

مار بکھارنے معترض کی صداقت کا متلاشی ہو کر کل اشک اول کا شکستہ پڑتا کیا مگر بات کا کہیں نام و نشان نہ پایا۔ نہیں معلوم کہ حضرت کو یہ بات کہاں سے سوجھی لیکن ساتھ ہی جب دہلی والا ترجمہ اردو ملاحظہ کیا گیا تو اہامی کی لیاقت ظاہر ہو گئی ناظرین بیشک کس ترجمہ سے جسکی بات ہم پہلے کہہ چکے ہیں مزاجی کو بڑا دھوکا ہوا۔ اسی نمبر ۱ کی نسبت جسکی مرزا صاحب نے نقل کی ہے۔ شارح حاشیہ پر نمبر ۱ کا تہا ہے پر نگاہ کر تحریر کرتا ہے۔ "وید کی رچا میں صرف اسقدر عبارت ہے دو تار کے عضو گوشت کا نہ بعد ابدال کر دلو (باقی عبارت شارح اپنی طرف سے زیادہ کرتا ہے) جیسو دنیا دار آدمی گوشت کا ٹٹنے والے حیوانوں کے اعضا الگ الگ کرتے ہیں یہ بیان وجہ الملاحظہ ہے۔ گو یہ بات بخوبی عیان نہ ہو کہ شارح جو لفظ لکھتا ہے بٹنے کو کاٹنے والے یا تارٹنے والے اسکی کیا معنی ہیں شاید یہ لفظ ذکر تیرا ہو جسکے معنی گوشت بیچنے والوں یا قصابوں کے ہیں کچہری ہو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ لکھو گوشت کاٹنی ہے زمانہ سلف کے ہندو مت شفر نہ تھے۔"

مفسر نے جگہ جتنا نہ ہر گلا ہے اور جتنا جھڑکھا ہے وہ احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔ اور اسی طرح عقل کے اندہ ہے مرزا صاحب نے اسکی تقلید کی اپنی عقل کو ذرا بھی دخل نہ دیا۔ کہ آیا یہ ثابت کہ قدر بنا دی اور غلط ہے۔ غرضیکہ حق باطل کی تمیز کے واسطے ہم اصل متن و تیر وید کا معہ ہٹیک ترجمہ کے بخور کرتے ہیں۔ تاکہ معترض کی اور غلطیوں کی بھی اسی سے اہلیت دفع ہو جاوے اور آئندہ اُنکے دھوکا مین کوئی نہ آوے۔

अस्मा इदं प्र भरात् न जानोह्यत्र य वज्रमी

प्रातः किये था: गोर्न पर्व विरदाति रम्भे छात्र
 तां स्पयं चरथे । ३२. ३४. १. ३५. ४३. ५२. ५३

اس ٹکٹ ۶۱ کے کل ۱۶ منتر میں - اور یہ تمام ٹکٹ متعلق راج دھرم اور شستر و دیاکے ہے - یہ بارہواں منتر بھی بھجائی کے متعلق ہے -

ہے سپادیکش (کے دما) کتے گنوں کو دارن کر نیلے (ایشانہ) ایشج مکت
(تو لو جانا) شیکہ کرنے اسے آپ جیسے سوچ (پام) جلون کے سبندہ (اڈ انسو)
جلون کے پرواہون کو (چرو دہنی) بہانے کے رتہ (ور ترائی) بادل کو اسلے ورتا ہے
ویسے (اسی) اس شتر کو اسلے (ترچہ بجرم) نہری گتی والی شتر کو (پر بہر) اچھے پکار
دارن کر۔

رگھون) باثریوں کے وہاگ کے مانند (درو) اسکے حصہ جدا کر نیکو راگھین) چھپا کر تاہوا (درو) ایسے ہی (درو) ایک پرکار بن گئے۔

تشیع

اس خرمین پر مشن نے بہادری کے واسطے عمدہ ہائیتیں اپدیش کی ہیں۔
(۱) بہادری گنوان اور ایسیج والا اور تیجہ جوی ہو۔ (۲) شستہ دیا سے بھی
اچھی طرح جاہر ہو اور موقع استعمال سے من و عن اکاہ ہو۔ (۳) شیش ناز جو اینک
پکڑ کے معاملات سلطنت میں ہوتے ہیں اُن سے بھی واقف نہا بہادری کی واسطے
ایک فرض اعلیٰ ہے (۴) خالون کو کیفر کردار کی جلدی نہرونا غفلت نہ کرنا اور امن و
امان کے قائم کرنے پر مستعد رہنا جو سلطنت کا اصل فائدہ ہے (۵) جیسے سوج کی کرنیں
جلون کے سبندہ سے بادش کی پرواہ کو روان کرنے کے واسطے بادل سے دھڑکیا
۱۶ جیسے باتریوں کے دہاگ کو مختلف استہانوں میں اُن کے چمن میں کرنے کی اچھا

کرتے ہیں (۱) ویسے ہی شسترون کے مقابل میں باقاعدہ فوج کو مدد شسترون ہوسلح
کے نشیب و فراز سرودیدان سے آگاہی حاصل کر کے کامیابی کرے۔

خلاصہ

ہے سہا پتی جیسے معاملات و دیامین پر ان دایہ سے تا کوئی استہان میں زبان کا
تاشن کر میں ہیں اکثر یادوں کے دہانگ کو تے ہو ویسے شسترون کے بل کو اپنی سنیا
کی باقاعدہ لڑائی سے چن چن ہیں کند۔

بیمارک

جبکہ بقول اللہ صاب کے وید میں حرفت یہی عبارت ہے کہ "در ترا کے عضو گو کی
مانند جدا جدا کر ڈالو۔" در ترا میگہ یعنی بدل کو کہتے ہیں اور گونا گونا گویا کلبے یعنی بول
کے عضو کو باثری کی مانند جدا جدا کر ڈالو انسانوں کہ لوگ بغیر کسی قسم کی لیاقت کے
بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں متعدد ہر جا میں شاع لکھتا ہے کہ دکاتیا کاٹنے والے
کو کہتے ہیں ہم جہاں تک وید مقدس کی اس شرتی کے حرفت حرف پر نگاہ دوڑاتے ہیں
دکاتیا لفظ باکل نہیں ملتا جس سے دکن صاحب اور تیانہ نقاسی اور گوشت کاٹنے
والے کے سنے نکالتے ہیں۔ اور ہمارے الہامی دوست بنض ابینی وکدوت رحانی
سے توڑ کے معنی نکاتے ہیں۔ جب یہ لفظ ہی اس منتر میں نہیں ہے۔ پس اعتراض بھی محض
جوہدہ ادبے بنیاد ہو گیا۔ ہم بیان پر دکن صاحب اور مرزا صاحب یا کسی اور ان کے
ہوا خواہ بلکہ الہام لانے والے کو بھی چیلنج کرتے ہیں کہ وہ یا تو وید مقدس کی اس شرتی
سے جو منہ اور پر مچ کی ہے دکاتیا لفظ نکال کر بتلا دین اور قصائی یا بوٹھنے کی تصدیق
کرا دیں۔ ورنہ اس غوغاری اور بدکاری کا علاج نہ کر اسکی تکذیب چھو کر شائع فرما دیں۔
اور آئندہ ان ادبائے دعوتوں سے باز آویں۔ ہم دوبارہ پھر اس بات کو دہراتے ہیں
اور ناظرین کو حبتلاتے ہیں کہ اسکا ثبوت و جواب کوئی ہی کسی طرح ہمارے ہر ایک نہیں دیکھ سکتا

مجھ کو نہ نستی سے ہستی کسی طرح نہیں ہو سکتی اسی طرح جو دیدن میں نہیں ہو سکا اُن سے
لگانا بھی محال بلکہ ممکن ہے۔ مزارِ صاحب کے تمام غلط و عادی اور ترجمہ شدہ و مکتوبت
یہ باریِ مفسرِ تمامِ ثبوت ہے جو اُنکے لیے ہی تمام کو جس کے ہوائے اساس کی کشیاں
کرنے کے واسطے ہل من معارض کی انتہا ہے۔

براہین صفحہ ۴۰۳ حاشیہ ۳

قولہ ایک جگہ بھی مؤثر کہہ کر دیدنے بیان نہیں کیا کہ مخلوق پرستی سے باءِ ماوے۔
اُگ وغیرہ کی پوجا سے کہ وہ بجز خدا کے اور کسی سے مراد ہیں نہ مانگو۔

اقول۔ گزشتہ بند روزِ شنبہ چشمِ مشرقِ آفتابِ راجگن۔ مزارِ صاحب
آئے اور ان پورتر شریوں کو اُنکے کہیں کہیں کر مطاع فرمائے۔ دیدِ مقدس مخلوق پرستی کی
بڑی سخت تردید کر رہے ہیں۔

नत्वाऽश्वोदियोनया (۱) یہ منتر سوامی دیکھا ہے
शिवोनजानोनजनिषते अथायनोमच
वसिन्द्रवाजिनोगयंनत्वाहवामहे। सा
३-प्रथ-प्र० १ अ० १ सं० ११ ।

ہے۔ ویشو ج کے ایک سب کے جیون بول پر اتنا آپ صبا دیو لوگ یا پرتھی میں اتھن
کالون میں) نہ کوئی پیدا ہوا۔ اور نہ ہو گا۔ اور وہ ہے۔ آپ تمام جنیوں کی زمینش جو
پوتر ہو۔ ہم کو شے وغیرہ تمناش اور شیش کے سلمان بل کے بڑانے والے۔ اُنکے اور
شریک کلیمان اور ضروریات کی خواہش کہیں والے آپ ہی کی شرن میں آئے ہیں اگر
سوا ہندو اُنکے کوئی نہیں۔

(۲) یہ بزرگ دید کا منتر ہے यथात्मना बलदा यथा

**विश्व उपासते प्रशिष्य यस्य देवाः यस्य वा
यामते यस्य मसुः कस्य देवाय हवि
षाविधेम । अ० अ० ८ अ० १ व० ३ मं० २**

جو جگہ شیو اپنی کرپا ہے ہی اپنے تئیں تاکا و گمان دینے والا ہے۔ جو سب دنیا اور سب سکھوں کی پڑتی کا میتو ہے۔ جسکی اوپا شناسب و دوان لوگ کرتے آئے ہیں اور جسکی انوشا بن کو سب اور تم لوگ کرتے ہیں۔ جبکہ اکثر کرنا ہی ہو گمش ہو کہ کا کارن ہیں۔ اور جس پر غفلت میں بہا ہی جنم مرن روپ دو کو ہون گ دینے والا ہے۔ جسکی آگیا کا پالن ہی سب سکھوں کا مول ہے۔ جو سب سند کا پتی ہے۔ اسی پر شیو کی ہم اپنا سنا کرین۔

**अन्यनामः प्रविशन्ति येः सै
भूति सपासते ततो भय इव ते तमो य उ
संभवाः इनाः यजर्वेद । अ० ४ मं० ५**

(۳) یہم بھروید کا متر ہے
جو (اسنہوتی) اپنے پر کرتی کی برہم کے استہان میں اوپا شناس کرتے ہیں اور اندر ہمارے تحت آگیاں اور دو کہہ سا گرین ڈوبتی ہیں۔ اور جو سنبھوتی اپنے پر تہوی آدمی کو دن اوپا شناس اور دفت اور انسان وغیرہ کی شیرو دن کی اوپا شناس برہم کے استہان میں کرتے ہیں وہ اسے اس اندھکار سے بھی زیادہ دو کہ میں پڑتے ہیں۔

**मया दस्यात्रिस्तपति भयानपति
सस्यः भयादिन्द्रस्य वायुस्य मस्य र्पावति प
ञ्चमः । य० क० अ० २ व० ८ मं० ३**

(۴) ایضاً
پرانا تک رہو بیت کے جلال ہے ہی توحج چمکتا ہے اور اسی کے فیضان سے اگنی جلاتی ہے۔ اسی کی برکت سے آلو چلتی ہے اور انگی ہی کپا سے بدش ترقی وغیرہ اپنے کام کرتے ہیں۔ مریو دینے کا ل انکے کامل گمان اور ارشاد سے تمام جگت کی نمانین مصوف ہے

(۵) یہ بھی بخیر وید کا منتر ہے **तदेजनि तन्नैजनि तद्वरे तदन्निके तदन्नस्य सर्वस्य तद्व सर्वस्यास्य वासतः । यजु० अ० ४० मं० ५ ।**

پریشورب جگت کو تیار لوگ اپنی اپنی پال پر چلا رہے مگر آپ نہیں چلتا ایک رس سرب بیابک ہے اور ہم سو وہ بہت دور اور دہرم سے بہت ہی قریب ہی (یعنی اور ہم سے اُسکا جانا ناممکن ہے اور دہرم سے اُسکی پر اپنی کسم ہے) وہ سب کا انتیر یا می یعنی ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے۔ اُسی کے جاننے سے کلیان ہوتی ہے دُکھی اور سے۔ وغیرہ صدہا منتر ویدوں میں پراشاک کی وحدانیت کے موجود ہیں۔

اب مرزا صاحب خود ہی انصاف فرما دیں کہ ویدوں نے مخلوق پرستی سے کس قدر ممانعت کی ہے۔ تمام ویدہاے مقدس میں کسی فانی یا مخلوق جنہ کی عبادت یا پرستش کا حکم نہیں ہے سوا اودوتی پریشور کے۔ اور نہ کوئی آریہ کسی قسم کی مخلوق پرستی کرتا ہے۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۲۰۴ تا ۲۲۲ تک حاشیہ پر حاشیہ

(معرض نے ۸ درتوں کے حاشیہ نمبر ۳ میں اُسی غلط ترجمہ اردو دہلی والہ اسی جگہ کا محض حال پہلے بیان کر ائے ہیں) الگنی۔ سرج۔ چاند۔ مٹر۔ ورن۔ آند۔ ویر کو آریوں کا پریشور جاکر یاد تو اگر داکر اعتراض کے ہیں کہ یہ مخلوق پرستی ہے اس قدر شرتوں ہی جکا ایک نیزہ کھان بیان لکھ کر کئی صفحہ بنے سیاہ کھوہیں۔ کیا کچھ خدا کا بھی تہمتا ہے۔

جواب باصواب

معرض نے اپنی تمام کتاب میں ہر جگہ بلا دلیل زبان درازی کی ہے۔ اور کہیں بھی ٹھیک حوالہ دیتے نہیں بتلایا اُسکو واجب تھا کہ آدل دینٹر لکھتا۔ بعدہ اُسکا ترجمہ کرتا اور محض حوالہ

دیتا۔ تاکہ انکی زبان درازی کی بابت معلوم ہوتی۔ اور اگر یہ بیلیات نہیں تھی اور نہ ہے تو عبث خاموشی کی۔ مگر خیال کیا ہوگا۔ کہ ان دنوں جو آفتاب ویدانظر من الافق ہو کر تمام نیار پر روشنی پھیلا رہی۔ اور ہر جگہ آریہ سماجین ہوتی جاتی ہیں۔ جہاں پر اہل اسلام بنا کر کھڑے ہوئے چند ہو کر پشت دکھا دکھا باحشہ سے بھاگ رہے ہیں۔ مرزا صاحب نے ایسے وقت میں مجبوراً ضروری جانا۔ اور قرضداری نے بھی ضروریات کا مونہ نہ کہا نا شروع کیا۔ ایسے موقع پر قرآنی خدا کو اپنے تلواری دین کے بچاؤ کی فرشتوں سے مشورت کرنی پڑی اور اسی حالت میں مرزا نے سوچا کہ ہم بھی کچھ ہاتھ پاؤں ملا دیں۔ اور گپیات و اسیات و کثریات بے نیاز اثبات کو گہرے میٹھے مٹا دی کر دیں۔ تاکہ مشہور ہووے یا رول میں ہم بھی ہیں یا نچوین سواروں میں۔ امام مناظرہ۔ مجدد وقت۔ ہم کلام تابی۔ سیح ثانی۔ تحلیوں کی زبان پر ہمارا نام بھی ورد ہو جائے اور میٹھے میٹھے ایسے داؤ بچ میں عقل کے اندھوں اور غرض مندوں سے کچھ روپیہ بھی ہاتھ میں آئے۔ بقول

چہ خوش بود کہ بر اید میک کر شہ دو کار

کیے حمایت قوم و مگر حصول معاش

قد مقدس میں کسی مخلوق یا مخلوق کی پرستش قلعی نہیں ہے۔ اور کسی صنوعی یا اختراعی چیز کی پوجا و سجدہ ہے۔ بلکہ صاف و انکشاف طور پر معقولیت و کمالیت کے ساتھ ان کی پرستش کی ممانعت موجود ہے۔ مگر کیا کیا جاوے انکد و الیکو آدمی مکمل کرتا ہے اور کانٹالے کو سنوا سکتا ہے۔ جسکے دونوں نہیں وہ معذور ہے۔

تو اتم آگہ نیادرم لہر دن کے سوراچکنم کو خود برج و راست

بیرتا ہی اسے جو کہیں بد بخت کو از شقت آن جز برگ نتوان ست

ہاں بوا غلامی و آگہ اور دو کانٹالے تو کوڑوں آدمی موجود ہیں مگر ان میں بہت سے ایسے ہیں جنکی آنکھیں تبصرت نے اندھی کہیں اور جو کانٹا چھری کی گرمی سے بہرے

ہو گئے اس طرح ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ وہی حال مرزا صاحب کا ہے۔ سنکرت و قریا کیا بلکہ انکی حرف شناسی سے بھی محض اتنی ہیں۔ دید مقدس کی آجتک پر مشورہ جاتا ہے شکل بھی نہیں دیکھی۔ آریہ سماج کی کتابیں مطالعہ کرنے سے تنصبا نفرت ہو کسی آریہ کی ملاقات کرنے اور اسکا اپدیش سننے سے وہ بالکل محروم ہیں۔ پس ایسی حالت میں ہر ایک بدی جان کتاب کو انکے خیالی اعتراضات کے قدر و رجاہ اعتبار سے گرے ہوئے ہیں۔ اگر وہ کسی واقف کا ممبر آریہ سماج سے ایک گھنٹہ بھی گفتگو کرتے۔ تو ان کے تمام سوالات باطلہ و توہیات عاقلہ کی سخت و دور ہو جاتے مگر یہ بھی انہوں نے نہیں کیا اسوہ طریب محروم ہنس سنکرت اور پتک دید کے مرزا صاحب اندھی ہیں اور کسی آریہ کے اپدیش سننے یا حالات معلوم ہونے سے مرزا صاحب پہری ہیں ورنہ ایسے شدہ اور پور تو وہم و عقاید کی نسبت ایسے تشکی اور پلید خیال دل سے نہ نکالتے جناب مرزا صاحب دید مقدس میں آگ دہوا و پانی و خاک و معدنیات وغیرہ سے اوپکار لینا تو ضروری لکھا ہے۔ جس سے حوائج انسانی کا رفع کرنا۔ اور کلاؤں کی محنت و صنعت وغیرہ کی ایجادات کو محل میں لانا مراد آگراں فانی اور فیہرہدک چنیرون کو پر مشورہ ماننے کی کہیں بھی آگیا نہیں ہے۔ الفاظ تسبیح چاند آگ پانی دہرتی مہتر اقلہ۔ جاسو ماسون وغیرہ جنکو دید نے ہزاروں جگہ غلط شدہ بیان کیا ہے اپنے مترض بھی مثل جاہل مسلمانوں کے اعتراض کر کے فخر حاصل کرتا ہے۔ مگر آنا کہ صاحب پاکت از محاسبت چہ باک۔ ہکو آپ کے اعتراضات سے کسی طرح کا خوف نہیں ہے اگر ظہر ہو تو توار کے دینداروں کو جبکہ قرآن میں ہر پہو پہی اعتراضات موجود ہیں حکو ہم آگے اسی کتاب میں شرح لکھیں گے اور اپنی دعاوی کی آیات قرآنی و شہادت و دیگر آئی طرح فکر افضلی کرنا بار اخیال نہیں۔ اور نہ فرضی اور غیر مسلمہ باتوں پر قیل و قال۔ جس بات کا دید مخالف ہر آپ آیت کی اس سے شہادت دلتے ہیں۔ اور ثبوت کی اصطلاح دہانی مدیون ہو کر چلاتی ہیں۔ اگر کوشش کنی تا مشرے جان۔ نیالی دین جن ہرگز نشائے

ان اپنے موقع پر اگنی وغیرہ نام پر پیشور کے بھی ہیں جبکی تشریح دیکر کتب نجات میں مفصل موجود ہے۔ بلکہ خود وید مقدس میں اسکا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تاکر بت پرستی یا آفتاب پرستی یا آتش پرستی وغیرہ کی طرف انسانوں کو رجحان نہ ہو۔ اور سوامی سچا نند کے کیسے اپنا معبود بن جائیں جس سے ہر ایک طالب حق کے لئے تحقیق ہو جائے اور کسی طور کا شک نہ آئے پائے۔

علی الخصوص بشرمان سوامی جیو مھاراج نے ان باتوں کی اس قدر عمدہ طور سے چہان بین کر دی ہے کہ اب ادنی سے ادنی سنسکرت ان بھی انصافانہ طور پر دیکھنے سے تسلی پاب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ان ہون لینے پڑھانے کو دور کرنے کے واسطے سوامی جی نے ایک پستک علیحدہ بھرائتی نوارن نام بنایا ہے جسے ایک گمراہ عالم کو راہ راست دکھایا ہو چنانچہ چند منتر بیان ہی نہ ہا تا پیش کرتا ہوں تاکہ حق باطل کا کامل اظہار ہو دے۔

इन्द्रमितंवरुणामग्निमाह रथोदियससय।

ए० गरुत्मान एकं सद्विप्रा बहुधा वदन्मग्निं

ममातरिषानमाहः। ३०. ३१. ३२. ३३. ३४. ३५. ३६. ३७. ३८. ३९. ४०. ४१. ४२. ४३. ४४. ४५. ४६. ४७. ४८. ४९. ५०. ५१. ५२. ५३. ५४. ५५. ५६. ५७. ५८. ५९. ६०. ६१. ६२. ६३. ६४. ६५. ६६. ६७. ६८. ६९. ७०. ७१. ७२. ७३. ७४. ७५. ७६. ७७. ७८. ७९. ८०. ८१. ८२. ८३. ८४. ८५. ८६. ८७. ८८. ८९. ९०. ९१. ९२. ९३. ९४. ९५. ९६. ९७. ९८. ९९. १००.

جو ایک ادوتی (لاشریک) است برہم ہے اسی کے اندر۔ منتر ورن۔ اگنی۔ ودیا۔
سپنا۔ گورو تان۔ اتر شوا۔ تیم نام بھی ہیں۔

منو جیو بھی ادویار ۱۲ کے شلوک ۱۲۳ میں کہتے ہیں۔

एतमेतेवदन्मग्निमनुमेकेप्रजापति इन्द्रमे

केऽपरेप्राणमपरेब्रह्मकाशतम्। म. ३. १. २. ३. ४. ५. ६. ७. ८. ९. १०. ११. १२. १३. १४. १५. १६. १७. १८. १९. २०. २१. २२. २३. २४. २५. २६. २७. २८. २९. ३०. ३१. ३२. ३३. ३४. ३५. ३६. ३७. ३८. ३९. ४०. ४१. ४२. ४३. ४४. ४५. ४६. ४७. ४८. ४९. ५०. ५१. ५२. ५३. ५४. ५५. ५६. ५७. ५८. ५९. ६०. ६१. ६२. ६३. ६४. ६५. ६६. ६७. ६८. ६९. ७०. ७१. ७२. ७३. ७४. ७५. ७६. ७७. ७८. ७९. ८०. ८१. ८२. ८३. ८४. ८५. ८६. ८७. ८८. ८९. ९०. ९१. ९२. ९३. ९४. ९५. ९६. ९७. ९८. ९९. १००.

جو ب ک پراتما ہی۔ اسی کے اگنی۔ منو۔ اندر۔ پرائر۔ پرجا پتی۔ برہم بھی نام ہیں۔

اور اسی طرح بھروید وسام وید واتھروید سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اگنی وغیرہ نام بعضی جگہوں پر ایشور کے بھی ہیں مگر یہ ہوتاک اگنی اور سورج وغیرہ ایشور نہیں ہیں۔ بلکہ اسکی مخلوق ہیں۔

اگنی لفظ جو گ وید میں اکثر جگہ آیا ہے اس سے کم فہم اور کم علم آدمیوں کو مخاطب ہوتا ہے۔ اول تو خود ان لوگوں کو اتنا مادہ کہاں؟ کہ اس لفظ کے اصلی اور حقیقی معانی کو پورا پورا دریافت کر سکیں۔ اگرچہ گ وید کے منتر اور منوسمتری کے قول سے بھی ثابت کیا گیا ہے کہ اگنی وغیرہ پر مشورہ کے نام ہیں جس سے غالب یقین ہو کہ کسی حق پسند کو کلام نہیں ہے کہ وہ لوگ کہ جنکی شہرتیں کو زمانہ موجود کے شعاع شمس العلم نے ایسا خیرہ کر دیا ہے کہ جہالت کے تاریک گوشہ کو اپنا ما من خیال کرتے ہیں انہیں حق کے قبول کرنے میں شرم معلوم ہوتی ہے اگر کبھی طوعاً و کرہاً سر اٹھاتے ہیں تو برقعہ تعصب چہرہ حق پسندی پر ڈال لیتے ہیں بہر فراموشی کہ وہ شاہد مراد جو نصف النہار انصاف میں عقل حق میں کے آئینہ حقیقت سے نظر آسکتا ہے۔ وہ انکے دل میں یا نگہوں میں کیسے جلوہ گر ہو ہم ناظرین کی خدمت میں لفظ اگنی کے معنی بطور التماس پیش کرتے ہیں کہ عنان انصاف کو اتار دے

نہیں! نتیجہ تک استخراج فرادوں
अच्युतगति एजंनयोः अच्यते
यते सक्रियते वा वेदादिभिः सत्यं शास्त्रे विहितं

اس مآثر سے اگنی لفظ مانور ہے اور وید آؤک ست شاسترون کے معنی وود ان لوگ جسکا ستکار کرتے ہیں۔ اور گیان سروپ اور سرب بیاک ہے وہ اگنی ہے اس کے علاوہ شت پتہ برہمن کے مندرجہ ذیل واگون سے سپہ بات اور بھی زیادہ صاف ہو جاتی ہے کہ اگنی کا اتہ ایشوہ کرنا کسی طرح کی تاویل نہیں ہے بلکہ واقعی ہے اور پھر تمام شیون نے ایسا ہی مانا ہے اور وید آوی ست شاسترون میں ایسا ہی ارشاد ہے جو بالکل ٹھیک اور نہایت درست اور صرف خواہشات کے مطابق اور ہر طرح مستعمل ہے اسکو زیادہ واضح

کر نیچے واسطی ہلم اصلی واگون کو
ब्रह्माग्निः। श० १-४-२-११
आत्मावा अग्निः श० १-२-३-२
अयं वा अग्निः प्रजापतिप्रजापतिश्च। श० १-१-२

تحقیقِ برہم اتنا پہنچاتی اور نگاہِ اگنی لفظ کے معانی و مفہوم میں داخل ہیں البعض مندرجہ صدر جوالون سے یہ امر بخوبی ثابت ہو کر اگنی لفظ کثیر المعانی ہے اور اس کے بہت سے معانی میں بخیر مشورہ اتنا پہنچاتی کے بہتوں کے لئے آتش ہے۔ اگر اس قسم کے ثبوت موجود نہ ہو اور دید مقصود میں خود ہی اس کا اطلاق تصفیہ نہ ہوتا۔ اور شریعتانِ ملین اور قلعہ النظر اس کے محض اصولِ علم معانی بیانِ اندر نظر لکھ کر اگنی شبد کا مفہوم پر مانتا بیان کیا جاتا۔ تو بیشک کوئی اشتہاد معترض نہ ہوتا۔ عموماً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنی میزانِ واقفیت میں دوسروں کے معلومات کو تولتا ہے۔ اور خواص حیوانیہ کے قلب سے اس کو یہی منظور ہوتا ہے کہ میرا ہی تہذیب و ذہنی ہے۔ ایسے مہاتما بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ کہ خواص حیوانیہ کو مغلوب کر بات کو صداقت یا اصلیت سے نیا، اکی کوئی پر جاننے اور ٹھیک اور درست نکلنے پر (گو اس کے پہلے خیال کے کتنا ہی یا بالکل خلاف ہو) بخوشی خاطر قبول کر لیتے ہیں۔ مرزا جی آفتاب خاک اوڑانے سے نہیں چپتا۔ اور مہتاب شبِ تار بک میں بھی چمکتا ہے۔ اس طرح تاویلات اور توجہات اور اعتراضات کی صلی معانی معنی نہیں رہ سکتے۔ چونکہ زر کا لعل حد تک امتحان ہو زیادہ پایہ اعتبار کو پہنچتی ہو اس لئے اگنی دوزخ لفظوں کی بابت ہنر اور پر شرح لکھ دیا۔ آتش کے بہت ناموں میں سے تقریباً ایک سو کا ارتھ واضح طور پر مستحضر تھا۔ پر کاوش میں موجود ہو جو بالکل مبالغہ کرنے سے گرا کر کے مطالباتِ سنکرت دہا شاد و دون میں بوج ہو۔ جس سے کسی تہذیبی ان کو ذرہ اعتراض بھی نہیں ہو سکتا۔ ان مندرجہ زمرہوں کے ترجمہ دیکھنے سے ہر ایک حق پسند صداقت کی داد دے سکتا ہے اور اگر آتش پرستی ہوں ٹیک کا کرنا ہے۔ تو یہ محض انصاف اور عدلیت اور فلاسفی کے کھٹے پر چھری بونہا ہے۔ پڑانے نبیوں کا آگ کو جلا کر بادشہ کا کرنا۔ قربانی کا جلانا۔ اور خدا کا خوشنود ہونا (جو توحید اور نبیوں کے صحیفوں میں درج ہے) اور براق پر چڑھ کر آسمانوں کی سیر کو جانا۔ گنہگاروں۔ قاتلوں۔ سفاکوں ڈاکوؤں

کا صرف شفاعت سے بخشا جانا (جو قرآن اور تفسیر میں ہے) تو مزا صاحب ضرور مانتے ہیں۔ اور انکا ایمان باعث نجات جانتے ہیں۔ مگر ہون سے بارش اور صحت کا ہونا معلوم دکھائی پڑتا ہے اور اسکو بزعم اہل مغلوق پرستی گمان کیا جاتا ہے۔ بڑی مہاری وجہ اس تعصب اور حق پوشی کی یہ ہے کہ وہ باتیں پشتہا پشت سے ملتے چلتے آتے ہیں اور خصوصاً قرآن میں ہیں۔ پس انکار کرنے سے دنیا کے لعن و طعن کا اندیشہ ہے۔ خیر کچھ پوچھ سارہ میں ہتھوڑا استخراج کرنا مناسب جانتے ہیں۔ اگر مرزا صاحب ہمارے اس بیان کو فلسفہ محمدیہ سے روکر دیوبند تو اسوقت بہین اور دلیل دینے کی حاجت پڑے گی۔

گواث اللہ تعالیٰ اسی سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہو جاوے گا اور دنیا و مآلین کی ضرورت نہ رہے گی۔

اس تحریر کے شروع کرنے سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا بارش صرف موعظی خدا پر منحصر ہے یا اس کے وسائل بھی "یشور" بنے چھوڑ دیے ہیں۔

جن فلسفہ دانوں اور حکمت خوالوں کو علم بارش سے آگاہی ہو انہیں کی سمجھ گچھی ہے کہ بارش کے ہونے کا یہی طریقہ مقرر ہے کہ زمین سے پانی کے بخارات اوپر چڑھ کر بارش ہو کر برستے ہیں چنانچہ اسکی تصدیق کیواسطہ اکثر فلسفیوں نے بارش کا امتحان بھی کر دیا۔ بلکہ ایک فاضل فلسفی نے ہتھ ہتھ بھی دیدیا تھا کہ جس کسی کو خواہش بارش دیکھنے کی ہو۔ میں برکہا کر کے دکھلا سکتا ہوں پس اس کل تحریر کا منشا یہ ہے کہ جس طرح بذریعہ کونین کے تپ کا افاقہ ہو جاتا ہے۔ اور جلاسنے سے ٹکڑی لکھ ہو جاتی ہے کہہانے سے جسم کو تعویث ملتی ہے۔ اسی طرح اگر باقاعدہ بخارات پڑائے جاویں تو بارش ہو سکتی ہے۔ یہ تو صاف حقائق ہیں کہ بعض خدا کی ماضی ہوا قاعدہ مقررہ کے بارش ہو جاوے۔ پس جبکہ بارش کا ایک خاص قاعدہ ہو تو اب کچھ غور کرنا چاہئے کہ کونسا قاعدہ بارش کا قاعدہ ہے۔ چونکہ محمدی لوگ بھی ہر ایک کو خدا کی ماضی ہوا قاعدہ نہیں کرتے۔ روٹی کے واسطہ کو محنت ضروری کرنے

میں بیماری کو واسطہ و ادارہ بھی کہاتے ہیں۔ نفسانیت کے خیال سے بیاہ شادی کی بہرہ کرتے ہیں کسی امر میں محض خدا کی امید پر ٹیٹھ نہیں رہتے ہیں۔ ایسا ہی ہجو بارش پر غور کرنا چاہئے۔ البتہ یہ امر تو بہت معقول ہے کہ ہر ایک فعل کے ساتھ پریشید کی مدد کا خواہان ہونا لیکن بلا افعال محض خدا کو بہرہ دہ پر پڑا رہنا کسی قاعدہ کے مطابق روا نہیں ہو اب ہجو بارش کے اصول پر خیال کرنا چاہئے۔

متمدلیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کے روسو بارش کے لئے یہ قواعد مقرر کئے گئے ہیں کہ مسجد میں یا گرجا گھروں میں جمع ہو کر خدا کے آگے استجا کرنا۔

اور آئید دہرم کے مطابق ہوں یک کے مذبحہ ایشور سے پرارتہنا کرنی کہ آپ دیائے ہیں دیالتا سے بارش کیجئے۔

اب غور کرنا چاہئے کہ بارش کے لئے کون سا قاعدہ ٹمہ ہے آیا تمہاریوں یا عیسائیوں کا یا آریوں کا۔

اول سوچنا چاہئے کہ یہ قاعدہ کہ ہتھ سے کاروبار کرنا اور دل سے ایشور کو مددگار جان روز کی طلبگار ہونا ٹمہ ہے۔ یا یہ قاعدہ کہ ماتہ باذکر ٹیٹھ رہنا اور ایشور سے روزی کا طلب کرنا بہتر ہے۔

یقیناً ثانی ہے کہ اخیر کے قاعدہ کو کوئی عقل نہ پسند نہ کرے گا اور ہر طرح نخواست بخش اور جہالت مانے گا۔ اس لئے قاعدہ اول کی صورت تمہوں کے ذریعہ ایشور کے آگے چلا رہنا کرنے کی ہے۔ کیونکہ ہر قاعدہ قدرت کے مطابق خاص فیعیہ بارش اور صحت جسمانی اور صفائی ہوا ہے۔ ہر ایک یہ قاعدہ ہے کہ روشن نمود اور صراط و مقوی ہشیاد کو ویکے متروک سواگ میں باری ہدی تاہوتی دنیا۔ زمین پر مانی کے بخارات و طریقوں سے میگہ منڈل میں چڑھ سکتے ہیں (۱) سوچ کی گئی جو (۲) انگ کی حرمت سے۔ پس حوت انگ جلا کر ہوں کیا جاتا ہے تو اسکی حرمت گئی وغیرہ صراط و مقوی ہشیاد کو بخارات اور پر کو چٹے

میں۔ یہ بات بھی عموماً مسلم ہے کہ بعض اشیاء کو سوچ کی گرمی جب ضرورت اور نہیں اٹھاسکتی۔ اسلئے ہوتوں کے ذریعہ چڑھائی جاتی ہیں۔ یہ جو گاہی ہوتوں میں لاجاتاً ہوا اس سے یہ فائدہ ہی کہ بارش کو بڑی مدد حاصل ہوتی ہے۔ جو بخارات پانی کے سوچ کی حرارت سے اوپر نہیں جاتے ہیں۔ انکو منجمد کرنے کے لئے گہی کے بخارات بلور عاک کر دیا کہ نہ ہوا میں دودھ میں ایک پاؤدھی اٹنے سے تمام کو دھبی بنا دیتا ہے۔ ویسا ہی جو بوقت گہی کے بخارات پانی کے بخارات سے ملتے ہیں انکو منجمد کر دیتے ہیں۔ اور وہی بخارات فوراً بارش کا ذریعہ ہو جاتے ہیں اور گہی کی یہ خاصیت ہے کہ وہ سوچ کی گرمی سے اوپر نہیں چڑھ سکتا۔ تم غور کرو کہ ہر ایک شے کو سوچ کی گرمی خشک کر دیتی ہے۔ لیکن گہی ہوا برس پڑا ہے۔ تو دیکھا کہ ویسا ہی بنا رہا ہے ہرگز خشک نہیں ہوتا۔ اسلئے ذریعہ آگ کے اُسکو اوپر چڑھایا جاتا ہے تاکہ بارش میں مدد کرے اور ساتھ ہی اُسکو جو مقوی و مطر اشیاء والی حالت میں اٹکا بھی یہی فائدہ ہے کہ پانی نفیس اور جلدی منجمد ہو کر گرے۔ کیونکہ جو بوقت پانی کے بخارات لطیف ہوتے ہیں اسوقت کم منجمد ہوتے ہیں۔ لیکن جب وہ کثیف ہوتے ہیں۔ تو جلد منجمد ہو کر بارش کو کرتے ہیں اب متعرض یہ کہہینگے کہ جبکہ ہون نہوگا۔ ورنہ بارش نہوگی۔ یہ خیال اٹکا دھت نہیں۔ کیونکہ بارش کا ذریعہ بعض ہون ہی نہیں ہے بلکہ اور بھی کئی ایک مثلاً دھت عودہ ذریعہ بارش گاہے اور یہ بہ بنی حال رکھنا چاہئے کہ سوچ کی گرمی سے جو پانی کے بخارات چڑھتے ہیں وہ محض پانی کے نہیں ہوتے بلکہ انکے ساتھ لطیف بخارات۔ اور مقوی اور محطر اشیاء کے بھی چڑھ جاتے ہیں۔ اسلئے یہ سلسلہ برابر جلدی رہتا ہے۔ اور یہ معاملہ دائمی اور موقوتیت کا یہ مثلاً فرض کرو کہ جنگل میں قدرتی میوے ہزاروں طرح کے پیدا ہوتے ہیں۔ تو کیا دھت لگانیکی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ کوئی دانا اس امر کو پسند نہ کرے گا۔ پس باغ وغیرہ لگا کر عودہ طود سے میوے جات بافراط پیدا کرنا قدرتی علیہ کو باقاعہ بتوہا ہے۔ یہ طرح اگر قدرتی طریقہ خاص بھی بارش کا ہو۔ لیکن تاہم انسان اس میں کئی طرح کے اعمال سے

اپنی کوشش کا فائدہ اٹھا سکتا ہے اسلئے اگر ہم خاص قاعدہ بارش کے نازل ہونے کا مد نظر رکھ کر اُس کے ساتھ ایشور کی مدد کے خواہاں ہوتے ہیں۔ تو وہ اُس نکتے اور بہت سے اور نامعقول طریقہ سے ہزارا درجہ اعلیٰ تر ہے۔

اب اگر تھوڑی سی بارش کے واسطے قاعدہ دیکھو گے۔ تو بہر نوع ناکارہ اور بڑا اسے لینے مسجد میں جا کر کچھ نان سے کہنا بارش کو کیا مدد کرتا ہے۔ بلکہ مستی و کم ہمتی کا مصداق ہے۔ اور یہی حالت عیسائیوں کی ہے۔

بڑا افسوس ہے کہ جطرح اہل کامن مین محمدی لوگ تعصب نامعقولیت سینہ زوی کو عہدہ ذریعہ خیال کرتے ہیں اس بارش کے بارہ میں بھی وہی الہی برتے جاتے ہیں اور عقل و علم کو استعمال میں نہیں لاتے۔ اگرچہ اکثر کامن مین محمدی لوگ تدبیر کو بھی کام میں لاتے ہیں مگر بارش کو صرف دم بازیسی چاہتی ہیں۔ کیا معاذ اللہ وہ نادان ہے جو تمہاری دھوکا میں آ جاوے گا اگر بارش چاہتے ہو۔ صحت مندی کے خواہستگار ہو۔ تو اُس کے مقررہ طریقہ ہون کی تسلی کرو۔ ہائیو! کیا کہی بلا کام کرنے کے بھی معاذ اللہ کہتا ہے؟ جب آپ ایشور کے حکم کی تسلی کرو گے تو وہ تیار کاری اپنی قدرت سے ہر ایک چیز کو دی سکتا ہے۔ ہاتھ کر مشن جیو کا قول ہے۔

**अनाद्वयं निभुता निपर्जया दत्तं संभवः । यं
ज्ञाद्वयं निपर्जन्यो यशः कर्मसमुद्भवः । कर्म
ज्ञाद्वयं विद्विषाद्वयं ससमुद्भवम् । तस्मात्स
र्वगतं सर्वस्वमित्येयं प्रतिष्ठितम् ।** ترجمہ

کہ جسم خرداک سے بنتا ہی اور خوراک بارش سے ہوتی ہے۔ ہون سے بارش ہوتی ہے۔ اور
آہوتی دھیرہ کرم سے ہون ہوتا ہے۔ حیدر منترون سے آہوتی لینے کرم پیدا ہوتا ہے۔ اور
دیدنتر برہم پرانما سے پرکاشت ہوتے ہیں۔ اس واسطے سب کا مالک برہم ہے اور اسکی

اگلیا پلن کرینکا نام ہون ہے۔ آئینہ کو اپنا مالک اور ہون کو اسکا حکم اور جگت اور پکار کا سبب جان کر روٹیک کرنا چاہئے۔ ان تمام منہجہ بالا اثبات سے ہر ایک دانا جان محتاج۔ کہ ج طرح کوزین کہا نا کو نین پرستی نہیں۔ آگ سے روٹی پکانا اور اُس میں محمدہ خوشبودار چینی ون کا جلدانا آتش پرستی نہیں۔ بلکہ تحت جسمانی کا سبب۔ جرتستی ہوا کا کارن اور بارش وغیرہ صڈ سکھد ایک باتون کا ذریعہ ہے۔ پس کوئی وید کا پیرو آتش پرست یا مخلوق پرست نہیں ہے بلکہ ایشور بگت اور برہم پرست ہیں۔

مجھ کو مصنف براہین الاحمدیہ کے ایسے خیالات پر کہ جنکی آمید کسی فلسفہ سے نہیں ہو سکتی بحنت تعجب و افسوس آتا ہے کہ وہ کیوں اس گرداب ہلا سے خلاصی کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ ہل من مزید کا دم بہرتے ہیں۔ بحر الاسود کی ت پرستی اور کہہ کر مایہ ترا یا تیرتہ پرستی سے گناہوں کا دور ہونا اور کعبہ کو مکان خدا یعنی بیت المدیجہ بنا۔ اور اُس کے حج سے ثواب آخرت اور کوئی جاوید ماننا۔ یہہ دو تو فاصک ایسے امر میں جنکے ماننے سے عقل و علم دونو رخصت ہوتے ہیں۔ بقول ایک فاضل کے ۷

دل بدست اور کرج اکبر است از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است

کعبہ بن کا ذلیل اذناست دل گذرگا م جلیل اکبر است

بلکہ میں خیال کرتا ہوں کہ جب مندا صاحب کے ایسے خام خیالات ہیں تو انکو ایہ لوگوں کی نسبت کسی طرح کا حرف بھی زبان سے نہ نکالنا چاہئے کیونکہ یہہ داناؤن کا قول ہے اچھر پھر صد من بوجہ نہ دیکھنا۔ اور دوسروں کے بال بہر بلکہ باہر برداری سمجھنا۔

تو بمانج فلک چہ دانی چیست

چون ندانی کہ دمرائے تو کیست

میں یقیناً بیان کر سکتا ہوں کہ آریہ لوگ کبھی کسی اسحقول اب کو پسند نہ کریں گے خواہ آپ لوگ اپنے تصبانہ خیال سے جان سے عزیز اور مقبول خیال کریں۔

اگر وہ مین مخلوق پرستی یا بت پرستی برقی تو صدائے پنڈت جبکہ سوامی جیو سے مقابلہ ہوا کوئی شرتی پیش کرتے۔ یا آجکل اپنے دعویٰ کا ثبوت دیتے۔ اور روز بروز کثرت سے گریہ سماجون مین داخل غلو۔ مزید برآں واضح ہووے کہ ایک سیٹھ صاحب ساکن شہر بمبئی نے عرصہ چھ سال سے ایک اشتہار دیا ہوا ہے کہ جو پنڈت صاحب مقابلہ آریوں کے وید سے بت پرستی یا مخلوق یا کسی قسم کی شرک پرستی کا نشان دیوے۔ بشرط ثبوت وہ پانچ ہزار روپیہ کا انعام پاوے۔ مگر آج تک باوجود ہونے لاکھوں ہزاروں فاضلون کے (جو ابھی تک کسی خاص سبب سے آریہ سماجون مین شامل نہیں ہوئے) کوئی بھی اس بات کا ثبوت نہ کر سکا۔ اور وہی راستی کا بول بولا ہوتا رہا اور ہوتا رہیگا۔ انہیں نوں مین جب وہ اشتہار طبع ہوا تھا اخبار افتاب پنجاب لاہور وغیرہ اخبار و نمین بھی اسکی اشاعت ہوئی تھی۔

اخبار و کٹوریہ پیرسیا لکھوت مطبوعہ ہفتہ دویم جولائی ۱۸۸۶ء حصہ
صفحہ بعنوان "ہمیں چاہئے چڑھوں کا دودھ" (مین یہ مضمون طبع ہوا تھا)۔ بقول افتاب پنجاب لاہور بمبئی کے ایک ممتول بہائی نے پانچ ہزار روپیہ اس پنڈت کو دینے کے مین جو یہ ثابت کر دی کہ وید و شاستر بت پرستی کی اجازت دیتا ہے و کٹوریہ پیراے دیتا ہے کہ مین ڈھک کی چوٹ سے کہتا ہوں کہ شاستر روید (خدا پرستی کی اجازت دیتے مین نہ کہ بت پرستی کی۔ پنڈت جی کیوں جھگڑتے ہیں۔ باز آ جاوین بجا اصرار سی۔
تسیانا ادمھی دہر وغیرہ کے ترجمہ بخلاف نفات (گھنٹو) اور برہمن پستکوں کے و ردہ ہونے سے قابل پران نہیں ہیں اور انہیں کی شاگردی کرنیسو میکس ملر اور موینر ولیم اور ولسن صاحبان کے ترجمہ ہی حق سے برکران ہیں اور انہیں ترجموں کو اپنے (مزا صاحب) آیت و حدیث ثابہ ہے جو بالکل غلطی اور جہالت کی بات ہے کیونکہ وید کا ترجمہ وہی صحیح اور درست ہے جو شتمہ پنجم۔ تیسری۔ گوتہ۔ شتمہ و دان۔

برہمنوں اور نزدکت اور نگہ پوشا کے افسار یعنی موافق ہو۔ اور انہیں کے روت اسکی پوری تائید ہو سکے۔ مہاراج سوامی دیا نند جی نے عظیم شان علی عمارات سنکرت کے میرا زمین دتوں سرگردان اور پریشان رہ کر ہمہ خوانین اور رفائین دریافت کئے تھے۔ اور انہیں شاتن تفسیرون کے افسار گلزار وحدت نگار وید کے ترجمہ میں وہ وہ توحید بانی اور کشف شانی کی ہے جسکے خیالات حقائق اور فہمید معانی اور عالی روانی کی مخالفان دہرم بھی دوتے ہیں۔ جب کہ آپ سنکرت جانتے ہی نہیں تو مذاق سنکرت سے آپکا آگاہ ہونا معلوم۔ بھلا آپ کے ایسے اعتراضوں سے جسکی بنیاد ہی غلطی پر ہے ہمارا کیا بگڑ سکتا ہے بقول شخص کہ چنڈا کر کو دیکھا تو کیا پیارا گرا بجا۔ مرزا صاحب آپکی تحقیق کی سیڑھی درجہ صداقت سے چوٹی پہنچنے کے سوا ہی تادوست اور کمزور بھی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہر ایک مقام سے پُرست پُرست ہو کر ٹوٹا بھی ہے اور آپکو منزل رستی سے چر کر سرگردان وادیہ ہمالت کر دی ہے۔

ہاں اگر کسی آریہ کی بنیادی سنتے اور وہ مقابلہ میں انکو باؤن میں سو کیوں لایا ہی پیش کرتا یا حوالہ دیتا۔ تب جائے اعتراض ہوتی۔ آپ سے بڑھ کر ہم اور ہمارے بھائی اس قسم کی روایت کی تردید کر رہے ہیں اور ہندو مسلمانوں کو بت پرستی قبر پرستی۔ کعبہ پرستی تیر پرستی سے ہمارے ہین جو خدا کے فضل سے روز بروز کامیابی ہے۔ آپ نے سخت دھوکہ کھایا اور بیفائدہ دکاند سیہ کھو۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے

گوسا اہا۔ پیر شد و گاؤ نشد

کیا آپکو پہلے کسی نے سنا۔ نہی تھی کہ اسے غافل جس منزل کار رہتے نہیں جانتے۔ جس سفر کی واسطے مہاراج ماسی نچ نہیں جس علم کا تمی محض ہو اسکی ابت لافند گذشت است اور نہ اسکے دعویدار بنو ورنہ اول دعوہ میں حیرانی و نادانی اور سوم میں پشیمانی و سرگردانی ہوگی۔

براہینِ الٰہیہ کے صفحہ ۹۰ حاشیہ نمبر ۳ کی عبارت

کہ اند کو سیکارشی کے پوتر جلد آ۔ اور بچہ رشی کو بڑا مالدار کر دے۔ تمام پورا لون کے شجرہ
 زین نکھہ ہے کہ کو سیکا کا بیٹا و شوستر تھا۔ اور سانا وید کا ہاشکار اسکی مہمان کر نکو
 کہ اندر کو شیکا کا کیونکر پوتر ہو گیا۔ یہ قصہ بیان کرتا ہے۔ جو کہ وید کے تہہ نوکرانہ کا مین
 وج ہے۔ کہ کو شیکا انٹر تھا کہ پوتر نے پہلے اہن خواہش کر کہ اندر کی توجہ سے میرے
 بیٹا ہو۔ تب جب اختیار کیا۔ بس تب ک جلد و مین اندر ہی نے اس کے گہرین جنم لیا اور
 آپ ہی اسکا بیٹا بن گیا۔

جوابِ صواب

بیان سے صاف واضح ہو گیا کہ معترض یا اس کے آدمی نے وید مقدس کی شکل ہی
 کبھی نہیں دیکھی۔ اور یہی سبب ہے کہ اسکی تحقیق خام ہے۔ افسوس! مین معلیمی افغانی
 دعویٰ الہام ہے۔

گجا توحید خاص ایزد پاک * گجا افسانہ اسے عشق بیاک
 گجا راز حقیقت معرفت خیز * گجا شرک و جہالت ظلمت انگیز
 گجا علم آہی را خزینہ * گجا وہم و خیالے را دینہ
 گجا اتمی گجا آن نور ادراک * چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کہان وید اور کہانِ پوران۔ کہانِ حدائیت اور کہانِ افسانہ جات۔ مزار صاحب وید
 قصص جات نہیں اور نہ اون میں کسی راجہ اندر کی داستانیں بہری ہیں اور نہ کوئی
 فسانجاتِ افسانہ ہیں۔ وہ تمام پورا لون کا شجرہ کیا ہی کس وید خوان کی تصنیف ہو اور
 کہان ہے۔ افسوس کہ جہالت و تعصب نے لوگوں کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں جس سے

راستی کو دیکھنا اور قبول کرنا گناہ تصور ہونے لگا۔ ویدون میں ایسے نام کسی انسان کے نہیں ہیں اور نہ کوئی بات وید کی کسی خاص شخص سے متعلق ہے۔ بطرح ہمارے مزار نے ویدون کا کوئی مندرجہ ثبوت کیوں اسطرح پیش نہیں کیا ایسی طرح کوئی پورا کا شلوک بھی موجود ہے وچ نہیں کیا۔ پس دعویٰ ہر طرح بلا دلیل ہے کیونکہ یہ قصہ یا اور کوئی ویدون میں بالکل نہیں ہے اب اسکا اصلی ترجمہ عرض کرتا ہوں۔

ہے سب ویدیاؤں کے اُپریشک اور انکے ارتھون کے زمرہ سرکاش کرنے والے انہی سے پر مشورہ استی کے لوگ آپ ہی ہیں۔ کہ پا کر کے ہماری ہستی کو گوارہ نہیں کیجئے اور ہمیں تازہ زندگی دیجئے تاکہ ہم لوگوں میں انیک ویدیاؤں کے پرکٹ کرنے والے رہیں طہور پذیر ہوں اور چلت کا اوجھا کرین" رگ وید منڈل ۱۔ انوداک ۳ سکت ۱۰ ترہا اکا یہ ترجمہ ہے حکونا دانی سے الہامی صاحب نے ایک پورانی زمانہ کے لکھا ہے۔ خدا انہیں راہ راست دکھائی اور دروغ گوئی کی عادت سے بچائے۔

اسی طرح تمام مندروں کے ترجموں کی نسبت خیال فرماؤں کہ کس طرح باوجود تسلیم سے پہری ہوئے ہیں وید بھاش میں سوامی جیو نے اُنکے (انگریزوں کے ترجموں کے) بہت معقولیت سے تردید کی ہے۔ جس کسی کو مرزا صاحب کی تمام متشکیک تہریرات کا جو متعلق وید مندروں کے ہیں صحیح ترجمہ دیکھنا ہو وہ وید بھاش ملاحظہ فرما کر تسلی پاوے۔

چونکہ مرزا صاحب کی غلطیاں حد سے افزون ہیں اور انکا اگر اسی طرح شیخ ہم جواب تحریر کریں تو کتاب کے بہت بڑے جالنے کا خوف ہے اور جواب انکا صحیح طور پر چونکہ وید بھاش میں چھپ گیا ہے۔ پس دواہرینکی کوئی ضرورت بھی نہیں معلوم ہوتی ہر ایک طالب حق وید بھاش کو خرید کر باساج سے دیکھ سکتا ہے اور حق و باطل میں تمیز فرما سکتا ہے۔

اعترض مصنف برائیں احمدیہ صفحہ ۲۰۲ حاشیہ نمبر ۳

لیکن ویکل نسبت کیا کہیں اور کیا کہیں۔ اور کیا تحریر میں لا دین حسین بجا و حقایق و معارف کے طرح طرح کے گمراہ کرنے والے مضمون موجود ہیں۔ مگر وہاں ہنگامہ خد کو مخلوق پرستی کی طرف کس نے جھکا یا۔ ویدئے۔ آریوں کو صدمہ دیو تون کا پرستار کس نے بنایا ویدئے

جواب باصواب

وید وکت و عدائیت کی ہم مفصل تشریح پہلے کر آئے ہیں۔ اب قرآن کی نقصان بیان تعلیم کا اظہار کرتے ہیں۔

منقول از غیث اللغات ردیف (۴) صفحہ ۴۰۶

باید دانست کہ ہنگامی مکتبہ مقنا دوسرے اندکیے اذان ہنت و جماعت و مقنا دوسرے آن۔ بدانکہ در اصل شش گروہ اند رافضیہ و خارجیہ و جبرئہ و قدریہ و شیعہ و مزہبیہ و گروہ ہے از یہاں دوازہ فرقہ دارد۔

بیان فرقہ ہائے رافضیہ عقاید ایشان

(جنوت) دانندیشیہ گویند ہر حضرت علی را از جمیع صحابہ دوست تر ندارد و کافر است۔ اسحاق گویند کہ نبوت ختم شدہ است۔ زید گویند مامست نماز بجز اولاد علی و دیگر پران شاید۔ عباسیہ بجز عباس ابن عبدالمطلب کے امام نہ اند۔ امامیہ زمین از امام غیبی نمانند و نماز نگذارند۔ مگر بنی ہاشم ناوہ گویند ہر کہ خود را بر دیگر کے فاضل داند کافر است۔ شیعہ گویند چون جان از قالب بر آید، دست کرد را بلند و یکے در یکے لاغیرہ قلوب فقیر عانیثہ را علت کنند۔ راجحہ گویند کہ علی بر دیگر دنیا خواہند آمد و حالہ در آبر سے ماند۔ رافضیہ گویند کہ بچنگ پیش آمدن بابادشاہ مسلمان رواست۔

باین فرقہ سے خارجہ و عقاید و شان ^۱ آرزویہ گویند کہ در خواب نمکونی بنید زیرا کہ وہی منقطع شدہ است۔ یہاں ضیہ گویند کہ ایمان قول صالح و عمل صالح و نیت سنت است۔ ثلثیہ گویند کہ کلامے حاصل شدہ اند خواب حق تعالیٰ نے بقدرت و خواہش او۔ غازیہ گویند فرضیہ ایمان شناختہ شدہ است۔ طلیحہ گویند کہ یحییٰ از مقابلہ کفار کہ دو چند باشند کفرست کوثریہ گویند کہ بدن بدون بیارائش پاک نمیشود۔ کینتریہ گویند دادن زکوٰۃ فرض نیست مشنریہ گویند کہ شتر تعذیر الہی نیست و نماز با مامت فاسق و منافق ایمان ان کسب بندہ است و قرآن مخلوق است و مردگان از دعا و صدقہ نفع نہیں رسد و معراج پیش از بیت المقدس نیست و کتاب حساب در میزان پہنچ نیست و فرشتگان از مومنین افضل اند و رویت حق در قیامت نخواہد شد و کرامت اولیا پہنچ نیست و اہل جنت را نعمتیں و مردن است و مقتول بہت خود نہیں میرد و علامات قیامت مثل وصال و غیرہ پہنچ نیست۔ ۲ یسویہ گویند ایمان انصاف باطل است۔ محکمہ گویند حق تعالیٰ برابر خلق حکم نیست منزلیہ گویند کہ احوال شیعینان و عتبت است و انکار کردن بران واجب۔ انصیہ گویند میرسد جزائے عمل و اجر ان بندہ

باین فرقہ مخیر و عقاید و شان ^۳ مضطرب گویند کہ خیر و شر ہمہ از خدا است و نیست بندہ را و رآن ہر دو اختیار۔ انصاریہ گویند براسے بندہ فعل است و لیکن بدون قدرت و اختیار متعین گویند براسے بندہ فعل و قدرت است بغیر طاقت دادن خدا تعالیٰ چنانکہ گویند کہ بعد از ایمان چیز دیگر فرض نیست۔ جیشیہ گویند ہر کس بہت نصیب خود سے خور و پس چیز سے دادن کہے را ضرر نیست۔ شمیمہ گویند کہ خیر ان خیر است کہ نفس مان تسلی یابد کہ تانیہ گویند ثواب و عقاب زیادہ فیثو و بعل۔ جیشیہ گویند کہ دوست ہرگز غداں کند دوست خود را۔ خوفیہ گویند کہ دوست ہرگز نترساند دوست را۔ بخاریہ گویند کہ کفار در قیامت حق از عبادت بہتر است۔ حبشیہ گویند کہ در عالم قسمت نیست۔ جیشیہ گویند کہ چون گاؤں

ہے تقدیر خداست بر بندہ هیچ محبت نیست کہ بدان گرفتار شود۔

بہین فرقہ ہادی عقاید و شان [۱] اٹھائیے گویند کہ مارا بغرض اقرار است بر سنت انکار ثنویہ

گویند کہ نیکی ازین دان است و بدی از اہرمن یکسانہ گویند کہ افعال و مخلوق است یا نہ
شیطانہ گویند کہ شیطان را وجودیت شرکبہ گویند ایمان غیر مخلوق است۔ گناہ باشد
و گناہ نباشد۔ و جہنم گویند کہ فعلہا سے مارا مکافات نیست۔ رویدہ گویند دنیا فانی نیست
ہائیکہ گویند خروج براہم جائز است۔ تہریر گویند کہ توبہ گنہگار قبول نیست۔ قائلہ گویند کہ
کسب علم و مال و حکمت و دیانت فرض است۔ نظامیہ گویند کہ حق تعالیٰ رائے گفتن
رواست۔ متوکلہ گویند نیک اندام کہ شرمقدر است یا نہ

بہین فرقہ ہادی عقاید و شان [۲] این دوازده فرقہ متفق اند بر نیکی ایمان بالقلب است

نہ بزبان و منکر عذاب قبر و سوال منکر و نکیر و حوض کوثر و ملک الموت و کلام حق بموسیٰ اند
و اختلاف دارند در میان خود۔ متعطلیہ گویند کہ اساس حق تعالیٰ و صفات و مخلوق اند
مترجمہ گویند علم و قدرت و مشیت مخلوق اند و خلق غیر مخلوق است۔ مترجمہ گویند
کہ حق تعالیٰ در مکان است۔ و آریہ گویند ہرگز و فرخ و باز برون نخواہد آمد و موسیٰ
و فرخ نخواہد رفت۔ حرقیہ گویند کہ اہل و فرخ چنان سوزند کہ از ایشان یک اثر در و فرخ نماند
مخلوقہ گویند کہ قرآن و تورات و انجیل و زبور مخلوق اند۔ جبریہ گویند کہ محمد رسول اللہ
مرسے بود و عاقل حکیم نہ رسول۔ قانیہ گویند کہ جنت و دوزخ ہر دو فنا خواہند شد۔
ناوقیہ گویند بود و علاج بروج نہ بتن۔ و حق تعالیٰ مری است و دنیا۔ عالم اقدم قیامت
را منکر اند۔ نقطیہ گویند کہ قرآن کلام قاری است نہ کلام الہی کہ معنی کلام الہی است۔ قبریہ
منکر عذاب قبر اند۔ و آفنیہ گویند کہ در مخلوقیت قرآن مارا توقف است۔

بہین فرقہ ہادی عقاید و شان [۳] برین متفق اند کہ پیغمبران برای نظام کار عالم خوف و رجا

کے نمایند و کہ حق تعالیٰ بے نیاز است از عذاب کردن بر بندگان۔ تا کی گویند هیچ چیز

دیگر بعد ایمان فرض نیست۔ شائبہ گویند ہر گشت لالہ الالہ کند ہر چہ خواہد هیچ عذاب نیست۔ راجیہ گویند بندہ بطاعت مقبول و مصیبت عاصی نیکر و در شاکہ شک و اذمہ ایمان خود گویند کہ ایمان بروج است۔ شبیہ گویند ایمان علم است ہر کذا مذہب جمیع اوامر و نواہی پس ان کا فرست۔ علمیکہ گویند کہ ایمان عمل است۔ منقوصیہ گویند ایمان کلمہ سے زیادہ میشود و کلمہ سے کم ششینیہ گویند یا مومن ان ہتیم انشا اللہ تعالیٰ۔ آشریہ گویند قیاس باطل است صلاحیت دلیل ندارد۔ برقیہ گویند اطاعت امر واجب است اگرچہ امر کند مصیبت مشبیہ گویند حق تعالیٰ آدم را بر صورت خود آفریدہ است۔ قشویہ گویند واجب و سنت و مستحب ہر مواعد اند و ابوالقاسم از می ہفت فرقہ دیگر ہم از ایشان برآوردہ۔ کراتیہ۔ دہریہ۔ حاکمہ۔ باطنیہ۔ اباجیہ۔ براہیہ۔ اشعریہ و اسمائے بعضے از ایشان سرفطایہ و فلاسفہ و تنبیہ و تجویہ ہم یافتہ شدہ۔

حجت الاسلام امام محمد غزالی اپنی تصنیفوں میں فرائض پر کہ فرماتا ہے ان بہتر فرقوں کی چہ مذہب ہیں۔ تشبیہ و تمثیل و تجربہ و قدر و نقص و نصب۔

عمدہ المتقین شہاب الحق فضل اللہ بن یوسف الشہیدی نے لکھا ہے کہ تشبیہاں خدا کو لائے صفتوں سے منصوب کرتے ہیں اور جوہر اور عرض پر نسبت کہتے ہیں۔ اور تعطیلیاں خدا کو منکر ہو گئے اور اسکی صفتوں کا نفی کر دیا کہ ہمیں خدا کی کوئی صفت نہیں ہے بلکہ ہم ہی یہ کہہ کر اس جان کا کوئی صانع نہیں ہے۔ یہ ہمیشہ سے یہاں ہے جیسا کہ ابھی اور بعضی بزرگ ان سے خلافتی کے اس عقیدے کے متقدمین کہ خدا اقل تمام دنیا کی چیزوں کی علت ہے اور مادہ عالم ہمیشہ اس کے قبضہ میں ہے۔

جبر یہ۔ تمام کاموں کا جو انسانوں سے صادر ہوتے ہیں فاعل خدا کو بتلاتے ہیں

اور خود فاعل ہونے سے انکاری ہیں قدر یہ تمام کاموں کے فاعل خود ہی کہلاتے ہیں اور خالق افعال خدا کو نہیں جانتے اور روافض علی کی محبت میں بڑھ گئے ہیں۔ اور عثمان اور ابوبکر اور عمر کی نسبت بہت بُری باتیں استحال کرتے ہیں اور کہتے ہیں جو بعدِ محمد کے علی پر بہت نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے اور فواصیٹ دوسروں کی محبت میں بڑھ کر علی کو بُرا کہتے ہیں اور اسکے پیروں کو دائرہ ایمان سے خارج جانتے ہیں

اسویہ یزیدہ فرقوں کا حال [مشرق کے پہاڑوں میں ایک مشہور سرزمین ہے جسکو شکوہ کہتے ہیں۔ حاکم اُس ملک کا معاویہ بن ابی سفیان کی اولاد سے کہلاتا ہے اُس سرزمین کے لوگ بہادر و جنگجو اور نازگزار ہیں۔ اور محمد کی نبوت کو قایل۔ اور معاویہ کی خلافت اور امارت کے پیرو۔ علی کے حق میں لعنت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرتا رہا وہ اپنی خدائی کی بابت لوگوں کو دعوت کرتا رہا۔ اور غلبۃ البیان سے شہادت لاتے ہیں کہ وہ خدائی کا دعویٰ دار تھا۔

انا للہ وانا الراحمن وانا الرحیم وانا العلی وانا الخالق وانا الرزاق وانا الحنان وانا المنان وانا مُصَوِّر النطفۃ فی الارحام۔ یہ جملہ علی کہتا ہے میں اللہ ہوں اور میں رحمن ہوں اور میں رحیم ہوں اور میں علی ہوں اور میں خالق ہوں اور میں رزاق ہوں اور میں خنان ہوں اور میں متان ہوں اور میں پٹوینن لفظ کا مقصود ہوں۔ اور ایسے ہی بہت قول اسکے ہیں اور ایسی ہی دعاوی

فرعون اور غرود کے تھے اسی سبب سے وہ خونینا ویرجہ اور ہزال تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی کرتا اور یہ آیت قرآن (سورۃ بقرہ) کی علی کو حق میں ہے ومن الناس من یحب الہ فی الحیوۃ الدنیا ویسہم للہ علی ما فی قلبہ ہوا لا الخصاص۔ ترجمہ اور آؤ بڑھو کوئی ہے جو تجلاتا ہے تجھے قول گلاب زندگانی دینا اور گلابی خدا کو اور جو اد کے دل میں ہے مگر وہ سخت فریونے ہے

اور کہتے ہیں کہ حسن اور حسین رسول کی آل سے نہیں ہیں بوجہ اہل بیت (سورہ احزاب) کے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وختم النبیین ترجمہ محمد کسی آدمی کا باپ نہیں مگر رسول ہے خدا کا اور میرے اگلے پیغمبروں کی۔ اور کہتے ہیں کہ حسین بن علی تخیف نک کے واسطے عراق میں آیا تھا جس سبب سوزید کو مائدہ سے مارا گیا۔ اور وہ لوگ محرم کی سبوں کو سوار ہو کر بڑے میدان میں غلخو ادین کی صورتیں بنا کر ان پر گھوڑی دوڑاتے ہیں اور اسدن کو مبارک اور فتحمدی کا روز جانتے ہیں اور عیدین سے شادی زیادہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اسی روز یزید علیہ السلام نے بانی پرغلبہ پایا تھا اور ان میں ایک گروہ کے لوگ شمشیر کشیدہ اُس روز دوڑتے ہیں اور علی اور اولاد اُسکی کوفتیں کرتے ہیں اور اسی طور سے روزی جمع کرتے ہیں اور انکی سیاف کتہ ہیں انکا اعتقاد ہے کہ پیغمبر مارا مارنے اور جلانے پر قادر تھا اور جو کچھ چاہتا تھا کرتا تھا لیکن وہ امر کے پیروؤں پر جاز نہیں۔ مثلاً محمد صاحب حیوانوں کو مارتے تھے کیونکہ وہ بدلے پر قادر تھے اور ہکونہیں چاہتے کہ کسی جاندار کو جان کرین کیونکہ ہم اُسکو زندہ نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے واسطے پیدا ہوا۔ اور اسی طرح پیغمبر صاحب جسکی جو رو چاہتے تھے لے لیتے تھے کیونکہ جان انکے واسطے ہے۔ لیکن ہکود جب نہیں ہے کہ کسیکی جو رو لے لیں۔ اسی واسطے شکونہیں جاندار کو نہیں رستے ہیں۔ نباتات کے کہائے پر گزارہ کرتے ہیں اور شہد اور روغن اور ایسی مقوی چیزیں کھا کر عیش سے زندگی گزارتے ہیں اور خوشخواری نہیں کرتے۔

مذہب اہل شیعہ شیعہ اعتقاد کہتے ہیں کہ مذہب مستقیم وہ ہے جو توحید اور عدل اور برت اور امانت اور معاہد پر ایمان رکھو۔ اور پانچوں کی تصدیق کر کے مٹوئے علی کو چن لیا۔ اور وصی اور خلیفہ اپنا بنا یا۔ محمد کو نبی تمام پیغمبروں اور اولیاءوں سے بہتر ہے۔ اور ابو بکر اور عثمان وغیرہ کو جگیناہ الامون کا حق قصب کرنے والا جانتے ہیں

اور اوکو نفرین کرتے ہیں اور بہت سرائے میں یقین رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عثمان نے بعض صحابہ کو علی اور اسکی آل کی بزرگی میں تعین قرآن سے نکال دیا۔ اور ان سورتوں میں سے ایک یہ سورۃ ہے جو عثمان نے قرآن میں درج نہیں کی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یا ایہا الذین آمنوا آمنوا بالنورین انزلنا ہما یتلوان علیکم آیاتہ ویحذرانکم عذاب یوم عظیم ؕ نوران بعضہما لبعض وانا السميع العليم ؕ ان الذین یوفون بعہد اللہ ورسولہ فی آیاتہ لہم جنات نعیم ؕ والذین کفروا من بعد ما آمنوا بنقصہم میثاقہم وما عاہدہم الرسول علیہ تقدفون فی الحجیم ؕ ظلموا انفسہم وعصوا الوصی الرسول اولیک یسقون من حمیم ؕ ان اللہ الذی نور السموات والارض بما شاء واصطفیٰ من الملیکۃ والرسل وجعل من المؤمنین اولیک فی خلقہ یفعل اللہ ما یشاء لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم قد مکر الذین من قبلہم یرسلہم فاخذہم بکرمہم ان اخذی شدید الیم ؕ ان اللہ قد اهلك بما دأؤتمو وبما کسبوا وجعلہم ولکم تذکرۃ فلا تستقون ؕ و فرعون بما طغی علی موسیٰ و اخیه ہارون اعزتناہ ومن تبعہ اجمعین ؕ لیکون لکم ایتہ وان اکثرکم فاسقون ؕ ان اللہ یجمعہم فی یوم الحشر فلا یتطیعون الجواب حین یسلون ؕ ان الحجیم ما ولیہم وان اللہ علیم حکیم ؕ یا ایہا الرسول بلغ انذاریٰ فسوف یعلمون ؕ قد خسر الذین کانواعن آیاتی وحکی معضون ؕ مثل الذین یوفون بعہدک الی جزیتہم جنات النعیم ؕ ان اللہ لذو مغفرۃ واجر عظیم ؕ وان علیٰ امن المتقین ؕ وانا لنوفیہ حقہ یوم الدین ؕ ما نحن من ظلمہ بغافلین ؕ وکرمناہ علی اہلک اجمعین ؕ فانه وذریۃ لصابرون ؕ وان عدوہم امام المحرمین ؕ قل الذین کفروا بعد ما آمنوا طلبتم زینتہ

الْحَيوة الدنْیَا وَاسْتَجَلْتُمْ بِهَا وَنَسِيتُمْ مَا وَعَدَ كُمْ اللهُ وَرَسُولُهُ وَنَقَضْتُمْ - الْهُدَى
 مِنْ بَعْدِ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ
 قَدْ نَزَّلْنَا لِيكَ اٰیٰتٌ بَیِّنَاتٌ فِیْهَا مِنْ تَوْفِیْقِهِ مُؤْمِنًا وَمَنْ يَتَوَلَّ مِنْ بَعْدِكَ
 يَظْهَرُ ۝ فَاغْرُضْ عَنْهُمْ اَنْهُمْ مُعْرِضُونَ ۝ اِنَّا لَمُحْضَرُونَ ۝ فِیْ یَوْمٍ لَا یُفْنِیْ
 عَنْهُمْ شَیْءٌ ۝ اُولَٰهَیْمُ رِجْوٰنٌ ۝ اِنْ لَمْ فِیْ جَهَنَّمَ مَقَامًا عَنْهُ لَا یَهْدٰی ۝
 فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِیْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰی بِاٰیٰتِنَا
 بِمَا اسْتَخْلَفَ فَبِغَاوَاهُمْ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ لِّجَعْلِنَا مِنْهُمْ الْقُرْدَةَ وَالْغَنَازِیْرَ وَلِنُفَاهِمُ
 اِلَیْ یَوْمِ یُعْثِقُوْنَ ۝ فَاَصْبِرْ وَصُفِّیْ بِصُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَتٰیْنَاكَ بِالْحُكْمِ كَالَّذِیْنَ
 مِنْ قَبْلِكَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَجَعَلْنَا لَكَ مِنْهُمْ وُصَّیًّا لَعَلَّكَ تَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ
 یَتَوَلَّ مِنْ اٰمْرِیْ فَاِنِّیْ مُرْجِعُهُ فِلَیْتُمْ مَوْكِفٌ مِّنْكُمْ قَلِیْلًا ۝ فَلَا یَسْلُ مِنْ النَّاكِثِیْنَ ۝
 یَا اَیُّهَا الرَّسُولُ قَدْ جَعَلْنَا لَكَ فِیْ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا عَهْدًا غَدَ ۝ وَكُنْ مِنْ
 الشَّاكِرِیْنَ ۝ اِنْ عَلِیًّا قَانَتْكَ بِاللَّیْلِ سَلْجَدًا یَحْدُرُ الْاَخْضَرُ ۝ وَیَرْجُوْ اَنْوََابَ رَبِّهِ
 قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَهَمْ یُعْذِبُ اِلٰی یَلْمُوْنَ ۝ سَیَجْعَلُ الْاِضْلَالُ فِیْ
 اَعْنَاقِهِمْ وَهُمْ عَلٰی اَعْمَالِهِمْ یَنْدُمُوْنَ ۝ اِنَّا لَبَشِّرُنَاكَ بِذُرِّیَةِ الصَّالِحِیْنَ ۝ وَ
 اَنْهُمْ لَا مَرْنَآ لَیُخْلِفُوْنَ فَعَلِیْهِمْ حَتٰی صَلَوةٌ وَرَحْمَةٌ وَاٰمَوَاتٌ اَیُّوْمٌ یُّبْعَثُوْنَ
 وَعَلَى الَّذِیْنَ یُبْعَثُوْنَ عَلَیْهِمْ مِنْ اَعْدِكَ غَضَبٌ اِنَّهُمْ قَوْمٌ شَوْرَ خَاسِرِیْنَ ۝ وَ
 عَلَى الَّذِیْنَ سَلَكَوْا مَسْلَكَهُمْ حَتٰی رَحْمَةٌ وَهُمْ فِی الْغُرَفَاتِ اٰمَنُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
 الْعٰلَمِیْنَ ۝ اِسی طرح اور بھی مدد باتوں میں انکا اختلاف ہے۔

علی البیان کا حال کوہستان شرق میں ختا کے نزدیک ازیل نام ملک ہے
 اور اُسے ارباب بھی کہتے ہیں اُس ملک کے باشندوں کا اعتقاد ہے کہ جب کوئی خدا کی
 بابت کو نہیں جانتا اسو امل خدا کو ضروری تھا کہ ہم ہر لوگوں کو اپنے عقلمندی کی تفسیل کرادے

اور انہی مذہب پر چلا دیا اور یہ بات کسی طرح غیر ممکن نہیں۔ اس واسطے خدا جسمانی ہو سکتا ہے تاکہ دنیا کا انتظام چلتا رہے اور کفر غلبہ نہ کرے۔ اس واسطے اس حکیم مطلق کی حکمت نے اقتضا کیا کہ اپنے آپ کو انسانوں میں ظاہر کرے۔ چنانچہ اس زمانہ میں وہ خورشید سپہ کمال ہوائے علی کے اور کہیں ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ تحقیقاً اسی پیغمبر ہمارے نے علی کے مبارک وجود کو چندین دانا بنیوں کے برابر کرنا۔ اور تمام انبیاء و ان کی صفات اُسکے مبارک وجود میں موجود دیکھیں۔ اور یہی سبب ہے کہ بزرگ لوگ اس ابوالبشر کی تصویر کو دیکھتے ہیں اور اسی کو نوح کی کشتی کا بچانے والا اور اسی کو ابرہم کے لباس میں لگ سے کھینچنے والا اور اسی کو موسیٰ کے قالب میں حکیم اللہ جانتی ہیں اور حدیث از اللہ خلق آدم علی صورۃ بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ آدم اولیاءوں کا اور ابوالبشر اصفیاءوں کا سوائے علی مرتضیٰ کے اور کوئی نہیں ہو ایک ہو ایک نام علی مرتضیٰ کا ہمیشہ صُبحِ جا پکرتے ہیں اور سرائتِ ربانی صورۃ اثر کی حدیث کا بھی مشاعرہ علی مرتضیٰ جانتے ہیں اور آواز بلند سناتے ہیں بیت

غرض زبنت شکنی با جزا بن بود بی را کہ دوشِ خود کج پائے مرتضیٰ رساند

اور خانہ کعبہ کو اسی سبب سجدہ مانتے ہیں اور تنازعِ نور حق کے ہی آدم علی کا قائل ہیں اور عموماً درویشان علی اللہ کرتے ہیں اور محمد کو پیغمبر اور بیجا ہوا علی اللہ کا یقین کرتے ہیں یعنی جبکہ خدا نے دیکھا کہ میرے پیغمبر سے کام نہیں چلتا خود تشریف اِز زانی کی۔ اور

قالب علی اللہ میں ظہور پذیر ہوا۔ اور کہتی ہیں کہ یہ موجودہ قرآن عمل کے لائق نہیں۔ کیونکہ یہ وہ قرآن نہیں جو علی اللہ نے محمد کو دیا تھا۔ بلکہ یہ ابو بکر۔ عمرو عثمان کی ضیف ہے۔ بعضی ان کو اس قرآن کو اکمالِ جا بکر علی اللہ کی نظم و نثر کو بھی اس صحیفہ میں مکمل کرتے ہیں بلکہ اُسکو قرآن پر ہیست ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ بذریعہ محمد کے آیا اور یہ بلاذریہ کی خود علی اللہ سے حاصل ہوا اور انہیں ایک فرقہ ہے جنکو علویہ کہتے

ہیں جو اپنی کو علی کی اولاد سے بتلاتے ہیں اور موجودہ قرآن کو عثمان کا بتا ہوا ایسا نامیقین کرتے ہیں جبکہ قرآن کو پاتے ہیں نیز ان غضب سے جلاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ علیؑ کا جسم آفتاب سے مل گیا اس واسطے کہ آفتاب بجائے اس کے ہمارا مددگار ہو اور بیان کرتے ہیں کہ علیؑ کے حکم سے آفتاب غروب ہو کر پہر واپس چلا آیا تھا اور اسکو عین شمس کہتے ہیں اور شمس کو بھی علیؑ جانتے ہیں۔ اور بڑی بڑی الہام و کرامات مجوزہ کے قائل ہیں اور گوشت نہیں کھاتے بموجب علیؑ کے اس ارشاد کے کہ لا تأکلوا بطونکم مقابر الحیوانات یعنی مت بناؤ شکم کو حیوانوں کی قبریں۔ اور جو قرآن میں بعضے حیوانات کا کہنا لکھا ہے وہ گوشت ابو بکر و عمر و عثمان اور انکو سپرد و دل کچھ ہے۔ اور یہ ضرور کھانا چاہئے کیونکہ علیؑ کے مخالف ہیں۔ اور علیؑ کی مورت کو سجدہ کرنا جائز ہے اور تنازع کے قائل ہیں۔ اور مالک ہونچہ کے باشندگان بھی اسی مذہب کو ہیں اور علیؑ کو اہل جنت جانتے ہیں۔

فرقہ صادقہ کا حال۔ یہ لوگ محمد اور سیلہ دونوں کو نبی جانتے ہیں اور اپنی کو

رحمانہ جانتے ہیں کیونکہ رحمن سیلہ کا نام ہے۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کا یہی حاصل کلام ہے یعنی سیلہ کا خدا رحیم ہے وہ کہتے ہیں کہ ہر مومن پر فرض ہے کہ سیلہ کو نبی جانو ورنہ اسکا اسلام منطقی ہے۔ اور اکثر آیات فرقائی و فاروقی کو گواہ بتلاتے ہیں کہ سیلہ ضرور نبی ہے اور محمد کا شریک۔ بلکہ برحق قاطع سے بتلاتے ہیں کہ شاید دو چاہے! اس سے

۴ فرقان یعنی جد اکندہ حق از باطل این کتابیت کو محمدیان اور اکلام اللہ گویند و شہداء ام

قرآن مست و تسلیم سے کنند کہ نازل شدہ است بر محمد بنی شان بود۔

۵ فاروق یعنی فرق کنندہ میان حق و باطل و ایش قتل ہو دو حضرت فاروق اول و فاروق ثانی

کتابت است کہ صادقہ اور اکلام اللہ و انند و تسلیم میکنند کہ نازل شدہ است بر سیلہ صلی اللہ

علیہ وسلم کہ نبی شان بود۔

زیادہ کیونکہ الہام و رسالت جیسا ان خطیر مقصد مضبوط شہادتوں سے متین ہو دوسری بہتر ہے اور اُسکے فضائل و معجزات بھی مثل محمدیان کے حد سے زیادہ بیان کرتے ہیں بلکہ محمدی بھی اُسکے معجزات کے قائل ہیں چنانچہ مصنف روضۃ الاحباب لکھتا ہے: "خوارق عجیبہ کہ برعکس معجزات بنوہ بود حق تعالیٰ بردست او ظاہر ہے کر دیا از برای استدراج و دیا بنا بر سحر و شعوہ" چاند کو بھی اُسے بشل محمد صاحب کے بلایا اور گود میں بٹھلایا۔ اور اُس کے معجزوں کے مفصل حالات دراج النبوة رکن چہارم کے صفحہ ۳۲۰ و ۳۲۱ میں بھی درج ہے اور صاوقیہ ہزاروں لاکھوں اُسکے گواہ ہیں۔ اور فصاحت و بلاغت اُسکی اس حد تک تھی کہ تمام فصحاء عرب کی زبان اُسکے مقابلہ سے بند تھی خدا نے اُس پر کتاب بھیجی کا نام فاروق ہے اور وہ بھی عوی فصاحت فاروق کا ابتدا اُسے زمانہ نبوت سے (جسکو ۱۳۰۰ برس کا عرصہ ہوا ہے) کرتے ہیں اور فاروق الیہودۃ من مشلہ ان کنتم صادقین نہایت خوش و خوش ہو رہتے ہیں کہ اگرچہ ہو تو ایسی سودہ بناؤ اور میدان میں آؤ۔ مگر اُن تک کوئی بھی نہ بنا سکا۔ صاوقیہ کہتے ہیں کہ قرآن اور فاروق کو بغیر محمد اور سید کے کوئی نہیں بنا سکا۔ صدف اُسکے مانفط موجود ہیں۔ بعد وفات محمد کے خدا نے سید پر ایک اور کتاب یعنی فاروق ثانی ارسال کی۔ اور یہی سبب ہے کہ بعضی باتیں صاوقیہ اور محمدیہ کے برخلاف ہیں کیونکہ چند امور خدا نے بعد وفات محمد کے منسوخ کر دیے جیسا کہ محمد کے وقت میں بھی ہے سی آیات نقان سے منسوخ ہو گئیں اور کہتے ہیں کہ خدا مائتہ سو نہ و غیرہ سب اعشاء رکھتا ہے۔ مگر مثل مخلوقات کے۔ اور خدا کے عیاد کے بروز قیامت قائل ہیں اور مثل محمدیہ کے وہ بھی عقل کو فاروق کی بعضی باتوں میں دخل دینا کفر جانتے ہیں اور فاروق ثانی میں لکھا ہے کہ قبلہ کی طرف نماز کرنے والی آیت منسوخ ہو گئی ہے اب جس طرف چاہو چہ کر دجیے کہ ہم کی زندگی کافی میں بیت المقدس الی آیت منسوخ ہو گئی تھی۔ پس اب ہر وقت نازل ہونے فاروق ثانی کے قبلہ کی طرف متوجہ ہونا ٹھیک ہے۔

کیونکہ یہ خدا کی نسبت الزام ہے اسواسطی کسی گھر کو یا محراب کو قبلہ کرنا بت پرستی ہے اور
تینوں نمازیں ایک ہی طرف موہ کر کے نہ پڑھے بلکہ مختلف جانب رخ کر کر کیونکہ ایک طرف
توجہ کر کے نماز پڑھنا بت پرستی ہے یعنی کسی مکان خاص کا تعین نہ کرے کیونکہ یہہ شرک ہے
اور کعبہ کو بیت اللہ نہیں کہنا چاہئے کیونکہ خدا کا کوئی گہر نہیں۔ اور نمازیں نام پتھر کا
نہ لینا چاہئے کیونکہ یہ گستاخی ہے۔ اور نماز تین وقت پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ دو وقت
کی نماز (عشا باہاد) خدائے میلہ کی خاطر معاف کر دیں۔ اہلیر کی جو آدم کے سجدہ کا حکم
قرآن میں ہی یہ کفر ہے فاروق کے رو سے یہ بات گناہ قرار پا کر منسوخ ہو گئی۔ یہ حکم
خدا کی طرف سے نہ تھا۔ نکاح میں صرف رضامندی فریقین کافی ہے۔ اور چچا اور داموں
وغیرہ کی لڑکی جو محمد کے عہد تک جائز تھی۔ بعد مرنے اُسکے خدائے حکم بھی کر یہ بات
حرام ہے۔ فاروق سیلہ میں حکم ہے کہ لڑکی اُسکی لوجس سے سابقہ رشتہ داری نہ ہو
ایک عورت سے زیادہ نکاح روا نہیں ہے البتہ متعہ جائز ہے۔ منغ خانگی کا کیا اور بت
نہیں کیونکہ یہہ اوڈنیوالا شوک ہے۔ روزہ رمضان کے منغ ہو گئے کہ بجائے روزہ کو
مشہد رکھو۔ آفتاب کے ڈوبنے سے آفتاب کے نکلنے تک کچھ نہ کھاؤ اور نہ پیو اور نہ
جیلہ کرو۔ اور غصہ نہ کرنا یہودی ہو جانا یہی اسواسطی منع ہے۔ تمام سکرات حتی کہ امیرن اور
جز بھی حرام ہے۔ سیلہ کو خدائے حکم کیا کہ جب لڑکا پیدا ہووے بہتر ہے صحت سے
جماع نہ کرے اور دونوں خدا کی یاد میں رہیں ورنہ ایک بار ورنہ سے زیادہ صحت نہ کرے
فاروق ثانی میں زنا ساج ہے کیونکہ مثل اور بازاری سوداؤن کے ہے۔ تو بکر کو بڑا کپڑا
بہن کر اُسے طمع خلافت کی خاطر سیلہ کو مروا دیا جیسے یہووا اسکر یوٹی نے عیسیٰ کو مروا
دیا تھا۔ فاروق سیلہ کی چند آیتیں یہ ہیں۔

یا صغداً نقی ایکم نطقاً ۵ لا اشرب تشرباً ۵ ولا الملاح تکلمین
ولا الطیص تغاربتن ۵ ولا المعذوبتہ تغفین ۵ لنا نصف الارض القربش

نصف ذلک قریش تم یعتدون ہ انکے واسطی (مسئلہ کی واسطی) فرقان کی سورۃ
الذہبیت کے جواب میں خدا نے یہ آیتیں نازل کیں۔

(از فرقان محمد) والذہبیت ذرّۃ فالحلت وقرّۃ فالجہیت یسرّۃ فاللقمت
امرّۃ انما توعدون لصادق ہ وان الدین لواقع ہ والسموات الحُبک ہ انکم
لفی قول مختلف ہ یوفک عنہ من افک ہ یہ قرآن کی آیتیں ہیں۔

(از فاروق مسیلمہ) والناذرات ذرّۃ فالحاصرات حصّۃ فالذالّات
نجمّۃ فالطالحات لحنّۃ فالجابرۃ جبرّۃ فالنارۃ نارۃ فاللغات
نعمّۃ اہالہ وسمنا ولقد فضلتم علی اہل الوبر وما سبقکم اہل المدر ہ
(وکیمر) العتران اللہ خلق النساء افرجاً ہ وجل الرجال من انواجاہ فنوہل
فہن یلاجاہ ثم تحفہن ما شئنا اخرجاً ہ فینتجن لنا انتجا ہ (وکیمر) الذالی
ربک کیف فعل بالجبل ہ اخرج منها نسمة لتسی ہ من بین صفای وغشی ہ
حبّ البکر خلیفۃ لہ یہ آیتیں نہیں انکی بلاغت و فصاحت پر بہت ہی تعجب کیا (کیونکہ عرب
میں انکی فصاحت اعلیٰ دیکھی مشہور تھی) اور فرمایا کہ ایسی نہیں کلام کسی تمہیں بنا کر گرا کیا۔

اسی طرح وہابیہ تجزیہ و شمشیہ وغیرہ اور فقیر و قنندہ و قنندہ کے صد ہا گروہ موجود
ہیں ماسواہر ایکے اور بھی کئی فرقہ ہیں جو باوجود دشمنان کہلانے کے ایک دوسرے کے
خون کے پیاسے ہیں علیٰ ہذا القیاس قرآن کی اسی بر غلاف تجزیہ و دورہ از انصاف
تسطیرے محمدی غیب میں ۱۳۰۰ برس رحمت طبع کی گڑبڑ لگئی کوئی کسی زیارت کا
پوجاری۔ کوئی کسی روضہ کا مجاہد۔ کوئی گناہ و الیکا بندہ۔ کوئی محمد کا پرستندہ۔ کوئی منہ
کا دیندار۔ کوئی سرور کا سروریہ۔ کوئی شیخ سدو کا صدقہ خیر اور متوالا بنکیا۔ کوئی خاک

۴ فٹ نوٹ۔ دیکھو روضۃ الاحباب مقصد اول باب دوم اذہاب پنج اہل الفداء علی۔
۵ فٹ نوٹ۔ دیکھو روضۃ البیۃ صفحہ ۴۴۴ میں کہ جامع عمر کا صدقہ صدقات محمد بن عبد اللہ من کان قصیدہ
قدسات ومن تصبہ اللہ ان اللہ لا یموت یومئذی وکرمہ وچوہیں انہیں معلوم ہو کہ محمد کریم اور جو ان کو چہرہ بن جائیں کہ نہ مذکور

کربلا پر قربان ہر کوئی غیب کی تلاش میں مگر گردان ہے کوئی خدا کو لا جواب کرنا ہے کوئی علی کو خدا نام لگائے نام پر مردنا ہے کوئی سوچ کو خدا جانتا ہے اور کوئی رعد کو۔

اب ہر ایک منصف مزاج بعد ملاحظہ تمام حالات کے حق و باطل میں تیز کر سکتا ہے کہ حقیقت کیا ہے اور بقدر انداز یہ چھوڑا ہے۔ کیا کہیں معقولات کی تعلیم کا نشان بھی موجود ہے؟ خلاف اسکے کہ قرآن ایک خدا کی طرف راہنمائی کرتا۔ یا کفایت پرستی کو اکہیر تا۔ بالعکس اسکے وقایق معرفت و حقایق وحدت کو بتلانے میں نہایت قاصر رہا۔ باعوض محبت و توحید کے اس میں طمع طمع کے شک و غوغواری موجود ہے۔ ان کو ڈرنا محمدیوں کو غوغواریا کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ محمدیوں کو مکان پرست کس نے بنایا؟ قرآن نے کہی بیت المقدس اور کہی کبہ کی طرف کس نے ہٹایا؟ قرآن نے۔ محمدیوں کے ہاتھوں سے لہو کا دریا کس نے بہایا؟ قرآن نے۔ علی کو خدائی کی گدی پر کس نے بٹھایا؟ قرآن نے۔ خدا کو مکار و مٹھہ باز و گمراہ کرنے والا کس نے بتایا؟ قرآن نے آدم کو فرشتوں کا خدا کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ آگ کے آگے موسیٰ کو کس نے جھکایا؟ قرآن نے۔ شیطان کو بت پرستی نہ کرنے سے معافی کس نے بتایا؟ قرآن نے۔ سورج کو خدا سے بڑا یا خدا کس نے سمجھایا؟ قرآن نے۔ عورتیں تمہاری کہتیاں میں جاؤ اپنے کہت میں جس اتہ سے تمہاری مرضی ہو کس نے ارشاد فرمایا؟ قرآن نے۔ حمد تو ان کو حیوان مطلق سے کم تقدس نے کرایا؟ قرآن نے۔ خدا کو غافل کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ پر رستی و لاپرواہی پرستی میں کر مٹھوں کو کس نے مشک بنایا؟ قرآن نے۔

۱۱۱ نسا د کړه حث لکمه فاتح حث لکمه ال شيعه رسوله بطريقه شياطين کينډیې چې د اړه کي تېرېان د وختي مړ

تہا ہی قلعہ بحر بنی امانتاً تسبیح کہ ابرہہ کے الی شیتیم یعنی خواہ بطریق دُبر خواہ بطریق بیل موت و محبت کر کے قلعہ بحر بنی و

[illegible]

قدہ نشتر سے ہی بنی پلہ جو کبھی محض بھاندری لکھتا کہ طریقہ شیطانا و شیرو میں ملے گی جواب بندہ جواب ہے۔

تناسخ کا قرآن سے ثبوت

براہین الاحمدیہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۹۲ حاشیہ نمبر ۱۱

قولہ جو آریہ ہیں وہ خدا کو خالق نہیں سمجھتے۔ اور اپنے رُوحوں کا رب اُس کو قرار نہیں دیتے۔

اقول ہجوٹہ بکھرتو تمام آریہ ایشور کو سب سنسار کا خالق جانتے ہیں اور اپنی رُوحوں کا رب بھی جانتے ہیں بلکہ تمام جہان کی رُوحوں کا رب وہی ہے اُس کے سوا ہمارا سوا می اور موجود کوئی نہیں ہے خدا سے ڈرو اور جھوٹ بکھنے سے پرہیز کرو۔

قولہ اور جو اُن میں بُت پرست ہیں وہ صفت ربوبیت کو رب العالمین سے خواص نہیں سمجھتے اور تینتیس کروڑ دیوتا ربوبیت کے کاروبار میں خدا کا شریک ٹہرتے ہیں اور اُن سے مراد میں لگتے ہیں۔

اقول اگر وہ تینتیس کروڑ دیوتا اُن کو خدا سمجھتے ہیں تب تو آپ کی جائے اعتراض ہے در نہ کسی بُت پرست کا وہ مجامی وغیرہ مومنوں سے کم نہیں ہے وہ جبرائیل میکائیل و عزرائیل وغیرہ فرشتوں کو ربوبیت کے کاروبار میں خدا کا شریک ٹہراتے ہیں۔ اور انکا نام بُت پرستوں کے بتلاتے ہیں یعنی ایک ایک قسم کا رب اور اسی طرح کھڈا مسلمان پیر پرستی عوث الاعظم پرستی سخی سرور پرستی مدینہ پرستی خاک نجف پرستی علی پرستی شمس پرستی۔ قبور پرستی۔ کتبہ پرستی۔ تابوت پرستی سکینہ پرستی مین سرگردان اور حور و غلمان

۱۱۔ ربائع و تشدید باد خداوند (سولی) پروردگار (پلزدوال) اصلاح آئندہ (نئی گیت پر عیقا والا) و لیل و نایا و خفا و اللغات صوفیہ

۱۲۔ ربائع و تشدید باد خداوند (سولی) پروردگار (پلزدوال) اصلاح آئندہ (نئی گیت پر عیقا والا) و لیل و نایا و خفا و اللغات صوفیہ

۱۳۔ ربائع و تشدید باد خداوند (سولی) پروردگار (پلزدوال) اصلاح آئندہ (نئی گیت پر عیقا والا) و لیل و نایا و خفا و اللغات صوفیہ

کے متوالے ہو رہے ہیں اور یا محمد یا علی یا غوث الاعظم یا جبریل کا وظیفہ کرتے ہیں پس ان سے وہ غریبِ ثبوت پرست کسی طرح بُرے نہیں ہیں۔

قولہ۔ اور یہ ہر دو فریقِ خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے بھی انکار ہی ہیں اور اپنے وید کے رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رحمانیت کی صفت ہرگز خدا تعالیٰ میں نہیں پائی جاتی۔
اقول۔ جو ہٹھ بھتو ہوندا تھیں ایسا زبانِ حملوں کا عوضِ دیوی اور اس بُرے اعتقاد کو بچا کر سچائی کی طرغِ رجوع کرے۔ لعنت اللہ علیہ الکا ذہین پڑتا دیا سے دیا لو کرنا زبان ہے اور ضرور ہے ان اگر رحمانیت سے مراد پدری و ظلم اور انصاف کا خون کڑا ہو تو ایسا اختیار ہے ہمارا کیا بلکہ سب عقل مندوں کا اس سے انکار ہے۔

قولہ۔ جو کچھ دنیا کے لئے خدا نے بنایا ہے۔ یہ خود دنیا کے نیک عملوں کی وجہ سے خدا کو بنانا پڑا اور نہ پریشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نیکی نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اس طرح خدا تعالیٰ کو کامل جیم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کیسے ہی سچے دل سے توبہ کرے اور خواہ وہ سالہا سال تضرع و زاری اور اعمالِ صالح میں مشغول ہے خدا اُس کو گناہوں کو جو اُس سے صادر ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشے گا جب تک وہ کئی لاکھ جنوں کو سبکت کر اپنی سزا نہ پاوی۔

اقول۔ افسوس ہم مزا کی غلطیوں کو کہاں تک تحریر کریں۔ دہو کہہ دینا اس کا روحانی مشن ہے اور گمراہ کرنا اس کا اعلیٰ فن۔ زالی کو بجات جاودانی دینا ظلم کی نشانی ہے اور نیکو کار کو حق میں قہرانی نہ کرنا انصافِ ربانی۔ پس ہلکار کو سزا اور نیکو کار کو سزا دینا عین انصافِ عدل ہے اس سے سوئے موڑنا خدا کی نسبت الزام بخدنا ہے۔ اس واسطے جو جیسے اعمال کیا تا ویسے ہی سزا جزا پاتا ہو۔ مالک و حاکم خدا ہے جسکے قبضہ قدرت میں سزا و جزا ہے۔ ہر ایک دانامانتا ہے کہ جو مجرم نہوا سے خواہ مخواہ نہنگا۔ یہی جو ادیبی عدالت ایزدی بلکہ انصافِ باری ہے ظالم و زانی کو بموجب قانونِ خداوندی کئے نزدیک

(دو کہہ) میں جانا پڑا اور عابدیا گمانی کو سوگ (سکہ) میں آنندیا پرشید کا خاص ارادہ سے کسی سے نیکی کرنا محل بلکہ مہل بت ہے۔ اگر کوئی سبب نہیں تو سر ایتھب طر فزای ہے جو ذات باری کے حق میں الزام بہاری ہے۔ کسی خاص سبب سے میں بھی انکار نہیں بشرطیکہ عدالت پرفحصان عاید نہ ہو۔ ہم رحیم توانتے میں گروہ رحم جو انصاف کی تردید و ترمیم کے ہیں کسی طرح تسلیم نہیں اور نہ معقول طور سے اسکا ثبوت ملتا ہے پس ستر پانادانی اور یہود ہوس پکانی ہے۔ جسکا نتیجہ دین و دنیا میں سوا پیشانی اُنہانے کے اور کچھ نہیں۔ توبہ کا قبول ہونا بالکل فضول اور نامعقول امر ہر ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں ۵

توبہ حاصلے دار و خاک برہ طاعت این نماز و این روزہ رسم کچھ خدا بہاست
جبنا اس توبہ کے مسئلہ نے دنیا میں گواہ پہلایا۔ شاید اتنا کسی اور مسئلہ سے ظہور میں نہ آیا۔ جسطرح مصری مصری کہنے سے مرنہ میٹھا نہیں ہوتا مگر کہا ہے۔ اور اپنی اپنی کہنے سے جسم کی صفائی نہیں ہوتی مگر نہانے سے۔ اسی طرح ۵

توبہ اگر بگوئی صد سال از گفتن توبہ نشوی لادغبال
سالہا سال کی تفریح و زاری اور اعمال میں مشغول رہنا ضرور باعث نجات ہے مگر کٹ ہون کے دور ہو جانے سے۔ ورنہ جب تک آلائش گناہ ساتھ ہے۔ تب تک نجات ایک سو ہوی بات ہے ۵

ہر آنکہ تخم ہم ہی کشت چشمت نی داشت داغ ہیورہ بخت و خیال لعل لب
از مکافات عمل فاضل شو گندم از گندم بر دیر جو ز جو
باقی رہا کئی لاکھ جو نوں کا بیگشتا یہ ہر ایک کہو اسکو ضروری نہیں بلکہ بڑبک اپنہ گناہوں کے موافق سزا پائے گا۔ اور بعد بیگشتہ کیفر کردار کے پرتال انسانی میں نیگا اور عمل کیا نیگا یہ قلم عدہ اگر غور کرو تو مطابق انصاف ہر اور ذرہ بھی متعلق ظلم یا عقل کے خلاف

ہیں۔ الٰہی الزام آپ کے قرآن پر عاید حال ہے اور اُسکے مطالعہ سے تمام مفسرین کی زبان گنگ و لال۔ یعنی قرآن کے رو سے جہنم میں جانا سب نیک و بد کیو اسلم لادبی ہے اور اُنکے خوش عقیدہ مین زمان سرور۔ سورۃ مریم وان منکہ الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا ترجمہ اور کوئی آدمی نہیں جو دوزخ میں نہ جاوے ہو چکا تیرے رب پر ضرور مقرر (کہ ایک دفعہ نیک و بد تمام کو دوزخ میں لیجاوے) پس یہ اعتراض آپکا اس قرآنی آیت کے حق میں مزنون ہے جبکہ حرف حرف سے انصاف و رحم کا خون اور توبہ استغفار و شفاعت کے عدم تسلیم کی رہنمون ہے اور اسی سبب ہر مجاہد علمائے محدثہ و مفسرین قرآنہ اسکے جواب میں سرنگون و شرمسار ہیں بلکہ زراہی رفتن زور و مامدن کے محضہ میں گرفتار۔ البتہ جونون کا ہو گنگ ہر طرح قابل پذیرائی ہے اور ہر ایک سلیم العقل کو اُسکا تسلیم کرنا موجب دانائی ہم قلع النظر اور عقلی دلائل کے قرآن سے اثبات لاتے ہیں اور حقانیت اس سند کی جتاتے دیکھو

(۱) سورۃ بقرہ۔ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا ہم

اکنونا قردة خاسئین ترجمہ البتہ تحقیق جانتے تھے تم ان لوگون کو جو حد سے

نئے تم میں سے بیچ ہفتہ کے۔ پس کہا ہے انکو ہو جاؤ بند و سئل

ی قصہ ایک قوم کی اہمیت ہے جو بقول محمدیان کے داؤد کے زمانہ میں شہر الیسا

رہنے والے تھے انہوں نے شبنہ کے روز بروز خلاف حکم خدا کو مچھلی کا شکار کریں۔

سپا کے کہ لے خدائے اس قوم کو بند و ن کی جونون میں الدیا۔

(۲) سورۃ النعام۔ وما من دابة فی الارض الا طریقہ یخبر بھناجہ الا امثالکم

ما فرطانی المکتب من شیئی ثلث الی دہم عشر دن ترجمہ اور نہیں کوئی چلنے والا

بیچ زمین کے اور نہ کوئی پرندہ کہ اوڑے ساتھ دو بازوؤں اپنے کے کراستین تھیں مانند

تہا ہی نہیں کم کیا جسے بیچ کتاب کے کچھ چیز ہر طرف پروردگار اپنے کے اکٹھے
لی جا دیں گی۔

مُصَنَّفِ قرآن فرماتا ہے کہ جقدر جائز زمین پر اور زمین کے بیچ چلنے والی زمین
(مثل حشرات الارض ای وسانپ وغیرہ اور انسان و حیوان و نند و پرند وغیرہ)
اور جقدر پرند ہوا پر بازوؤں سے اڑنے والے میں سب مسلمانوں کی طرح اکٹھے نہیں ہیں
وغیرہ اُستین تھیں جو گناہوں کے سبب متنازع کے سلسلہ میں عدالت خداوندی
سے مختلف قابلوں میں آگئی ہیں۔ بعد ازاں دعویٰ کرتا ہے کہ یہ سب ہر خدا کی طرف
یعنی انسانی قابلوں میں اگر عبادت کی طرف اکٹھے کئے جا دیں گے۔ اور بیٹے کوئی
بات قرآن میں درج کرنے سے نہیں چھوڑی۔

(۳) سورۃ اعراف وَاِذَا خَذَمْتُكَ مِنْ بَنِي اٰدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ
وَاشْهَدَهُمْ عَلَىٰ اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰى شَهِدْنَا اِنْ تَقُولُوْا اِيَوْمَ لَقِيْتُمْ
اَنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ۔ اَوْ تَقُولُوْا اِنَّمَا اِشْرٰكُ اٰبَاؤِنَا مِنْ قَبْلُ وَلَنَّا ذُرِّيَّتٌ
مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَنُهِّلْكُمْ بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ترجمہ اور جب لیا پروردگار تیرے
نے بیٹوں آدم کے سے پیشہوں انکے سے اولاد انکی کو اور گواہ کیا اور لگو اور چاروں انکی
کے کیا نہیں ہوں میں تہا را رب کہا انہوں نے البتہ تو ہے۔ شاہد ہوئی ہم ایسا نہ کہ
کہو تم دن قیامت کے تحقیق ہے ہم اس سے غافل یا کہو سوئے اسکے نہیں کہہ کر
کیا تہا ہمارے بالوں نے پہلے اسکے اور ہے ہم اولاد چھپے اون کو سے۔ کیا پس ملا کہ
کتاب ہے تو ہکو ساتھ اُس چیز کے کہ کیا جہوٹوں نے

تفسیر حسینی والا مفسر کرتا ہے کہ حَقَّالِ ذُرِّيَّتِ (نسل) آدم را اُصْلَب و بیرون
آورد و بر شال مورد چائے خود و زرد۔ یعنی گویند مفید یا سرخ و گرد و سی بر آئند۔ از جانب
راست مورد چر مفید و از جانب چپ مورد چر سیاہ۔ و یعنی بر آئند کہ تو اُلہ و تامل از پست آدم

یکبارگی بودہ نہر و جہ تو الدناسل رومی نورہ و حیات و عقل و نطق در ایشان سیا فرید
 در بوبیت خود را بر ایشان عرض کرد و ایشان قبول کرد و گفتند گواہ شدیم با برادر خود
 گفتہ اند چون زمریت آدم بے گفتند حق سبحانہ ملائکہ را گفت گواہ باشید ملائکہ گفتند
 شہدنا۔ اور معارج النبوة فی مارج الفتوة کے رکن اول کے باب ۳ کی فصل دوم
 میں بھی اسکا مفصل بیان موجود ہے اور زیادتوں یہ ہے کہ یہ تمام اقوال و شہادتیں
 حجاز الا سود کو در بیان رکھ کر لی گئی ہیں اور قیامت کے روز وہ گواہی دیں گے اسوقت
 زبان انکی بند ہے۔ پس اسے ناظرین ایک تو وہ چیونٹیوں کے قالب جو انکو پہلے ملے
 تھے دوسرے اب انسانوں کے تیسرے قیامت کے روز ملین گے۔ بموجب قواعد کے
 دوسری زیادہ جمع ہوتی ہے اس سے بھی تین جنون ثابت ہیں ایک بار جہم لینا کسی طرح
 ثابت نہیں۔ اور اس سے محمدیوں کا وہ اعتراض بھی بالکل بے بنیاد ہو گیا جو بطور سب
 باطلہ کے پیش کیا کرتے ہیں اگر تنازع ہے تو یاد کیون نہیں رہتا۔ حالانکہ بموجب قرآن
 یہ تمام نبی آدم کا دخل ثابت ہے اور قیامت کے روز اسکی باز پرس بھی ہوگی کہ وہ چیونٹیوں
 کی جنون کسی محمدی کو یا کسی انسان کو یاد نہیں ہیں اور ان کے ہونے سے انکار
 زنیوالا کا فر ہوتا ہے۔

(۴) سورۃ المائدہ۔ قل هل أنبئکم بشر من ذلك مثوبہ عند اللہ من
 لعنہ اللہ و غضب علیہ و جعل منہم القرۃ و الخنازیر و عبد الطاغوت
 اولئک شتر مکانا و اضل عن سوا السبیل ترجی اللہ کہہ کیا خبر دون میں تمکو
 ساتھ بدتر کے۔ اس سوجز امین نیک اللہ کے۔ وہ لوگ کہنت کی خدائے اون پر
 اور غضب کیا اور پر اون کے اور کئے اون میں بند اور سوز اور جہنم پہنچے پوچھا فوت
 ربت یا دیت یا شیطان) کو یہ لوگ بدتر ہیں جگہ میں اور بہت بیکے ہوئے ہیں راہ
 سیدھی ہے۔

مفسر لکھتے ہیں کہ یہ قوم یہودی تھی جنکو سبب گناہوں کے خدائے بندوں اور سورون کی جڑوں میں ڈال دیا تھا۔ کیونکہ مصنف قرآن اس آیت سے پہلو لکھتا ہے وان اکثرکم فستون فیتم تہمت بدکار ہوا سوا سٹے بدکاری کی سزا یہ ہے کہ بندوں اور سورون کی جڑوں میں جاؤ گے بدکاری سے پرہیز کرو۔ چنانچہ اخیر میں یہ بھی بتلادیا کہ جو لوگ بت پرستی یا جن بھوت پرستی یا نفسِ شیطان پرستی وغیرہ میں مہرٹ ہیں وہ ان سے بدرجہ جڑوں میں جگہ پاویں گے کیونکہ وہ بہت ہی راہِ راست سے گمراہ ہیں۔ افسوس کہ اہلِ کرڈوں و نسلان پھر پرستی و قبور پرستی و نفس پرستی میں غرق ہیں۔

(۵) سورۃ الواقعہ میں ہے۔ وما نحن بمسبوقین علی ان یبدل امثالکم و نہ نشکم فی ملائعہم ولقد علمتم النشاة الاولیٰ فلو لا تذکرون ○ ترجمہ اور ہم اس بات سے عاجز نہیں کہ بدل دین تکو مانند تہارے اور پیدا کریں تمکو دوبارہ اُس صورت اور شکل میں کہ جسکو اس وقت نہیں جانتے ہو اور تحقیق جان لی تھے پیدا آتش پہلی۔ پس کیوں نصیحت نہیں کرتے۔

مصنف قرآن کہتا ہے یعنی خدا سے محمدان کہیں اس بات سے عاجز نہیں ہیں یعنی اس بات کی طاقت مجھ میں ہے کہ تمہیں دوسری جڑوں میں ڈالوں اور ایسی جگہ اور صورت اور شکل میں پیدا کروں جسکو تم نہیں جانتے اور جس سے بالکل غافل ہو۔ اور کہتا ہے اے لوگو پیدا آتش پہلی جان لی ہے کہ پہلے اس سے تم کس جن میں تھے اگر جان لی ہے اور عقل رکھتی ہو پس کیوں نصیحت نہیں کرتے ہو تم۔

(۶) سورۃ نسا قرآن میں ہے ان الذین کفروا بآیتنا سوف نصیلمہم ذرا کما نصبح جلودہم بل انہم جلودٌ اغیرا ترجمہ یعنی جنہوں نے کفر کیا ہماری آیتوں سے انکو ہم آگ میں

فٹ فٹ کر دیں ہر مرد مرد علی علیہ السلام کے حق میں عاصیہ رکھا، جو صاحبِ جنت میں نہیں فرما رہا۔ اس پر ہی سب میں بھی ہے ہندو اور کور جو جادوئے گے۔

ڈالین گے (وہ ان پر) جسوقت گل جاوے گیے بدن اُنکے ہم اُنکے بدلے میں دوسری بدن اُنکو دیتے ہیں۔“

مُصنّف قرآن لوگوں کو ڈراتا ہے کہ جہنم نے ہماری آیتیں نہیں مانی۔ وہ گنہگار و کہہ میں ڈالے جاویں گے اور جلائے والے دو کہوں میں مبتلا ہونگے اور وہ ان پر دو کہہ ہوگ کر ایک قالب کو چھوڑنے کے بعد دوسری قالب پا کر رہینگے اور بار بار مختلف قالبوں میں سہرا یاب ہونگے۔ تاکہ چکھتے رہیں عذاب۔

(۷) تورات میں ایش باب ۱۹۔ آیت ۲۴ مگر اُسکی جورو نے اُسکے پیچھے پہرے دیکھا اور وہ نک کا کہنا بن گئی۔ یہ لوط پیغمبر کی جورو کی بابت ہے جو گناہ کرنے کے سبب پتھر کی جون میں متسلخ کی گئی تھی۔ اس سے قطع النظر اور جونوں کے پتھر وغیرہ تک متشکل القالب ہونا بھی صحیح اور ہر ایک مسلمان کو قبول کرنے کے لائق ہے۔ اور کلام الہی سے منکر ہونا کسی طرح وجہ نہیں۔

(۸) تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ روح شہدانی سبیل اللہ یعنی جہادی لوگوں کی وحی ہستی جانور و ملکوتی میں ہونگی چنانچہ محمد ص نے بحالت حجاج انکو جنت الماویٰ کے مغز میں دیکھا۔ (۹) حدیث مشارق الانوار میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کا باپ آذر اور تاہ روز جزا کو ایک زبون جانور کے قالب (جہنم) یا جون میں ڈالے جائیں گے۔

(۱۰) حدیث میں لکھا ہے نقلت من صلابہ طبیۃ الی ارحام طاهرہ (یہ حدیث روضۃ الاحباب کے مقصد اول میں مذکور ہے) محمد ص صا فرماتے ہیں کہ میں پاک مردوں کی شپٹوں سے پاک عورتوں کی شپٹوں (شکون) میں پڑتا ہوا چلا آیا ہوں۔ اور قصص الانبیاء، معارج النبوة میں ہے کہ روح پرفتح حضرت محمد صاحب کالبصوت طاؤس کے برابر برسمت کے دریا میں غرق رہا۔ غدر کروا۔

(۱۱) اور تحفۃ المناشیع میں لوی عبدالعزیز صاحب کہتے ہیں کہ اکثر فریق

اہل تشیعہ از امیہ و کاتھ و منصوریہ و میریہ و باطنیہ وغیرہ گویند کہ بدن را معاوضت و نہ روح را غیر این عالم مقرر است بلکہ در ہمین عالم متنازع میشود و انتقال سے کند از بدنے بدنے دیگر۔ یعنی اکثر فرقہ شیعوں کے (امیہ اور کاتھ اور منصوریہ اور میریہ اور باطنیہ وغیرہ) کہتے ہیں کہ جسم کو عالم آخرت میں جانا نہیں ہے اور نہ روح کے لئے بغیر اس عالم کے کوئی ٹہرنے کی جگہ ہے بلکہ اسی جہان میں پندرہ جہم (آواگون) میں آتا ہے اور ایک بدن سے دوسرے بدن میں جاتا ہے۔

ان مندرجہ بالا آیات قرآنی و احادیث محمدی و تفاسیر وغیرہ کی شہادتوں سے ہر ایک جان مکتا ہے کہ قرآن کے روشنی میں ہر طرح قابل یقین ہے اور محمدیوں کو اسکا فائدہ دیتا رہا المسلمین اور نشان دین ہے اور انکار کرنا موجب کفر و باعث ہزار لعین۔

قولہ جب ہی کسی نے ایک گناہ کیا۔ پہرہ و دان توبہ کام آتی ہے اور نہ بندگی۔
دخوف الہی و عشق الہی اور نہ کوئی عمل صالح گویا وہ جیتے جی ہی مر گیا اور خدا تعالیٰ کی رحمت سے بھلی نا امید ہو گیا۔

اقول۔ جو وہ کہتے ہوں یا غضب میں جلو گئے البتہ باستثنائے اہل باتون کے آپکی توبہ وہو کہہ کی ٹٹی ہے جبکی انہیں لوگوں کو گمراہ کر رہے ہو اور گناہ سے نہیں ڈرتے خدا کی رحمت سے کوئی نا امید نہیں مگر رحمت فریب اور چالوسی نہیں اور نہ رحمت ہے بندگی خوف الہی و عشق الہی اور عمل صالح کا پہل نجات ہے مگر گناہ کا پہل و دکھ۔
میں و دکھ کے بہکتوں کے بعد کہہ کی باری ہے اور یہی عدالت الہی کا فرمان جاری ہوتا
صاحب رشوت و سفارش و شفاعت کی و دان نمجائیش نہیں اور نہ توبہ و چالوسی کی نہائش ہے باز اوان توبہ مانے بے معنی ہے۔

قولہ۔ علی هذا القیاس۔ لوگ یوم جزا پر یکسر و سے خدا تعالیٰ مالک یوم الدین کہلاتا ہے صحیح طور پر ایمان نہیں رکھتے اور جن طریقوں سے کہ وہا سے انسان اپنی

سعادت غلطی تک پہنچتا ہے! اشتقاوت غلطی میں پڑتا ہے اس کل سعادت یا شقاوت کو
ظہور سے انکاری ہیں اور نجات آخری کو صرف ایک خیالی اور وہی طور پر سمجھ رہے ہیں۔
اقول یوم جزا بالکل ایک بناوٹی افترا ہے خدا ہر وقت نصف و عاقل و رحیم ہے
اور ہمیشہ ناک و رازق و کریم۔ ہم تمہاری طرح اس وقت اسکو غافل ظالم قابلِ عاجل نہیں
مانتے ہیں اور نہ اس وقت کسی اذ کو عاقل و نصف و رحیم کریم جانتے ہیں۔ آپ اس
غلط ایمان سے باز آئیں۔ اور خدا کے ہمیشہ موصوف بصفات کامل ہونے پر ایمان
لائیے۔ حور و غلمان کے شہوی گمان سے بچ کر رستی و صداقت کے گمان کی طرف
توجہ فرمائیے تاکہ نجات حاصل ہو۔ ورنہ حور و غلمان کا شہوت پرستی کا بڑا نا
ہی جو سراپا بہم و گمان اور خیال و خیال ہے۔ مولانا غالب مرحوم فرماتے ہیں۔

خوب معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

قولہ بلکہ وہ نجات ابدی کے قابل ہی نہیں اور انکا مقولہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ
کے لئے ناس جگہ آرام ہے اور نہ اس جگہ۔ اور نیز انکے زعمِ باطل میں دنیا بھی آخرت
کی طرح ایک کامل دارالجزا ہے جسکو دنیا میں بہت سی دولت ملی گئی وہ اس کے نیک
عملوں کے عوض میں جو کسی جہنم میں اپنے لئے ہونگے دی گئی ہے اور وہ بات کا
مستحق ہے کہ اسے دنیا میں اپنے نفسِ امّارہ کی خواہشوں کے پورا کرنے میں اس دولت
کو خرچ کرے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس جہان میں خدا تعالیٰ کا کسی کو اس غرض سے
دولت دینا کہ وہ اس دولت کو فی الحقیقت اپنے اعمال کی جزا سمجھ کر اپنے پینے
اور ہر طرح کی عیاشی کے لئے آلہ بنا دے۔ یہ ایک ایسا ناجائز غرض ہے کہ جب خدا تعالیٰ
کی نسبت کناہنایت و جہ کی بے ادبی ہے کہ گویا ہندوؤں کا بت پرست ہونے کی لوگوں کو
بغضی اور پلیدی میں ڈالنا چاہتا ہے اور قبل اسکے جو اسکا نفس پاک ہو۔ نفسانی

لذات کے وسیع دروازے اُن پر کھولتا ہے اور پہلے جنوں کے نیک عملوں کا اجر اُنکو دیتا ہے کہ پچھلے جنم میں وہ ہر طرح کے اسباب متعمد پاکر اور نفسِ فاجر کے پورے پورے تابع بنکر بہر تحت الشریعے میں جا پڑیں۔

اقول۔ مذا ما حب آپ دھوکہ میں بہنہ کر اوزون کو گمراہ نہ کیجئے کوئی آریہ وغیرہ آپ کے دامِ تزویر میں نہ بہنہ کر گا۔ محدود اعمالوں اور محدود نیکیوں کے عوض میں نیز محدود درجات اور نئے عددِ مشکبہ کا غیر منتہی زمانہ تک بھگنا ایک اسبب اور غیر ممکن امر ہے جیسے محدود خوراک کھانے سے محدود زمانہ تک بھوکہ بند ہوتی ہو نہ کہ غیر محدود زمانہ تک۔ حدود الے کاموں کا پہلے غیر محدود ملنا کوئی یلم العقل تسلیم نہ کرے گا جیسے محدود چیز کی کش محدود ہوتی ہے۔ ویسے ہی محدود روح کے اعمال محدود ہیں۔ اور محدود اعمالوں کا نتیجہ جید نہیں ہو سکتا۔ اسو اسطر خجائت بادی روح حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ابدی دوکھ ہو سکتا ہے۔ بموجب اعمالوں کے عدالت خداوندی سے شک و دوکھ کی سزا و جزا پاتا رہتا ہے اور نیک و بد کرم کرنے میں فصل مختار ہے اور قرآن بھی اسی ایک اصول کی تائید کرتا ہے مگر خدا جانے کہ صاف کہنے سے کیوں ڈرتا ہے۔

سورۃ ہود۔ واما الذین سعدوا ففی الجنة خلدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک عطاء غیر مجد و ذی ترجح اور جو لوگ کہ نیک بخت کو گئے میں بیچ بہشت کو ہیں ہمیشہ رہنے والی بیچ اُسکے جب تک کہ رہیں آسمان و زمین مگر جو جا ہے پروردگار تیرا بخشش نے نہایت والا ہے۔

اور اسی سورۃ میں ہے۔ فاما الذین شقوا ففی النار ہم فیہا زفین و شمیق خلدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یترید ترجح پس جو لوگ کہ بخت ہوئے۔ پس بیچ آگ کو ہیں اسطر ان کے

بیج اوس کے چلانا ہے آدابِ باریک اور موٹی سے ہمیش رہنے والے بیج اُس کے جب تک کہ زمینِ آسمان اور زمینِ مگر جو چاہیے پروردگار تیرا تحقیق پروردگار تیرا کرنا والا ہی جو امانہ مکرنا ہے ان مندرجہ بالا آیتوں کے اگر کوئی ذرہ بھی غور و فکر اور بچاؤ سے تو صاف واضح ہوتا ہے کہ لوگ بہشت اور دوزخ میں اتنا عرصہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں اور اس سے کوئی مسلمان انکار ہی نہیں کہ آسمان اور زمین ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ پس ضرور بہشت و دوزخ اور حور و غلمان فانی ہیں۔ اُن فانی مکانون میں جاودانی نجات والے کسی طرح نہیں ہو سکتے اس لئے ضرور واپس آنا ہو گا۔ اُن ہم آسمان اور زمین کی مباد سے کئی ہزار کرنا زیادہ عرصہ نجات کے واسطے مسلم مانتے ہیں جس کو مہاکلمپ پکارتے ہیں۔ اپنے بالکل جھوٹے بولا اور خواہ مخواہ نامہ اعمال سیاہ کیا۔ ہم ایسا ہرگز نہیں مانتے اور نہ دنیا کو کامل دارالجزا جانتے ہیں۔ البتہ نجات کو سوائقی تمام سنوون اور جزاؤں کو واسطی دارالجزا مانتے ہیں۔ جو ہر طرح مسلم عقلا ہی اور اعتراضات سے تبر او معتر۔ حق مقدس کو دینا کسی طرح نا واجب و نامر انہیں۔ اُن خدا کسی سے بُرے کام نہیں کرتا۔ اور نہ شیطان کو کسی کے گمراہ کرنے کی واسطے مقرر فرماتا ہے جیسا قرآن میں لکھا ہے۔

سورة اعراف من بعد الله فهو المهتدى ومن يضلل فاويلت هم للظنون ترجعہ حکم راہ و کہا و سے اللہ پس وہ راہ پانیوالا ہے اور جس کو گمراہ کرے پس وہ لوگ ٹوٹا پانیوالے ہیں۔

سورة مريم۔ الہم ترانا ارسلنا الشیطان علی الکفرین تو زہما تڑا۔ ترجمہ۔ کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ بھیجا میں نے شیطان کو اور پکارا فوج کے بہکانے میں اور کو بہکانے کر۔

جو چیز چکی ہو وہ اُس کے بیج کرتے میں فعل مختار ہے مجبور و گرفتار نہیں۔ اُن

ہر ایک انسان کو ضروری ہے کہ بدیوں سے اجتناب کرے اور ثابت قدمی و اہم صواب انسان اسی فعلِ مختاری کے سبب تو سزا و جزا کا حقدار ہے اور اُس کے بھگونی میں مجبور و لاچار۔ ورنہ اگر مالِ مفت و دلِ برجیم کے مقولہ پر (بقول آپ کے) عمل نہ ہو تو موجودہ دولت و غیرہ کو بر باد کرے اور بیفائدہ کہو دی۔ اور آئندہ سے ہتھ دھوے ہندون کا پرشیور عادل و مصنفِ حقدار کو حق پہنچا دینا ہے۔ آپ کے خیرالماکرین کی طرح ظالم و تجار و غافل و خود غرض نہیں ہے جو خواہ مخواہ لوگوں کو بد فعلی اور پیدی کا رہنما اور معاذ اللہ بد بطنی اور فعلِ شنیع کا خدا ہے اور یہ باتیں کسی حق پرست کی طرف سے خدا کے حق میں ہر طرح بُری اور ناسزا ہیں اور کسی طرح واجب اور روا نہیں۔

قولہ۔ اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے خیال میں یہ بہرا ہوا ہے کہ میرے ہاتھ میں جقدر دولت اور مال اور ثروت اور حکومت ہیں یہ میرے ہی اعمالِ سابقہ کا بدلا ہے۔ وہ کیا کچھ نفسِ امارہ کی پیروی کرے گا۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھتا کہ دنیا دار الجزا نہیں ہے بلکہ دار ابتلا ہے اور جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ بطور ابتلا اور آزمائش کے دیا گیا ہے تا یہ ظاہر کیا جاوے کہ میں کس طور پر اُس میں تصرف کرتا ہوں۔ کوئی ایسی شے نہیں ہے جو میری ملکیت اور میرا حق ہو۔ تو ایسا سمجھنے سے وہ اپنی نجاتِ ابدی بکھیتا کہ اپنا تمام مال نیک مصارف میں خرچ کرے اور نیز وہ غایتِ درجہ کا شکر بھی کرتا کیونکہ وہی شخص فی اخلاص اور محبت سے شکر کر سکتا ہے کہ جو سمجھتا ہے کہ میں نے مفت پایا۔ اور بغیر کسی استحقاق کے بھکوا ہے۔ غرض آریہ لوگوں کے نزدیک خدا تعالیٰ نے رب العالمین بتا نہ رحمان نہ رحیم اور نہ ابدی اور دائمی اور کامل جزا دینے پر قادر ہے رعنہ ۳۹۴ تک ناشیہ نمبر ۱۱)

اقول۔ کسی شخص کا نفسِ امارہ کی پیروی کرنا خود اس کا مجرم ہونا ہے۔ نہ کہ کسی

آؤر کانیکلی کاپھل شکہ ضرور ہونا چاہیے مگر جو بدی کی جاوے اسکا پھل دوکھ کے سوا اور کیا ہے۔ آزمائش نادان اور جاہل کرتے ہیں۔ نہ کہ عالم الغیب پر پیشور۔ دنیا کا صرف دار ابتلا ہونا کوئی بیوقوف سے بیوقوف بھی تسلیم نہ کریگا۔ ورنہ گناہوں کے بدلہ دوکھ اور نیکیوں کے بدلہ شکر اس جگہ نہ ہونا چاہیے حالانکہ ہوتا ہے۔ جس شخص کو یہ خیال ہو کہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ تو میرا حق ہے۔ اور نہ کوئی سبب خاص بلکہ اتفاقاً غلطی سے میرے قبضہ میں دیا گیا۔ خواہ میں ہزار نیکیاں کروں یا نہ ارب دیاں جو کچھ ہونا ہی ہو گا میں مجبور ہوں۔

۵ روز با جام گذرتی ہے شب دلارام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گذرتی ہے

خدا جی چاہتا ہے گمراہ کرتا ہی اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا۔ پس اعمال نیک محض وبال ہیں۔ بقول سعدی۔ شنیدم کہ در روز امید و بیم۔ بدان این بیکان بخشد کریم۔ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔ ایسا شخص ضرور نیکی سے پرہیز کریگا۔ اور کفر و ضلالت کی غار عیش میں مدہوش مرے گا۔ لیکن برخلاف اسکے جو یہ جانے لگا کہ جو کچھ مجھے ملا ہے یہ میرے ہی اعمال کا بدلہ پرماتما نے عدالت خداوندی سے دیا ہے۔ اگر میں اس سے زیادہ نیکی کروں گا تو زیادہ پھل پاؤں گا۔ اور اگر کم کر ہی و بدکاری کی طرف بڑھوں گا تو اسکا معاوضہ دکھ بھروں گا۔ ایسا شخص ضرور نیکی کریگا اور بدیوں سے مجتنب ہوگا۔ یہی باعث ہے کہ اہل منہد یعنی آریہ صاحبان نیکی۔ ہم محبت میں لاثانی ہیں اور حقانیت و عبودیت کے بانی۔ برخلاف اسکے آپکے مسلمان صاحبان مفت راچہ گفت انکو جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ اور خدا کا خوف دل میں نہیں دھرتے افغانستان کے مسلمان (جو نماز روزہ و قرآن خوانی و اصول مسلمانی سے نسبت ہندوستانی لوگوں کے ہزاروں گنا زیادہ آگاہ ہیں) انکا ارشاد ہے اور سچہ اعتقاد۔ کہ موز کو آؤ اور دلار دھاتا تو بہ ہونے کو روکے

تین نماز کرو اور دستہ مار تو بکا گھر بڑا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے مفتی دین محمد علی دین
 محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی کو ان کے والد بزرگوار نے
 جبکہ وہ قید خانہ میں فرزند دین پسند کے اقصوں پر اسیر تھے یہ شعر لکھ کر بھیج دیا
 آفرین باد و ہندوان ہر باب مروہ رائے دہند و اہم آب
 اسے پس تو محب مسلمانان زندہ جانم آب تر ستانے
 پس ثابت ہوا کہ آریہ لوگ ہر طرح پر باتما کو کامل الصفات و جمیع البرکات معنات ماننے
 ہیں مگر مسلمان لوگ خصوصاً مرزا صاحب کے نزدیک نہ خدا تعالیٰ ہی عالم الیقین اور
 عادل و انصاف گزین جزا و نازاں ہے نہ اس کی رحمت عام ہے اور نہ رحمانیت نہ وہ
 سب کا رازق ہے اور نہ مالک بلکہ معاذ اللہ وہ گمراہ کریم والا۔ بہکانے والا۔ شیطان
 بھیجے والا۔ ظلم پر کار بند۔ خیانت پسند۔ گناہ کر بڑا نیوالا۔ چور دن کا یا ر بد معاشوں کا
 مددگار ہے اور برخلاف قادر ہونیکے عاجز اور برخلاف عالم الغیب ہونے کی ناواقف
 اور زمانے والا ہے۔ حالانکہ ازبائش ارجہول کا معلوم کرنا ہے جو انسان بھیچہ ان کا
 کام ہے نہ کہ خدائی ہمدان کا۔ آپ لوگوں کے اعتقاد سے صاف ظاہر ہے کہ خدا نے
 نعم اور اہل دل کو نعمت و رحمت وغیرہ بلا نتیجہ اعمال کے مفت دی ہے۔ پس
 ہر ایک معمولی عقل والے انسان کے نزدیک بھی پسند بذیل اعتراض شدید وار د ہوتے
 ہیں (۱) جب خدا کو اپنے دریا بخشش کو جاری کیا تو ایک جماعت کثیر کو اس سے
 تشنگی لب یعنی محتاج و مفلس کیوں رکھا؟ جس سے اس کی رحمت عام نہ رہی۔ اور
 قدرت انصافیہ بھی سطل ہو گئی۔

(۲) تھوڑی آدمیوں کو دینا اور کثیر التعداد کو نہ دینا علاوہ تعصب و طرفداری
 کے لوگوں کو گناہ کرنے پر دلیر بنانا ہے وہ ضرور مجبور و ناچار ہو کر گناہان کبیرہ کے
 مرتکب ہونے پر قبول معذرتی۔ خداوند روزی بحق مشتغل و پرانگندہ ہنسی پر انگندہ دل۔

باکستگی قوت پر نہیں ناپا + افلاس غمان از کف تقویٰ بستاند
 اور محمد صاب نے اسکی تائید کی ہے الفقر سواد الوجه فی الدارین یعنی
 مفلسی دو نو جہان کی رو سیاہی ہے اور اسکا ثبوت آجکل ہی عیان ہے کہ جماعت
 بیکاران و نادانان لندن نے والدہ و ن پر لوٹ مچائی اور کم کے بدلے ہمیشہ
 حاجیوں کو لوٹتے رہتے ہیں۔ اور دناؤں کا اتفاق ہے کہ از دست تہی چہ مروت
 آید و از عمدہ خالی چہ قوت و از پاسے بتہ چہ سیر و از دست گرسزدہ غیر پس اس
 ناپاک اعتقاد کے رو سے ان تمام برائیوں کا بانی مانی خدا ہے نفوذ
 بالله من الشراقوالہم و انفسہم و اوہامہم یعنی اے پریشان
 برے قولوں اور باتوں اور وہموں سے بھونپنا دے۔

سنکرت کی فضیلت

براہین الاحمدیہ از صفحہ ۳۷ تا ۳۸ جلد چہارم

قولہ۔ بعض نادان یا یہ ایک سنکرت کو پریشو کی بولی نہرا کر دوسری تمام بولیاں
 جو صدہا عجائب اور غرائب خنوع ہادی سے بھری ہوئی ہیں۔ انسان کا ایجاد قرار
 دیتے ہیں۔

اقول۔ اول سب سے ثابت کرتا ہوں کہ پیدائش انسانی آریہ ورت میں ہوئی اور
 اسی جگہ سے تمام دنیا پر پھیلی ہے تفسیر حسین (جو قرآن کے ماشیہ پر
 دہلی میں ماہ ذیقعد ۱۳۸۷ میں طبع ہوئی ہے) کے صفحہ ۸۰ پر سورۃ اعراف
 کے روایتیاتی کے وعدہ کی ایت لکھا ہے۔ ”مدلباب اور وہ کہ اخذ میاتی و مدینہا پور

بودہ و آن زمینیت در ولایت ہندو بعد از خروج آدم بودہ از بہشت“ اور تفسیر قادسی
مین بصفحہ ۳۴۶ ہی مذکور ہے۔

”در معارج النبوة فی مدارج النبوة رکن اول صفحہ ۲۴۷ باب ۲ مذکور است

آدم بزمین ہند و در کوہ سراندیب فرو آمد و آن کوہ ہے است کہ ذرۂ و سے بر آسمان

از ہمہ کو بہا نزدیکی تر است۔ الحدیث فی العرائس عن حدیقتہ الیمانی از حضرت بیات

روایت میکند کہ فرمود چون آدم بزمین فرو آمد بروے اوراق جنت بود کہ ستر لپ

عورت مینمود بواسطہ تغیر مواضع دنیا آن در قہا خشک شدہ تبصوف باد و قطار

زمین متفرق شد نفحات اشجار و در یکہ اثمار جنت در آن مملکت نشتر گشت و اثر

آن بماند تا قیامت بے عود و وصل ملو شک و عنبر از ان نفحات اوراق جنت است

آدم با حواء در آن زمین بفرغ بان مبیا من الطاف خدا کے ذوالجلال بعد از محنت

مفارت براحت مواصلت بہرہ مند گشتہ عمر باقی بفرغت و رفائیت گذرانید

و در قبول احکام الہی و اطاعت فرمان بادشاہی جل و کردہ اہتمام تمام معی میداشتند

و بغیر ایشان در تمام روسے زمین جاریہ نبود۔ اور ایسا ہی روحۂ الاحباب غیرہ

مین بھی ذکر ہے کہ آدم ہندوستان مین رہتا تھا۔

پیدائشِ توریت باب ۱۱۔ آیت ۲۔ اور تمام زمین پر ایک ہی زبان اور

ایک ہی بولی تھی۔ اور جب سے پورب سے روانہ ہوئے تو ایسا ہوا کہ انہوں نے

سختہ کے ملک مین ایک میدان پایا اور وہاں بننے لگئے۔ کوئی آدمی کسی غیب کا

پیر و اسبات سے باوجود سننے اس قدر شہادتوں کے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ شرعی کی

ابتدائیہ ورت مین چولی اور جبکو وہ آدم مانفے مین وہ بھی یہاں ہی ہوا۔

دور کیوں جا مین۔ آدم کی وجہ تسمیہ پر ہی فیصلہ ہو سکتا ہے۔

غیاث اللغات ردیف اب مین یہ عبارت راجع ہے آدم۔ وجہ تسمیہ

انکو از ایم الارض یعنی از روی زمین اسے از خاک روئے زمین مخلوق شدہ بود و بعضے گویند کہ اولندم گون بود و درین صورت از آدمیت ماخذ است آدمیت بالضم بمعنی گندم است۔ وجہ اول از تفسیر جلالین و بعض محققین نوت۔ اند کہ لفظ آدم اگر اسم البشر است از ادیم بہت مشتق گفتن صحیح نباشد۔ چرکہ آدم لفظ عجی است و ادیم درست عربی است۔ پس اشتقاق لفظ ہجو از عربی متصور نہ شود۔ یعنی آدم کا نام لفظ ادیم سے بنا ہے کیونکہ وہ زمین کی خاک سے مخلوق ہوا تھا۔ پر کہتا ہے نہیں کہ وہ گندم نہ تھا اور آدمیت گندم کو کہتے ہیں پس لفظ آدمیت سے بنا ہے مگر پھر خود ہی انکی تردید کرتا ہے کہ یہ دونو لفظ یعنی ادیم اور آدمیت عربی کو ہیں اور آدم عربی کا لفظ نہیں بلکہ زبانہا سے عجم کا ہے۔ پس یہ اشتقاق اور یہ معنی اور یہ وجہ تسمیہ درست نہیں ہے۔ اب ہمیں تلاش کرنا چاہئے کہ آدم کو منی کیا ہیں چونکہ مذکورہ شہادتوں سے جو التفسیر وحدیث و تواریخ کے ثابت کیا گیا ہے کہ آدم مندھون (آیہ و ت) میں ہوا پس آیہ و ت کی منفرہ و مصفا و مقدس زبان میں جسے سنکرت کہتے ہیں اس نام کے معنی ہوئے **آدیم** یعنی جو آدم۔ میں پیدا ہو کر اسکو آدم کہتے ہیں۔ آدم آغاز گو کہتے ہیں جسکو مندھون کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ اور یہ نہایت موزون بھی معلوم ہوتا ہے اور ہر طرح ٹھیک قابل یقین ہے۔ جب آدم کا نام بھی سنکرت کا ہے اور سنکرت سب زبانوں سے قدیم اور ام الالسنہ ہے۔ پس یہی ایک شستہ و کامل زبان بذریعہ الہام وید کے پرکاش کی گئی۔ اب اگر نادان کہتے ہو تو توحیت الے کو کہتے ہیں کہ اسوقت تمام زمین پر ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی یا حدیث والیکو کہو۔ پس ثابت ہوا کہ بقول عیسائیوں و محمدیوں کے یہی تھا کہ میں صرف ایک ہی بولی ہی گئی۔ کہ آدم سے لیکر نوح کی اولاد اور بابل کے بیچ

جننے تک جوت کہ آدم اور نوح مر بھی چکے تھے پنے دنیا کی پیدائش سے لیکر سچ سے ۲۴۴۷ سال پہلے تک آدم اور اسکی اولاد اور نوح وغیرہ تمام سنکرت بولتے تھے اور دوسری کسی بولی کا نام نشان بھی نہ تھا۔ تو اسے ناظرین اس سے سنکرت ہر مصادقات پر آمنا اور پرور دگا رہے بے ایمان ہونا ہے جو بحث دوانی اور کور باطنی کی نشانی ہی ہر ایک دانا کو ابات پر یقین ہے کہ خدا ہر صفات ہامی ہی ہوتا ہے۔ پس جن زبان میں اسکا الہام ہو وہ زبان بھی نہایت کامل اور آہستہ و پیرستہ اور ہل باتوں سے معرا اور محاورات علمی فقط میں نہایت مصفا ہو اور ایسی کامل ہو کہ کوئی فقر و معنی سے خالی نہ ہو۔ چنانچہ مصنف ابجیات فرماتے ہیں۔ زاریوں نے اس سبب سے تاکہ ہر کون کی زبان ہمیشہ خالص ہے (اس واسطے کہا کہ ہماری زبان الہی ہے اور الہی عہد کو پہلے چلی جاتی ہے چنانچہ اسکے قواعد و اصول باندھے اور ایسے جو چکر باندھے جس میں نقطہ کا فرق نہیں آسکتا۔ اسکی لکیرگی نے غیر لفظ کو اپنے دامن نہ پا پاک وجہ سمجھا۔ اس سخت قانون نے بڑا فائدہ یہ دیا کہ زبان ہمیشہ اپنی اصلیت اور ہر زبان کی یادگار کا خاصہ نہ نمایاں کرتی رہیگی۔ جب مسلمان حملہ آور ہند پر آئے اور زبانوں کو باہمی ملاوٹ ہونے لگی اسوقت کی بابت ابجیات میں لکھا ہے کہ اور سنکرت تو دیو بانی تھے زبان آسمانی تھی۔ اُس میں مکھشون کو دخل کہاں۔ البتہ ہج بھاشا نے اس بن ہما سے ہماں کو جکڑ دی۔

پس یہ ہر طرح ثابت ہو گیا کہ اول میں صرف سنکرت تھی اور وہی ہر وقت کے تمام دنیا کی بولی تھی۔ چنانچہ خود آدم کا نام بھی زبان سنکرت کا ہے نہ کسی اور زبان کا۔ پس پریشور کپٹھن سے یہی ایک بولی انسانوں کو آدمین دی گئی اور وہ کل زبانوں کی ان سنکرت ہے۔

قولہ۔ مگر انسان کے اہم میں بھی ایک قسم کی خدائی ہے کہ پریشور نے تو صرف

ایک بلی ظاہر کی، مگر آدمیوں نے وہ موت دیکھ لائی کہ بیسوں بولیاں اُس سے بہتر بجا دیکھیں۔
 اقول۔ کفر کو کھڑکیوں سے ہمت مل کر رہتا ہے اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ خدا نے آدمی کو مجبور
 و مقید پیدا نہیں کیا بلکہ فعلِ مختار اور دنیا میں سوچنے سمجھنے کی واسطہ ترقی کر نیکی و اسطر
 فائدہ دینی اور حاصل کرنے کے واسطہ موجب انصاف قدیم کے پیدا کیا۔ اور ساتھ
 ہی ترقی کر نیکا آری یعنی الہام بھی دیدیا جو نہایت ضروری تھا۔ کیونکہ اُن پہلے انسانوں
 کے لئے (جنگے واسطہ کوئی مدرسہ یا کتب یا سکول نہیں تھا اور نہ کوئی استاد تھا)
 کوئی رفیق شفیق تھا جو انکو بولنا سکھاتا اور گنگ محل سے نکال کر تہذیب و ادبِ علمیت
 کے مرتبہ عالی تک پہنچاتا۔ پدہ صرف پرانا تپا پریم پریشور ہی تھا جس نے اُن کی انان اور
 شدہ عرفان سے تمام حوائج انسانی و ضروریاتِ جہانی و روحانی کے پورا کرنے کی واسطے
 لامبدل حکمت الہیہ کاملہ اور غیر متغیر کیا ان عنایت فرمایا پہر سلسلہ تعلیم و تدریس کا باری
 ہو کر تمام عالم میں بمقدار آبادی کو ترقی پکڑتا اور رواج پاتا گیا۔ غرض کہ تہوڑی عقل والا آدمی
 بھی جان سکتا ہے کہ حقیقتاً دو اجابا ابتداء میں پریشور کی طرف سے الہام و اُپدیش کی ضرورت
 تھی مگر آئندہ انسان اپنی حاجتوں و ضرورتوں کو اُسی الہام کے فیض و برکت سے ہمیشہ
 حل کرتا رہے اور تہوڑے تہوڑے تغیرات پر تبدلات کرتا رہا ہوا ایجادات کر کر ترقیات کرتا جاتا رہے
 مگر اُس کا لگایا ہوا منہ نہ بڑھ کر کچھ بھی نہیں کر سکتا جو فاضل لوگ فی مرتعصب ہر سوچتی ہیں یا
 جہول بھون بھون کی حالتوں پر غور کی ہے وہ عموماً مادی دیتے ہیں کہ سب زبانیں ایک ہی
 زبان سے نکلی ہیں اور اُن سب کا مخب سنکرت ہی۔ چنانچہ اب تک بھی بہت سی زبانیں
 سنکرت سے صاف نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ کوئی زبان سنکرت کو مساوی کامل
 نہیں چو جا کر بڑ بڑا بلکہ تمام زبانیں فصاحت بلاغت و فصاحت میں اُس سے کمتر ہیں مگر آپ
 جیسے نادان محض سنکرت کی فضیلت سے محروم مطلق ہیں اور سچ بھی ہے کہ
 قدیر زندگ بر داند قدر جوہر جوہری شیشہ گر نادان چہ داند مے فروشد سنگھا

قولہ - پہلا ہم آریہ لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہ سچ ہے کہ سنکرت ہی پریشور کے مونہ سے نکلی ہے اور دوسری زبانیں انسان کی صنعت ہیں اور پریشور کے مونہ سے دور رہی ہوئی ہیں۔ تو ذرا بتلاؤ تو سہی کہ وہ کون سے کمالات خاصہ میں جو سنکرت میں پائے جاتے ہیں۔ اور دوسری زبانیں اُن سے عاری ہیں کیونکہ پریشور کی کلام کو انسان کی مضموع پرفضیلت ہونی چاہئے۔ کیونکہ وہ اُسی سے خدا کہلاتا ہے کہ اپنی ذات میں اپنی صفات میں اپنے کاموں میں سب سے افضل و بیشب و مانند ہے۔

اقول۔ آپ بجا زبان درازی کو عمدہ بتاتے اور کمالات پر اعتراض کرتے وقت مونہ بناتے ہیں مگر یہ بات شایان شان عقلمندی نہیں۔ پر مانتا حواج خانی اور مونہ ناک زبان وغیرہ اعضا جسمانی کا محتاج نہیں البتہ سنکرت کو اُسے اپنے کامل گمان کو بذریعہ الہام و میرقدس پر کاش کیا ہے۔ زبان سنکرت کو دیگر تمام دنیا کی زبانوں پر فضیلت ہے جو والدین کو فرزندوں یا اُستاد کو شاگردوں پر یا مرشد کو مریدوں پر یا گادی کو پیروان پر۔ ان سنکرت میں بہت سے کمالات خاصہ ہیں جنہیں دوسری زبانیں محض عاری ہیں۔ ہم اُن فضائل کو بھی محققین کی شہادتوں پر بتلاتے اور آپ کے اعتراض کی بطلالت کرتے ہیں۔

(۱) زبان سنکرت کو ان لوگوں (آریوں) نے ایسا مانجا ہے کہ دنیا کی کئی زبان اسکی برابر نہیں کر سکتی۔ اور یورپ کے بڑے بڑے فاضل جنہوں نے اسکی تحصیل میں بڑی کوششیں کی ہیں اسکو سب زبانوں سے وسیع اور فصیح اور کامل بتاتے ہیں۔ (قصص الہند حصہ اول سال ۱۸۷۵ صفحہ ۸)

(۲) مخزن العلوم مطبوعہ شہر بریلی جلد ہفتم کے نمبر ۱۱ میں مولوی الطاف حسین صاحب عالی مبرہن بریلی ہوسائٹی نے سنکرت زبان کی نسبت فرمایا ہے "سنکرت زبان کی نسبت ایک بہت محقق کا قول ہے کہ یہ زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور مرغی

سے زیادہ وسیع اور دونوں سے بڑھ کر فصیح اور بلیغ ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوؤں کے بزرگوں نے اس زبان کی تکمیل اور تہذیب میں جیسی چاہئے۔ ویسی ہی توجہ کی ہے۔ لکھا ہے کہ اس زبان کی صرف و نحو ایسی کھل ہے کہ تمام دنیا میں کلام انسانی کے اصول اسے زیادہ قایم نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی زیادہ ثبوت چاہے تو یورپ کے محققین کی رائے ملاحظہ فرمائیے۔

قولہ۔ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ شکرت پر مشورہ کا کلام ہے جو ہندوؤں کے باپ دادوں پر نازل ہوا ہے اور دوسری زبانیں دوسری لوگوں کے باپ دادوں نے بوجہ اسکے کہ وہ ہندوؤں کے باپ دادوں سے زیادہ نیرک اور دانائے آپ بنائی ہیں مگر کیا ہم یہ بھی فرض کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ ہندوؤں کے پر مشورہ سے بھی کچھ بڑھ کر تھے۔ جنکی قدرت کا طے صدائے زبان میں بنا کر دکھلا دیں۔ اور پر مشورہ صرف ایک ہی بولی بنا کر رہ گیا۔

اقول۔ آپکو بغضِ اپنی سے فرض کر نیکی مرض ہے مگر حق و صداقت سے کسی طرح کی غرض نہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے تشریح کر آئے ہیں کہ سب انسانوں کے باپ دادا آریہ ہی تھے اور سب کی زبان بت دراز عرصہ تک ایک ہی تھی۔ یعنی وہ قدرتی نیچے جو ابتدائے آفرینش سے دائرہ قدرت کی گود میں پلے وہ آریہ تھے اور وہ قدرتی زبان جو تادریہ نے قدرتی کارخانہ کے انصرام و اہتمام کے لئے کارگوں کو بتلائی وہ شکرت تھی۔ وہ قانونِ جبر علیہ آمد اور جسکے مطابق کارروائی کرنے کا ارشاد فرمایا وہ مقدس ہیں۔ اُن (آریوں) کی دانائی اور قیصر کی ایک عالم میں ضرب المثل ہے اُن کی وحدانیت و صداقت و شجاعت دنیا میں بے بدل ہے۔ جنکو آپ عمدہ بتلا رہے ہیں انہیں نجات سے سزا نہیں نکال سکتی ہیں۔ اور اپنی ثقالت و اکالیت کی معترف ہو کر اس مادہ مہربان کی قدم بسوس ہو رہی ہیں۔ چنانچہ عربی زبان کے ثقیل اور

شرک تو آپ کرتے ہیں جو اسے انسانوں کی طرح توہنہ آتمہ ناک کان والا تخت پر بیٹھا ہوا۔ چرخ کی مثال روشن ستاق ہمیں والا۔ رشوت لینے والا۔ مکانوں میں رہنے والا۔ دوست دشمن والا۔ وکالت سفارش والا۔ آدمی کی شکل والا۔ بالا خانہ پر بیٹھنے والا۔ جمعہ کے روز مسجدوں میں آینا والا۔ ایک طرف والا۔ قریب کہیلنے والا۔ شیطان سے ڈرنا والا مانتے ہیں۔ کیونکہ وہ غیر خانی جو ہوئی۔ گناہ کرنے پر مجبور جو ہوئی۔ خدا کر شا ہوگا کہ جو ہوئے

قولہ۔ اور اگر کسی کے دل میں یہ وہم پیدا ہو کہ خدا نے ایک بولی پر کیوں نہ کفایت کی۔ یہ وہم بھی قلت تدبیر سے ناشی ہے۔ اگر کوئی دانا اقلیم مختلفہ کے اجتماع متفاوتہ اور طبائع متفرقہ پر نظر کرے تو یہ یقین کامل اُسکو معلوم ہوگا کہ ایک ہی بولی ان سب کے مناسب مال نہ تھی (پھر مزار اصحاب نے چند سطروں کے بعد لکھا ہے) کہ کیا مناسب تھا کہ وہ جدا جدا طبیعتوں کے لوگوں کو ایک ہی بولی کے تنگ پنجرہ میں قید کر دیتا۔

اقول۔ اسکے طبع و ادبے بنیاد مستند اور کاہم تورات سے مقابلہ کرتے ہیں اور اس اختلاف السنہ کے مسئلہ کو ناظرین کے آگے دہرتے ہیں۔ تورات پیدائش

باب ۱۱۔ آیت ۳ سے ۹ تک۔ اور آپس میں کہا اؤ ہم اینٹ بنائیں اور لک میں بکادیں سو انکو پتھر کی جگہ اینٹ اور گچ کی جگہ گار اتھا۔ اور انہوں نے کہا کہ اؤ ہم انچر و اسٹے

ایک شہر بنادیں اور ایک برج جسکی چوٹی آسمان تک پہنچے اور بیان اپنا نام کریں ایسا نہو کہ تمام روئے زمین پر پریشان ہو جاویں۔ اور خداوند اُس مشہور اور برج کو

جسے بنی آدم بناتے تھے دیکھنے اوترا۔ اور خداوند نے کہا دیکھو لوگ ایک ہی امہ اُن سب کی ایک ہی بولی ہے۔ اب وہ یہ کرنے لگے۔ سو وہی جکارا دہ رہ گئیں گے اُس سے ڈرک سکین گے اؤ ہم اوتہرین اور انکی لہلی میں اختلاف نالین تاکہ وہی انکی دھڑ

کی بات نہ سمجھیں تب خداوند نے اُن کو وہاں سے تمام زمین پر پراگندہ کیا۔ سو وہی اُس شہر کے بنائے سے باز رہے۔ اِسٹے اُسکا نام اہل ہوا۔ کیونکہ خداوند نے وہاں ساری زمین کی زبانوں میں اختلاف ڈالا اور وہاں سے خداوند نے اُن کو تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا۔

اِسکے برخلاف اب قرآن میں دیکھو وہاں لکھا ہے۔ سورۃ الروم۔ ومن آیتہ خلق السموات والارض واختلاف اللسانکم والوانکم ان فی ذلک لآیت للعلین ۵ اور نشانیوں اُسکی سے ہر پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اور اختلاف بولیوں تمہاری کا۔ اور رنگوں تمہاری کا۔ تحقیق بیچ اُسکے نشانیاں ہیں واسطی لوگوں کے۔“

مجہدی لوگ توریت اور قرآن دونوں کو خدا کی زبان مانتے ہیں۔ مگر افسوس کہ اُن میں اسقدر اختلاف ہے۔ توریت میں ظاہر ہے کہ اسوقت لوگوں کا بڑا اتفاق تھا اور نفاق سے نفرت تھی اور نہایت محبت و پیار سے گزران کرتے تھے خدا کو اُنکی حالت پر رشک آیا اور اُنکا اتفاق اُس آسمانی باپ کو نہ بجایا نفاق کا نشان بجایا اور غصہ کی ماری بج کر گرایا تاکہ اتفاق بکسکین اور باہم میل ملاپ سے رنگ جانیں اور برخلاف اُسکے وہاں طراز ہے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا جیسا نشان ہے ویسا ہی بولیوں کا اور رنگوں کا اختلاف بھی ایک نشان ہے ہر ایک دانا اور اہل علم جانتا ہے کہ آسمان صرف ایک وہم و گمان ہے اور حد نظر کا نشان نہ کوئی سقف دار مکان۔ اُنکی سات پتھیر ہر ایک جیسی اُن کو غیر تسلیم ہے اور زمانہ جہالت کی تعلیم۔ جطرح آسمان کوئی چیز نہیں اِطرح اُسکو نشان سمجھنا بھی ایک صیغ بطلان ہے۔ بیشک دینِ کلید اگر خدا کا نشان ہے اور اُس سے کوئی حق بیان منکر نہیں بولیوں کا بیشک خدا سے ماننا اُسکو یقیناً نفاق پسند گردانا ہے۔ اور آدمی کو مجبور محض جاننا اور یہ اعتقاد اُن لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں ۵ خود ہمیشہ و پیام آور۔ گشت خود

کافرو منور انکار۔ یہ اعتقاد وحدت الوجودیوں کا ہے جو ہر اوست کو ماترہیں ہمارا
یہ اعتقاد نہیں اور ہم انکو دلائل قیل و قال سے رد کرتے ہیں۔

(۱) اگر سب بولیوں کا موجود خدا ہے تو سائنسوں کی بولی جس سے وہ لوگوں کو
دوستی اور قتل کرتے ہیں۔ دلالوں کی بولی جس سے وہ خریداروں کے گلے پر چھری
پھیرتے ہیں۔ دنگروں کی بولی جس سے وہ لوگوں کے زچہ جراتے ہیں ملوایفون اور
کنجروں کی بولی جس سے وہ فعل شیعہ کیواسطیٰ داؤ پیچ کرتے ہیں یہی خدا کی طرف
سے ماننی ٹپنگی۔ جس سے خدا چوروں اور سہزنوں اور ملوایفون و کنجروں کا مادی
و معلم بھی تسلیم کرنا پڑیگا جو بالکل ناسرا ہے۔

(۲) ہر ایک صیغہ العقل صلیم الفکر پر روشن ہے کہ پریشور اپنی ذات و صفات
و افعال میں ایک ادوتی (لا ثانی) ہے پس جبکو وزیر اور شکیتوں میں سب سے
زیادہ اور بنیظیر مانتی ہیں اسکی شکیتوں کے پرکاش کو چون و بھرا جانا ضروری ہے
غور کر نیکام مقام ہے۔ کہ گیان کی قدر و منزلت گیان کی لیاقت و بندگی کی شہادت
ہے، واقف اور نادان بچہ کا گیان اُس گیان سے پریشور سے جو صداقت کا چشمہ
ہے اور علیت کا منبع کسی طرح مقابلہ نہیں کہا سکتا یعنی جو گیان اور دیامین کامل
علمی اور عقلی طاقتوں میں افضل ہے اُسکے فیض اور گیان کی کمالیت و معقولیت
فضیلت بھی سب سے زیادہ تر ہونی چاہئے۔ جب یہ بخوبی وجہ ثابت کیا گیا ہے کہ
ابتداء میں قادی مطلق کی طرف سے گیان کا پرکاش بذریعہ وید مقدس ہوا اور جو زبان
دی گئی وہ سنکرت تھی۔ پس انسان کی علمی طاقتیں خدا کی علمی طاقتوں سے ہرگز
برابری نہیں کر سکتی ہیں اور جو دیامین اعلیٰ اور ادنیٰ۔ فاضل اور جہال۔ قوی
اور ضعیف۔ سرور گہ اور الپ گہ کا تفاوت ہوتا ہے وہی فرق سنکرت اور غیر زبان
اور دیگر کتابوں اور وید میں ملتا ہے۔ پس یہ غیر زبانیں اور غیر کتابیں اُس کامل گیان سے

اور دیا سے نہیں ہیں بلکہ اسی کے فیضِ کامل سے انہیں یہی قدرِ عظیمِ زبانی اور
عظیمِ ملی ہے اور انکا موجودِ حسبِ ضروریاتِ کائنات ہے کہ وہ سب گویاں سے
مربط ہو سکتے ہیں۔

باقی رہا رنگون کا اختلاف یہ آب و ہوا و سڑی و گرمی موسم و ملک کو متعلق ہے
ان کا مدارِ انتظامِ قدرت پر ہی اقالیم مختلفہ کو اوضاع اور انسانوں کے تفرقِ طبائع
مختلف ملکوں کی آب و ہوا سب سے متغیر نظر آتے ہیں مگر آغازِ دنیا میں ایسی نہ تھی اور ان
دونوں تعلیم تھی۔ قدرت کی طرف سے ترقی و انصرامِ ضروریات کو سامان پر گئے جس پر انوں نے
موقعہ بموقعہ کاروائی کی۔ ایک ہی بولی ابتداء میں سب کو حبال تھی اور اگر رہتی تو کچھ
بچ بھی نہیں تھا۔ مگر خیر کم کسی بولی کو بڑا بھی نہیں کہتے لیکن اس پاک و کامل شدہ زبان
کے مقابل میں قدر و منزلت کے لائق نہیں جانتے اور اس پر ہر ایک فاضل غیر متعصب
ملفوظ کر سکتا ہے۔

مرزا صاحب سنکرت زبان ایک تنگ چجرہ نہیں ہی بلکہ ایک وسیع تر اعظم
یا عظیم الشان اور نامید انارمند ہے جس میں بوجہ و باش اور شجاعت وری کرنے سے
کی طرح کی رکاوٹ نہیں ہے۔ تنگ چجرہ تو عربی زبان ہی جس کے اندر بضرِ بشیر
ظلم۔ عاجز غیوں کو ذبح کے خوف سے بند کیا گیا ہے اور اب ان کی نسلیں اعداوت
طبیعتِ ثانی کی پابند ہو کر اسکو (بشل مرزا صاحب کے) اپنی زبان یا وطن مالوفیہ الہامی
جان رہی ہیں۔ غالب یقین ہے جس دن حق و باطل کی تمیز یا صداقت کی تحقیقات
عزیز ہوئی تعصب کو ناچیز جا کر ست و دیا کا گرجن کر نیگے اور واسن آرزو گو ہر مراد
سے بہرین گئے۔ پرشیور کر کے کہ وہ دن جلد آوے +



قرآن کی تعلیم کا فن و گراف

ہر سے مرزا صاحب اکثر اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ قرآن میں متعاقب معارف بہت ہیں اور کسی بات سے وہ قاصر نہیں اور کوئی تعلیم اس میں اور ضروری نہیں۔ مگر جب کبھی بتلانے کا موقعہ ہوا تب سوائے گالیوں اور بڑا پہلا کہنے کے کوئی ثبوت نہ دے سکے۔ ہم انکی سقط کلامی سے آرزو نہ نہیں ہوتے کیونکہ یہاں سلامی تعصب صداقت ہے اور وہ قانون نے کہا بھی ہے۔ ”از کوزہ ہمان تراود کہ در دست“۔ لیکن ہم اس کتاب میں ضروری جانتے ہیں کہ اصلیت و ماہیت قرآن کا بیان قرار واقعی کریں۔ اس واسطے ہم سب سے پہلے تمام قرآن کا فن و گراف تیار کرتے ہیں۔ اور اسکو حق و باطل کی پرکھا اور انحصار کے واسطے ناظرین کے مدبر و دہرتے ہیں۔

صفحہ	نام سورتہ	خلاصہ مضمون اور مشہور قصہ یا کوئی خاص لایہداشت
۱	فاتحہ	شروع میں عاب ہے کہ اسے خدا مجبور کر اسی سے بچا اور اگلے نیک لوگوں کے ہر مقدم چلا۔
۲	بقرہ	آدم و حوا و شیطان و قحط و ملائکہ کا مباحثہ و مجادلہ۔ سامری کی گونا گوار پرستی اور موسیٰ کا حال۔ اول بیت مقدس کی طرف سجدہ کرنے کا حکم پر کہ کی طرف
۳	آل عمران	عیسیٰ اور آل عمران اور ابراہیم کے کل قصہ ہات اور عزام حلال کا بیان اور عیسیٰ کا مرام پیروں کو حلال کرانا۔
۴	نساء	تسلانوں کو واسطے چارہ و تون کے نکاح کرنے کا حکم اور نوٹ لایا

		کے ساتھ بھی علاوہ اُنکے۔ اور ایک منکر و عورت سے کوئی بدن چاہے تو بدلا سکتا ہے۔
۵	مائیدہ	جانوروں کے حرام و حلال کی تشریح اور موسیٰ کا ذکر اور بنی اسرائیل کے قول و اقرار کی تکرار و توحید و انجیل کی تصدیق اور عیسیٰ کا حال۔
۶	العام	اس میں بھی حرام و حلال اور ابراہیم کا مشاہدہ و آہستہ و آفتاب کو خدا ماننے کا فائدہ بر خلاف توحید کے قرآن کا ذکر و الوہی کے ثمرہ اسنے کے لئے نازل ہونا۔
۷	اعراف	اس میں پھر شیطان اور آدم اور خدا کا مباحثہ ہے اور کافروں کے واسطے آسمان کے دروازوں کا ذکر کہولنا اور خدا کا آسمان زمین بنالک عرش پر بیٹھنا۔
۸	انفال	غنیمت یعنی ٹوکیتی کے مال کی تقسیم کرنے کی بابت ہدایت کی آیت اور خدا کو دو اتنا رسول کو دو۔ اور ٹوٹ مار کی ہدایت اور خدا کا مکر کرنا۔ اور خدا کا مسلمانوں کو کافروں کے مقابلہ پر جانیکے واسطے تخفیف کرنا کہ اب بشل پہلے کے دس گنا زیادہ کافروں سے جنگ کرو۔ بلکہ اب ایکو مسلمان دو سے جنگ کرو! انہیں !!
۹	توبہ	کافروں کے ثمرہ اپنے اور دھمکانے کا ذکر مسلمانوں کو جنگ سے نہ جانکوں کی دلیری اور توبہ کا بیان اور مارشل لا کی اہمیت اور عظیم و حلال اور کافروں سے ۹ انفال کی کرے کا بیان۔
۱۰	یونس	قدرت و عظمت اور یونس جیسا کہ اسی کے پیٹ میں جانا کا قصہ اور خدا کا آسمان و زمین بنالک عرش پر جا کر توبہ کیا اور خدا کا مکر کرنا اور یونس اور زمرین اور اسعد کا قصہ۔

۱۱	ہود	خدا کی روح کا پانی پر تیرنا۔ اور نوح کی داستان اور کشتی کا بنانا۔ اور تنہ سے طوفان کا پانی اُبلنا اور شود و صالح کی حکایتیں۔ اور اشعوب اور یونس کا قصہ
۱۲	یوسف	خلافت تمام لریم و زینجا اور عزیز مصر کی داستان اور انگریز عشق و محبت کا بیان اور زمانہ کا ارادہ اور قید ہونے کا ذکر اور اسی میں یہ بھی ذکر ہے کہ اپنے چوٹے بھائی پر چوری کی تہمت لگائی۔ اور جو وہ بولنے کا بیان۔
۱۳	رعد	خدا سے محمد بن اس سورہ میں بعد میں کرک کو ایک فرشتہ۔ بیان کرتا ہے کہ وہ خدا کی تسبیح پڑھتا ہے
۱۴	ابراہیم	اس میں ابراہیمؑ کا خلاصہ حال اور پیروں کا بھی بیان ہے اور فرود کا دور اور عقل فیضانہ اور اسکا آسمان پر جانا۔
۱۵	ہجر	ایک قوم کی کہانی ہے جس پر خدا نے محمد بنی قصہ کا مینہ برسایا تھا اور شہاب ثاقب کے گولہ مارنا فرشتوں کی شیطانون پر جو خدا کی باتیں سننے اور چلتے ہیں تاکہ اور نہ آویں۔
۱۶	محل	کچھ ہدایت اور کچھ حرام و محال کا انفصال اور زمین کے ہٹنے کا بیان اور خدا کا پاشدن کو بنی اسرائیل کے شہر کو گناہ کہیں بل نہ جادے اور نہیں کھینچتا ہوا۔
۱۷	بنی اسرائیل	بنی اسرائیل کے واقعات کا بیان اور داؤد بادشاہ کا ذکر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ بیت المقدس تک ایک رات میں خدا کا ایسا جانا اور فرشتوں کا باہمی منت و مبالغہ اور ایک دوسرے پر کفر کے فتوے دینا۔
۱۸	کہف	اصحاب کہف کا ذکر اور گتے کا بیان جو کئی ہزار برس سے جنگ

۱۰	۱۰	بلکہ قیامت تک سب ہی مہین اور پھین جاگتے اور آفتاب بھی وہاں سے چال بدل جاتا ہے۔ سکندر کا قصہ اور ہجر اور رومین کی دیوار بنانا اور یاجوج و ماجوج کی دور از قیاس تلان اور سکندر کا تمام دنیا تسخیر کرنا۔
۱۹	مریچہ	عیسیٰ اور مریم کا ذکر اور فرشتہ کا اترنا ادا اسکے عالم ہونے کا بیان۔
۲۰	ط	طوسیٰ امپریک میدان کا ہے۔ موسیٰ کی ایساں اعلویٰ کے جمل کا بیان اور اگنی دیوتا کی پرشخ خدا کا آگ میں طول فرمانا اور اس آتشی خدا کی پرستش۔
۲۱	انبیاء	قصہ مکے داؤد و سلیمان و زکریا و یحییٰ و یعقوب و موسیٰ و ابراہیم و ہارون و لوط و اسحاق کے بطور خلاصہ۔ اور خدا کا آسمانوں سے اتر کر زمین پرانا۔
۲۲	حج	ذکر قوم نوح اور قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ کا جبکہ خدا نے غربت کیا اور حج کے آداب یعنی تیرتہ یا تیرا کی تشریح اور بہشت کے لباسوں اور زیور و ن کا ذکر۔
۲۳	مومنون	نوح کے طوفان کا ذکر اور مسلمانوں کی بابت زکوٰۃ وغیرہ کی ہدایتیں اور خدا کا اپنی کتاب میں لوگوں کا حساب رکھنا۔
۲۴	نور	زنائی بابت سنرا و فیرو اور بی بی عائشہ کے اہتمام دینا کاری کا قصہ اور الہام کا اترنا اور چار گواہوں کا گھنا۔ خدا کا نور ایسا ہے کہ جیسے طاق میں چراغ ہو کیسی معقول مثال ہے۔
۲۵	درقان	حضرت موسیٰ اور حضرت نوح نبیوں کے قصہ جات اور کچھ قرآن کی تریف اور کافروں کا سوال کہ کیوں قرآن اٹھانے اوتارا اور خدا کا صوف ہی غیر معقول جواب کہ ہم تیرے دلوں کو ثابت کریں تمہیں ہم کر۔ پہلے چنری بات ہے

- کوئی تفسیر والا اسکا جواب مقول نہیں دیتا ہے
- ۲۶ شعراء حضرت موسیٰ اور فرعون کا ذکر اور اسی طرح نوح کے طوفان کا بیان اور کچھ شاعروں کی بابت گفتگو اور خدا تعالیٰ کا ایک پہاڑ کو اٹھا کر لوگوں کے واسطے سائبان بنانا۔
- ۲۷ نمل حضرت موسیٰ اور سلیمان اور داؤد کے قصے اور حضرت سلیمان اور سبا کی عورت ملکہ بلقیس کا عشق آمیز فسانہ اور سلیمان کا مرسلہ بنام ملکہ سبا اور مورچگان کے واقعات۔
- ۲۸ قصص مجموعہ و خلاصہ قصہ جات موسیٰ و فرعون کا ہے۔
- ۲۹ عنکبوت عنکبوت بینی مکرمی کا قصہ اور کچھ نصیحت اور تمجید سے انکار۔ اور بہشت کا ذکر۔
- ۳۰ روم قوم روم کے مغلوب ہونیکا قصہ اور خدا کا لوگوں کے دلون پر حق کیلئے پہنچنے کے واسطے فرنگانا اور ابراہیم کی پیروی کرنا حکم۔
- ۳۱ لقمان حکیم لقمان کا قصہ اور آسمانوں کو خدا تعالیٰ کا بغیر ستونوں کے کھڑا کرنا اور لقمان کا نصیحت نامہ بیان کرنا اپنے بیٹے کو۔
- ۳۲ سجدہ تہوڑا ذکر سجدہ کا اور باقی عذاب و معواہ اور بہشت و دوزخ کے حالات خدا آسمان سے اور کر زمین پر کام کرتا ہے اور ہر چہ جاتا ہے اور بھول جاتا خدا کا۔
- ۳۳ احزاب ان عورتوں کا حال جو نفس اپنا پیغمبر کو بخشد یوں اور انکی تشیخ اور کفار کے لشکر سے عہد و پیمان کا بیان اور نوح موسیٰ ابراہیم وغیرہ کے قصہ جات۔
- ۳۴ سبا خدا کا اپنی اپٹ بک میں لوگوں کا حساب لکھنا۔ اور پہاڑوں کا

باتیں کرنا داؤد کے ساتھ اور گیت گانا۔

۳۵ فاطر کچھ ہدایت ہے اور فرشتوں کے دو درو تین اور چار چار پر دو کی بیان

اور سوچ اور چاند کا دن رات میں چلنے کا حال

۳۶ یسین اسرئیل فرشتہ کا ذکر۔ اور سکی کرنا (نرسنگا) پہنکنے کا حاجت قیامت

کے روز پہنکے گا۔ اور خدا کا قرآن کی قسم کہنا۔ اور بہشت دوزخ کا بیان۔

۳۷ صافات خدا کا فرشتوں کی قسم کہنا اور لوگوں کا قرآن کو کلام الہی جاننے کا

حال اور یاس بنیمیر کا قصہ اور شیطان کا لوح محفوظ کی باتوں کو دیکھنے

کے واسطہ جانا اور خدا کا شهاب ثاقب ماننا۔

۳۸ ص خدا کا قرآن کی قسم کہنا۔ اور واؤ اور سیلیان کا ذکر۔ اور آدم و شیطان

کی حکایت اور خدا کا دونوں ہاتھوں سے آدم کا بنانا۔

۳۹ زمر جو قرآن کو نہ مانے اور دلیل مانگے اُسکے واسطے عذاب میں اِکسا بیان

گالی گلوچ۔ اور خدا کا جسکو چاہنا گمراہ کرنا اور جسکو چاہنا راہ دکھلانا اور

بہشت کی زمین کا بیان۔

۴۰ ضومن مسلمانوں کی بابت عذاب دوزخ سے خوف اور خدا کو سخت کو فرشتوں

کا اٹھانا اور خدا کا جلد حساب کرنا۔

۴۱ حم السجده خدا کا قرآن عربی میں ارسال کرنا واسطے اُنکے جو عربی جانتے ہیں۔

اور قوم ثمود کا ذکر اور موسیٰ اور محمد کی ہدایتیں اور خدا کے نزدیک

کان امداتہ اور اٹھوں کا گواہی دینا۔

۴۲ شوری آسمانوں کے پلٹر کا زمانہ قریب ہے اور قرآن عربی کا انا اس واسطے ہے

تا کہ تم سے محمد مکہ والوں کو ڈرا دی اور مکہ کے قریب والوں کو قیامت

کے خوف سے امداد کا پردی کے پیچے باتیں کرنا۔ اور محمد صاحب کا

چالیس سال تک ایسا کج نہ جانتا کہ کیا ہے۔

۴۳ زخرف قرآن عربی میں سوا سطر ہوتا تھا کہ جنگی بولی ہے وہ سمجھیں اور موسیٰ اور عیسیٰ کے قصوں کا خلاصہ اور خدا کا لوگوں کے ساتھ ایک ایک شیطان چھیڑنا کہ گمراہ ہوں۔

۴۴ دخان قیامت کے روز آسمان دھواں بن جائیگا اسکا ذکر اور بنی اسرائیل اور نزعوں کا ذکر۔

۴۵ جاثیہ قیامت کے روز کی کارروائی کا ذکر اور اعمال ناموں کا ملاحظہ کرنا اور یقین کا پیش ہونا۔ بنی اسرائیل کا قصہ اثنائاً اور خوف و وحشت کا ذکر۔

۴۶ احقاف قوم عاد کا ذکر اور کچھ باب کی بابت نصیحتیں سرب کراؤ کوون ظالمون کے واسطے عربی قرآن کا نازل ہونا۔

۴۷ محمد بہشت کا نقشہ اور علیہ اور محمد صاحب کمال اور اعلیٰ بابت (بقول محمد) خدا تعالیٰ کا شہادت دینا۔

۴۸ فتح محمد صاحب کی گزشتہ گاری کا حال اور جنگ کی فتح اور لوٹ کر مال کی تقسیم اور غیہ قویوں کے ساتھ ہیر جریج کا بیان اور خواب کا جو خدا سے بتلائی تھی محمد کو وہ چھوٹھ ہوئی۔ اور آیت اتری۔

۴۹ حجرات محمد صاحب کی عزت کرنے کا بیان اور اسی طرح اور عزت والوں کا ذکر اور جہاد کرنے والوں کی تعریف اور مبارکبادی۔

۵۰ ق خدا قرآن کی قسم کہتا ہے اور محمد کی پیغمبری کی قسم کہتا ہے کہ میں دُنیا کو چھ روز میں پیدا کیا ہے۔ اور خدا فرماید اشد کرد اسطر کتاب کہی ہوئی ہے تاکہ پہلے جاوے۔

۵۱ ذاریات خدا ہواؤں کی قسم کہتا ہے اور ستر والے آسمان کی قسم کہتا ہے

- ۵۰ ابراہیم کے بہانوں کی کیفیت اور فرعون اور موسیٰ کی حکایت -
- ۵۱ طور خدا اس سورت میں کوہ طور کی اور کتاب قرآن کی اور مکہ کی اور دیہ کی قسم کہا ہے اور بہشت کا ذکر -
- ۵۲ نجم اس میں محمد صاحب کا (سواری براق) آسمانوں پر جانیکا ذکر ہے اور خدا اسپر گواہی دیتا ہے کہ کسی طرح لوگ یقین کریں اور موسیٰ اور ثمود اور عاد کے قصہ جات ہیں -
- ۵۳ قمر چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی شعبہ بازی اور حضرت لوط علیہ السلام کے المخانہ کی حکایت -
- ۵۴ رحمان اس میں جنات کا بیان اور بہشت کے دو باغوں کی توصیف اور یاقوت اور مرجان کی حوروں کا دلفریب اور ہوشربا واقعہ -
- ۵۵ واقعات اس میں بہشت کی نہروں و حوروں مکانوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اصلی قرآن کا کسی اور کتاب میں پوشیدہ ہونے کا بیان اور زمین اور پہاڑ ہلائے اور اڑائے جائیں گے -
- ۵۶ حدید نوح اور ابراہیم کے قصہ جات - اور بہشت اور دوزخ میں کافروں اور مومنوں کی تقسیم و درجات -
- ۵۷ مجادلہ حضرت محمد صاحب اور ایک عورت کا باہمی شکایت نامہ
- ۵۸ حشر قیامت کے خوف سے ڈرانا - اور مسلمانوں کو جنگ کے واسطے دلیری دینا -
- ۶۰ متحنہ کچھ مسلمان ہیں اسلام سے ہرگز کافروں (یعنی اپنے اصلی ایمان) کی طرف چلے گئے تھے - انکو ڈرانے اور باقیوں کو آواز دینے کی بابت
- ۶۱ صف عیسیٰ اور موسیٰ کو واقعات کو تمثیل بیان کر کے صفت بے اتفاق کر نیکی

۶۱	بابت تاکہ نفاق نہ ہو جاوے۔	۶۱
۶۲	یہودیوں سے موت مانگنے کا قصہ اور امیتون کے پاس اُتی پنیہ کا آنا اور جمعہ کے دن کی بزرگی۔	۶۲
۶۳	منافق لوگوں کی بابت ہدایت اور ترغیب	۶۳
۶۴	روزِ غنیم (یعنی قیامت) کا ذکر کر کے بہشت کی تحریص اور قدرے نصیحت اور خدا کا لوگوں سے بذریعہ محمد صاحب کے قرض لگنا اور ڈنگنا دینے کا اقرار۔	۶۴
۶۵	عورتوں کی بابت طلاق و یدینہ کا بیان اور سات زمینوں اور سات آسمانوں کا پیدا کرنا اور بہشت کا بیان۔	۶۵
۶۶	خاص محمد صاحب کی عورتوں کی بابت ہدایتیں اور انتظام۔ حضرت نے شہد اپنے پر حرام کر دیا تھا (جب زہ سکے) آیاتِ شریعی کیوں حرام کر رہے جو اللہ نے حلال کیا۔	۶۶
۶۷	سات آسمان اور جہنم اور چراغوں کا ذکر کر کے قدر نصیحت اور خدا کا آسمانوں میں ہونا۔ اور شیطانوں کو شہاب ثاقب مارنا جو دراصل ستارے ہیں۔	۶۷
۶۸	خدا قلم کی قسم کہتا ہے اور ایک باغ والے کا قصہ اور خدا کا اپنی پدلی قیامت کے روز دکھانا اور کرکنا۔	۶۸
۶۹	خدا کا تخت فرشتوں نے اُٹھایا ہوا ہے اور اُسے خدا ہدایاں ہے اور قیامت کا ذکر اور دوزخ کا ڈھاؤ۔	۶۹
۷۰	قیامت کا ذکر اور اُسکی سیوا کو پنجاہ ہزار سال تک یہی خدا کا زینہ لگانا اور فرشتوں کا اوپر سے نیچے اترنا۔	۷۰

۷۱	نوح	نوح کا قصہ ہے۔
۷۲	جن	محمد صاحب کا قرآن پڑھنا اور جنوں بھوتوں کا فریضہ ہونا اور مسلمان ہو جانا اور خدا کا قرآن کی آیتوں کو وحی کے ساتھ بحفاظت چمکھانا کے ارسال کرنا۔
۷۳	مزل	قرآن کے پڑھنے کی بابت ہدایات اور دوزخ اور قیامت کا ذکر بحوالہ ذکر فرعون کے۔
۷۴	مدثر	ذکر انیس فرشتوں کا جو دوزخ کے موکل ہیں
۷۵	قیامت	خدا قیامت کی قسم کہتا ہے ۔
۷۶	دھر	زمانہ اور ایک آدمی کی حالت کا ذکر اور قرآن خوانی اور پشت کا ذکر۔
۷۷	مرسلات	خدا ان ہواؤں کی قسم کہتا ہے جو بھی گئی ہیں۔
۷۸	النبأ	اس میں بھی ذکر زمین اور آسمان کا کر کے علم لدنی سے بیان کیا جاتا ہے کہ زمین بھونپا ہے اور پہاڑ میخیں ہیں اور آسمان اور ان کے دروازوں کا بیان ہے۔
۷۹	تنزیل	فرشتوں کے باہمی جھگڑے اور نزاع کا ذکر ہے اور ربوبی اور جمل طوبی کا ذکر ہے۔
۸۰	عبس	ایک نابینا جو محمد صاحب کے پاس آیا اور انہوں نے اُسے مکر وہ سمجھا اور اس کا قصہ ہے۔
۸۱	تکوید	بیان پرستوں کا خدا طوفان اُٹھاتا ہے ۔
۸۲	انفطار	آسمان کے پھٹنے کی بابت اور قیامت کے ظہور کا اور کرا کا تجوید و فرشتوں کا مقرر ہونا آدمی کی اعمال کو نبی کے واسطے۔
۸۳	تطیغ	کہ دوزخ کی بابت ذکر ہے اور پشت میں شرب نوشی کی بابت خوشخبری

۷	۸	اور باغ کا بیان
۸۴	اشفاق	اسمین بھی آسمان کے پھٹنے اور قسموں کا زور شور سے بیان ہے۔
۸۵	مروج	اسمین خدا آسمان کے برجوں کی قسم کہتا ہے۔
۸۶	طارق	زمین کی قسم۔ اور آدمی کی پیدائش باپ کی پشت سے بیان کی ہے اور خدا کا کلمہ کرنا۔
۸۷	اعلیٰ	پُرانے صحیفوں کا حوالہ دیکر خدا کی بزرگی کا ذکر ہے۔
۸۸	غائبہ	اس میں بھی قیامت کا ذکر ہے اور بہشت کی تحریریں۔
۸۹	فجر	خدا فجر کے وقت کی قسم کہتا ہے اور جنت و طاق کی بھی قسم کہتا ہے اور خدا کا آنا فرشتوں کی صف باندھ کر اور فرعون ٹوڑ کا قصہ۔
۹۰	بلہ	خدا (بلہ) یعنی شہر مکہ کی قسم کہتا ہے۔
۹۱	شمس	خدا سوچ اور چاند اور دن کی قسم کہتا ہے۔
۹۲	لیل	خدا رات کی قسم کہتا ہے۔
۹۳	ضحیٰ	خدا رول کے وقت کی قسم کہتا ہے۔
۹۴	انشراح	خدا محمد صاحب کو حوصلہ دیتا ہے تاکہ گھبراہٹ نہ ہوں۔
۹۵	تین	خدا انجیر کے درخت اور زیتون کے درخت کی اور طور و سینا پہاڑوں کی قسم کہتا ہے۔
۹۶	علق	خدا بیان کرتا ہے کہ آدمی کی پیدائش خون سے ہے اور اکثر مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ یہ سورہ سب سے پہلے خدا نے آسمان سے نازل کی ہے۔
۹۷	قدر	شب قدر کی رات کا ذکر ہے کہ اس رات کو فرشتے اور روح اترتے ہیں۔
۹۸	بینہ	قرآن و نازل ذکر کوہ کی بابت ذکر ہے۔
۹۹	الزلزال	زلزلہ کی بابت اور زمین کا باقیں کرنا۔

۱۰۰	عدایات	خدا گہوڑون کی قسم کھاتا ہے۔
۱۰۱	قارعہ	قیامت کی بابت
۱۰۲	مکاتر	طبع کی بابت نصیحت ہے۔
۱۰۳	عصر	خدا زمانہ کی قسم اٹھاتا ہے
۱۰۴	ہمزہ	عیب پکڑنے کی ممانعت ہے تاکہ کوئی اعتراض نہ کرے۔
۱۰۵	فیل	فیلوں اور ابا بیلوں کا قصہ درج ہے
۱۰۶	قریش	خاص قسم قریش کی بابت (جس میں محمد صاحب پیدا ہوئے تھے) ذکر ہے۔
۱۰۷	ماعون	برتنے کی چیز، ن کے استعمال کرنا بیان۔
۱۰۸	کوثر	حوض کوثر کی بابت ہے (یہ حوض کہتے ہیں کہ آسمانوں کے اوپر منت میں ہے) اس حوض پر بیٹھ کر محمد صاحب شہیدِ دن کو پانی پلائیں گے۔
۱۰۹	کافرون	کافروں پر سوال و جواب جنہوں نے انکی پیغمبری پر ایمان نہ لایا۔
۱۱۰	نصر	مسلمانوں کی (دل بڑھانیکے واسطے) فتمندی کا ذکر۔
۱۱۱	لہب	سمیٰ الی لہب (جو کہ محمد صاحب کا براخت مخالف تھا) کی بابت خدا صاحب اور محمد صاحب کا بد دعا اور گالیان دینا۔
۱۱۲	اخلاص	خدا کی تعریف ہے۔
۱۱۳	فلق	دعا ہے اور شرارت سے پناہ مانگی گئی ہے۔
۱۱۴	الناس	آخری دعا اور شیطان سے بچنے کے واسطے خدا سے پناہ مانگی گئی ہے۔



اس نوٹوگراف کو جو انصاف کی نگاہ سے مطالعہ میں لاؤ نیچے کچھ شک نہیں کہ وہی اصلی صلیت کو پاوین گے۔ اب تھوڑا سا اسکی قسموں کی بوجھاڑ کا بھی اظہار کرتا ہوں کہ ان سے کتنا مقبولیت آشکارا ہو رہی ہے۔

سورۃ الفجر۔ والفجر۔ ولیلای عشرہ۔ والشفع۔ والوتر۔ والیل اذا یسرہ
هل فی ذلک قسم الذی تجرہ

سورۃ البلد۔ لا اقسم بهذا البلد۔ وانت حل بهذا البلد۔
والد وما ولد۔ لقد خلقنا الانسان فی کبدہ

سورۃ الشمس۔ والشمس وضحاہ۔ والقمر اذا تلاہ۔ والنہار اذا
جلہا۔ والیل اذا یغشاہ۔ والسماۃ وما بنہا۔ والارض وما طحاہ۔
ونفس وما سواہ۔ فالہمہا بخورہا وتقواہ۔

سورۃ الیل۔ والیل اذا یغشیہ۔ والنہار اذا تجلیہ۔ وما خلق الذکر
والانثیہ۔ ان سعیکم لثنیہ۔

سورۃ النضحی۔ والنضحی۔ والیل اذا یجی۔ ما ودعک ربک وما
قلی۔ وللاخرۃ خیر لک من الاولی۔ ولسوف یعطیک ربک فترحمہ۔
المرجیدک یتما فاولی۔ ووجدک ضالاً فہدی۔ ووجدک عاتلاً
فاعنی۔ فاما الیتیم فلا تقهر۔ فاما السائل فلا تنهر۔

سورۃ التین۔ والتین۔ والزیتون۔ وطور سینین۔ وهذا البلد
الامین۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویمہ۔ ثم رددناہ سفل
سافلین۔

سورۃ الطور۔ والطور۔ وکتب مسطورہ فی رقی منشورہ۔ والبت
المعورہ۔ والسقف المرفوع۔ والبحر المجور۔ ان عذاب ربک لواقع۔

سورۃ الغدیت۔ والغدیت فیحاء فالغیرت قدحاً۔ فالغیرات
صبحاء۔ فاشن بنقعاہ فوسطن بجمعا۔ ان الانسان لربہ بکفودہ و
انہ حل ذلک لشہیدہ۔ وانہ لحب الخیر لشدیدہ۔ افلا یعلم اذ البعث ما
فی القبورہ۔ وحصل مافی الصدورہ۔ ان ربہم یومیز المجنہ
سورۃ القریش لایف قریش۔ الفہم رحلتہ الشتاء والصیف
فلیعبدہ وارب هذا البیت۔ الذی اطعمہم من جوع وامنہم من خوفہ۔
سورۃ الکوثر۔ انا اعطینک الکوثرہ۔ فصل لربک واکثرہ۔ ان
شائک ہوا الابرہ۔

سورۃ الکفرون۔ قل یا ایہا الکفرن۔ لا اعبد ما تعبدون۔ و
لا انتم عبادون ما اعبدہ۔ ولا انا عابد ما عبدتم۔ ولا انتم عبادون
ما اعبدہ۔ لکم دینکم ولی دین۔

سورۃ الہب۔ تبست ید الی ہب وتب۔ ما اغنی عنہ مالہ و
ما کب۔ سیصلی ناراً ذات لہب۔ وامرأتہ حاملہ الحطب۔ فی جبہ
جبل من مسد۔

سورۃ المرسلات۔ والمرسلات عرفاً۔ فالعصف عصفاء والنشرات
نشرأ۔ فالفرقت فرقا۔ فالملقیات ذکرأ۔ عذراً او نذراً۔ انا نوحی ونوحی
لواقع۔

ترجمہ بموجب ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ

سورۃ الفجر قسم ہے مجھ کو صبح اور دہ گانہ راتوں کی۔ او قسم ہے مجھ کو جنت اور
طاق کی او قسم ہے سات کی جب روانہ ہووے آیا اس مقدس زمین کو ابی مہجرت عتقہ

سورۃ البلد۔ میں قسم کہتا ہوں شہر مکہ کی۔ اور تو حلال ہو جاوے گا اس شہر میں۔ اور
قسم کہتا ہوں میں جتنے الیکٹریسی اور جو بنے اسکی تحقیق میں ہی آدمی کو پیدا کیا ہے
شفقت میں۔

سورۃ الشمس۔ قسم ہے آفتاب کی اور اسکی روشنی کی۔ اور قسم ہے اُس
چاند کی جو بعد آفتاب کے نکلتا ہے اور قسم اُس دن کی ہے جب آفتاب کو ظاہر کرتا
ہے اور قسم رات کی جو آفتاب کو چھپاتی ہے اور قسم آسمان اور اُس کے بنانیوالے
کی اور قسم زمین کی اور خدا کی اسکی درستی کرنیکی اور قسم آدمی کے نفس کی اور خدا
کے درست کرنیکی۔ اور قسم اُس کے دل میں تقویٰ اور گناہ ڈالنے کی۔

سورۃ الیل۔ قسم رات کی جو چھپاتی ہے۔ اور قسم دن کی جو ظاہر کرتا ہے اور
خدا کی جسے زرمادہ کو پیدا کیا اسوجہ سے کہ تمہاری سعی مختلف ہے۔

سورۃ الضحیٰ۔ قسم دہائی کے کہانیکے وقت کی اور قسم ہے رات کی جو چھپاتی
ہے۔ تبسمکونہ چوڑا تیرے پروردگار نے اور تیری آخرت تحقیقا دُنیا سے بہتر ہوگی
اور البتہ نعمت دیوے گا تیرا پروردگار تو خوشنود ہو جاوے گا۔ تجھ کو یتیم دیکھا جبکہ نہی
اور گمراہ دیکھا۔ استہ دکھلایا۔ تنگدست دیکھا۔ تو نکر کیا۔ پس جو یتیم ہو پس مت
قہر کر اور جو مانگنے والا ہو پس مت ڈانٹ۔

سورۃ التین۔ قسم ہے انجیر کے درخت اور زیتون کے درخت کی اور قسم ہے
سینا کے پہاڑ کی اور قسم ہے اس شہر رکھ (امن) لے کی۔ ہر آمیز میں آدمی پیدا
کیا ہے اچھی صورت میں۔

سورۃ الطور۔ قسم ہے کوہ طور کی۔ اور قسم کتاب لکھی ہوئی کی کشادہ کاغذ میں
اور قسم ہے جسے ہو لکھی۔ اور قسم بند چٹ کی۔ اور قسم پہری ہوئے دیبا کی تحقیقاتیرے
پروردگار کا عذاب ہوئیو لا ہے۔

سورۃ العنیدیت۔ قسم ہے جہک گھٹون کی جو نیز روڑتے ہیں۔ اس سبب سے کہ دم سے پڑھ جاتے ہیں۔ پس قسم ہے اُن گھٹون کی جو آگ سے نکالتے ہیں ان پر دم ہے جبکہ پتھر پگتے ہیں۔ پس قسم ہے گھٹون غارت کرنے والوں کی۔ جبکہ صبح کے وقت آتے ہیں اور اس وقت دھوڑ (گرد) اوڑاتے ہیں۔ پس اس وقت دشمنوں کی جاعتوں میں آتے ہیں۔ تحقیقاً آدمی ل کے دوست رکھنے میں مبالغہ کرنا والا ہے۔ آیا نہیں جانتا کہ جب پریشان ہو گا جو قبروں میں ہے اور ظاہر ہو گا جو سینوں میں ہے۔ تحقیقاً خدا اُن کے اُس مدد سے ضرور ہے۔

سورۃ القدریش۔ واسطے شکر الفت دینے قریش کے (جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم تھی) واسطے الفت دینے اُن کے رستان کے سفر میں اور تابستان میں۔ چاہے کہ عبادت کریں کہ کے گھر کی خدا کی۔ جس نے ان بھوکھوں کو طعام دیا۔ اور ڈرنیہ والوں کو امن دیا۔

سورۃ الکوشتر۔ ہم نے تم کو (اسے محمد) کوثر کا چمٹہ بخشہ دیا۔ پس اس احسان کو یاد کر۔ اونٹ کو قربانی کر تحقیقاً تیرا دشمن وہی دم کشا ہوا ہے

سورۃ النکافرون۔ کہو اے کافرو میں نہیں پوچتا ہوں جو تم پوجتے ہو اہم نہیں پوچتے جو تم کو میں پوچتا ہوں۔ زمین تمہاری چیز کو پوچھنا اور تم میری چیز کو پوچھ گے۔ واسطے تمہارے تمہارا دین اور واسطے میرے میرا دین۔

سورۃ الملہب۔ ہلاک ہو دوین دونو تھے ابی لبب کے اور ہلاکت وکالی لبب کچھ دفع نچا اسکے سر سے بل دیکھنے نے اور جو کچھ پیدا کیا ہوا تھا۔ آویگا اگ فعلوالی میں اور صحت اُسکی بھی آویگی۔ مراد کہتا ہوں میں اُٹھا دیکر لکڑی کو اُسکی گڑوں میں ایسے ہی کچھ روں کے لیف سے۔

سورۃ المرسلات۔ قسم ہواؤں کی جو زنی سے بھیجی گئی ہیں۔ پس قسم

ہو ان کی جتنی عظمت الٰہی ہیں۔ اور قسم ہو ان کی جو ابر کو اٹھاتی ہیں پر چدا کو ذی الون کی پہر ان فرشتوں کے گردہ کی قسم تحقیقا جو وعدہ کر دیتا ہو نیا لا ہے۔

نتیجہ

اگر چاہی طرح ادبیت سی آیات موجود ہیں مگر ان کو خیال ملوالت کے چھوڑ دیا عام و خاص قاعدہ ہے کہ قسمیں تین قسم کی آٹھانی جاتی ہیں۔ اول اپنے سے بڑے کی۔ دوم اپنے مساوی کی۔ سوم اپنے سے چھوٹے کی یا عزیز کی۔ مگر یہاں ان تینوں میں سے کیسی بھی تین نہیں کی گئی اور نہ تفریق بتلائی گئی ہے کہ کیوں اس قدر قسموں کی بوجھاڑ ہو رہی ہے۔ اور کہنے خدا محمدیہ کو اس قدر قسمیں اٹھانے اور سوگند کہانے پر مجبور کیا تھا۔ جو یہ ضرورت پڑی۔ اور اس قدر قسموں کی حاجت کیا تھی؟ ایک فاضل فلاسفر کا قول ہے کہ جو تین قسمیں زیادہ اٹھاتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ کا ذب کہلاتا ہے اور اُس کا اعتبار جاتا رہتا ہے۔ خلاصہ ان تمام قسموں کا اسطرح پر ہے کہ خدا کہتا ہے کہ مجھ کو صبح بہت کی قسم اور جنت و طاق کی قسم اور سات کی قسم ہے کہ تیرے اس مقدمہ میں گواہی بہتر ہے۔ غالباً جو اکہیتا ہوگا ورنہ جنت و طاق کی قسم کے آؤ کیا معنی ہیں۔

شہر ہر کی قسم عورت عاقل کی قسم اور اُس کے جنین کی قسم ہے کہ میں ہی آدمی کو پیدا کیا ہوں۔ دائرہ نادانی کہ بغیادہ قسموں کی پہلو ہو کر انصاف و تین کی خون ریزی ہو رہی ہے اور خواہ مخواہ اپنا دھماپن جتلا یا جاتا ہے جو اُس کے جلال اور ہمتنا کے برخلاف ہے۔ سوچ لو تو ادا اُس کی روشنی کی قسم چاند و یوتا اور اُس کے من کی قسم دن اور رات کی قسم۔ آسمان و یوتا کی قسم اور دہرتی کی قسم۔ اتنی کے نفس کی قسم کہ میں سچ کہتا ہوں و نہیں کہتا ہوں۔ اے خیالنا کرین! اولیٰ آپ جو بڑے کچھتے ہیں۔ آپ کی ہستی

کا ثبوت کیا ہے؟ دعویٰ بے دلیل قابل تمیل نہیں۔

قسمت اور قسم دن کی اور خدا کی قسم جنے مزد مادہ کو پیدا کیا کہ تمہارے اعمال مختلف ہیں۔ اسے خدا رحمہ یان! وہ خدا کون ہے جسکی آپ قسم کہاتے ہیں (اسے تمہارے سوجھ بوجھ اور یہ کون سی شکل بات ہے کہ ہمارے اعمال مختلف ہیں یہ تو ہر ایک آدمی جانتا ہے وہ مادہ انکی غیب والی اور دور اندیشی۔ اگرچہ ہم قسم کہانی ہی تھی تو کوئی عمدہ بات فرماتے۔ نہ کہ کندن کوہ و برآمدن خوش دم پڑیدہ۔

روٹی کے کھانے کی قسم۔ مات کے چہانیکلی قسم ہے کہ تجھ کو گراہ کو رستہ دکھلایا تیری آخرت بہتر ہوگی۔ مثل شہور ہے سائے کہ نکوست از بہدش پیدا است۔ اگر خدا تعالیٰ سکھاتا نہائی نہ کہ تو دنیا میں خون کی نیان کہان ہی بہتین۔ لاکھون نہ ہو کیون تاوارہ ہوتے۔ عورت کو مویشی کی طرح کیون جائز رکھت کہ گھبرا جاوے یہ تمام بے لکلی ماہنامی ہے۔ جس سے مخلوق کی واسطہ شامت بلکہ قیامت آئی ہے۔

۵۔ فاسبہ اعمال عالم صورت نادر گرفت۔

قسم ہے بخیر کے درخت کی اور کہو کی لکڑی کی قسم قسم تینا پرہ کی قسم کہ کے رہنے والوں کی کہ اپنے آدمی کو پیدا کیا ہے۔ کوہ سینا اور۔ اجمیر اور زیتون کی قسمیں کہا نا کوئی دلیل نہیں ہے کہ اپنے آدمی کو پیدا کیا ہے۔ وہ عالم کل کہتر کی قسم اور اعلیٰ کی صداقت کا ثبوت عمدہ فلاسفی کی بنیاد نکالی ہے۔

چونامی کہ مولائے نام توام بحیرت ز قسم و کلام توام قسم تیر گھوٹوں کی اور قسم اُنکے دوڑنے کی۔ قسم اُنکے ماننے کی قسم اُنکی ضربندی کی۔ ٹوٹ پر جانیا لے گھوٹوں کی قسم تحقیقا آدمی شک گذار ہے۔

واحد سے رسالہ راجو۔ آپ نے تمام جگہ قواعد کی قسموں میں تمیل کرادی جنہوں نا کہ آپ جگہ جگہ میں۔ اور تہا بھی ہیں۔

قسم کوہ طور کی۔ قسم کتاب کی۔ قسم گھر کی۔ قسم چیت کی۔ قسم فون دیوتا کی۔ قسم اُسکے جلد چلنے کی۔ اور قسم اُسکے بدل لائیکے۔ اور قسم تمام دیوتاؤں کی۔ تحقیق آج میں وعدہ کر دیکھا ہوں والا ہر جناب! بھکو تو آپ پر اعتبار نہیں آپ نے جو موسیٰ سے وعدہ کیا تھا اُسے بھی پورا کیا۔ آپ نے جو قاین سے وعدہ کیا تھا اُسے بھی بھلا دیا۔ اور نہ آپ نے لوح کے طوفان کے بعد ایفاء وعدہ کو کام فرمایا۔ آپکے قول فصل پر ہمیں اعتبار نہیں ہے۔ آپ نے میح کے مصلوب ہونیکے وقت مدد گاری نکلی۔ اور نہ ذکر بابا کے سر پر اتار چلانے کو وقت آپ نے نہایت کیا۔ بگیناہ حضرت ایوب کا گہر شیطاں کو بہکانے سے خراب کیا۔ پھر اُس نے کردہ گناہ کے جہنم میں مال پر عذاب کیا۔ شیطان کو جہان کے گمراہ کر لانے کے لئے مقرر کیا۔ میں آپ پر کس طرح اعتبار کروں۔ آزمودہ سا آزمودن خطاست۔

ترمذی میں اس طرح لکھا ہے حدیث عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حلف بغیر اللہ فقد اشرک تو ترجمہ ابن عمر روایت ہو کر میں نے رسول سے سنا کہ جس نے خدا کو بغیر کسی اللہ کی قسم کھائی اُسے شکر کیا۔ قرآن میں جب منسجہ بالا خدا۔ چاند سورج وغیرہ کی قسمیں کہتا ہے۔ اور آپکا پیغمبر ایسے قسم کھاتے والوں کو مشرک ٹھہراتا ہے سب ہم کیا کہیں کہ دونوں میں سے کون سچا ہے۔ ناظرین خود ہی انصاف فرمادیں۔

حرام و حلال کا بیان از روئے قرآن

اب ہم قرآن کی گزردی کامیاب اور مسئلہ حرام و حلال کے نقصان و زیان عرض کرتے ہیں کہ مصنف قرآن کقدر قاصر البین اور ناواقف اور انجان ہے

سورۃ النحل - انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اهل الذلیلۃ
 اللہ بفسخ اضطر غیر بائع ولا عادی فان اللہ غفور رحیم۔ ترجمہ سوامی کے
 نہیں کہ حرام کیا اور پتہ ہمارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور وہ چیز کہ آواز بلند کیا
 جاوے واسطے فیہذا اگر ساتھ اسکے پس جو کوئی بے بس ہو۔ نہ حد سے نکل جانو والا
 اور نہ آواز سے چین لینے والا۔ پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان۔

(۲) پھر سورۃ النحل میں ہے۔ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا
 حلال هذا حرام التفترو علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ
 الکذب لا یفلحون ترجمہ اور بت کہو واسطے اس چیز کے کہ بیان کرتے ہیں
 باتیں تہمتی جھوٹ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ تو کہہ باندھ لو اور اللہ کے جھوٹ تحقیق
 جو لوگ کہ باندھ لیتے ہیں اور اللہ کے جھوٹ نہیں فلاح پائیں گے۔

(۳) سورۃ بقرہ میں ہے۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر
 وما اهل به لغير الله فمن اضطر غیر بائع ولا عادی فلا اثم علیہ ان اللہ
 غفور الرحیم ترجمہ۔ سوامی کے نہیں کہ حرام کیا اور پتہ ہمارے مردار اور
 لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے اور پرانے غیر اللہ کے پس جو کوئی بے بس
 ہو نہ حد سے نکل جانو والا اور نہ چٹن والا۔ پس نہیں گناہ اور پرانے تحقیق اللہ
 بخشنے والا مہربان ہے۔

(۴) سورۃ المائدہ میں ہے۔ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم
 الخنزیر وما اهل لغير الله به والمنخنقۃ والموقوۃ والمتردۃ
 والیطۃ وما اکل السبع الا ما ذکیم وما ذبح علی الصب وان
 تتقیموا بالاکرام ذلکم فق الیوم یس الذین کفروا
 من دینکم فلا تخشوہم واکشون الیوم اکملت لکم دینکم

واثمت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً فمن اضل
 فی محضۃ غیر متجانف لاثم فان الله غفور رحیم ترجمہ حرام
 کیا گیا اور تمہاری ممداد اور لہو اور گوشت سود کا اور جو کچھ پکارا جاوے سوائے اللہ
 کے ساتھ اُن کے اور نکلا گہرے اور لاشی مری۔ اور اوپر سے گر پڑے اور سینگ مدے
 اور جو کہا گیا ورنہ مگر جو فوج کر دو تم۔ اور جو بچ کر اور پر تہا نون کے۔ اور یہ کہ قسمت
 معلوم کر ساتھ تیرون کے یہ فسق ہے آجکے دن نا امید ہوئی وہ لوگ کہ کافر ہوئے
 دین تمہارے سے۔ پس تہد اُن سے اور ڈر و مجھ سے۔ آجکے دن پورا کیا۔ مینو
 واسطے تمہاری دین تمہارا۔ اور پوری کی اور تمہارے نعمت اپنی۔ اور پند کیا و اسل
 تہا کہ اسلام دین۔ پس جگہ کوئی بے بس ہوئی۔ بیچ ہو کہ کے نہ جھکی و الا طرف گناہ
 کے پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان۔

(۵) سورۃ النعام میں ہے وقد فصل لکم ما حرم علیکم۔ ترجمہ
 تحقیق مفصل بیان کر دیا و اسطر تمہاری جو کچھ حرام کیا گیا ہے اور تمہارے۔
 قرآن بنانے والے نے سوائے سورا اور لہو اور مردار وغیرہ مذبح جانور کے سب
 حیوانات اور پرند اور دریائی جانور اور حشرات الارض اور مکیشے کو حلال کر دی کیونکہ
 آیت نمبر ۲ و ۳ میں فقط سورا اور لہو اور مردار وغیرہ مذبح جانور کو حلال کر دیا اور
 چھری پلائی اور آیت ۴ و ۵ میں نہایت صاف الفاظ میں بیان کیا کہ جو کچھ حرام ہو وہ حلال بیان کر دیا
 مگر علمائے اسلام نے جب اور مذہب قوموں کا آچار و چار و کیا تو پھر قرآنی اس تعلیم پر
 قائم نہ رہے کیونکہ اس پر گناہ بلا آدمی کا گوشت اور نیز لقمہ افش فیہ جانور و نہ کہ گناہی اجازت ہو کہ
 وہ حلال و طیب قرار پا کر کھتے اور بچا دے ورنہ لیس کے قرآن کی اس تعلیم کے خلاف علماء اسلام یہ فتویٰ
 قرار دے دیں کہ گوشت صاب کر نہ لے کسی ہو جس میں صلیب ہوئی (۱) حلال (۲) مکروہ (۳) حرام
 لیکن اس پر بھی علماء اسلام کا اتفاق نہیں ہوا اور یہاں علی خلاف ہو گیا۔ نیز اس کا ذیل میں دیکھنا ہوتا ہے

[illegible]

سخن افغانی بہ بیان حال و فکر افغانی سر کرتا ہے۔

اسے ناظرینِ مغفرو میں جس حالت میں حکم کی تشریح مفصل قرآن میں آچکی اور
قصی مانعت ہوگئی کہ اب آفر افترا نہ کر دیکر یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ تو علمائے کون قرآن
پر اتکا کیا اور وہ چیزیں جو قرآن نے حلال کر دی تھیں۔ انہیں سے بعضوں کو کیوں
اپنی اپنی عقل کے موافق حرام اور بعضوں کو مکروہ ہو نیکاف تو یہ دیا۔ اور پھر یہی آج تک
اس کاٹ پر اتفاق نہ کر سکے اور من گھڑت تاویلین کرنے لگے حالانکہ مصنف
قرآن نے آیت نمبر ۵۵ میں بطور دعویٰ کے کہ دیا کہ میں نے حرام و حلال کا بیان
مفصل کر دیا ہے۔ پھر اُس میں ترمیم کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی کیا وہ اپنی
خدا سے زیادہ سیار پیدا ہو گئے؟ کیا خدا کی عقل اُن سے کم تھی؟ سچ تو یہ ہے
کہ قرآن کی اس تعلیم سے محمدی لوگ غیر قوموں میں شرمندہ ہوتے ہوئے۔ اور ان
کتا۔ بلا۔ گدھا۔ بندر۔ کرگس وغیرہ کے کہانے غیر قومیں ان سے نفرت کرتی ہوئی
اسلئے یقین ہوتا ہے کہ علمائے اسلامیہ نے نال اندیشی سے اپنی عقل کے موافق
قرآن کی اُس تعلیم کی اصلاح کی۔ اور غالباً شروع میں ہی وجہ ان سے اس سخت
نفرت کی ہوئی ہوگی جو آج تک چلی آتی ہے۔ حقیقت میں اگر انسان تعصب نہ کرے
تو بارہ میں قرآن کی تعلیم نہایت ہی مکروہ ہے اور جنگلی نشون کے آچار کے موافق
جس سے آدمی تک کہا نا حلال و طیب و پاک و حکم خدا قرار پا گیا۔ بھلا کوئی
مہذب قوم ایسی تعلیم کو خدا سے مان سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ایسی پر غور کر لو کہ
آریہ ورت میں جو سداں لوگ آباد ہیں وہ اب تک بھی بہت سے ایسے
مکروہ جانور دن کے کہانے سے نفرت کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچو کہ علماء
قرآنی اور خدائی آسمانی کو ان چیزوں کے بتلانے سے کیوں گراہیت نہ آتی۔ ایسی
ہی بہت سی باتیں جو برخلاف عقل و شایستگی کے تہین لوگ غلط سمجھ کر
خود بخود چھوڑتے جاتے ہیں۔ دیکھو غصہ یعنی سخت کا سدا ابراہیم نے

قائم کیا۔ عیسائی لوگ جو براہیم کی نبوت کے قابل ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ ختنہ کا حکم براہیم کو خدا سے ملا تھا۔ اور احکام یزدی کے تفسیر کر بھی قابل نہیں ہیں۔ مگر تاہم انہوں نے بمقتضائے ننگ عار انسانیت کو اس مسئلہ کو چھوڑ دیا ردیکھو روسیوں کا خطا باب ۲۔ آیت ۲۶ سے ۲۹ اور باب ۳ کی پہلی آیت (لیکن عرب کو جنگی لوگوں میں بہتور قائم ہے۔ یہاں تک کہ عورتوں کا بھی ختنہ کرا لیا ہے) اور اسکو سنت سارہ بتلاتے ہیں معارج النبوة فی مدارج الفتوة (مطبوعہ مطبعہ نوکلشور شہ) کی صفحہ ۱۳۳ مطر، ۱۰۱۔ رکن اول باب، فصل امین اسطرح مذکور ہے (سارہ) از غایت قلق و اضطراب سو گند یاد کرد

کہ عضوی از اعضای باجرہ راقطع کند و تغییر خلق او نماید۔ باجرہ بمعنی روانست از سارہ

مگر بخت و دوز اور ستواری شد۔ ابراہیم از سارہ شفاعت نمودہ التماس کرد کہ تا غاظر کند و

اوصافی کند و براہیم تحت القسم نرم ہاں گوش باجرہ را سوراخ کند و از اندام بہانی او چیرہ قطع نماید

وسارہ بقول ابراہیم عمل نمودہ این سنت در میان زنان باقی گذشت اورنات میں لکھا ہے

ختان بالکسر سرج بریدن در وقت ختنہ کردن از کشف رولف خ صفحہ ۱۰۱ ختانیہ

سرج بریدن نقد رکست باشد از کشف رولف خ صفحہ ۱۰۱

ای ناظرین ادیکہنا چاہے کہ یہ کتنی شرم کی بات ہے اور اس میں کتنی عذرا فات

پہرہ ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے اگرچہ طوفا و کر نامردوں کا ختنہ جو روٹھ

مان لیا ہے مگر عورتوں کے ختنہ کو ماری شرم کے تاہنوز نہیں مانا اور مانتر کس طرح کیونکہ

ایک عربی کی مثال ہے الحیا من الایمان حیاداری بیان ہر جاکرچے جائز ہے

ایمان بھی کچ کر جاتا ہے۔ ہمارے ایک فاضل مہربان نے ہمیں اطلاع دی۔ کہ عثمان اور

ہبہ و لہود کی طرف ختنہ زنانہ بہتور جاری ہے اور علی العموم شب زفاف کو

اس سنت کی باری ہے یعنی مومنات ختنہ پاتی ہیں۔ اور مقابل مخون کو خاتون

بنائی جاتی ہیں۔

خطابِ مہرزا

مہرزا کیونں مبتلا ہے قرآن کا تجھ کو سودا ہوا ہے قرآن کا
 تو اسی پر گھنڈ کرتا تھا دیکھ تو لو کچھ ہے قرآن کا
 مگر گرتا ہے اور قریب و دغا خوب جعلی خدا ہے قرآن کا
 خادع و مکر و مضل ہازل واہ کیا کبریا ہے قرآن کا
 آسمان سقف و کوہ منیخ زمین فلسفہ گھلکیا ہے قرآن کا
 فانی اشیاء کی کھائی ہیں قسمن اعتبار اٹھ گیا ہے قرآن کا
 آدم و کعبہ سجدہ گاہ کئے شرک یہ بر ملا ہے قرآن کا
 بیم جان - طمع مال غارت کی یہی دامِ بلا ہے قرآن کا
 پھنس گئے سہیں و نشانِ عرب سخت جور و جفا ہے قرآن کا
 چھن گئی قتلِ عام کی تلوار زور مارا گیا ہے قرآن کا
 اتو ہے عدل و امنِ قیصر بند ترک کرنا روا ہے قرآن کا
 دینِ گبر و یہود سے ابلیس خالقِ شرعنا ہے قرآن کا
 خوفِ شر سے اُسی کے خالقِ غیر عرش پر جا با ہے قرآن کا
 اُسکے حملوں پر روزِ تیرِ شہاب وہ خدا مارتا ہے قرآن کا

۲۰
پیشین
موج

دیکھو خناس کی شرارت پر خاتمہ کر دیا ہے قرآن کا
دہم سے نکلے غلام احمد کیون ہر بار کھا ہے قرآن کا
اب قرآن کوئی دم کا مہمان ہے خاتمہ ہو چلا ہے قرآن کا

سوامی جی کی نسبت مزارعہ صاحب اعتراض کا
جواب وغیرہ براہین الاحمدیہ صفحہ ۵۳۱ سے ۵۳۶ تک
قولہ۔ میں مذہبوں کے آپ لوگوں کا ایسا انجام نہ ہو جیسا کہ پنڈت دیانند
آریوں کے سرگرمہ کا انجام ہوا۔ کیونکہ اس احقر نے انکو انکی وفات سے ایک مدت
پہلے راہ راست کی طرف دعوت کی۔ اور آخرت کی برائی یا دولائی۔ اور انکے مذہب
اور اعتقاد کا سربراہ بل مہنا براہین قطعیہ سے اُن پر ظاہر کیا۔ اور نہایت عمدہ اور
کامل دلائل سے ادب تمام اُن پر ثابت کیا گیا کہ دہریوں سے بعد تمام دنیا میں
آریوں سے بدتر اور کوئی مذہب نہیں۔

اقول۔ جیسا سوامی جی کا انجام ہوا وہ ایک عالم پر روشن ہے۔ ہزاروں
لاکھوں کو مسلمان ہونے سے بچایا۔ وید کا بہاش کر کے ایک عالم کو راہ راست
دکھلایا۔ بت پرستی و مخلوق پرستی و تپیر پرستی و کعبہ پرستی کی ہلکائیوں
سے بند بیدار دعوے اُپدیش و گیان۔ مریضیان آریہ ورت کو شفا دینی ممکن
کی آہ و زاری کو وید کی تسلی بخش ہدایت سے دور کر کے ست دہم کا پکاش
کیا۔ لفاق پسند ہندوستان کو اتفاق سے گمراہت بنایا۔ قرآنی کرانی مذہبوں

کے سفارشی ڈھکوسلون سے آریہ ورت کی روحوں کو بچایا۔ ع۔ گل سنگرامی
در چشم دشمنان خارا ست -

مرزا صاحب! جب آپ خود گمراہ ہیں تو اور لوگوں خصوصاً سوامی جی کو راجو
ابر حمت نیردان اور دریا علم و عرفان تھے کیا ہدایت کر سکتے تھے ع۔ این
گذاشت با خورشید لاف بوم شوم۔ آخرت والے فقر کی کا جواب پیر پاس
اور کچھ نہیں۔ مگر صرف یہ کہ جو بھٹ بولنے کے عوض تم خود رسوا ہو گئے۔ ان کے مقابلہ
سے دم دباتے رہے، روبرو آنے سے برقعہ میں منہ چھپاتے رہے اور اب باتیں
بناتے ہو خدا سے شرمناک اور جھوٹ کہنے سے باز آؤ۔ آپکا قرآنی خدا خود ہر یہ ہر جو
سورۃ العصر میں نہ کہ تصدق جانا اور اسکی قسم کھانا ہے۔ حدیث شکات و بخاری
میں محمد صاحب کی بانی منقول ہے وَلَا تَقُولُوا بِأَخْنِئَةِ الدِّهْرِ هَانَ اللَّهُ هُوَ اللَّهُ
فَرَجٌ لَّكُمْ اور نہ نکلونا امید کی زمانہ کی اس لیے کہ تحقیق امتد و ہی ہر زمانہ حدیث نبوی
اور قرآن دونوں کی ہر طرح ظاہر ہے کہ دہر لویں اور محمد کیوں میں ذرہ لغاوت
نہیں بلکہ روحانی رفاقت کیونکہ زمانہ ہی ان کا خدا ہے اور دوسری ان کا کبریا۔
پس ہر پت اور اسلام باہمی تو ام میں جس میں کسی کو کلام نہیں۔

آریوں سے زیادہ خیر خواہ آپ کا معلوم ہے مگر خدا جانے آپکے سینہ پر کینہ میں
غم و الم کا کیوں ہجوم ہے۔ حضرت اقطع النظر مبلغ علیہ الرحمة و برکتہ کے ہم آپکے
مخالف نہیں بلکہ آپ کی تہری کے طالب ہیں۔ تاکہ آپ سیدھی راہ پر آویں
اور جہالت سے نجات پاویں۔ دہر تو عدم ثبوت کے سبب چار ہیں۔ مگر
آپ مانکر بھی جہالت میں گرفتار ہیں۔ خدا کو عرش پر محدود مانتے ہو اور ہر جگہ
موجود نہیں جانتے۔ قتل و خونریزی کو زینتِ ایمان گردانا ہے اور سفارشِ شفاعت کے
اسکے حضور جانیز جانا ہے۔ جہاں کو گمراہ کرنا الا اسے ٹھہرا لیں اور ضلالت کا بانی مابانی

اسے بنایا۔ پس مہر یون سے تمہیں کوئی فضیلت نہیں بلکہ ہر طرح رذیت ہو۔ انکا نہ سمجھنے کے سبب انکار ہے اور آپ سمجھ کر جہالت میں گرفتار ہو۔ ع

بہ بین تفاوتِ راہ از کجاست تا بہ کجا

قولہ۔ کیونکہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی سخت درجہ پر تحقیر کرتے ہیں کہ اسکو خالق و رب العالمین نہیں سمجھتے اور تمام عالم کو یہاں تک کہ ذرہ ذرہ کو اسکا شریک ٹہرتے ہیں۔ او صفتِ قدمت اور ہستی حقیقی میں انکے برابر سمجھتے ہیں۔

اقول۔ خدا تعالیٰ کی تحقیر تو قرآن کریم ہے جو کہتا ہے سورۃ آل عمران میں مکر و امکر اللہ واللہ خیر الماکرین ترجمہ مکر کیا انہوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بڑا مکر ہے سورۃ انفال میں ہے۔ یمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین ترجمہ مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ اور اللہ بڑا مکر کرنا والا ہے سورۃ بقرہ میں ہے۔ اللہ یستہزی بہم ویمدهم فی طغیانہم ترجمہ اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے اور بڑا مکر ہے انکو سرکشی میں۔ سورۃ الدہر میں ہے وانا غاف من ربنا یوماً حبوساً ترجمہ ڈرتے ہیں ہم پروردگار اپنے سے اسدن کہ جہن ہو نہ بنائی والا ہوگا۔ سورۃ اعراف میں ہے افا منوا مکر اللہ ترجمہ۔ پس بخوف ہو گئے خدا کر مکر سے سورۃ ابراہیم میں ہے فللہ مکر جعیلاً ترجمہ واسطے اس کے ہے مکر تمام۔ سورۃ اعراف میں ہے وایلی لم ان کیدی متبن ترجمہ فرصت دو گنا انکو بلاشبہ میرا مکر مضبوط ہے۔ سورۃ یونس میں ہے اللہ اسرع مکر ا ترجمہ۔ اللہ بہت جلد مکر کرنا والا ہے۔ سورۃ بقرہ میں ہے یخادعون اللہ والذین امنوا۔ ترجمہ۔ فریب دیتے ہیں اللہ کو اور لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں۔ سورۃ یوسف میں ہے۔ کذالک کذبنا یوسف ترجمہ۔ اسی طرح ہے مکر کیا یوسف کے لئے۔

مرزا صاحب! ہم تو انکو سب خداوندی کی صفاتوں سے موصوف اور قدیم مانستے ہیں۔ تمام دنیا کا خالق و رب العالمین جانتے ہیں مگر قرآن کیطرح بہت سی خالق نہیں ٹھانتے اور نہ خدا کو احسن الخالقین یعنی خالقوں میں ہی اچھا گردانتے ہیں۔ ہم ذرہ ذرہ کو اُسکے تابع فرمان سمجھتے ہیں اور کسی چیز کو اُسکے حکم سے باہر (جیسا کہ قرآن شیطان کو جانتا ہے) یا روگردان یا اُسکے قبضہ قدرت سے دور نہیں ٹھرتے اور قدیم زمانہ سے سب چیزوں کو احاطہ قدرت قدیم میں بتلاتے ہیں اور دلائل معقول سے شہادت لاتے ہیں۔

قولہ: اگر انکو کہو کیا تہہ اپریشور کوئی روح پیدا کر سکتا ہے۔ یا کوئی ذرہ جسم کا وجود میں لا سکتا ہے۔ یا ایسا ہی کوئی اور زمین و آسمان ہی بنا سکتا ہے یا کسی اپنے عاشق صادق کو نجات ابدی دی سکتا ہے اور بار بار گنا۔ بتا بنے بچا سکتا ہے یا کسی اپنے محب غاص کی توبہ قبول کر سکتا ہے۔ تو ان سب کا یہی جواب ہے کہ ہرگز نہیں۔

اقول۔ روح اور ذرہ کی پیدائش کی بابت ہم شروع میں جواب دی چکے ہیں مگر صرف ایک فقرہ یہاں کہہ رہے ہیں کہ نیا پیدا کرنا ایک تو خدا اگر کہہ میں کی کا لازم ہے دوم وہ محتاج ثابت ہوتا ہے۔ جطرح وہ جاہل نہیں ہو سکتا۔ بندہ نہیں بن سکتا۔ بھولتا نہیں وغیرہ اسطرح اُسکے کہہ میں نیستی و ناداری نہیں ہے اور نہ روح اور ذرہ کی کمی ہے۔ پس موجودگی میں پیدا کرنا یا پیدا کرنے کی خواہش فعل حبث سے زیادہ نہیں ہے۔ ان پیدا کرنے کے معنی اگر یہ ہو کہ ظاہر کرنا تو جیسا کہ روح اور ذرہ کو جو اُسکے پاس موجود ہیں۔ انا دی ناز سے مختلف قابضوں میں ظاہر کرتا ہے اور کر سکتا ہے۔ اور آسمان و زمین کا پیدا کرنا آسمان و زمین کا پیدا کرنا اگر حاجت پڑے تو پیدا کر سکتا ہے مگر حاجت معلوم

ہاں سلسلہ نادوسی سے جو دون کی حاجت کے مطابق سرب شکتی پاتا سے پیدا کرتا ہے۔ خدا کوئی تجلہ نشین معشوقہ نہیں ہے جسکے لوگ عاشق ہوں اور آسمانوں پر ملاقات کرنے زمینہ نگار جاوین۔ البتہ وہ سب کا مالک و سوامی ہے۔ اسکی عبادت ضروری ہے اسکے بہت اس سے ناواجبی و زخاوت نہیں کرتے۔ اور نہ ہی وہ عذر دہرتے ہیں۔ بہگتوں سنوں۔ رکیوں کو برائتا کی شراکت ہونے سے بڑھی خون میں نہیں جانا پڑتا۔ مگر انیوں بدعتوں بدعتا شون گوشت خوردن شربا ہوں وغیرہ گناہوں کو ان بڑی جوتوں میں جانا پڑتا ہے کہ مہاتماؤں کو۔ تو بہ صرف و معو کہ وہی ہے۔ پس اچکا تمام اعتراض و الزام صرف و سواس غام ہے۔

قولہ۔ مگر افسوس کہ نہایت صاحب نے اس نہایت ذلیل اعتقاد سے کتنی اختیار کی اور اپنے تمام بزرگوں اور اقداروں وغیرہ کی امانت اور ذلت جائز رکھی مگر اس ناپاک اعتقاد کو نہ چھوڑا اور مرتے دم تک انکا یہی ظن رہا۔ کہ گو کیسا ہی اقدار ہو راجحہ ہو یا کرشن ہو یا خود ہی ہو چسپ ویدا و ترا ہو پریشور کو ہرگز نکلور ہی نہیں کہ اسپر دائمی فضل کرے بلکہ وہ اقدار بنا کر یہ بھی نہیں کو کھٹے کوٹے بناتا ہی رہیگا۔

اقول۔ میں آپکے نہایت ذلیل اعتقاد اور امانت و ذلت اور ناپاک بنیاد کا کچھ جواب نہیں دیتا ناظرین خود ہی آپکی اصالت جان لیں گے۔ پر تمنا دانا سے کل چاٹکا کوئی کام گیان و کمالیت سے خالی نہیں۔ اسکی کوئی صفت دوسری صفت کی متضاد نہیں۔ اور ب صفتوں کا باہمی کامل تعلق پر عدالت و صداقت کے حصہ سفارش و خود غرضی کا آنا سوا محال ہے۔ اور کوئی نصف مزاج نکلور نہیں کر سکتا۔ مگر رشوت خور۔ پس بغاوتہ فضل یا اسبب رحمت یا بے اندازہ عدالت یا اسی طرح قبر و رحمت و ظلم غرضیکہ یہ تمام کام ہوائے کسی

ناہم و مخمولا لحواس کے صحیح منتقل نہ ہو پند نہیں ہو سکتا کرشن جو مہالاج خود فراتے ہیں۔

बहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन ।

तान्यहं वेमिसर्वाणि त्वं वेत्स्य परंतप ॥ ४. ۱۵. ۶

اے اجن میرے اور تیرے جنم بہت سے گندپکے ہیں۔ مگر ان سب جنمون کی کیفیت کی مجھ کو یادداشت (باسب یوگی ہونیکے) ہے۔ لیکن تجھ کو نہیں ہے۔ ایسے ہی خود راجہ چندر جی مہاراج بالیکسی رامائن وغیرہ میں بھی جنمون کے پائیکا اقبال کرتے ہیں۔ پس وہ مہاتما تھے اور ہمیشہ ایسے مہاتما جگت پکار کے واسطے جنم لیتی ہیں۔ بری جو لون میں نہیں جاتے۔ یہ آپکا دسواں شیطانی سرا ناوانی ہے۔ مان پہلی مرتبہ اسلامی بزرگوں کی نسبت عاید ہے۔ شیخ سعدی کہتا ہے ۷

پس نوح بابدان نبشت	خاندان بنو نوح گم شد
بابدان یار گشت ہمسیر لوط	خاندان بنو نوح گم شد
سب اصحاب کھف روز جزا	پے نیکان گرفت و مردم شد

مفضل حال ایسا قرآن اور توریت میں موجود ہے اور ہر ایک غیر متعصب کے ہوش نصیحت۔ آپ جو ٹھہر لور سے اجتناب فرماویں کسی آریہ کا آپکے مطابق اعتقاد نہیں ہے۔ مگر موجب قرآن و حد مقدس کے۔

قولہ۔ وہ کہ ایسا سخت دل ہے کہ قشت اور محبت کا اُسکو ذرا پاس نہیں اور ایسا ضعیف ہے کہ اُس میں خود بخود بنائے کی مذاطاعت نہیں۔ یہ پندت متجا خوش مقید تھا۔

اقول۔ مرزا صاحب آپکا خدا بیشک ایسا ہی تہا رہے اور اسی طرح کا جبکہ وہ ایسا ہی سخت دل ہے۔ اور مخلوق کا قاتل۔ دیکھو قرآن کی سورۃ المہم تمام۔ اور سورۃ توبہ کی یہ آیت مایا ایما الذین امنوا قاتلوا الذین یلوونکم من الکفار

وليجدوا فيكم غلظة ترجمہ اسے مسلمانوں کو قاتل کرو ان لوگوں کو پاس تہا سے
ہیں کافروں میں سے اور چاہئے کہ پادین بیچ تمہاری سختی۔ اور سورۃ انفال کی یہ
آیت۔ یا ایہا النبی حرّض المؤمنین علی القتال ترجمہ یعنی اسے نبی شوق دلا
مسلمانوں کو قاتل کا۔ اور سورۃ توبہ کی یہ آیتیں۔ واللہ لایہدی القوم
الکفرین۔ واللہ لایہدی القوم الفسقین ترجمہ اور خدا نہیں ہدایت دیتا
کافروں کی قوم کو۔ اور اللہ نہیں ہدایت دیتا فاسقوں کی قوم کو۔

بیشک مسلمانوں کے خدا کو عشق اور محبت کا نیا پاس نہیں۔ الیوب کا خانہ خراب
کیا شیطان کو اغوا کرے۔ نہ کہ کیا کمر پارتہ چلایا ابلیس کے ارشاد سے۔ محمد صاحب کے
دو دانت شہید کرانے اور خاک میں دفنائے خواہر حادث کے درغلانی سے۔ غرضیکہ
عشق اور محبت کا اُسے ذرا پاس نہیں شہادت کے واسطے دیکھو الیوب کی کتاب

باب ۲ سے ۴۲ باب تک اور قرآن اور معارج النبوة فی ملاحج الفتوة رکن حرام
باب ششم صفحہ ۷۷۔ ایجنک احد۔ خود بخود بنانا ایک بھل بات ہے۔ ان تمام دنیا کو
بغیر مد کسی انسان حیوان و ملائکہ وغیرہ کے بنا سکتا ہے اور بناتا ہے البتہ قبول
محمیان کے اپنا جگر کاٹ کے نہیں بناتا اور نہ اپنے ٹکڑہ کر نیکی (نا جانز) طاقت
رکھتا ہے۔ یہی پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تھا اور یہی پسندیدہ عقیدہ ویدک دھرم
میں آریسیدہ ہرگز نہیں معلوم کہ آپ کس جبل الجہنمی کو سبب اس سرکشیدہ خاطر ہیں۔ خدا
آپ کو ہدایت دلیوی۔

قول۔ جبکہ پُر زور دلائل سے۔ ذکر کے پنڈت صاحب پر یہ ثابت کیا گیا تھا
کہ خدا تعالیٰ ہرگز اور حورا و ناقص نہیں بلکہ مبداء ہے تمام فمضیوں کا اور جامع ہے
تمام خوبیوں کا اور مستمع ہے جمیع صفات کا ایک۔ اور وحدہ لا شریک ہر پنی ذات
میں اور صفات میں اور معبودیت میں۔

اقول۔ مرزا صاحب زبان درازی نہ کرو پڈت صاحب کو مقابلہ سے ہمیشہ اس طرح موہ رہا ہے جیسے آفتاب سے چمکا ڈر۔ اور یہی حال آج تک ہی مقابلہ میں نہیں آئے۔ قرآن میں تو انکار و نثار دے رہے مگر ذرا ان مسلمانوں کے عقائد کو تو پہلے رد کر دو جو طالت اسلام سے متفق ہو کر آریہ دہرم پر آگئے ہیں بعد ازاں کوئی بات کسی آریہ پر ثابت کر دو۔ بیشک ان صفات کو آریہ لوگ مانتے ہیں اور یہی یہ مقدس کلام ارشاد ہے۔ مگر قرآن ان سے روگردان ہے۔ قرآن خدا کو متکا ربلاتا ہے اور گمراہ کرنا والا جلاتا ہے۔ اُسکے سوا اور بہت سی خالق اور رب پوجاتا ہے۔ کبھی کبھی بھگاتا ہے اور بہت الحوم کو سجدہ کرتا۔ سنگ اسودہ گناہ بخشواتا اور شفیع المذنبین ٹھہراتا ہے اگر درخانہ کس است جہنم بس است۔

قولہ۔ اور پھر اُسکے بعد دو دفعہ بذریعہ خطر جہشری شدہ حقیقت میں اسلام سے بدلائل واضح انکو متنبہ کیا گیا اور دوسری خط میں یہ بھی لکھا گیا۔ کہ اسلام وہ دین ہے جو اپنی حقیقت پر دو ہر اثوت ہر وقت موجود رکھتا ہے۔ ایک معقول دلائل سے جن سے اصول حقہ اسلام کی دیوار روئین کی طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتی ہیں۔ دوسری آسمانی نشانات و ربانی تائیدات اور غیبی مکاشفات اور رحمانی الہامات و مخاطبات اور دیگر خوارق عادات جو اسلام کے کامل متبعین سے ظہور میں آتی ہیں۔ جسے حقیقی نجات اسی جہان میں پہنچے ایمان دار کو ملتی ہے یہ دونوں قسم کے ثبوت اسلام کے غیر میں ہرگز نہیں پائی جاتے۔ اور نہ انکو طاقت ہے کہ اُسکے مقابلہ پر کچھ دم نہ رکھیں۔

اقول۔ آپ شیخی دارینکو تو شیخ چلی سے بھی بڑھ کر ہیں اور یہی سچ اگر آپ اس شخصیت سے کام نہ لیں۔ تو گناہہ کہاں سے چلے۔ آپ نے پرنس ہسمارٹ وزیر اعظم سلطنت جرمن کو جہشری بھیجی۔ آپ نے سٹر کلیڈ اسٹون کو

دعوت کی۔ آپ نے نیویارک میں لارڈ صاحب کو خط لکھا وغیرہ ایسے ہی بہت صاحبان کو پاس آپ کی جسٹری پہنچی۔ جس میں آپ نے لکھا تھا کہ ایک سال تک انکے میرے پاس ٹھہرو یا خوارقِ عادت و آسمانی نشانات بتلاؤں گا ورنہ دوسو روپیہ ماہوار می کے حساب سے تنخواہ بطور ہرجانہ یا جرمانہ کے دوں گا۔ آپ سلمہ الرحمان تیس مارغان بلکہ پچاس مارغان ہیں وہ حقیقت دین اسلام والے خط کیوں طبع نہ کرائے۔ کہان چہاں کھر۔ بیٹے آپ کو استعداد خط لکھے اور طبع بھی کرائے اور آپ حیلہ حوالہ فرماتے رہے۔ اس وقت وہ حقیقت اسلام کا دوہرا ثبوت کہان تختہ تابوت کی طرح پڑا تھا۔ جب میں دو ماہ قادیان میں رہا آپ کے بالا خانہ (بیت المقدس) میں بھی شہرِ اطمینان کے واسطے حاضر ہوا۔ وہ دوہرا ثبوت کس لاہوت میں گیا تھا اور کیوں ظاہر کیا۔ کرامات کی متعلق جقدر الفاظ آپ نے معج کر کے قافیہ باندھا ہے۔ ان سب کا جواب معجزات کی تردید میں آچکا ہے۔ زیادہ سوائے فضولیات کے اس میں اور کچھ نہیں ہے۔ مگر نکتہ دالون کی واسطے ایک یادداشت لکھتا ہوں یادداشت جمشید کے وقت میں جب انگلشٹری کی ایجاد ہوئی بادشاہ نے اس کو دست چپ میں پہنا۔ حکیموں نے اعتراض کیا کہ دست راست میں چاہیے تھی بادشاہ نے جواب دیا کہ راست رہا دستی راست۔ آریہ دھرم کو معجزوں اور شعبدون کی ضرورت نہیں الا اور مذہبوں کو ہے آریہ دھرم کو آریہ تیتو ہی کافی دوائی ہے ۵

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا دی فلک پر کیسے خوش گشتی ہو کہو چاند بن گئے جطرح سورہ کہف والی ذوالقرنین کی دیوار روئین دنیا میں نہیں ہو سیرج اصول حقہ اسلام کی دیوار روئین ہی جائے۔ دونوں کا مخرج قرآن ہے اگر ایک سچ نہیں ہے تو دوسرے کی صداقت کا کیا پڑاں ہی بلکہ صریح البطلان ہے

زردشت و المعبودات دُنیا میں لاشانی ہیں۔ مسیلہ کی خوارقِ علوات کی
بابت مسلمانوں کی بھی حق بیانی ہے۔ محمد صاحبِ بزرگِ رب کے معجزات
میں اور مطراقِ اسعد کہ گویا چشمیدہ مشاہدات ہیں۔ جن الفاظ آپ کو ہمت
فرمائی ہیں ان سے صد درجہ بزرگ اُنکے پیرو اپنے بنیوں کی واسطی لائی ہیں۔ آپ کا
قرآن محمد صاحبِ کرمات سے انکاری ہے۔ مگر حدیثوں میں معجزوں کی تاریخ

سند کی ایک مثال ہے ॥ مूलے ناپو کتو شاپا ॥

بنے جس کا مول نہیں اسکی شافین کہاں سے آگیتن۔ اقلیدس کا نہم علوم متارفہ ہے کہ کھل بڑا ہوتا ہے اپنی جز سے۔ پس محمد صاحب تمام دین اسلام کے کھل ہیں۔ اگر انکے پاس معجزہ با کھل نہیں جیسا کہ ہم دلائل قرآنی سے ثابت کر چکے۔ کہ وہ بے معجزہ تھو۔ پس غلام احمد میں یا کسی اور اسلام کے کامل متبعین میں بھی معجزہ کا آنا بحکم و متارفہ کے نامکن ہے۔ اور نہ انکو حواقت ہے کہ اس قسم کی باتوں میں دم مار سکیں۔

قوله۔ لیکن اسلام میں وجود اسکا متحقق ہے۔ سو اگر ان دونوں قسم کثرت میں سے کسی کے ثبوت میں شک ہو تو اسی جگہ قادیان میں آکر اپنی تسلی کر لینی چاہئے اور یہ بھی پیڈت صاحب کو لکھا گیا کہ معمولی خج آپ کی آمد و رفت کا اور نیز واجبی خج خوراک کا ہمارے ذمہ رہے گا۔ اور وہ خط اُن کے بعض ایوان کو بھی بٹایا گیا۔ اور دونوں جسٹروں کی اُنکے دستخطی رسید بھی آگئی۔

اقول۔ ہمیں شک تھا اور اب بھی شک بلکہ دروغ جانتے ہیں کہ یہ آپ کا افتراء محض ہے۔ ہم قادیان میں بھی گئے مگر آپ کو کسی طرح کی تسلی نہیں کی۔ اور نہ کوئی مجوزہ بتلایا جب اُنکے ایک شاگرد سے بھی عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ تو اُنکو دعوت کرنی صرف ایک کا ذبانہ شرارت تھی۔ آپ میان مانگتے اور باہر کھڑے دعوایش

یہ ایک پنجابی مثال ہے اور بالکل آپکے حساب سے ہے۔ خود قرضدار اور گزاریہ لاچار۔ مگر
استدراشتہاری روپیوں کو دعویٰ دین میں خلاصہ یہ کہ آپ کا غنہ تمام غنہ کی رقم لکھ
سکتے ہیں مگر قرضدار دوسرے قرض لئے مرزا لکھ کر دیا۔ ورنہ تم بھی آدم تھے کام کے۔
لطیفہ۔ جب مرزا اصاب کی شادی (جسکی خدا کی طرف سے منادی آئی
ہی) دہلی میں ہوئی تو مشہور کیا کہ نواب ناصر کے گھر میں میری برات جاو گی قادیان
کے چند ہندو برات میں آئے مگر سلطان نادر تھے۔ یہ وہ دن جا کر حیران ہوئے
کہ زیارت۔ نہ ملک نہ فوج۔ نہ حشمت صرف نواب ناصر میں۔ بہت سے انکے جاہل
مرد۔ اسکو کرات جانتے تھے۔ مگر جب آخر کو نواب ناصر صرف میان ناصر نکل تو تمام قلعی
کھل گئی۔ چونکہ آپ نے بعض آریوں کا نام (جسکو خط بتایا گیا تھا) نہیں لکھا۔ پس
دعویٰ تشکی ہے قابلِ اعتدال نہیں۔

قولہ۔ پر انہوں نے جب دنیا اور ناموسِ نبوی کے باعث سے اس طرف ذرا
بھی توجہ نہ کی۔ یہاں تک کہ جس دنیا سے انہوں نے پیار کیا۔ اور ربط بڑایا۔
آخر بعد حسرت اسکو چھوڑ کر اور تمام درم و دنیا سے مجبور۔ یہی جدا ہو کر اس دار الفنا
کو چ کر گئے۔ اور بہت سی غفلت اور ضلالت اور کفر کہاڑا پن پر لپٹے۔

اقول۔ وہ تو فقیر تھے انکی نسبت تو ان باتوں سے ایک بھی سوز و غم نہیں
ہو سکتی اور نہ ہے۔ نہ دنیا سے انکا پیار تھا اور نہ درم و دنیا سے۔ وہ تو لوگوں کو
غفلت اور غلطی اور ضلالت اور کفر سے نکال کر صد اقت۔ حقیقت۔ وحدانیت
محقولیت کی طرف جمع کر آئے اور صد احمادیوں کو تعصب و خونریزی شریعت و جہالت سے
بچا گئے۔ باقی ان کا لیون کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔

قولہ۔ اما کمر سفر آخرت کی خبر یہی کہ جو اسکو تیس اکتوبر ۱۸۷۸ء میں پیش آیا۔
تختِ تین راہ چلے خداوند کریم نے اس عاجز کو دیدی تھی۔ چنانچہ یہ خبر بعض

آئیہ کو بھی بتلائی گئی تھی۔ خیر یہ سفر تو ہر ایک کو درپیش ہی ہے اور کوئی آگے اور کوئی پیچھے اس سفر خانہ کو چھوڑ نہیوالا ہے۔ مگر یہ افسوس ایک بڑا افسوس ہے۔ کہ پنڈت صاحب کو خدا نے ایسا موقع ہدایت پائے کا دیا۔ کہ اس عاجز کو انکے فرائض میں پیدا کیا مگر وہ باوصف ہر طور کے اعلام کے ہدایت پائے سے بے نصیب گزر۔ دشمنی کی طرف اُنکو بلایا گیا۔ مگر انہوں نے کم نخت دنیا کی محبت سے اُس دشمنی کو قبول نہ کیا۔ اور سرت پاؤں تک تار یکلی میں پھنسے رہے۔ ایک بندہ خدا نے بار بار اُنکو انکی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا۔ مگر انہوں نے اسطرح قدم بھی نہ اٹھایا۔ اور یوں ہی عمر کو بجا تصبوں اور فحشوں میں ضائع کر کے حباب کی طرح ناپید ہو گئے۔ حالانکہ اس عاجز کے دس ہزار روپیہ کے اشتہار کے 'ول نشأ نہ وہی تھے۔ اور ایسی وجہ سے ایک مرتبہ رسالہ برادر ہند میں بھی انکے لئے اعلان چھپوایا گیا۔ مگر انکی طرف سے کبھی صدا نہ اُٹھی۔ یہاں تک کہ خاک میں بدلا گیا۔ سوائے بہاؤ نہیں پنڈت صاحب کے حال سے نصیحت پکڑو۔

اقول۔ اگر انکی وفات کی خبر رب العرش نے قادیان میں آکر آپ کو سنائی۔ تو آپ نے کبوں تین ماہ کے اندر یا اس کے بعد شہر طبع نہ نکراتے۔ کیونکہ عالم ہذا میں منادی نکرائی۔ تاکہ ہزاروں لوگ آپ کی معاذ اللہ و لغو نہ ہوں۔ اس وقت سے آریہ دہرم کو چھوڑ دیتے۔ اور حجت قائم ہو جاتی۔ اور کیوں خیانت مجرمانہ کر کے سال سترہ اعین یہ چالاک سے ورج کیا؟ کیوں لاموریانہ سرت سر کے آریہ سماج میں خط نہ لکھا؟ اور کیوں اس جلد سال سترہ اعین ہی کسی آریہ کا نام نہ لکھا؟ اور کوہٹو سوامی جیو کو جسٹری شدہ چٹنی نہ ارسال کی؟ اور کیوں انکی رسید نہ منگوائی؟ چونکہ ان باتوں پر آپ نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ اسو اسطرح کچھ معجزہ باطل ہو گیا اور میں کہنا پڑا۔ ششے کے بعد از جنگ یو اید بر کلا و خود باید زد۔ پنڈت جی کی ہدایت کا حال آفتاب

تمثال ایک دنیا پر روشن ہو گیا۔ مگر انہی بابت بڑا ہی غوس ہو کہ جطرح ایک چوہ بھالی حق پر آگئے
 بین اگر آپ بھی کفر و ضلالت سے نکل کر خدا کو مکار اور فوجی کہنوں سے بچد بیت الحرام کی
 پریش چھوڑ کر جبرالاسود پرستی اور بالوت سکینہ کے انکے ہاتھار کڑے اور خدا کو راستی
 متعصبانہ ترک کر حقیقت و وعدہ نیت و دید و ہر کم کھریف رجوع ہو جائے تو کس قدر بڑا کو
 فائدہ ہو گیا۔ اور۔۔۔ ملا ہو تو۔۔۔ اگرچہ وہ دہری برحق اشریف نامہ۔۔۔ سے گھر

ہستون آن ابر حمت و در نشان است
 صداقت را ہمان ذکر و بیان است

آئیے قتل فرما جائیے۔ ہم آپ کے خج و خوراک کو ذمہ دار ہو کر ہمیں۔۔۔ زبردستی چھوڑیے۔
 اور نماز بازمی ہر من ماریج۔۔۔ ایکو پاس دہی شہب معراج والی روشنی بنایا کوئی اتار۔۔۔ یہ روشنی
 اہم تاریک ثابت ہو گئی ہے اور اس روشنی سے جہان میں جو خوراک و فغان بے تمیزی جیل کیا
 ہے یہ آپ کی روشنی دوات کی روشنی ہے۔ اور کینز رنگی کا نام کا نوک الہی کی زیباں
 بنائی ہو آپ خدا کو بندہ نہیں ہیں غلام احمدؑ۔۔۔ محاسب کو بندہ ہیں۔۔۔ قبول مولوی عبید اللہ کے
 ہمارے دوزخ کے ارادے ٹھن گئے
 جو کوئی بندوں کے بندے بن گئے

دوزخ کے بندہ نہیں۔۔۔ اگر آپ خدا کے بندے ہوتے تو خداوند تعالیٰ پر اس قدر اہم
 نہ لگاتے اور اتنے اتہام نہ پہناتے۔ بلکہ تاریکی سے نکلنے کی کوشش فرماتے۔ مگر
 آپ نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پر ہم ایکو خدا کا بندہ کس طرح جانیں۔ آپ تو نفس پرست اور
 نفس کے بندے ہیں اور روپیوں اور نوٹوں کو جمع کرنے کے لئے ہر طرف پندہ لگا رہے
 ہیں۔ مولوی مدعی آپ کے حق میں کہتا ہے۔

اہل دنیا کا فوان مطلق اند

دستہار روپیہ کا اشتہار آپ کا سہرا چھوٹے اور فریب اور جمل ہے۔ آپ کی منقولہ اور

غیر متفقہ کسی قسم کی جائداد اس قیمت کی نہیں ہے۔ تمام قصبہ قادیان کے ہندو مسکن تریہ وغیرہ میرے گواہین۔ بلکہ تمام ضلع گورداسپور کے لوگ آپ کی قلمی اور ذمہ معاش سے آگاہ۔ برادر ہند کا رسالہ سوامی جی کے مطالعین نہیں۔ آتا تھا۔ کیونکہ وہ فارسی اور دو نہیں جانتے تھے۔ اور پنڈت شیو زائیں برادر ہند کا اڈیٹر سنکرت نہیں جانتا۔ پس وہ اشتہار محض بے سود و مردود تھا۔ ہاں اگر بھارت متراخبار کلکتہ یا کسی اور اخبار ناگری میں چھپواتے تو بھی ایک بات تھی۔ گراؤن میں نہیں چھپوایا۔ تعجب یہ ہے کہ آپ کو خدا کے گناہ نے جیسا کہ اس وقت عربی میں الہام ارسال کیا تھا۔ سنکرت میں کیونکہ الہام نہ بھیجا تا کہ سوامی جی سے سنکرت میں مباحثہ کر کے فتویٰ ہوتے۔ اور ان کے مرنے کے بعد اس قدر زور دیتے۔ اور نہ بیہودہ غم و غصہ میں زندگی کہوتے۔ مگر ایک خیال گذرتا ہے۔ کہ سوامی جی کے آپڈیشن سے جب بہت سے محمدیوں نے نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی کی۔ تو ایسی ایسی باتیں سنکر نہ صاب نے جو چوڑکشی کر رہے تھے رحمن العرش کے حضور درخواست کی ہوگی کہ تو ہمارے بزرگوں کے نام کی شرم رکھ ہمارا تلوار سی خزانہ مفت میں برباد ہو رہا ہے۔ کچھ لالینی خرافات اور دہی اعتراضات لکھ کر اس کے روکنے کا بندوبست کر۔ اور اس کو کسی طرح مانع فرماتا کہ غلاموں سے ہم محروم نہیں۔ گراؤناب صداقت ان دنوں نصف النہار پر تھا چھنہڑ کا آگے گھونہڑ پر گرا۔ اور جو مقابلہ میں آیا موہنہ کی کہانی۔ اور وید و ہرم پر ایمان لایا۔ خدائے محمدین نے اپنی پاکٹ بک یعنی لوح محفوظ میں دیکھا ہوگا اور عرش پر گھبراہ ہوگا۔ اور اپنے مستحق کی امت کم ہوتی دیکھ کر رمل ڈالوایا ہوگا کہ اس ہمتا کی میاؤ زندگی کس قدر باقی ہے۔ سوامی جی کے انتر دہیان ہونے کے بعد رب المسلمین و رب العرش و رب المکہ و رب القادیان

کو انکی موت کی خبر ملی ہوئی۔ تو جہتِ خلافت یا کبوتر بنکر قادیان میں آتا رہا۔ اور سلام علیکم کہہ کر
حال بتلایا ہر گھ۔ سواری اس بات کے ہم مذا صاحب کو دعویٰ کو اپریل فول سے زیورہ عزت
نہیں جی سکتے۔ خدا انہیں ہدایت دیوی۔ اور ویکٹ دہرم کی طرف رجوع کری۔
اب ہم محمد صاحب اور سوامی دیانند صاحب کی زندگی کا مقابلہ دکھلاتے اور ان کے
چال چلن و خدا شناسی کے بارہ میں فضلاء اسلام کی شہادتیں لاتے ہیں خدا کرے۔ کہ
ناظرین حق و باطل میں تمیز فرمادیں۔

محمد صبا اور سوامی صبا کی زندگی کا مقابلہ

محمد صاحب	سوامی صاحب
انکے والدین بُت پرست تھے۔ اور انکا سال پیدائش سن ۱۸۸۱ء بمقامِ بکرہ اور جنم مکہ کے مندر کے پوجاری۔ قرآن میں لکھا بہو می طلاق۔ اور سوروی ملک کا نسا دثر ہو ہے۔ سورہ والضحیٰ دو جلد کا ضالہ آپ کے والدین سورتی پوجک ایوج گوت فہدی۔ اسے محمد تو گمراہ تھا پس تجھے کے برہمن مغز خاندان تھے میں تمیز سے ہدایت دی۔ ۲۵ سال کی عمر میں یہہ بہرم حج آشرم میں حصولِ دیان میں مصروف خدیجۃ الکبریٰ یک الدار ہوہ عورت سے ہوئے۔ ابتدا میں چند مرتبہ آپ کے والد مبلغان قرض لیکر لگاتار بنکر م شام آپ کو بھی شوال میں لیکے۔ مگر ہمیشہ سے کے ملک میں مغرب تجارت کے واسطے گئے اعتراض پیدا ہوا کرتے تھے غرضیکہ ایک اور جب وہ دن سے واپس آئے تو اسی رات خود اتاری کو ان کے والد نے انکو	

محمد صاحب	سوامی صاحب
خدیجہ عورت سے بکی عمر ۲۰ سال کی تھی	یہی بت رکھایا۔ اور جب رات کو شب زندہ
حضرت نے شادی کی اور مالدار ہو گئے	دارسی کے لئے بیٹھے اُنہوں نے پناہ شکوک
جب تک وہ زندہ رہی دوسری شادی	رفع کرنے شروع کی مگر وہ شکوک ایسے نہ تھے
نہیں کی ۲۵ سال تک یہی ایک عورت	جو متروک ہو جاوین۔ شک آؤں یہ تہا کشید
رہی کیونکہ دولت مند تھی۔ جب وہ مر گئی تو	کیا چیز ہے؟ اور کہاں رہتا ہے؟
۵۰ سال کی عمر میں جو پیغمبری کا دسوان	شک م یہ تہا کہ اس پوجا سے ہمیں کیا
سال تھا اول سودہ۔ دوم عائشہ۔ سوم	فائدہ ہوگا؟ انکے والد شریف نے کوئی
زینب۔ چارم ام سلمہ۔ پنجم زینب بنت	جواب معقول دیا۔ البتہ یہ کہا۔ کہ یہی مورتی
عجش ششم جویریہ۔ ہفتم ام حبیبہ ہشتم	اداہن کرنے سے چیتن ہو جاتی ہے۔ اور
صفیہ۔ نہم حفصہ۔ دہم تیمونہ کو تصرف	موسن ہوگ وغیرہ کو کہاتی ہے۔ توصی ات
میں لائے۔ یہ مدد خدیجہ کے کل گیارہ (۱۱)	کو جب اُس مورتی پر چوہے دوڑنے لگے
ہوئیں۔ بعض مصنفان سے زیادہ بتاتے	اور مورتی نے کچھ حرکت یا شکست دکھائی
ہیں۔ معارج النبوة کہ صفحہ ۴۸۴ ج ۲	تو انکی طبیعت بُت پرستی سے قطعی بیزار ہو گئی
میں لکھا ہے کہ عائشہ بوقت شادی ساڑ	اور مورتی پوجا سے اسی دن کنارہ کش ہو گئے
ہوؤ۔ اور خدا نے ایک فرشتہ کو ذریعہ	ٹان بھون سی لاجواب ہو کر والد نے بھی انکو
دو مرتبہ عائشہ کی تصویر میں نقش کروا کر	دو بار پڑھنے کی طرف آزاد چھوڑ دیا۔
محمد صاحب کو خواب میں دکھائی تھی قبل	اس مریانی سختی کے ایام میں انکی
شادی کر اور اسی روز عائشہ سے زفاف	والدہ محترمہ انکی مدد گاری کیا کرتی چنانچہ
(پہنچری) کی۔ یہ تمام حال تاریخ النبوة کے	۱۵-۱۶ سال کی اوتھہ اک مد میں مہولی
صفحہ مذکورہ میں درج ہے۔	طور پر سنکت کی کتاب میں نہر ہے۔ اسی

محمد صاحب	سوامی صاحب
حضرت امام غزالی صاحب کی پیروی و سعادت	اشعار میں آپ کے چچا اور بشیرہ صاحبہ
بصغہ ۱۴۲ فرماتے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شبے نزدیک نہ لے کر بود و	فوت ہو گئے (مجھے سوامی جو کوزیادہ وقت
عائشہ را دوست تر داشتے و گفتو بار خدا یا	انکے وفات پانے حیران کے دل پر
آنچه بدست من است جہد میکنم ادا دل بہت	زنا نہ کی بے ثباتی بہم نوع ثابت ہو گئی۔ اور
من نیست و اگر کے از یک زن ہر شدہ	دنیار فانی سے دل چاک گیا۔ ہنسی طبعیت
باشد و نخواہد کہ پیش سے رود باید کہ اورا	اوداس رہنہ لگی۔ اسی تقریب پر الدین نے
طلاق دہد و رہند نہاد۔ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تودہ را طلاق خواست و اون کہ	انکی شادی کا بندہ بت کرنا شروع کیا مگر
بزرگ شدہ۔ گفت من لوبت خود بہ عائشہ	انہوں نے اول تو اس خیال سے کہ ابھی
دادم را طلاق بدہ۔ تا روز قیامت از بجلد	بہریم حرج اشرم پورا انہیں ہوا۔ شادی
زمان تو باشم۔ اور طلاق نہاد۔ و شب	کرنی مناسب نہیں۔ دو تحصیل علم کا شوق
عائشہ بود و نزدیک دیگران یک شب۔	باراد تحصیل علم گھر سے نکلے۔ راستہ میں
اسے صاحبان اس مقام پر قرآن	ایک فقیر نے ان سے کپڑہ دلوایا وغیرہ ٹھک
کی سورۃ طلاق کو ذرہ غور سے پڑھو جان	دیا غرضیکہ شیوہ راتری کی بات سے
یکہا ہے۔	
وانقواللہ ربکم لا یخرجن جوہن	اوجس میں آئینہ ورت کی ترقی و پیروی
من بیوہن ولا یخرجن الامان	کا مبارک پودا بویا گیا تھا (دن ان اپنے
یاتین بفاحشۃ مبینۃ و تاتک حد	گھر مقصود کی تلاش میں خواص کی مانند
اللہ فقد ظلم نفسہ۔ ترجمہ ڈرو	پہرے تھے۔ انکے والد نے خبر پا کر ایک دفعہ

محمد صاحب	سوامی صاحب
<p>اتقد پروردگار اپنی سے مست نکال دے اور تو کو انکے گھروں سے اور نہ نکل جاوین وہ گمراہ کریں بجای بی ظاہر اور یہ ہیں جن میں اتقد کی - اور جو کوئی نکل جائے اتقد کی مدون سے پس تحقیق ظلم کیا ہے جان اپنی کو (افسوس کہ محمد صاحب نے اس غلطی کو توڑ ڈالا)۔</p>	<p>انکو اگر پکڑ بھی لیا تھا مگر دامن سے بھی بھاگ گئے۔ اور پھر ملک بہ ملک اور شہر بہ شہر پکڑ ست و دنیا کی تلاش میں سرگرم رہے۔ کہیں کسی مہاتما سے تیار یعنی منقطع کیا کہیں کسی ست پرش سے یا کارن یعنی صرف و نحو میں کمال حاصل کیا۔ کسی سے تاکہ اور کسی سے دیدانت اور کسی سے جوتش کسی سے میثاق اور کسی سے</p>
<p>کیمیائی سعادت کے مفہوم، ۲۴ ۲۱ میں لکھا ہے: ”در غرایب الاخبار است کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم گفت در خود ضعف شہوت دیدم۔ جبریل علیہ السلام مرا ہر سہ بخوردن فرمود و سب آن بود کہ او نہ زنی داشت و ایشان بر مہ عالم حرام شدہ بودند و امید ایشان از جہہ عالم گستہ۔ ترجمہ۔ غرایب الاخبار میں لکھا ہے کہ رسول نے کہا میں نے اپنی ہر ضعیف شہوت کا دیکھا اور جبریل علیہ السلام نے علاج پوچھا۔ جبریل نے کہا کہ ہر سہ کھایا کہو۔ حضرت کے ضعف شہوت کا سبب یہ تھا کہ حضرت کی ۹ عورتیں تھیں اور وہ</p>	<p>اور بد ترک اشہم کی گفادن میں شیون پیشیوں پر ملکہ تمام عقد سے مل گئے اور پڑتا کے گیان دہیان میں بھی خوب ملکہ حاصل کیا۔ اس سے فراغت پا کر دیدون کی حضوری حاصل کرنے کو ہر شہی اور ست وادی دید وکتا۔ قاضی اجل سوامی پوچھا نہ اند سرتی جی کی خدمت میں بقام متھرا نیاز حاصل کیا۔ ہونہار پروا کے چکنے چکنے پات۔ انہوں نے بھی ان کی شاگردی کو آریہ مدت کے بعد داکا فریہ سبھا۔ انہوں نے بھی شب و بھر</p>

سوامی صاحب	محمد صاحب
<p>کی محنت سے چند سالوں میں ہی ویدوں میں عبور حاصل کیا۔ جب تعلیم کو فارغ ہو چکے۔ تو مدہشی فاضل نے ان سے گورو چنپا مانگی۔ انہوں نے عرض کی کہ جو میرے پاس ہے دل و جان سے دینے کو حاضر ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم صرف یہ مانگتے ہیں۔ کہ ملک کا بھلا کرو۔ اور دیا کو ہٹاؤ۔ وید و دیا کو پہلاؤ۔ مخلوق پرستی سے خلقت کو بچاؤ۔ انہوں نے معمولی جلد و معذرت کے بعد بسو و ششم منظور کیا۔ فاضل آدمی نے جقدر اور بھی سرمایہ علم موجود تھا وہ بھی لے کر لیا۔ آخری فرصت کا سمت ۱۹۲۰ کے بعد ہے۔ پر نفس کشی اور من بٹینے کے خیال سے عرصہ تک ہر وار کر پاس یوگ ابھاس میں مصروف رہی۔ جب ہر طرح کا علم یافتہ (اتیک و شرک شانتی پاکر) ہو چکے تو ملک کی سدا پر کمر بستہ بنے اور ہندوستان کو آریہ ورت بنا دیا۔ دنیاوی پیش و عشرت کو بقایا ملکی برائیاں دور کرنے کے پانچ</p>	<p>افز لوگوں پر حرام ہو گئی تھیں اور اونکی امید بجا جان سے ٹوٹ گئی تھیں وہ آؤر کسی کے نکلج میں نہیں آسکتی تھیں۔ یہی ذکر حدیث میں ہے اور خصوصاً ابو ہریرہ سے روایت ہے اور زیادہ صرف یہی عبارت ہے کہ ہریرہ میں چالیس آدمی کی قوت ہے۔ صفحہ ۲۸۴ جلد دوم معارج النبوة میں لکھا ہے کہ ایک عورت ساتہ میمونہ بنت الحارث اونٹ پر چڑھی ہوئی جا رہی تھی پھر حضرت کا دل مفتون ہوا۔ اور قوی جاری کیا۔ کہ اونٹ اونٹ اور اونٹ والی میری ہے چنانچہ اس کے ساتھ وہ ان ہی مجامعت کی۔ اور اس کو اپنا ساتھ گھر میں لائے اور اونٹ کو بھی بیت المال میں رکھا۔ اور اسی وقت یہ آیت بین فرمائی۔</p> <p>(سورۃ احزاب) و امراة مؤمنة ان وهبت لفسها للنبی ان اراد النبى ان یسکنکھا خالصہ لک من دون المؤمنین۔ ترجمہ</p> <p>عطا ہے وہ امین الی جو بے نکاح اپنا</p>

محمد صاحب	سوامی صاحب
نفس نبی کو بخشدی۔ اگر نبی بھی اُسکو اپنے کھانچ میں لانا چاہے۔ یہ خاص تیر و واسطے حکم ہے۔	جا کر ایشور کی توحید کا تقارر مقام کس میں بجا دیا اور تمام عمر نفسانی خواہشوں کو روک کر گرہی دُبت پرستی کا داغ دامن ملاحج النبوة میں لکھا ہے کہ مسماۃ زینب جو اُسکے پسر تبنی زید کی جد و جہد تھی اُس سے بھی حضرت نے بلا کھانچ مجامعت کی اور عند الاستفسار فرمایا کہ خدائے آسمان میرا اور زینب کا کھانچ ٹپ ہے اور جبریل گواہ ہے۔ چنانچہ مفصل حال تفسیر عینی میں اس طور درج ہے۔
(سورۃ احزاب) وفلما قضی زید منہا وطراً زوج نکھا لکی لایکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیاء یم اذا قضوا منہن وطراً وکان امر اللہ مفعولاً۔ ترجمہ چاہے۔ پس جب ادا کر لی زید نے اُس سے حاجت منور اُسکو تیری زوجہ کر دیا۔ تا نہ ہو بعد تیر و مسلمانوں پر حرج لے پاؤں کی عورتوں کے حق میں جب ادا کر لیں اُن سے حاجت ادا ہے	کرایا۔ ہزاروں خود پستون (دیدانتون) کو پریشور کا بندہ بنایا۔ لاکھوں ت پرستون کو نرا نکار (غیر حرم) پرانا کا ساجد کرایا۔ اور آگیاں کے عمیق گڑھے سے نکال نکال کر جگہ نشور کے آگے بٹھکایا۔ تین ہزار برس کی قائم شدہ دُبت پرستی کی لائن کو ست دیدوں کے کپڑے میں نہایت کامل شجاعت سے سخت بخین کر کے ایک نادر و عظیم مال کر بالکل اکھاڑ دیا۔
حکم ادا کیا گیا تفسیر یہ تیر و عالم صلح	کے وقت نے جو کچھ میں اپنی تصویر میں بہم

مصحف صاحب	سوامی صاحب
<p>اول اُن چاروں کو ان کو نقش ثانی لکھ دیا غرضیکہ تیس مدت کا سدا کرتے ہوئے ۸۳ کے اخیر سات جودہ پور میں تشریف لائے اور کچھ سے دہرہ پہلے ایک گھنٹہ بعد ازل پر ہی اور بارہ گئے ہزار بار صلی علی ہادی اور خصوصاً اس بات سے کڑا لکھی ریاست میں سوامی جو چار ہویں نہایت کمندہ تھے چنانچہ وقت نصرت سوامی جو کی بالکی کی ہر لہبت دو رنگ پیارہ پائش لطف لاکر انوس کا اظہار کیا اور سو تقریب تبدیل آب دہرا کوہ آلو پہ گئے پھر اجمیر پہلے آئے مگر فاقہ نہوا۔</p>	<p>محمد صاحب (بعد از نزول این آیت بخاند زینب رفت بے دستورے۔ زینب گفت یا رسول اللہ بے خطبہ و گواہ۔ حضرت فرمود کہ اللہ المروج و جبرئیل الشاہد فرزین (ادین سبب) بر سائر زنان فخر میکرد۔ کہ اللہ تعالیٰ مرا تزیین و سج کرد بر منیر و متولی تزیین و سج شما اولیائے شما بودہ اند۔ لاح وقوع کے زود سے مذہب چلایا۔ قرآن سودہ بقری آیت ماجلنا القبلة التي بکنت علیہا پر جلالین والا مفسر کرتا ہے وکان صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الیھا فلما ہاجر امر باستیتال بیت المقدس تالیفاً لہی و فصل الیہ سنتیہ اوسبغۃ عشر شمر شہر محل۔ ترجمہ دینے محمد صاحب پہلے کعبہ کی طرف موندہ کر کے نماز کیا کرتے تھے جب کہ مسجد بن گئی تو یہودیوں کی رضامندی کو بیت المقدس کی طرف نماز کرنے لگے۔ ایک ساریستو بیت المقدس کی طرف نماز کرتے ہیں</p>
<p>چنانچہ بروز قیوال تہی اماس آہ لاکھ وقت شام نہایت آند و شاشت میں گامیری کا جاب کو کے یافا کا ایستخیری آگیا اور نہ ہو کہ انتقال فرمایا اور اسی جگہ دیکر قاعدہ سرستار کیا گیا۔ تا پنج ہونی</p>	<p>غروب مہر در اجمیر گونی ۱۹۴۰ بکر</p>
<p>اب چند غیر متعصب مسلمانوں کی راضی تحریر کرتا ہوں۔</p>	<p>مولوی اجد علی صاحب کے ٹری ناہن اسلامیہ لہان کی اے</p>
<p>سعودی از اخباریں لاکر غلط فہم ہونے پر ایک تیرے بد قسمتی پر مجبور دنا تا ہے</p>	<p>موت کی اے</p>

محمد صاحب	سوامی صاحب
پہلے دوسرے پر گئے اور اسی کعبہ کی طرف بجدہ	ایک اور یہ دوت تیری پتی پر میرا دل خون ہوتا ہے
کرنے لگے (ذرا خود سے مطالعہ کرو)	ایک اور یہ دوت تیری بکسی پر مجھ غیبت آتی ہے
مسلمان ہونے کے واسطے روپیہ اور	ایک اور یہ دوت تیری بے پرواہی پر میرا دل
اونٹ وغیرہ بھی جیتے تھے۔ لوٹ میں جو	کھلایا جاتا ہے۔ کیسی جلدی تیری کے سرخ شہ
لوگوں کی حدتیں کھلاتے تھے وہ فوجی	کو بند کر دیا گیا۔ ایذا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم
سپاہیوں کو بھیڑ کر بی گٹھ انعامی تھیں	شیر خوار رویش پائیں؟ اسے خدا کیا تجھے منظور
(دیکھو قرآن سورہ نسا)	نہ تھا کہ ہم دنیا کی رفتار کے ساتھ اٹھنا سیکھیں؟
والحصن من النساء الاما	ایذا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم ان واپسی
ملکت ایمانکے کتب اللہ علیہ	تجاری ہندون سے نکلیں؟ ایذا کیا تجھے
ترجمہ حرام میں تم پر نکل بند ہیں	یہ منظور نہ تھا کہ ہم بے جا بے وجہ
عورتیں مگر جو تمہارے آتھ آ جاوین۔	بے ضرورت اور بے سود قیود سے ڈالی
(لڑائی میں تو حرام نہیں) حکم ہوا اللہ کا	پاؤں؟ ایذا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم
تپر مسترحم عبدالقادر فائدہ ہفتم	ان واپسیات رسمیات کے بندوں سے
میں بجائے قرآن صفحہ ۸۰ لکھا ہے کہ کافر	نجات پائیں؟ اسے خدا کیا تجھے یہ منظور
مرد اور عورت میں نکاح تھا۔ اور عورت	نہ تھا کہ ہم پس کے نفاق کو دور کریں؟
(مسلمانوں کی) قید میں آئے جبکو پھر	اسے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم اپنی
اُسکو طالع ہے۔	اپنی نوع کو اپنا بہانی سمجھ کر ان کو جست کرنا
لوٹ کے مال کی ترغیب دیکھتوں	سیکھیں؟ ایذا کیا تجھ کو یہ منظور نہ تھا کہ
لوگوں کو دیدہ کیا اور انہوں نے اسی لوٹ دلو	ہم علوم علویہ کی تحصیل کریں؟ اسے خدا
دین مسلمان جانا اور اسی لوٹ کے مال	کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ست و ہرم کو

سوا صاحب	میر صاحب
<p>پرست و یکدین؟ ایخدا کیا تجھے یہہ منظر دیتا کہ میرا کیا ہو یا ہونا حاصل کریں؟ ایخدا کیا تجھے یہ منظر دیتا کہ ہم کس ست و ہرم کو سیکہ کر قیری اُن اعلیٰ نعمار کی کیفیت اُٹھائیں۔ جو تو نے اپنی بندوں کے واسطے مخصوص کی ہیں؟ نہیں! ایخدا یہ سب کچھ تیری مرضی کے مطابق اور تیرے نشانہ کے موافق آتا تھا۔ پھر کہیں اور خدا تو نے ہیکہ کسنت اسطرح یہ سوستان اور بے دان کر دیا۔ یعنی ہدیہ تھے اوی سہری سوامی جی ہلداج دیا خدا سہری سستی کو جو بہن یہب کچھ سکھاتے تھے۔ ۱۰۰ اکوڑ شہاد بچے شام کے بگایا۔ دیوالی کی رات کو مصنوعی چراغوں سے روندن ہو لیکن حقیقی آفتاب عالتاب غروب ہو گیا ہم بالکل نادان تھے وہ بہن ہر ایک چیز کی شناخت نہ کرتا تھا۔ ہم کرم طاعتی سے گناہ نہیں کرتے تھے۔ وہ بہن نہنا سکھاتا ہم نے انکی غفلت بات نہیں کر سکتے تھے</p>	<p>سے اپنا اور خدا کا جذبہ شہریا دیکھو قرآن سورۃ انفال واعلموا انما ضلکم من مشی فان الله خمسہ طلحول والذی القبل والیتیہ والمسکین وابن السبیل۔ ترجمہ اور جان رکھو کہ جو لوٹ رفتہ ملاؤ کچھ چیز سو اللہ کے واسطے اس میں سے پانچواں حصہ اور رسول کے اور قرابت والے اور یتیم کے اور محتاج کے اور سارے کے۔ صترجم قرآن صفحہ ۱۸۰ پر حاشیہ چڑھتا ہے۔ جو مل کافروں سے لڑ کر یتیم و یتیم ہے اس میں پانچواں حصہ خدا کی ہر واسطے فرج رسول کے کہ رسول کو فرج ہے اپنی کا اور قرابت والوں کا اور حاجت مسلمانوں کا اور بعد حضرت کے بھی فرج ہوتی ہیں سرور کو۔ پھر نصیب میں ہر حق ہے تو شکر کو تقسیم کن سوار کو و حق چاہو کہ ایک اور ہر جگہ اس سے یاد رہا فرج مسلمانوں کا۔ افسوس! یہ اگرچہ یہ ہے شہریا۔ تو کیلدا</p>

مقرر صاحب	سوامی صاحب
<p>دراغض امدہ کو گردا لگا دیا اگرچہ خون کا کہا ہا پنا قرآن میں حرام ہے مگر جنگ امد میں جب حضرت کا خون جاری ہوا تو ہا کلبین نکلنے جو ابوسید غدلی کا باپ ہے اکلوز غم پر ہونہ نگا کر خون شجران کیا اور محمد صاحب نے دیا یہ آدمی شہتی ہوا اور اکثر جمل لوگوں کو اپنی تہوک پلا کر تے تھوڑے دیکھو شخار قاضی حرلی صفحہ ۲۳ سطر ۱۵ و ۱۶</p>	<p>وہ میں بولنا سکھاتا تھا۔ ہم ایک دلدل عظیم میں پھنستے ہوئے تھوڑے جہین اُس میں سے نکلتا تھا۔ اس کے بعد تیری پڑا تھا ہم سومات کی بیڑیاں سپروں میں اور نصیب کی تہک دیاں باقوں میں دیئے ہوئے تھو۔ وہ بکوان سے نجات دیتا تھا۔ ہم اپنے بھائیوں سے سخت کراتے تھے وہ بکوان سے سخت کراتے تھا۔ ہم اپنی</p>
<p>ماہج الفتہ کے باب اول میں لسطح مذکور ہے کہ ارم امین لوندی نے حضرت کا پشاب پلی لیا اور حضرت نے اس کو اُس نا لائق حرکت سے منع نہ کیا بلکہ نہ کہہا کہ اب تیرے شکر میں کہی دوز ہوگا۔ اور نہ ہر دہوئے یا گلی کر دیا بھی حکم نہ دیا۔</p>	<p>آگہوں پر پردے اور دولوں پر مہر میں رکتو تھے وہ انکو اٹھاتا تھا۔ ہم میں مہر کچھ پستین سمجھو ہوئے تھو۔ وہ جہین بتا تھا کہ است دہرم کے واسطے جلیہری جلین فضول ہے۔ ہم اس فطرت سے کو لو اب بدنتے تھے اُس نے اس کو غیب</p>
<p>دوسری بار ایک عورت بکٹے انکا پشاب لوش کر لیا اس کو بھی پھینک کر لوش کر دیا بتا دیا کہ کسی چاندی کے پانی سے ایک حضرت کا پشاب پیاتھا۔ (دیکھو شخار قاضی حرلی صفحہ ۲۱۲ سطر ۱۰)</p>	<p>ہم نے اپنا تنگ دھڑس وہ جہین پر دونا چاہتا تھا ایندہم تھو سے بہت دوز ہو گئے تھے وہ بکوان سے لانا چاہتا تھا۔ لیکن اسے خدا تعالیٰ جالتے تیرے دل میں گیتاں کہ تو نے اس کو ہم سے اتنی علیہری جدا کر دیا</p>

موصوفی صاحب	موصوفی صاحب
تیری باتیں تو ہی جانے ۛ	بہری کا نکلا ہوا پیتا تھا حضرت لڑکے لڑکھو
مولوی محمد مراد علی صاحب ڈیڑھ	فرمایا اب تو کبھی مایہ نہ ہوگا۔ حالانکہ خود اسی
راجہ پتانا گزٹ کی آئے	مصدق خون سے جارتھے۔
منقول از اخبار کوئٹہ لاہور و ملتان	اسی طرح کسی مرض کو ب حضرت نے
دوسرا صفحہ ۱۸۹۶	خون نکلا دیا تھا اسکو عبد اللہ ابن بہری کیا۔ محمد
جناب امیر خاں عبدالکرم کو قد تسلیم	صاحب فرمایا کہ امیر عبد اللہ اب تو دوزخ میں
اچھا اخبار صداقت شکار کہ نور مودہ	نہ جلاؤ گی (دیکھو شاعر قاضی عربی صفحہ ۱۲۱ مطبوعہ ۱۸۹۶)
۱۸۹۶ء کو میرے دم پر رکھا ہوا ہے	حضرت نے ایک بار پانی کر پالہ میں قے اور
جس میں آپ نے کمال لٹائی تارہ دوزخ نشی	موندھو یا اور اس پانی میں تھوکا دھار دھو کر پیے
کراتہ سری سوامی دیا نند	کیا اٹھو یا جبکہ کمال امیر ابو موسیٰ نے اسام سلمہ
سرتی جی مہاراج بکینڈہ ہشی کی یادگار	نہ جہ حضرت نے بھی پیا۔
رومیکل سے غلام ہوائی	طرح اللہ اور شاعرین جو کہ حضرت کا پافانہ
بند لکھے بھی اسی دوزخ سے جہنم	زمین محل جایا کرتی تھی جب بی بی عائشہ فرمودتھا کہ
کہ سوامی جی مہاراج نے ہمارے شہر میں	فرمایا کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کا پافانہ زمین محل جایا کرتی تھی
انہیں باتوں کو بہت جرات	دیکھتے تھے کہ وہ تہذیبی بنیادوں پر قائم تھے
اوہاں اس عرصہ میں کچھ نہ	قاضی عیاض نے شاعرین کو کہا ہے کہ انتقال فرمایا۔ انہیں باتوں کو بہت جرات
کچھ لکھنے کے لئے قلم نہ لایا لیکن غیر ہشی	بل بلکہ ایک جامعہ متخل جنی ہے۔ محمد
خیال ہے کہ دیکھیں اہل اراک و ملکا مخصوص	صاحب کا پافانہ اور شہر کو پاک ہونے پر۔
جناب موصوفی کی یادگار کے	امیر قمر علی شاہ شافعی کا ہے کہ حضرت محمد
	صاحب کا پافانہ اور شہر کو پاک ہونے پر۔

محمد صاحب

سوامی صاحب

اور ظاہر تھا کہ وہ بڑے لوی و بڑے عالمی صاحبِ علم ہی تھے۔ چند جمع کرنے کی تجویز کرتے ہیں یا نہیں۔
 نے ہی اپنی کتاب میں جو بغاوت فریاد لکھو کے اور جو کرتے ہیں تو اس جذبہ سے کیا یادگار
 طرح لکھی جو بات کی اچھی طرح تصدیق کے ہی قائم کرنیکی تجویز کرتے ہیں۔ چونکہ سب سے
 آفرین! اسی طرح کی چال اور اصحاب پہلے سب بارہ میں آپ نے عقیدہ اور مسیح مائے
 کی عقلندی کو جان لینا چاہئے۔

مذاق العارفین لکھنا یاد دہان ہو رہا تھا۔ یہ تو بڑا بڑا عالمی ہی صاحب
 ۱۱ میں لکھا ہے کہ محمد صاحب جب عرض الموعظین ایسے بزرگ کی کوئی نہ کوئی یادگار قائم ہونی
 مبتلا ہوئی ہر روز انکی چلانی ایک ایک ہوئی۔ ضرور چاہئے۔ کیونکہ سوامی جی مرحوم جیسے
 گھر جاتی تھی۔ آخر یہ قرار یادگار حضرت کوئی بی بزرگ بار بار اس سناہ میں پیدا نہیں
 عاشق سے زیادہ رشتہ ہو گئی چلانی اس ہی ہوتے۔ اگرچہ ہم لوگ انکی یادگار قائم کرنے
 کے گھر میں ہی۔ اور ایک دفعہ حضرت نے دن میں میں لے جان سے کوشش کر رہے ہیں
 و جمیعین ہو یا شریعت کی۔ اور اسی کتاب کے اور کر گئے مگر میری آپ خوب یاد رکھیں
 صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے اور یہی کو محتاج الفت کا اگر سوامی جی مرحوم کی یادگار اُن کے
 میں پہنی ہو رکن چہاں صفحہ ۱۲ شمسہ از سپرو کار بھی قائم کریں۔ تب بھی سوامی جی
 فضائل غفلت۔ دیگر انکے وحی الہی علی و علا ایسے نہ تھے کہ اُن کی یادگار اُس دنیا کے
 مقبرے نائل سے شمسہ۔ ایسے صاحب رہنے والوں کے ولوں سے خواہش
 کے پاس ہی رہتی تھی جبکہ حضرت ہو جائے۔ بلکہ یہ خیال یہ ہے کہ میں
 بی بی عائشہ کے لحاظ میں ہو رہے تھے۔ اور نہایت صحیح سمجھتا ہوں کہ سوامی جی صاحب
 ایسی ہی تو اچھی صاحبِ شمسہ ہیں ہی تم ہے۔ کی یادگار صرف اُن کے لئے ہے۔
 پس چاہئے کہ کوئی نہ یہ یکٹ نہ ہو۔ بلکہ انکی یادگار اُن کے

محمد صاحب	سوامی صاحب
اور تواریخ حبیب اللہ کو صفحہ ۶۶ فصل ۳	مسلمانوں وغیرہ کو سو خود اُن لوگوں کی
در مطبوعہ نو لکھنؤ شائع میں لکھا ہے کہ	کتابوں اور دونوں میں بھی سوامی جی کی یادگار
مرنے وقت روح نہیں نکلتی تھی۔ بہت	ہزاروں برس جتنے کہ قیامت تک
گہرا سوچتے۔ آخر الامر ربی عائشہ کی جو مٹی	رہیگی۔ جو اُن سے اس نیا میں جھکاتے
سواک اُنکے مہر میں چائی گئی۔ تب	رہے ہیں اور ہمیشہ اُن کی مخالفت میں
روح نکلا۔ اور یہی ذکر معارج النبوت	سعی کرتے رہے ہیں۔ وجہ یہ کہ مسلمانوں کی
فی مدارج الفتوة رکن چہدم باب پیرزوم	تیرہویں صدی اور انگریزوں کی اٹھارہویں
صفحہ ۳۳۳ میں لکھا ہے۔	اور انیسویں صدی میں ہندوؤں کے
قصص رسیدہ ہم از صدیقہ رضی اللہ	مت کا کوئی عالم فاضل ایسا نہیں گذرا
عنها گفت در حالت نزاع میرزا علی گندور	جیسا کہ سوامی دیانند جی بہاراج
در کنارین بود۔ عبدالرحمن بن ابی بکر	تھے بلکہ اگر میرزا خیال صحیح ہے۔ تو سوامی
درآمد در دست اسواک ہزار چوب	تسلی کس جی بہاراج مشہور ہندی شاعر اور
اراک بود حضرت رسالت در آن نظر کرد	سوامی تکیہ داس کے بعد سوامی دیانند
چنانکہ میں انتم کہ اُن سواک را میخواید۔	سرستی ہی ایک ایسے وید مقدس کے
پر سیم کیار سول اسد سواک میخواید	عالم متجرب گندی میں۔ جنکو سوامی تکیہ داس
بسر مبارک اشارت فرمود کہ آری	اور تکیہ داس پر یہی ترجیح دین تو جائز ہے
سواک از دست برادر خود گرفت و باب	کیونکہ جو کام سوامی دیانند جی بہاراج کی ذات
دین خود ترسانم و بان حضرت داود	بابرکات سے ظہور میں آئے۔ وہ
بستہ و تجیل سواک کرد۔ یہاں تک کہ	اُن دو نیرنگوں کو خواب و خیال میں بھی
بھینس میں بود۔ نظر بر حقیقت غازی	نہیں آئے۔ اگر ہم سوامی دیانند جی بہاراج

محمد صاحب	سوامی صاحب
<p>روح مطہر شہداء البقاہت کر دے۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ ایک یہود نے کہا میں روٹی کھانیکو گئے اُس نے کہا نے میں زہر دالیا اُسی دہر کی تاثیر سے بہت عرصہ جا رہا کہ فوت ہوئی۔ بابت گدی نشینی کے آخری وقت کچھ کہنا چاہتا تھا قلم و دات مانگی۔ عمر کہا اس وقت پیغمبر کے ہوش نہکا نہ نہیں کچھ کا کچھ کہہ رہا ہے اسکے قول پر اعتبار نہیں ہے۔ موت کے در دو غم میں اس پر ہے خلاصہ یہ کہ خلافت کی اہمیت کوئی بندوبست نہ کر کے مرنے سے پہلے بڑا سخت بیمار آیا اور در دوسرے ہوا۔ آخر بی بی عائشہ کے زانو پر سر رکھ کر انتقال فرمایا۔ عمر ۶۳ سالگی ہئی۔ مدینہ میں دفن ہوئے۔ روضۃ الاحباب میں عادت اُن حضرت (بازوجات) کی اہمیت لکھا ہے۔ سیگفت خیر کہ خیر کہ کھلہ و انلفیر کہ لاهلی و با ایشان در فایت مدار بود و اگر التماس امری بچگانہ از کیے</p>	<p>کو تعلقات دنیاوی سے بالکل جدا نہیں بلکہ سکتے۔ تو یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ لوچہ یا موہ کو بس میں تھے۔ پس جہد رلوچہ یا موہ دنیاوی معاملات سے اُنکوتا۔ وہ اسی لئے تھا کہ خلق امد خصوصاً اہل منہود کو اپنے جوہر علی سے فائدہ پہونچا دیں۔ اگر سوامی دیانند جی ہمارا ج سیناس لیکر دنیا کو ترک (گو کہ اب نبی تارک الدنیا تھی) کر بیٹھے۔ اور مثل بعض مہاتماؤں کے کسی سے واسطہ نہ رکھتے۔ تو آج کے روز یہ فواید جو گر وہ منہود کو پہونچ رہے ہیں۔ کہاں سے پہونچتے پس یہی وجہ ہے کہ دیانند جی ہمارا ج نے دنیا کو ایسا تیاگ نہیں کیا کہ اُس سے بالکل جدا ہو بیٹھے۔ اور اُن کا نفع و کمال یون ہی پوشیدہ رہ کر صرف انہیں کے اتماؤں کو نفع پہونچا۔ ہمارے نزدیک اُس قسم کے سیناس سے ایسی پیناس جس میں سوامی ہمارا ج نے اپنی عمر کو بچھا کر دیا ہزار درجہ بہتر ہے اہل کمال کی پوری قدر والی اُسکے مرنے کے بعد ہوا۔</p>

محرم صاحب	سوامی صاحب
از ایشان واقعہ شدی و دوران محذوری بنودے آن مبدول اشتے و بر ثبوت پریمتہ کہ گاہی عائشہ صدیقہ از کوزہ آب خوردے حضرت آن کوزہ را از دیو مگر فتنے وار موضعے کہ آن آب خوردہ بود آب خوردی و چون از استخوان بندان باز میگرفتہ حضرت استخوان را از وی بتدی۔ و از موضعہ دمان دیو گوشت بخوردی۔ و در حالیکہ عائشہ حاضر بودے۔ سر در کنار او نہادہ گاہی برستہ شکم زده قرآن خواندے و در سفر و زوہت با عائشہ دویدن با بقت نمودہ بار اول عائشہ از وی درگذشت۔ و زوہت دوم عائشہ فریاد شدہ بود آنحضرت از عائشہ درگذشت۔ پس فرمود ہذا بذکاء یعنی این بقت و در مقابل آن سبقت واقع شد کہ تو برگرفتہ بودی۔ و گاہ بود کہ حضور جمع ازدواج دست برکے از ایشان نہادے و مزاج فرمودے۔ و بسیار بود کہ در کیشب یا در یک روزہ بر مجموعہ حرماں نہ گمان طواف فرمودے و گفت غایبیک غسل نمودی و گاہ	کرتی ہے۔ پس اب دیکھنا ہے کہ سوامی قیام نہند جی کے فیض کو جس سے ہزاروں آدمی آئے دن سپر ہوتے تھے۔ انصاف پسند اور دانا لوگ یاد کر کے کفدر وین حضرت ہار دل تو سوامی جی کے لئے اسقدر روتا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ ایسے با کمال بابا رکبان پیدا ہوتے ہیں۔ پس اگرچہ انکی زندگی کے واقعات ہماری یادگار کو محتاج نہیں۔ تو بھی آریہ بہا یون پر فرض ہے کہ اس معاملہ میں دآمی درے نخے سے بہت جلد کوشش کریں۔ تاکہ سماک غیکے باشندی اور آئندہ آئینوالی نسلیں بھی سمجھ لیں کہ ہمارے بزرگ اپنے اہل کمال مرشدون اور رفیقا مرزن کی کفدر خاطر و عزت کرتے تھے او کیسے دل جان سے معتقد تھے۔ ایسے کامون مین ہمت اور قومی اتفاق کو ثبوت کے علاوہ دینی گرجوشی کا بھی پورا اظہار ہوتا ہے اب دہی یہ بات کہ سوامی دیا نہند جی ہمارا ج کی یادگار کس قسم کی ہونی چاہئے

محمد صاحب	سوامی صاحب
<p>بہر طواف کر دی و عقب ہر محاسن سے غل نمودے باوگو گفتند چرا برائے ہمہ یک غل نمیکنی فرمود این طریقہ ازکی و اطہر و اطیب است۔ آم سرگد رید رسول صلے اللہ چون باز از زمان خویش صحبت داشتے چشم مبارک بر ہم نہادی و جامہ بر سر لوشانیدے و بان زن بگفتے تملیک بالسیکنہ والوقار۔ صحبت پیشہ کہ آنحضرت را در جماع قوت سی مرو از او یاد اودہ بود۔ لاجرم او را حلال بود کہ ہر چند زن خواہد نکاح کند۔ نہ یا نہ یا وہ ہر و غیرہ و حب الی من دنیا کہ النساء ہم ولطیب واجعل قرعینی فی الصلوۃ روضۃ الاحباب قصہ اول باب میں کہنا ہے۔ روایت از علامہ آنکہ گفتن ندیم بیچ احدی را کہ مرض بروی صعب تر ہو سوامی جی ہاں حاج کر گفتا کہ کرنے اور آنکے بودے از سیمیر۔ رسول اللہ در مرض موت پیدا اضطراب مینمود و در فرش خویش منقلب میشد۔ روضۃ الاحباب مقصود باب</p>	<p>اس امر میں اپنی راسی سے بھگم کھی اتفاق ہے سوامی جی کی وہی یا دیگر انکی موت کے بعد قائم کرنی لازم ہے۔ جسکو زندگی میں وہ دل جان سے پیار کرتے تھے۔ اور نہ صرف پیار بلکہ اُسکے پورا کرنے میں اپنی تمام طاقت کو صرف کر رہی تھے دیکھا ہے؟ ویدکا ترجمہ اور تفسیر جسکو سوامی جی کو چاروں صاحب میں باجک کسی عالم نے نہیں کیا۔ کہ ناگو کیا ارادہ ہی نہیں ہوا۔ ہوتا کیونکر؟ یہ کام کچھ ایسا ویسا تو تھا ہی نہیں۔ اور طائر ہے کہ اس یا دیگر سے تمام آریہ لوگوں کو فائدہ عظیم قیامت پہنچتا رہیگا۔ اور آریہ کہ علاوہ مقام قومیں اس چشمہ فیض سے ابدالاباد تک سیراب ہوتی ہیںگی۔ اور جب ان تفسیر میں کہ اپنی روبرو کہیں گے۔ تو وہی لطیف حاصل ہوگا۔ تر ہو سوامی جی ہاں حاج کر گفتا کہ کرنے اور آنکے در مرض موت و عطا مبارک سخنے میں حاصل ہوتا تھا اب فراموش کر اسکو لے آؤ کہ کوی یا دگا رہنا ہے میں یہ لطیف کب مل سکتا ہے۔ محمد مراد علی بیار از اجیر</p>

سوامی صاحب	محمد صاحب
<p>آزیزیل مولوی سید احمد خان صاحب عیگڈہ کالج کے مہتمم کی راسے منقول از اخبار کواکوز داہرہ مطبوعہ سال ۱۳۳۷ء و صفحہ ۱۲</p>	<p>فضل اہل۔ از مسودت الہاف روایت کنند کہ گفت من در سول ہما ہر دو جنب بودیم من آب از طرف برو شتم غسل نمودم مقدسے آب از آن طرف باندہ رسول از آن بقیہ آب غسل نمودم گفتم من ازین جا غسل کردہ بودم فرمود۔ لیس علی الماء جنابہ</p>
<p>نہایت انوس کی بات ہے کہ سوامی دیانند مرستی صاحب نے جو زبان سنکت کے بہت بڑی عالم اور دیکھ کے بہت بڑے محقق تھے۔ تیسویں اگست ۱۹۳۷ء کو پنج شام کے امیر میں انتقال کیا علاوہ علم و فضل کے نہایت نیک اور مددگار صفت آدمی تھے۔ انکے متقدّم انکو دیکھتا جانتے تھے۔ اور بے شبہ اسی لائق تھے۔ وہ صرف جوتی سروپ نرکار کے سوا اور سرے کی پوجا بابر نہیں رکھتے تھے۔ ہم سے اور سوامی دیانند مرستی مرحوم سے بہت ملاقات تھی۔ ہم ہمیشہ انکے نہایت ادب کرتے تھے۔ کیونکہ اسی عالم اور عمدہ شخص تھے کہ ہر مذہب والے کو انکا ادب لازم تھا۔ شاید ہماری</p>	<p>روضۃ الاحباب مقصد اول باب ۲ از وصیت نامہ۔ ردی پنجشنبہ کہ مرض پنچیر ہشتاد و یافت۔ پایاران فرمود بیا سید بنزد من تا براسے شامو مشتبہ نویسم کہ بعد از من گمراہ نشوید۔ پس میان اصحاب اختلاف واقع شد و با یکدیگر مخالفت کردند بعضے از اصحاب گفتند شان اوجیت و در چہ حال است۔ آیا این سخن ازو سے شل آن سخنان است کہ مردم در میں ہشتاد و میگوبند۔ عرض خطاب گفت و جمع بر پنیر غلبہ کردہ و قرآن در میان شما ہست۔ حاکم کتاب اللہ۔ پس خصوصت و منازعت نمودند۔ و چون ملو اختلاف</p>

محمد صاحب	سوامی صاحب
از حد گذرانیدند فرمود بر خیزید از پیش من کہ سزاواریت نزد هیچ پیغمبرے با آنکہ فرمود نزد من۔	بجھ کی غلطی ہو۔ مگر کہو خیال ہے کہ سوامی صاحب میٹر اپنے آدمی کو جسے وہ مال سے قسیر کرتے تھے قدیم انہی انفر تھے۔ اگر انکا یہ خیال ہوتا تو نسبت ذات برہمن کے انکا مسلمانوں کا عقیدہ بالکل متحد تھا۔
مدیت کہ عبد اللہ بن عباس گفت بدستیکہ بزرگ مصیبت آن بود کہ گنڈاشتند کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم مدیت نامہ نبویدہ مرتے وقت فرقتِ عائشہ سے	بہ حال ایسے شخص تھو جن کا مثل اس وقت ہندوستان میں موجود نہیں ہے اور ہر شخص کو انکی وفات کا غم کرنا لازم ہے کہ ایسا بینظیر شخص انکے درمیان سے جانا
گیاں تھو اور انکے حُسن و خوبصورتی نگران۔ خدا از اسکابت بنا کر حبت میں بکھلایا تب دلِ حسین کو قرار آیا۔	تاریخ وفات سوامی صاحب بطغرا و مولوی عبد الرحیم صاحب مدٹس سے رووال مسقول از اخبار آریہ کا مڈلر ستر مطبوعہ ۱۸۸۵ء جون
چنانچہ مایح النبوة میں رسول خدا فرمود بتحقق آسان کردہ شد بر من موت دیرا کہ دیدم بیاض کف دست عائشہ را و بہشت معلوم شد است کہ محبت عائشہ مرا خفست و غایت مرتبہ کمال بود تا آنکہ صبر نہ توانست کہ دزدی پس مثل ساخته شد عائشہ	مگر عبد الرحیم ابن سناخدر در دغم افزا کہ این آشوب عشرت اچسان افتاد و دنیا بہا کا تک در روز دیوالی سنی اکتوبر غبار تیرہ شد از سمت جمہیر انجمنان پیدا کہ شدید ماضی لیل الہجے در دیدم مگر گونی کہ گردید آفتاب از چرخ ناپیدا

فہر ۳ جلد (۱)

محمّد صاحب	سوامی صاحب
<p>برائے وی در جنت تا آسان شود بروے موت بجهت آن زیر اگر زندگانی خویش در اجتماع محبان است"</p> <p>جطیع کو جو در ظلم سے دین چلایا۔ اُن سے اگر کسی قتل نہ ہو تا واقعہ میں مگر ہر ہی ایک غلام اور کھیت توبہ دلا تا ہوسے شہید کو طرہ مذہب بدل دے مگر نہ شور یا باقی فریاد نہ کرے مگر نہ زیر۔ مگر نہ زندہ نہیں کہو نہ کشتن نہ بشیر کہیں۔ کہ پاک بوز نہ پاک نہ کشتن نہ خرم نہ خاتم۔ بخوانندین نامو عاکم کہ مکن بجانوسا و محترم۔ کہ سلا بن بوز نہ بل کم بغیر ہر ایک برائے کشادہ پیش دست در آن قوم حق نہاد نہ تیغ۔ کہ نہ زید باب خون جبین (بوتن باب ۱۳)</p>	<p>نہم جانب صدائے گریہ و احسنا خیر ان بلند از طرف افوس و آہ و درد و داویلا بدل گفتم مگر محشر باشد مائے ناقب گفت کہ نشینتی سفر کرد از جهان آن زبدۃ الکھما مہاجر سوامی دیا نندل آن فخر اشرافین کہ در زنی شائین شہادت بخش در دنیا بہند و شان چو شمع آریہ نہ مہب منور کرد چراغ مشرب ویدانت ہم افروخت در دنیا شدم اندو گمین زین خبر دشت اثر غم پرور شدم در فکر تاریخ وفات آن مقدس را چو پر سیم ز آفتاب من جلیست بہت بکرم بس یکبارہ دشت تصد شتا و دہ گفت مگر گفتش تاریخ سن عیسوی گفتے</p>
<p>طرشیکلاسی طرح صد سالہ غریزی اور شکر شہی عرب۔ تمام۔ دم ایران و مصر کی ولایت پاہ عرب و مغرب جو کہ جبرائیل محمدی قول کیا و کہ پیوت الرسل اور تاریخ ابو الفدا و کتاب عالم ابا بن کثیر انصاف فرمے اگر سطور و ہل میں یہ تیر کو کہ جو کہ چھٹو۔</p>	<p>مگر از بہت بکرم و گرتاریخ ہم فرما بخندہ گفت سن قیسی است از طاعتش ہر دا عدد و حرفش بہت بکرم شود پیدا ہرین صنعت کہ از یک مادہ دو تاریخ حاصل شد بصلہ اش چشم انصاف است از اہل ہند و</p>

تکبیر برہین الاحمدیہ کا خاتمہ بالخیر

اے ناظرین صداقت قرین! جب قدر مرزا صاحب نے اپنے الہامی اہل قرآنی فرائض سے
یعنی اور خیالی اعتراض کئے تھے اُنکے جواب بجا جواب اول مرتبہ کیم اکتوبر ۱۹۷۷ء کو دہلی
ایک جماعت کشیوکر آریہ تاج گوردہ سپریمین بنائے گئے تھے راجستھان اسکاف میں تھا
کہ شاید کتاب دیوسے طبع ہو دیو جہان پر باد جو دفاصلہ قریب کہ اشتہار ارسال کرنے پر بھی
مرزا صاحب مباحثہ کے واسطے تشریف نہ لائے۔

دوسری مرتبہ قادیان میں جا کر تمام باشندگان قادیان کو جواب برہین الاحمدیہ کا اول
مرزا صاحب کی کتاب سے اعتراض پہرانی کتاب سے اور مذہبی جواب بنائے گئے جس
سبب سے اس گردنواح کا بچہ بچہ انکی مکاری و عیاری سے خبردار ہو گیا۔ قادیان جانے کے
وجوہات ذیل ہیں۔

اول۔ مرزا صاحب نے اشتہار دیا تھا کہ جو آریہ ہمارے پاس آوی اور کیا ہے اگر اس عہد
کے اندر خوارق عادات و کرامات و صداقت دین اسلام سے مشفق نہ ہو دیو ہم سکھ دیو
ہمارے حساب سے ہر جہان یا جہان دیو نیگو۔

دوم۔ وہاں تلخ بھی نہیں تھی اسکا قیام بھی اس نواح میں ضروری نہ تھا گیا۔
چونکہ مرزا صاحب نے جواب معقول ہونے سے انکار کیا ماسوا سطر نامہ نگار سفہ
دھندہ دراز کی تکالیف اٹھا کر قادیان میں گیا۔ اور کامل دو ماہ وہاں رہا نہ نہیں دنوں
میں پرتا کی کپا سے علاج بھی قائم ہو گئی۔ ہر روز وید مقدس کا اُپدیش ہوتا رہا۔ مرزا
صاحب کو کسی شرط پر قائم کرانے کے واسطے تین مرتبہ الہامی کوٹھ (مرزا جی کے
بالا خانہ) پر بھی گیا۔ کہ مرزا صاحب کسی شرط پر نہ پڑے۔ ایک دن سے لیکر دو سال تک

رہنے کی شرائط کو بھی منظور کیا مگر مرزا صاحب کسی اقوار پر مذبحے۔ اگر کچھ کرامات کا نام نشان بھی ہوتا تو شہرتے۔ مگر وہ ان تو آسمانی نشان کا نام و نشان نداشت۔ ان بان خدا کے فضل سے آشنا ضرور ہوا کہ انکی آمدنی کے تمام ناجائز وسائل خدہ ہو گئے تھیں میں میچہ کر دور دراز شہروں سے سفرون کا پر صاحب کی زیدت کو آنا اور مذہب چڑھانا قطعی مسدود ہوا۔ آخر نبوت با نجا سید کہ تمام جمع کئی ہوئی سولہ کو کہا چکے اور کچھ روپیہ قرض لیکر انبالہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

زمانہ بیان سے کمالی بت قرآنی نے	زمین زمین سے آمدی ستم کرانی نے
ہزاروں چوچے کرنا راقم کے ساتھ	نہ اک بھی نور کیا منکر زمانے نے
دکھا کے ناز کر شہر جہان کو پھلایا	بہت سا لونا ہے لوگوں کو قادیانی نے
سہون کو دیتا تھا بیٹے پر اسکی بد قسمت	نہ چھوڑا اسکو صحیح حمل کی گرانی نے
بخوی لوگوں کو بتلاتا تھا فلک کے حال	بلا میں ڈالا اُسے قہر آسمانی نے
بڑا جوبول ہے ہر ایک کو گرانا ہے	رہلایا مرزا کو بھی اسکی لن ترانی نے

افسوس! کہ باوجود اس قدر دعاوی کے مرزا صاحب نے کیا کو بھی بیانیہ صداقت نہ پہنچایا۔ اور ہمیشہ عند الاستفسار مکر و فریب کو کام فرمایا۔ قادیانی کے لوگ پتے سے ٹوٹے تھے تک سہی انکی حیلہ پروازیوں اور رو بہ بازیوں سے آگاہ ہو کر میری اس تمہید کے گواہ ہیں جب قدر عرض نے آریہ دہرم پر اعتراض کئے تھے انکے جواب با صواب مع حوالہ جات وید و قرآن کے تحریر کر دیئے بسبب غلط فہمیش آریہ دہرم اور ضرور دراز کے کتابوں کا ساتھ دینا مشکل ہے۔ اس سبب سے تمہید خیر ہوئی و مذہب کی طبع ہو جاتی مگر پھر بھی بقول۔ دیر گیر دخت گیر و مہترا۔ دیر آید دست آید۔ پر عمل ہو کر مفصل حوالہ جات تحریر کئے گئے۔

بہت جو سلمان ہائین کو بھی ایسے مطالعہ سے فائدہ پہنچا۔ اور قلمی کتاب کی

نعلین ہی دور درو چلی گئی ہین یہ مکذیب برائین الاحمد کے ہر چار حصوں کے
جواب میں حصہ اول ہے جو ہر طرح عقلی و نقلی شہادتوں سے کھل ہے اگر مڑا
صاحب کچھ اور بولیں گے تو ہم بھی قرآن کی باقیانہ نقلی کہوینگے۔ ورنہ اہل حق کے
واسطی یہ کافی بیان ہے۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو آئینہ قرآن ہے ہر ایک محمدی بھائی سے
گفتاش ہو کر مطالعہ فرمائیے پہلے بغض اور کینہ کو خیرینہ سے کندہ کر دیں اور حق کی
قبولیت کی واسطی شیوہ سے سارے تباہ کارین تب یقیناً ملے گا کہ ہر ملو حاصل کرینگے ۵
گر نیا دیو بخش غبت کس + بر رسولان بلاغ باشد و بس



اے محمدی بھائیو! اور ہمارے بچھڑے ہوئے دوستو!
آریہ نستان کے ٹکڑو اور تجارت کے ٹٹ جگرو! آہندستان
کے پیارو! اپنا تمانے آپکو اور ہیکو ایک ہی قسم کے
عناصر خمسہ سے پیدا کیا۔ ایک ہی دانہ پانی ہمارے لئے
سختل ہے۔ ایک ہی ہوا پر ہماری گُذران ہے ایک ہی
زمین ہماری استراحت کو ہے۔ مگر باوجود انہی ہم

کیوں ایک دوسرے کے خُون کے پیا سے ہیں۔ بھائیوں کو
 قصائیوں سے برتر مخالف جانتے ہیں۔ باوجود قدسی تعلقات
 کے ہم بُعْد المشرقین کی مسافت میں پڑے ہوئے ہیں۔
 اس گذارش سے جو میرا دعا ہے اُسے غور سے پڑھو۔ سُنو
 بچارو۔ سوچو۔ مطالعہ کرو۔ دل میں جگہ دو۔ بعد ازاں جو چاہو
 سو کہو۔ تخمیناً سات سو سال کا عرصہ گزرا کہ ہم دو نو قومیں
 ایک ہی تھیں۔ ہمارا دھرم ایک تھا۔ ہمارے کرم ایک تھے
 ہمارے باپ دادا ایک ہی سلسلِ سلسلہ میں تھے۔ ہماری
 خوراک ایک ہی تھی۔ اور پوشاک بھی ایک ہی تھی۔ ہمارے
 خُون ایک ہی تھے۔ اور ہماری حرکتیں بھی ایک ہی اُسوقت
 آپ جانتے ہیں کہ ہماری اور آپ کی تفریق نہ تھی۔ اور نہ کسی
 طرح قومی نفاق تھا۔ جب مغرب کی طرف سے تیغ کا طوفان
 آیا۔ اور جبر و اکراہ سے تلوار چلانے اور جور و ظلم کمانے لگے
 ایسے وقت میں فاتح اور مفتوح کی جو حالت ہوتی ہے۔ وہ

کسی تواریخ دان انصاف پسند سے مخفی نہیں ہے۔ پس
اُس بادشاہِ گردی کے زمانہ میں جب جبکی لاشی اُسی کی
بھینس کی نوبت تھی۔ اور ہر ایک کو جان و مال کی حفاظت
کی توثیق پڑ رہی تھی۔ باپ بیٹے کے اور بھائی بھائی کے
خبر گمراہ بلکہ خیر خواہی کے خواہاں کم رہے۔ محمود سزائی
کے تجور و ظلم۔ اورنگ زیب کے کشت و خون۔ محمد شاہ
اور نادر شاہ کے زمانہ کی قتل عام۔ احمد شاہ ابدالی ایتھور
وغیرہ کی خونریزیاں جنکے ماتحتوں سے اتھکائیں یعنی تواریخ
خون رو بہی ہے وہی زمانہ تھے جن سے آپکی اور ہماری
جدائی کی نامبارک بنیاد رکھی گئی۔ وہی دور تھے جب کہ یہ
نفاق کی بُرائی کا بیج بویا گیا۔ وہی وقت تھے جبکہ پھوٹ
کے پودے بوے جانے کا آغاز ہوا۔ تپتہمت و دُورِ دل
اولادِ خبہوں نے جان پیری کی یا طمعِ نفسانی کے داؤ
چہ میں شہوتِ جوانی کے سبب تپتہمت ماری۔ وہی لوگ

خواہ زور یا ناجائز طور سے دینِ مسلمان پر مجبور ہوئے۔

فخرِ قوم آریہ حقیقتِ رائے کی داستان جس قدر
قابلِ افسوس اور حسرت ناک ہے اس سے کوئی مسلمان
بھائی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور جقدِ ظلم سے اُس طفلِ
رستمِ دل کی جان لگیٹی۔ اہلِ در و منصب مزاجوں کے
دل اُس کے واسطے تاہنوز آنسو بہاتے ہیں۔ غرضیکہ
اس قسم کے جور و جفاؤں اور ظلم اور دباؤں سے آپکے
بزرگوں کو دینِ اسلام قبول کرایا گیا۔ اور ہزاروں
لاکھوں بزرگ اُس طفلِ معصوم کی طرح اُن (حملہ آوروں)
کے ہاتھوں اور تلواروں سے شہید ہوئے۔ مگر تھوڑے
عرصہ کے بعد وہ جوشِ ذوالفقاری بقراری پرایا اور ملت نے
پٹا کھایا۔ داناؤں نے سچ کہا ہے ۵

جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
بہر ہوئے تکیہ دیکھا ہے کہوشمیر کا

پر مٹیوں نے اُنکے قبرِ سلطانی سے بچانے کے لئے کپتی
 کو تجارتِ ہند کے لئے مستعد بنایا۔ جس نے اُن ظالموں
 کے پنجوں سے علم اور تدبیر سے اور عقل اور شمشیر سے
 ہندوستان کے امیروں کو چھوڑا یا۔ لوگ امن و چین
 سے زندگی گزارنے لگے اور بقیار دلوں کو قرار آیا۔ بعد
 ازاں جب کپنی کے ٹھیکہ کی میعاد منقضی ہوئی تو جناب
 ملکہ معظّمہ قیصر ہند و انگلینڈ اُمتِ سلطنتِ
 نے عنانِ حکومت قبضہ خود میں لا کر علم و عقل کا پھیلا نا
 شروع کیا۔ جسکی بکرت و اقبال سے ہر طرف امن و امان ہو کر
 چوروں کے ظلم اور آوچکوں کے تشدد کی تباہی رفع ہوئی
 لوٹیریوں سے اہل ملک نے نجات پائی اور سبھی
 اپنی اپنی حالتوں کو سنبھلنے لگے۔ جب علم نے آنکھیں
 کھولیں اور ظلم کی تلوار کٹے ہو گئی۔ تب بہت سے دانا
 دلوں اور بزرگوں کے خون پر فدا ہونے والوں نے

پراچت کی تجویز کی۔ مگر ہمارے برہمن بھائی خوف و رعب
گدشتہ سے واپس کرنے پر راضی نہ ہوئے چنانچہ وہ وقت
غلطی کیسی خاص مصاحت سے شدہ نہ کئے گئے۔ مثل مشہور
ہے کہ سو برس کے بعد خدا کوڑی کی بھی سنتا ہر ہندوستان
کی بُری حالت نے بھی پلٹا کھایا اور آفتاب صداقت و دہرم
نے طلوع فرمایا۔ یعنی جب زمانِ نجات اور ایامِ بُرائی منقطع
ہوئے تو شیریاں پریم سُبھان سوامی دیانند سرستی جو
رونق افروز ہوئے۔ جو اُور لوگوں سے طمع اور تلوار سے نہ
ہوسکا۔ وہ دلائل و بُرہان اوفصیحت و اُپدیش سے کر دکھلایا۔
اس وقت تک قریباً ڈیڑھ ہزار ۱۶ کے مسلمان و عیسائی شدہ
ہندو بھائی بعد پراچت و ست اُپدیش کے آزیہ دھرم میں
واپس کئے گئے۔ اور صدقِ دل سے انہوں نے بھی
ضلالت سے نکل کر وید مقدس پر ایمان لایا۔ اور نہایت محبت
و پریم سے ہمارے برہمن بھائیوں نے بھی انہیں بھائی

سمجھ برادری میں شریک فرمایا اور گزشتہ قصورات معاف فرمائے
 کیونکہ وہ غلطی اور ظلم پر مبنی تھے۔ تمام آریہ ریت کے فاضل
 پنڈت اس مہاتما کے شکرگزار ہو کر وحنوا دے رہے ہیں۔
 بنارس۔ جموں۔ امرتسر۔ لاہور کے مہاتما پنڈتوں نے اس
 مبارک کام میں فتویٰ دیدیے۔ جوق در جوق لوگ شدہ
 ہو رہے ہیں۔ اور عربی کی یہ مثال وراثت الناس یخلون
 فی دین اللہ افواجاً۔ ”اور دیکھے تو لوگوں کو داخل ہوتے ہیں
 پر مہاتما کے پتے دھرم میں گروہ گروہ“ یعنی کثرت سے سچا
 دھرم پھیل رہا ہے اور لوگ بھولے ہوئے پر اسچت
 کر رہے ہیں۔ آپ میں اگر بزرگوں کے خون کا ذرہ نشان
 باقی ہے۔ اگر ان پرشوں کے تسلسل قومی کا کچھ اثر ہے
 اگر ملکی و قومی ہمد می نام تک موجود ہے۔ اگر زندگی کی
 سچائی کی کچھ تاثیر رکھتے ہو۔ اگر پر مہاتما سے محبت کی حقیقی
 التجا ہے۔ اگر علی خزانوں سے مستفیض ہونا چاہتے ہو

اگر اُس پاک زبان کے غمی جو آہروں کی چمک سے دل سُتور کرنا چاہتے ہو۔ اگر ظلم و ستم اُٹھانے کے عادی نہیں ہوئے اگر تواریخ سے کچھ بھی سبق سیکھا ہے۔ اگر اخلاق و محبت کا دماغی اثر رکھتے ہو۔ تو اے پیار و عزیزو بھائیو! اؤ ملو!! پریم سے سوچو بچاؤ!! جسکو غلط سمجھو چھوڑ دو۔ حقیقی جوش سے چھوڑ دو۔ سچی زندگی کے لئے چھوڑ دو۔ قلبی ایمان سے چھوڑ دو۔ خدا کے واسطے چھوڑ دو۔ کفر کو دل میں مت رکھو۔ ہٹ دھرمی کو مت چھپاؤ۔ بغض و تعصب کے نزدیک مت جاؤ۔ کس نے ڈھونڈا؟ جسے نہ ملا۔ اور کس نے چاہا؟ جسے نہ دکھائی دیا۔ صداقت اور پیار سے اسکو مطالعہ کرو۔ تاکہ نفاق دور ہو کر ہم اور آپ بھائی بنیں۔ خدا آپکو توفیق دیوے۔ اے پرہیزگار! ہماری التماس ہمارے محمدی بھائیوں کے دلوں میں عموماً اور مرزا صاحب کے دل میں خصوصاً جاگزیں کرتا کہ نفاق کا ستیاناس ہو اور دہرم کا پرکاش۔ خیر خواہ ملک و قوم آریہ مسافر لیکھ رام

خلاف دعویٰ کو ثابت کرنا چاہئے اور اسی سے آپ کے دعویٰ کی تکذیب بھی لازم آدگی۔ اور عام و خاص میں
شہرہ کیا دگی۔ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو سہرا جہ بالا تحریر کو غور و فکر کر بندہ دست کریں بجائے ایک
سال تک آپ کی شاگردی سچے دل سے غلط ہے۔ بدقت آنے کا حل جو آپ کے اور ذیل ہر چاہیے بلقان ہوا جس کے
اور تجویز ہو جانے شرط اقرار نامہ کے بندہ بلا ہذر حاضر خدمت ہر جاوے گا۔ ۳۰ اپریل ۱۳۲۸ء

چندت لکھرام پردھان آریہ علیچ پشاور از مقام امرت سر
(۲) جواب۔ انعام باللہ اللہ اللہ ام احمد بطرف چندت لکھرام صاحب۔ بعد واجب آپ کا خط ملا۔
آپ مجھے مین کہ خط مطبوعہ مطبع رضائی لاہور میرے مطالعہ سے گذرا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک یہ
خط اپنے مطالعہ نہیں کیا کیونکہ تحریر آپ کی شرط سدا جھڈ کورہ بالا سے کچھ جھکس ہے۔ اول اس عاجز نے
اپنے خط مطبوعہ کے مخاطب وہ لکھرام صاحب مین کہ جو اپنی قوم میں مقرر علما اور شہرہ ہوں اور مقتدا ہیں۔
جنگا بدلت پانا ایک گروہ کشمیر ریوڑ ہر سکھتا ہی گزرا آپ اس ہیئت اور رتبہ کے آدمی نہیں ہیں۔ اور اگر میں نے
اس رائے غلطی کی ہے اور آپ فی الحقیقت مقتدا پیشوا مرقوم میں تو بہت غریب میں زیادہ تر آپ کو
تکلیف دینا نہیں چاہتا صرف اتنا کریں کہ پانچ آریہ علیچ مین سے آریہ علیچ تاویان۔ آریہ علیچ لاہور۔ آریہ
علیچ پشاور۔ آریہ علیچ امرتسر۔ آریہ علیچ لہیا زمین جہدر مہر میں۔ ب کی طرف سے ایک اقرار نامہ ملتا
اس مضمون کا پیش کریں کہ چندت لکھرام صاحب ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اگر اس مقابلہ
میں مغلوب ہو جائیگے اور کوئی نشان کمانی دیکھ لیگے تو ہم سب لکھرام صاحب ترقی شرف ہلا مت شرف
ہو جائیگے پس اگر آپ مقتدا مرقوم میں تو ایسا اقرار نامہ پیش کرنا آپ کچھ مشکل نہیں ہوگا بلکہ تمام لوگ
آپ کا نام منستہ ہی اقرار نامہ ہر خط کو دیکھ کر آپ کی پشوا قوم جو ہوتے لیکن اگر آپ اپنا مقتدا مرقوم
ہو ثابت نہ کر سکیں اور ایسا اقرار نامہ مرتب کر کے مدھن تک میری پانچ بی بیوں کو آپ کی ایک شخص
عوام الناس سے سمجھ جائیگے تو قابل خطاب نہیں رہے بات آپ پڑھ کر اس معاملہ میں خط مطبوعہ پیشوا
ہو ہی دج ہو کہ مقتدا مرقوم ہر دیکھ ہر خط مطبوعہ) اب مقتدا ہونا جو مقتدا ہو کر اقرار کے کیونکہ ثابت ہو
اور یہ بات کہ اپنے خط میں یہ شرط لازمی کیوں گئی کہ شخص مرقوم مقتدا قوم ہو جو ام الناس سے

نہ اس شرط کی وجہ سے ہر عوام الناس میں جو کوئی خط و کتابت قلیل کثرت و سرون پر موزن نہیں ہو سکتا بلکہ
 ایسے شخص کے تجربہ کو خواص لوگ سنا دے اور اسی خط و کتابت پر عمل کرتے ہیں اور بجائے اسکے کہ کوئی گروہ کا
 اتباع کر کے راہِ بہت پر آوے حق کی حمایت دینی کو کسی غرض نفسانی پر مبنی سمجھ لیتے ہیں۔ ماسوا اسکے
 ان خطوط مطبوعہ کیے جینے سے بری غرض تو یہ ہے کہ انہیں ایک قیم بچت پوری ہو کر مصروفِ مہین اس اہم
 محبت کا حال دیکھ کیا جائے لیکن ایک ٹی آدمی کے قابل اہلکار ہوجانے کی قوم پر کیونکر محبت پوری
 ہو جائیگی سوائے عدم قوم کے نزدیک برابر ہو گیا اس جگہ کے بعض آریہ سماج کے ممبروں کی شہادت
 سے جنہوں نے چشمِ خود بعض نشانوں کو دیکھا ہے آپ لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں؟ تو پھر کیوں کر امید
 کہیں کہ ان کی شہادت قوم پر موزن ہوگی حالانکہ آپ قادیان کے بعض آریہ سماج کے ممبروں نے بعض نشانوں
 کو نشانہ کیا ہے جو عیشت اور فقر، اولیاء میں زیادہ نہیں ہیں بہر حال یہ کہ اس خط و مطبوعہ پر عمل کرنا
 لازم ہے جو کہ آپ بنظرِ سرسری دیکھ چکے ہیں۔ اگر قوم کے اعتقادِ مخالف ہو چکے لئے مخصوص نہ ہوں تو
 یہ سلسلہ قیامت تک ختم نہ ہوگا سنا ہے کہ آپ بہت جلد اسکا جواب لکھیں کیونکہ اگر آپ اعتقادِ قوم
 کے قرائن لگتے تو دوسرے مراتب اسکے بعد ملے ہونگے اور جو مبلغ و دوسرے ماہوار سی کے حساب سے
 وہ ہزار چار سو روپیہ سال بصورتِ منکوبیت دینا تجویز کیا ہے یہ بھی اسی لحاظ سے متقدّم قوم کی وجہ سے
 قرا پایا ہے خواہ وہ اعتقادِ تمام روپیہ آپ کے یا قوم جو اقرار نامہ پر خط لکھ کر اپنے حقِ ظہر الدین۔
 اب خلاصہ کلام یہ یاد رکھیں کہ جسے تین دن تک حقِ خیم کا چھینا طعنی کر کے ہر ایک قوم کے سرگرم
 کو خط و مطبوعہ بصیغہ جبرٹری بھیجے ہیں کیونکہ قوم کے سرگرم کل قوم کا حکم رکھتے ہیں عوام الناس سے
 ہر کوئی کچھ بڑا نہیں اور اس طور سے بھٹ کا سلسلہ بھی ختم ہو سکتا ہے۔

جو شخص ہمارے مقابل پر آنا چاہے وہ آپ ہوں یا کوئی اور ہوں اول اسکو یہ غیبت دینا چاہیے کہ وہ
 وہ حقیقت وہ اعتقادِ قوم ہے اور کسی قوم کے لوگ بات پر متدہین کہ اسکے قایل اور اقرار ہی ہو جانے
 سے حاجت و میل دین اسلام میں داخل ہو جائینگے۔ سونا سب سے کہ آپ سنی اور کوشش کے باوجود سنی علی
 کے بعد ممبر ہوں میں سے علما اقران نامہ لے لیں اور نام بنام ان سے خط لکھ کر ان میں اور اس اقران نامہ

پدس یا بیس تہ صفا نون اور بعض پامیلین کے قحط بھی ہوں تاکہ وہ اقوام نارح آپ کے اقوام
 اور ہمارے اقوام کے چند اخبار دن میں چھپو یا جاوے لیکن جب تک آپ اس طور سے اپنا سرگروہ
 ہونا ثابت نہ کریں تب تک آپ حوام انسان میں سے محسوب ہونگے چاہے خط کو غور سے دیکھو اور آپ کے
 منشاء کے مطابق قدم کھو این خطوط کو اصل مطلب تو بڑا ہی ہٹا کر قحطوں کے سرگروہوں کو قایم الی واجوب
 کہ کمال قوموں پر ہند ہوں یا عیسائی اتمام حجت کیا جا رہی ہے جو لوگ سرگروہ ہی نہیں ان کے
 واجوب یا قایل کرنے سے ہمارا مطلب کیونکر پورا ہوگا اور جو پیچھے کی کتب سے اس کی اور اگر خدا
 توفیق دیر سے توابنے آئیے ہائیوں کی شہادت کو ہی کافی سمجھو کیونکہ وہ بھی آخر تنہا ہے ہی بیانی میں
 والدعا۔ خاکسار غلام محل از قادیان منہ گورہ چورہ۔۔۔ اپریل ۱۸۸۷ء

۳۔ (جواب الجواب) رز اصاحب! چکا خط مجھ کو میرے نیاز نامہ کے آج ۹ اپریل ۱۸۸۷ء
 کو موصول ہوا۔ اس کے پڑھنے سے ادھی کیفیت نظر آئی۔ سبح ہے کہ عمر جی کے دانت کہانے کے
 اوزہ چوتھے ہیں اور دکھلانے کے اوزہ میانیال تھا کہ آپ جو جب عنون خط کے وعدہ کے بھی ویسے ہی
 پتے نہیں گئے مگر وہ خطا خطا بشک آپ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر تم ان شد کہ دنبال دہی رفت
 گرا آریہ ملیج والو راج افتاد بال اسکے مختلف ہو۔ آریہ ملیج والے کیلئے کہ فقیر نہیں ہیں۔ اور نہ کسی ایشیو نڈیر
 کے دام میں ایسے ہر ایک شخص بھرت مقلد ہی حواس و صفائی باطن آریہ ملیج کا سب سے اور یہ خط
 کلیر و ہم کی انسان کے بندے نہیں ہیں اور نہ کسی مردہ یا زندہ کے گردید ہما ہی پاک سوسائٹی
 کا اصل ہے ہر کہ نامہ نفع کے ادا سے مل گئے۔ جو کوئی بندہ دن کے بندے بن گئے۔ آپ بقول
 شخصے۔ اب بندہ دورہ انہا کشیدہ پھیل کر ہے میں۔ مگر قبل اندرک و اعلیٰ خوب نہیں ہر خدا نخواستہ
 بالخص مال کی ایک آریہ کا دین اسلام قبول کرنا۔ یہ مقدس اور دہم ترک کسی طرح کا حرف نہیں
 لکنا۔ ہر ان میں قوم کے ہیں اور پیا۔ کہ میں پہلو کے دین اور اتحاد کے دین طبع کے ایمان اس قدر
 کی بیان میں دین و آسمان کا تفاوت ہر ایک مذہب کے ایمان و نئے سے جاہل قوم بائبل پہنچاتی ہے۔
 گرواقل و مذہب قوم اس اندہ مذہب کا روحانی سے غراتی ہے بخت۔ اس پہنچ چال سے

دین اور جہالت سے لغو کا وہ باشندہ کہ وہ کے ناموں و بظاہر ہدف مذکور سے و دقت ازیم
 روشن ہو و بنیاد صحت تدبیر کے آپکا بہت پر رونا کا آریہ علی قادیان آریہ علی لاہور۔ آریہ علی
 پشاور آریہ علی ملتان آریہ علی حیدرآباد دکن آریہ علی حیدرآباد ہندوستان ایک اور نام صاف اس عنوان
 کا پیش کریں جو نہایت یکساں معلوم صاحب جو بہت لوگوں کے متبادر ہو پشاور میں اگر اس صاحب میں خلل ہو جائیگا
 اور کوئی نشان آسانی دیکھ لیجئے تو ہم سب لوگ بلا توقف شرف اسلام سے شرف ہو جائیں گے۔ انہوں
 بات کو تصدیق کرتا ہوں کہ جیسا کہ ابھی میں نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے دہرم والے صداقت کے
 ہیں طرح کے شہید نہیں کیا آپ نہ جو ذیل میں مذکور شخص مسلمانوں کے آریہ بھائی سے ویرا
 دہرم کو اگر ہن کرنے کے لیے جو رہے ہو یہ شخصین نام ان دنوں کے یہ ہیں جنہوں نے بیعت علی صداقت
 باطنی اور رشتہ رومی سے تحقیقات کامل کے آریہ دہرم کو اختیار کیا ہے۔ اگرچہ وہ تادمین کی ہیں مگر
 چند بیانیہ کے نام ہی کرتا ہوں۔ مولوی محمد عطاء اللہ صاحب مولوی عبدالصاحب مولوی غلام شاہ
 صاحب۔ قاضی نظام الدین صاحب۔ حافظ غلام مصطفیٰ صاحب۔ مولوی سید بانو گنپت صاحب
 صاحب۔ مولوی نور حسین صاحب۔ اگر خدا آپ کو توفیق دے تو اپنے مسلمان بہائیوں کی شہادت کو کافی
 سمجھو کیونکہ آخر وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔ الخ

مرزا صاحب اپنے گہرین کچھ کہہ چکے ہیں لیکن شایان شان تعلیمی ہیں۔ بالفرض حال اگر آپ
 آریہ ہندوین۔ تو کیا آپ کے بھائی رشتہ دار غیر موضع قادیان کے رہنے والے بل اسلام آریہ دہرم کو قبول
 کر لیتے کبھی نہیں ہیں اس معاملہ میں زیادہ تحریر و تبیین چاہتا ہوں مگر صرف اتنا کہنا ضروری ہے
 کہ انما لہ بود یا نہ بود بخالت نہ بود اگر نہ بود۔ مرزا صاحب اوجاے عینی سے سوائے خیالات کے
 اور کچھ غایہ نہیں ہوتا ہے جیسے اگر آپ بعد کامل تحقیقات کے آریہ ہندوین کو آریہ دہرم کی صداقت
 کا عمدہ ثبوت ہے۔ سہا ہی ایک سیرے جسے کو خدا نخواستہ مسلمان ہو جائادین اسلام کی خلاق ہادت کا
 ایک بہتر و بزرگتر ہو گا۔ چونکہ مجھ کو آریہ علی قادیان کے ممبروں سے آپ کے کرائی یا یہ کی قطعی کبھی ہے پس
 ازودہ راز و رازوں پہل بہت۔ علاوہ بران و دان کوئی ایسی چیز بھی نہیں ہے۔ صرف دو تین ممبر

نہ خیال دے رہے تھے میں یا بکا پہ پتھر فرماتا کہ خواہ وہ معتد تمام روپیہ آپ بکھو یا قوم جو اقرا نامہ پر دستخط
کر گئی اپنے اپنے حصہ طہر الدین۔ الخ

یہ حقیقت انکی خوش فہمی پر نہ تیری طبع والوں کا یہ اعتقاد و خواہش نہیں ہے۔

پس اب اتنی خلاصہ عرض کر کہ انکا یہ پتھر کتنا کچھ پانچ سا جتنے مہزون سے اقرا نامہ طغیانی کرنا کر
احمال کرین ہر حال مثال وہ جیل پر مانی مظاہر لائی معلوم ہوتی ہے۔ وہ جس طرح سے چاہیں آپ
براہ راست یا میری معرفت و فیوض پتلی کر سکتے ہیں کہ میں اس طرح نفسانی سے پاک ہوں اور نہ اپنے گلج
کا بدن کے حاصل کر سکیں کیونکہ میں ہر وقت حق نظر ہے مگر انوس کر آپ اکل پہلو تھی ہوا ہر چیز
ان پہ تو میں غور بھی کرتا ہوں کہ عوام آریہ نہیں ہوں بلکہ اناس سے ہوں۔ پس **مصر**
جو اس پر بھی بدحوہی ہو تو اس بُت سے خدا بچے۔ اگر جواب اسکا ایک ہفتہ تک دیا۔ تو بفضل مال
آپ کے دعوے کا انباروں میں طبع کیا جاوے گا۔ ۹-۱۰ اپریل ۱۳۳۸ء

نیا صندوق کھولم پر دمان آریہ طبع پشاور۔ از مقام لاہور

(۴) رد جواب۔ یسٹ پٹنٹ بیکہرام صاحب۔ بعدا جب آپ کا خط مرقومہ۔ اپریل

۱۳۳۸ء بمطابق آپ نے مجھے اسکے کہ میرے جواب پر انصاف اور صدق دل سے جو کرتے ایسے

الفاظ و راز تہذیب و ادب، پنچ خط میں بکھو میں جو میں خیال نہیں کر سکتا۔ کہ کوئی ہتھب آدی کسی سے

خط و کتابت کر کے ایسے الفاظ کہنا۔ کہ میں ہر چیز اسی پنچ خط میں تو خود رہی کی راہ سے دین اسلام

کی نسبت تو میں اور ہتھ کے کلمات تحریر کئے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے کچھ طبع کی طرح کر دہ اور نفرتی باتوں

کو پیش کیا ہے اگرچہ اس پر اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس خط میں حق میں لیکن بہر حال میں نے مناسب

سمجھا کہ آپ کی محنت اور بددعا پر باقوں پر صبر کر کے دوبارہ آپ کو اپنی نشانہ سے مطلع کروں کہ میں کہ یہ بھی خیال

گذا تھا کہ شاید آپ نے میرے پہلے خط کو غور سے نہیں پڑھا اور اشتغال طبعی مانع فکر و تدبیر ہو گیا۔

سو میں بہر حال اسی جواب کو دہرا کر تحریر کرتا ہوں۔ صاحب میں نے جو پہلے خط میں لکھا تھا اسکا

خلاصہ مطلب یہی ہے جواب میں گندار شمس کرتا ہوں یعنی بن و دون میں تمام محبت کینہ میں

سے بیٹے بہت مناسب سمجھا کہ اسات سخطہ پیسہ اگر ان مخالفین نہیب کی طرف روانہ کر دیں جو اپنی اپنی قوم کے
سرگروہ اور حریفوں میں ہمدردی پڑھایا کہ جو کہ ہر ایک قوم میں اوطاف اور امنی درجہ کے کسی جزو یا نیکو شخص
ہو کر تے ہیں اس کی بہت مناسب ہے کہ ہر خطوط مطبوعہ ان چمیدہ چمیدہ اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی طرف رہا
کئے جائیں کہ جو خاص اور قلیل الوجود آدمی ہیں پھر ساتھ ہی یہ بھی سوچا گیا کہ ایسے لوگ کہ قادیان میں
ایک برس تک ٹہرنے کے لئے بنائے جائیں تو انکی قیمتی وقت اور اعلیٰ کے لحاظ سے ۸ روپیہ ہوا ہی انکے
لئے شرط کرنا مناسب ہوگا کیونکہ یہ خیال کیا گیا کہ وہ لوگ جو بعد از چوتھے کلمات میں بندید ذکر کی
تجارت وغیرہ جو وہ معاش حاصل کرتے ہیں وہ غالباً اسی اندازہ کے قریب تریب ہوگا فرض جو ۸ روپیہ
کی رقم کی گئی وہ بظرافت زیادہ وہ وہ معاش ان اعلیٰ درجہ کے سرگروہوں کی ہوتی ہوئی تا وہ لوگ یہ خدمت پیش
نکیرین کہ قادیان میں ٹہرتے ہے ہمارا ۸ روپیہ کا ہر قسم ہوا اسی فرض سے خطوط مطبوعہ میں ہوتی
اندر چ پائا کہ اگر ۸ روپیہ ہوا ہی کسی صاحب کی حیثیت دینی سے کم ہو تو چہاں تک ممکن ہو ان کو
۸ روپیہ سے کچھ زیادہ دیا جائیگا۔ اب آپ جو تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ۸ روپیہ کہ جو اعلیٰ درجہ کے
لوگوں کے لئے بلحاظ حیثیت دینی انکے خطوط مطبوعہ میں اضافہ پائا ہو اس قدر روپیہ کی شرط
میں قادیان میں آتا ہوں ہوا آپ خود انصاف فرمائیوں کہ آپ کیونکر اس قدر روپیہ پائے کی مشا
کر سکتے ہیں۔ ان اگر آپ کی جگہ ۸ روپیہ ہوا ہی پائے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ کو کسی طور سے
غذہ نہیں ہے آپ پھر پرہیز ثابت کریں کہ میں اسی حیثیت کا آدمی ہوں۔ بلکہ ایسا ثابت نہ کر سکیں تو
پھر آپ کے لئے یہ منظور کرنا ہوں کہ جس قدر آپ لوگ کی حالت میں تنخواہ پائے ہیں وہ میں دیتی تھی جب
شرائط مذکورہ خطوط مطبوعہ آپ کو دیا گیا لیکن آپ خود انصاف فرمائیوں کہ جو تنخواہ اعلیٰ درجہ کے لوگوں
کے لئے اعلیٰ ہوا ہی اعلیٰ کے لحاظ سے اور انکے ہر قسم کے خیال سے خطوط مطبوعہ میں کبھی گئی ہے وہ
کیونکہ ان لوگوں کو دیا جائے جو اس درجہ کے آدمی نہیں ہیں۔ اور اگر ایک آدمی اعلیٰ کے لئے
۸ روپیہ ہوا ہی دنیا تجویز کر دے تو اس قدر روپیہ کہاں سے لائے آپ حکم کی تہ کو کافرین
اور جو سینے خطوط کے چھاپنے کی وقت انتہام کیا ہو اس کو خوب سچ ہیں اور میری نزدیک بہترین ہے کہ آپ

موتین اور کے لئے قادیان میں انہا میں اور بالو اور گنگو کو کہے سات لاکھ تھی کہیں چھو بہر ہی منظور ہے
 کہ دین خلیفہ اور غلام تریہ صیغہ خلیفہ جیہ نداس لاہور میں ہیں وہیہ سے ملاقات کر کے جو اس بارہ میں تھیں
 کہیں ہی تو رہا جائیہ میں اسی کی خند کرنا نہیں چاہتا نہ کوئی حیلہ بہانہ کرنا چاہتا ہوں اس قدر سیڑھے
 خاک کر پڑیں اور یہ جواب لے اپنے خلیفہ کو کہہ دیا کہ قادیان کے آئندہ لوگوں سے آپ کی کراچی ماہ کی
 قلعی پہاڑی پر پہنچا غلام بھی نصیف کے سامنے پیش کر کے لایا میں جس حالت میں قادیان کے
 بعض آریہ جو سرے پاس آمد وقت رہتے ہیں اب تک زندہ موجود ہیں اور اس عاجز کے نشان و خوارق
 کے قیام میں تو بہر معلوم کہ آپ نے کہاں سے کس کو سن لیا کہ وہ لوگ منکر ہیں۔ اگر آپ سستی کے
 طالب تو نہ سب تھا کہ آپ قادیان میں آکر میرے روبرو اور میرے ملکہ میں ان لوگوں سے دریافت
 کرتے تاجر امرتسری آپ پر وضع ہوتا۔ مگر یہ بات کفایت اور انسان سے بعید ہے کہ آپ دو بیٹھے
 قادیان کے آئین پر پرسی بہت لگا ہوا ہیں۔ ذرا آپ چین کے حالات میں میں نے انہیں آریوں کا
 نام قصہ دوم و چارم میں لکھ کر انکشاف و خوارق ہذا خاص مذکورہ میں درج کر کے لکھوں آدیوں میں
 اس واقعہ کی شامت کی جو تو بہر آگیا بتا میں دروغ بے نفع ہوں تو کہہ نہ کر لوگ اب تک خاموش
 رہتے بلکہ ضرور تھا کہ اس طرح جو کہہ کے لکھنے کی اجازت میں اصل کیفیت چھپاتے اور چھپو
 ایک دنیا میں رہا اور شرمندہ کرتے نصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ لوگ باوجود وراثت مخالفت اور باد
 کے اسی وجہ سے خاموش اور لاجواب رہو کہ جو میں نے خواہتیں ان کی نسبت لکھیں وہ حق محض تھا۔
 اور آپ پر لازم ہے کہ آپ اس فن فاسد سے غلطی حاصل کر کے لئے قادیان میں آکر اس بات کی تصدیق
 کر جائیں۔ تاہم بروغ و ہر کردار و خفس باشد جواب سے جلد تر مطلع کریں۔ والد دعا ہے۔

ماقم ہرز غلام احمد از قادیان - ۱۶ - اپریل ۱۳۵۷ھ

(۵) حد جواب - بہر بان بن مرزا غلام احمد صاحب تعلیم - اچھا خط مورخہ ۱۶ - اپریل ۱۳۵۷ھ

بہت انتظاری کے بعد ۱۶ - اپریل ۱۳۵۷ھ کو مجھے پشاور میں ٹیچر کو پشاور آریہ سانج کا چوتھا سالانہ

جلسہ ۱۳۵۷ھ ۱۶ - اپریل ۱۳۵۷ھ کو ہوا اس کے بعد کو لاہور سے ۱۰ - اپریل ۱۳۵۷ھ کی گنتی میں پشاور

۱۹۵۰ء گذشت کا طلب کے سبب زمست زمینی۔ آج عند الغرضت جواب غنایت نامہ کا تحریر و کتابت
 کرتا ہوں یہ قدر میری کہ صاف فرمائیے یہ خط کچھ ہی سینے خود سے پڑا اور تامل سے بچا اور اس قدر ہی اپنے خط
 زبرد کو حرف بکھڑا کیا مگر کوئی حرف یا کلمہ و زمانہ تہذیب و ادب اس میں نہیں دیکھا۔ نہیں معلوم
 کہ آپ نے اس خط میں قدر باتیں کہاں کہاں کی ہیں۔ لیکن اگر جواب سے معلوم ہے ہی مزاج مبارک برا فرماتے ہیں
 ہو تو تحقیق حق و باطل و تصدیق و کذب سرانہ حال ہو۔ انہوں نے اپنے خط میں ان کی تادیب و تہذیب
 پر بیان نہیں دیا۔ میرے صاف خط کو بھی یہ نہ بتاتے۔ اگر اس سے اسلامی حکم بتانا
 مراد ہو تو خط میں اس سے مراد اس میں اختلاف نہیں ہو۔ خط آپ نے اتنا محبت کی غرض سے خطوط
 اس سال کے میں اس میں نے ہی مزاج و محبت پر لکھا نہیں ہے۔ آپ کے پہلے خط مطبوعہ کا مطلب اور پھر
 خط مطبوعہ۔ اپریل ۱۹۵۰ء سے کچھ اور ہی ظاہر ہوتا تھا اور اس خط محررہ ۱۶۔ اپریل ۱۹۵۰ء سے کچھ
 اور ہی نتیجہ نکلتا ہے +

واقعا علم آپ اپنی تحریرات سے کیوں پڑ جاتے ہیں خط مطبوعہ کے برخلاف یا اس کی اندرونی تائید
 کیہ اس کی بہت باتیں آپ کے دل ہی دل میں پوشیدہ کہیں۔ اور غالباً اب بھی بہت باتیں مطلب براری
 کیہ اس کی پوشیدہ ہنگی۔ کچھ خیال نہیں ہے۔ نے باشد مخالف تو ان فعلیہ اسان باہم۔ اگر گفتا قسم
 باشد نہ تھا خط میں پیدا۔ جو نتیجہ آپ کی مختلف تحریروں سے برآمد ہو تو میں وہ کسی حائل سے نہ کیا کبھی تسلیم
 حقیقی نہیں ہیں اور نہ کوئی انہیں غرضت کی نگاہ سے دیکھ سکا +

بہاؤ الدین تبرکات صاحب میں تقریباً ۱۹۵۰ء میں آریہ علی امر کے گردہ چور گیا تھا اب وہ ان پڑس لکھی کہ بہت
 کہ آپ نے جو اس ہزار روپیہ کا خط لکھا تھا اس سے حقیقت کس حد تک معلوم ہو۔ یہ دیانت کی گئی تو کیا
 مقررہ آدمی کی زبان پر کچھ اور وقت تھا معلوم نہ کیا کہ آپ اس قدر عاید راہی نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ مقررہ
 ہیں باب اس کی تصدیق آپ کی ہی تحریر سے ہو گئی کہ اگر ہر ایک کے لئے ۱۹ روپیہ ماہواری دینا تجویز کرتے ہیں
 مدد یہ کہاں سے ہونے۔

مرا صاحب! اس سے پہلے پتہ کر قبول آپ۔ بنی مصری اس کی طرز پر اس میں خلیق کے لئے

حسوت قادیان طبع باشد کہ طرف ہی قبول پذیرا رہے ہیں۔ توس افزا سدا و حال ہستی کر یک یون فرماتے
 ہیں کہ جس طرح کنیز خنیں سے لگا کر ان کی سکر پڑ سید ہے کہ غلبہ میں ہی توکل خضر و سعادت و حیلہ جوئی بیکار
 ہو جب غلبہ پیگیری فرمائی۔ اور ولادہ بڑاں کے کئی مرتبہ نرالی۔ تو کہو لازم و لا جواب غلبہ ہی ہونا پڑیگا۔
 خدا نے وحدہ آپ ہی فرمایا۔ اور آپ ہی وحدہ پر کر کے یہ پہلو نبی فرما ہے میں جیسا کہ آپ کے خطوط سے
 ظاہر ہے پس کس طرح مانا جاوے کہ اس میں تخلف کا اسکان ہیں یہ کہ آپ کو ہی اس کا کامل تلخاں نہیں معنی
 کرنا تمام محنت کا اور شہتہارہ دنیا کہ جس روز آفتاب غریب طلوع ہو گا سلطان اما کو دیکھا آپ جیسے کی عقلندی
 کو بلکہ رہے بسبب ہی آپ کے مختلف وحدہ کے کئی آریہ بہائی آپ کے پاس تناہیں چاہتا سکر رہے کہ تحریر
 کرتا ہوں مگر کرائی در کے آریہ کیلئے پنی طبع کو حکایتان بنانا چاہتا ہوں اور اس کا سال تک آپ کی
 شاگردی اور قادیان کی حاضر باشی صدق دل سے منظور کرتا ہوں مگر اس دفعہ ہی بہ ہی طول طویل عبات
 اور طلب حیلہ حالہ کہ تو زیادہ خط و کتابت بے فائدہ ہوگی۔ زیادہ نہیے۔

واقف
 ۹۴ تہریل ۱۳۲۵ء شہادت یکم ہجرت ۱۲۸۵ھ آریہ صاحب پشاور درہ قادیان پشاور

خطِ مرزا صاحب جواب خط نمبر ۷

شفقتی شہادت یکم ہجرت ۱۲۸۵ھ صاحب بعد واجب مگر چاس ہا کرا لے آپ کے اُن خطوط کے جواب میں جن
 میں آپ نے قادیان میں ایک سال تک ٹھہرنے کی درخواست کی تھی یہ پہنچا تھا کہ چوبیس سو دویسے لینے کی شرط
 پر تھا ایسی درخواست کرنا آپ کی عزت اور حیثیت حق کے خلاف ہے لیکن چونکہ آپ بیک اس بات پر اصرار کر
 جاتے ہیں کہ میں آریہ صاحب کے گروہ میں ایک بلزرت دارا ہی ہوں اور بزرگوار اور عالی مرتبت ہونے کی وجہ
 کو تمام آریہ ہجرت میں مشہور و معروف ہوں بلکہ اپنے سنا ہے کہ آپ نے اپنے اسی حوی کو بعض ائمہ دین میں
 چھپوا کر اسکا بجا ہو جو بدنام کرنا چاہا ہو اور یہ کہہا ہے کہ جس حالت میں میں ایسا عزت دارا ہی ہوں اور پھر
 طالب حق نہ ہو کہ کوئی مجھ کو آسانی نشان کے کہلانے اور سلام کی حقیت مشاہدہ کرنے سے محروم کہہا جاتا
 ہے اور کیوں چوبیس سو دویسے دینے کی شرط ہو کہ تو قادیان میں ایک سال تک ٹھہرا کر آسانی نشان حق کے

المانے کے لئے جان و زمین دیجاتی ہو آپ پر بلاشیر کہ اپنے برا بھلا کی دروغت منظور کرنے میں
توقف کیا تو اسکی یہ وجہ تھی کہ ہم ان خطاطی میں یہ شرط وضع کر چکے ہیں کہ ہمارا مقابلہ عوام الناس سے
ہندین ہر ملک ہر قوم کے حیدر و تہجد اور صاحب عزت لوگوں سے ہے اور ہر چیز کو کشش کی نگاہ سے نہایت
بیشین ہوا کرتا ہے آپ ان مغز اور ذی تربت لوگوں میں سے ہیں جو برجستہ خلقی اپنی کے دوسرے پریشامی
خبر پانچے متقی ہیں مگر چونکہ انکا امر اپنی اس دھڑ پر غایت مدد تک پہنچ گیا ہے کہ فی الحقیقت بین الیہا
عزت و ادب اور شہادہ سے بڑی ناک جعفرار پہنچے ہیں وہ سب ہم کو مغز اور قوم میں سے ایک بزرگ اور
سرگردہ سمجھتے ہیں۔ ایسے آپ کی طرف نگاہ جاتا ہے کہ اگر آپ سچ بولتے ہیں تو ہم انکی درجہ عزت
منظور کرتے ہیں اور جہاں چاہو جس سرور و سپہ جمع کرانے کو تیار اور مستعد ہیں لیکن جیسا کہ آپ شلارہ اندر
خطوط مطبوعہ سے تجاویز کر کے اپنی پوری تسلی کر کے لئے مجھے چوبیس سو روپیہ نقد کی مدد گاہ تک
سرا میں جمع کرنا چاہتے ہیں تو اس صورت میں مجھ کو حق پہنچتا ہے کہ میں ہی آپ کے اس نذر کو گھونٹ بیٹھنے
کسی آسانی نشان کے بلا توقف قادیان میں ہی مسلمان ہو جاؤ گا آپ ہی کے اعتبار پر چھ دن تک جیسے
آپ روپیہ وصول کرنے کے بعد میں اپنی پوری تسلی کر لینگے۔ ایسا ہی میں ہی آپ کے مسلمان ہونے کے لئے
کو ایسی تدبیر کروں جس سے مجھ کو پوری اور اربعین اور کامل تسلی ہو جائے کہ آپ بھی وہ حالت اختیار فرما
اپنی ہڈی کی کھردر سے محض اربعین رہ سکیں گے سو عدالت کی بات جس میں میں ہیں اور آپ براہین
میں ہے کہ ایک طرف یہ خاکسار چوبیس سو روپیہ حسب نشانہ ہی آپ کے کسی جگہ جمع کرادے اور ایک
طرف آپ ہی اور سید روپیہ حسب نشانہ ہی اس عاجز کے ہوجہ تاوان انکار سلام کسی ہر ماہ میں
کی مدد گاہ پر رکھوا دیں تا جبکہ خدا تعالیٰ فرمے بخشے اسکے کو بہرہ و بخشش کی ایک یا دو کار سے بہترین
کسی خیریت یا ظلم نہیں بلکہ زمین کے لئے سوجتے سی درملر انصاف ہے کیونکہ جیسے آپ کو بہرہ اندیش
ہے کہ آپ بصورت مغلوب ہونے اس عاجز کے چوبیس سو روپیہ جو وصول نہیں کر سکتا +

میں نہ انقیاس مجھ ہی یہ فکر ہے کہ میں بھی بظلم ہونے پکے ہو جو مسلمان نہیں کر سکتا سو یہ نظام
حقیقت میں نہایت عہدہ کو دشمن ہے کہ ایک طرف آپ وصول روپیہ کے لئے اپنی تسلی کر لیں اور ایک

طرف میں ہوا یہاں بدست کر لین کہ وہ حالت عدم قبول سلام آپ بھی شکست کے شر سے خالی نہ بلکہ باؤ میں
 اور اگر آپ ہلام کے قبول کرنے میں صافق النیت ہوں تو آپ کو پیہ جمع کرنے میں کچھ نقصان اور اندیشہ نہیں
 کیونکہ جب آپ بصرت مغلوب ہوئے کہ سلمان ہنر جانیگو تو چکواپ کے روپیہ سے کچھ سرور کا نہیں ہوگا
 بلکہ یہ روپیہ تو صرف اس حالت میں بطور نادان آپ سے لیا جاوے گا۔ کہ جب آپ ہمہ شکنی کر کے ہلام کے قبول
 کرنے کی نگرانی نہ ہوتی ہوتی رہا دیکھیں گے یہ روپیہ بطور ضمانت آپ کی طرف جمع ہوگا۔ اور صرف ہمہ شکنی کی صورت
 میں ضبط ہوگا نہ اندر کی حالت میں مدد یہ امر کہ آپ اس قدر روپیہ کہاں سے لائیے گئے تو اسکا فیصلہ تو آپ
 ہی کے اقرار سے ہو گیا۔ جب کہ آپ نے اقرار کر لیا کہ میں بڑا عزت دار آدمی اور قوم میں مشہور و معروف
 ہوں کیونکہ جس حالت میں آپ اتنے بڑے عزت دار ہیں تو ادل بہر روپیہ آپ کے آگے کچھ چیز
 ہی نہیں۔ بلکہ اس سے بہت زیادہ آپ کے دو تھانہ میں جمع ہوگا۔ اور اگر کسی اتفاق سے آپ پر افلاس
 طاری ہے تو قوم کے لوگ ایسے فخر اور سرگرمی سے امداد دینے کے بارے میں مجاہدین کیلئے بلکہ وہ تو تھے ہی ہزار
 روپیہ آپ کے قصص پر دیکھ دینگے اور صرف آپ کی ایک زبان کے اشارہ سے روپیوں کا ڈھیر جمع ہو جائیگا خدا
 نخواستہ ایسا کیوں ہونے لگا کہ اگر یہ سچ کے دو مستند اور ذی قدرت لوگ آپ کو چند در کے لئے بطور ضمانت پیش
 دینے سے انکار کریں اور انکی دیانت داری اور امانت گزاری میں مان کو کلام ہو کہ نہ میں دیکھتا ہوں کہ انہ
 اہل انہی جیسے چوڑے چار یا سانی اپنی قوم میں کچھ ذرا سا اعتبار رکھتے ہیں وہ بھی اپنی برادری میں مستعد
 مسلم العرف ہوتے ہیں کہ قوم کے ذی قدرت لوگ کسی مشکل کے وقت صدقہ روپیہ سے بطور قرضہ
 وغیرہ اعلیٰ مدد کرتے ہیں تو آپ تو قبول آپ کے بڑے ذی عزت آدمی ہیں جن کی عزت ساری اور بڑی ہوں میں
 تسلیم و قبول کی گئی ہے۔ اسکا اسکے یہ روپیہ صرف کچھ مدت کے لئے امانت کے طور پر آپ کے ہاتھ میں
 دینگے یہ نہیں کہ وہ روپیہ آپ کی ملک کلام کے قصہ کو تاہم یہ کہ ہم یہ خط جبری کر کے آپ کی عزت
 میں مبتلا ہوئے۔ اور اگر جس دن تک آپ نے جلا جواب نہ دیا تو یوں میں اگر ایک سال تک ٹہرنے
 کے لئے بات نہ ٹھہرائی اور ان شرابہ کو جس اضعاف امدادی پستی پر مبنی میں قبول نہ کیا تو پھر بعد گزرنے
 میں روز کے یہ حال کن رہے کسی آج چند اخباروں میں شائع کر کے لوگوں پر ثابت کیا جاوے گا

کہ ایک سال تک قادیان میں ٹہرنے کے لئے مجھے دریافت کرنا ضروری تھا کہ وہاں پہنچنا آپ کی نیت صاف و درست تھی یا نہ تھی؟ اسی حقیقت پر توجہ دیتے ہوئے آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اب ہم اس خط کو ختم کر لیں اور مدت مقررہ تک ہر روز آپ کے جواب کے منتظر رہیں گے۔ والسلام علی من تبع الہدے +

از قادیان ضلع گورداسپور۔ سرخسہ، ۱۷ جولائی ۱۳۳۷ء، خاکسار غلام احمد

(۷)۔ بچو! خط مرزا صاحب (محررہ - ۱۷ جولائی ۱۳۳۷ء)

مشفق جناب مرزا صاحب بعد از حق ملاقات بہت بڑے خط و رسد ۱۷ جولائی ۱۳۳۷ء کے لکھا جاتا ہے کہ میرے اور آپ کے خط و کتابت کے سلسلے کی شاید فقط آپ کا وہ اشتہار ہی جو اپنے طبع مرقعہ لائی پور سے بتایا، طبع اگر کار شائع کیا تھا اور جس میں آپ نے نہایت صاف الفاظ میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ جناب اللہ آپ کو یہ تکمیل پہنچا کر سب غیر مذہب والوں کو دین اسلام کی دعوت کریں اور جو کوئی شخص آپ کے پاس ایک سال تک قادیان میں رہے اور نشان گمانی و عوامی مآلات و صلوات جن پر سلام شاہد نہ کرے اور تسلی نہ پا کر سامان نہ بھجوا دی تو آپ مبلغ ۱۰۰ روپے اس کے حساب سے کل اسیلے دو ہزار روپے بابت سالانہ کے شخص کو ہر ماہ دیا جائے گا یہ سب کے سب حق و عدالت کے ساتھ آپ کی خدمت میں اتجا کی تھی کہ میں ایک سال تک آپ کی خدمت میں رہ کر لکھا دھون بٹھریکے آپ زیر خود وہ امانت سرکاری خزانہ میں داخل کر دیں۔ اب اس ۱۷ جولائی ۱۳۳۷ء کے خط میں آپ ایک نئی عہد پیش کر رہے ہیں یعنی یہ کہ دو ہزار روپے میں رہی بالقابل آپ کے امانت داخل کر دیں تا کہ اگر آپ کے نشان گمانی یا معجزہ شاہدہ کر کے اور تسلی کر دیں اسلام قبول کر دیں تو اس چوبیس سو روپے کے جو میں داخل کر دینا آپ متفق ہو دیں۔ صاحب نے اپنے ہمہ پیشہ و پرکھون قایم نہ رہے اور کہ اسے آپ نے عہدہ انصاف سے کنارہ کیا کیا ویندا دین یا راست باز دین کے یہی کام ہوتے ہیں؟ اور نہ یادہ لطف یہ ہے کہ اگر آپ اس طرف تعلق کر نہایت عمدہ اور تحسن فرماتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ العارین بسبب انصاف پہنچ کر آپ پہنچے اس بات کا اختیار دین کہ جواب لے کر اٹھ جائے یا نہ تھا وہ بوجہ ذیل داخل ہوا (۱) اس ۱۷ جولائی ۱۳۳۷ء

کے خطہ میں آپ ۱۰۰۰۰ روپیہ رقم بھی بالمقابل مانت میں داخل کر لیا تھا۔ یہ سن ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے۔
نشان آسمانی کے اسلام سے انکار کیا جاوے تو نذرانات دہشتہ رقم آپ کے درمیان حلال کر دیا۔
بالمقابل روپیہ مثال کرنا شرط نہیں۔ اب بظاہر اس کے بچتے ہیں اسلئے پہلا اثہ تھا قایم نہ (۲) جبکہ
آپ جو چہ خواہے نہ یہ اثہ تھا اس کے مثال کیا تو آپ کا یقین نہایت مضبوط ہونا چاہیے تھا کہ مزد و مخیر وہ کیا ہوگا
اور تاثیر کی تیرہ ہفت ہوگی، اوشاہدہ کنندہ بھی ضرور اسلام قبول کر گیا کیونکہ جوہر کے اسخوی سے عاجز
کرنے کے ہیں۔ اگر کسی کو عاجز نہیں کیا تو وہ بجا نہیں ہو سکتا۔ اسلئے آپ کو اپنے عہدے پر بند ہی شک پیدا
ہو گیا کہ میں آپ کے جوہر سے عاجز نہیں ہو سکتا اور اسلام قبول نہیں کروں گا۔ اسلئے عرض آپ نے روپیہ دہشتہ
میرے کے لینے کی تنہا کی ہے۔ دہشتہ گورنار ہمدادہ ہاید سائید۔ آپ کے اس ہمدادہ ہاید سائید کے خط
میں جو آپ نے نئی محبت اٹھائی ہے میں نے اس کے واسطے بھی حاضر ہوں جس وقت آپ چاہیں اسلئے
روپیہ میں داخل کر سکتا ہوں مگر جو کہ آپ کے متعلق پر شک ہو۔ اسلئے اس امر کی یہ صراحت ہونی چاہیے
کہ نشان نشان آسمانی آپ کو ہمدادہ دیئے۔ آسمانی نشان میں یعنی سترج۔ چاند ستارے ہیں یہیں ہمدادہ
ان قد بتی نشان مات کے آپ کوئی ذیل کا آسمانی نشان ہمدادہ میں یعنی دوسرا آفتاب جسکا طلوع غروب سے
اور غروب خرق کہ ہو۔ یا شفق لہر کا سحر ہمدادہ ہمدادہ میں ہو اور ہمدادہ کے نزدیک غیر مسلم اور آپ کے
خیال میں فرق ہو۔ پس اگر کسی کو ہمدادہ کے دہشتہ ہمدادہ میں یعنی پورناشی کی رات کو بظاہر حادث
موجودہ چاند کے دو ٹکڑے ہمدادہ میں۔ دوسرا چاند کامل ناموس کی رات کو ہمدادہ کی پورناشی کو ہمدادہ ہمدادہ
ان میں سے کل کر یا جس ایک کو آپ ہمدادہ سکین۔ ہمدادہ اور وقت ہمدادہ کے ہمدادہ نے کو ہی آپ ہمدادہ
کرین اگر وہ عام میں شہر کر لیا جائے۔ اور میں سمجھو ہمدادہ میں ہمدادہ میں ہمدادہ کے سینے دنیا کو ایک نشان
دہشتہ دیا یا اگر آپ ہی آپ نے اس خط کا جواب نہادہ الفاضلین بوجہ تازی کے دیا۔ تو تو کو کیا
جائے گا کہ یہ بوجہ نہادہ الفاضلین ہمدادہ ہمدادہ ہے جو ہمدادہ کا آدمی ہمدادہ ہمدادہ ہمدادہ ہمدادہ کے
خط ہمدادہ ہمدادہ ہمدادہ۔ اور جو کو آپ نے اس ہمدادہ کے خط میں جو ہمدادہ ہمدادہ کی ہے وہ ہمدادہ ہمدادہ
گئی ہوئی ہے کہ اس کی میں پورا ہمدادہ کرتا ہوں ہمدادہ ہمدادہ کی ہے ذیل میں ہمدادہ ہمدادہ میں

آپ کے اور عادی ہیں اور اسکا باعث بھی وہی ہو جو عام آدمی سمجھ سکتے ہیں۔ اب میں اس ضمن کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ رست کا پرکاش اور رست کا ناس ہو۔ جواب اسکا ایک ہفتہ تک آنا چاہیو ورنہ بعد اعلان شاعت کی جا دیگی۔ ۲۰ جولائی ۱۸۸۵ء

الترسم۔ ثناء سندیکہ۔ رام انڈیا پبلشرز

یادداشت

(۸) جو خط مرزا صاحب کا (جو خط غنیمت) آیا تھا وہ مطبع انشایہ پنجاب لاہور سے پیش ہو گیا ہے۔ انتشار کی وجہ سے یہ خط غلطی سے پہنچا تھا کہ ہم پہلے شرط نہیں کر سکتے اور نہ مطلوبہ نشانات تباہ کر دیے ہیں بلکہ جو معلوم نہیں کہ کیا کچھ نہ ظاہر ہو گا یا نہ ہو گا غرضیکہ اس ہائے ناگہانی (دوسرے کلمات) سے پلہ چڑھنا چاہا بہت سادہ اس خط کا جواب میں ہی موجود ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمادیں۔ (مصنف)

(۹) جو خط مرزا صاحب قلمہ ۳ جولائی ۱۸۸۵ء

مشفق مرزا غلام محمد صاحب۔ جو خط مرزا قلمہ ۳ جولائی ۱۸۸۵ء آپ کے عذرات اور بتقابلہ ہر ایک ضرر کے نزدیک مل بکھتا ہوں۔ عذر اقل پہلے ہوتا میں اس لئے۔ دیکھو کہ وعدہ مرزا وہ ہے مگر شکی جمع کر دینے کی شرط نہیں کی تھی چونکہ آپ نے میرے وعدہ کو نہیں سمجھا اور یہ نہایت ضرر لگائی کہ زبردستی کسی بنک سرکاری میں جمع کر دیا جائے۔ اس صورت میں میرے لئے بھی برخلاف اس ہوتا ہمارے استحقاق پیدا ہو گیا کہ اس لئے میرا مقابلہ چنگی امانت رکھا ہوں۔ تروید و فقہ۔ آپ کو وجہ تھا کہ پہلے بھی ہوتا ہمارے میں صاف لفظوں میں شرط باندھ کر بطور قمار بازان کے اس لئے وہ دو بددعا کیا جا دیں گے تاکہ شرط کی ترتیب و نسخہ نہ کرنی پڑتی۔ پس یہ سراسر ہول آپ کی ہے۔ ورنہ اگر صاف طور پر لکھا ہوتا تو کئی حائل کا آدمی بھی ایسی قمار بازی کا جواب تک نہ دیتا۔ چہ جائیکہ مافوق سخیف کر گواہ

کہ آپ سے خط و کتابت کرتا مگر انوس کہ آپ بجا و خیالات اُٹھانے اپنی پہول کے محبت کرتے ہیں۔

دفعہ ۴۲۔ آپ کے وعدہ پر اعتبار نہ کرنے کا یہ سبب ہو کہ اگرچہ مجھ کو ضرور نہیں تھا کہ آپ کی حیثیت کی قطعی کہلی جادو گر آپ کی جیالاف و گداف و بیہ بنیاد و عادی نے جسور کر دیا کہ مجھ کی ہستی طاقت کا صنف بیان کر میں کہ آپ ذکر کوئی اچھا نہ جاگیر دار نہ پشن خوار نہ تجار نہ حرفت کار نہ کاخانہ دار نہ زمیندار نہ صاحب جاہ و اعلائے ہیں۔ ان موضع قادیان جو ایک گانہ ہے اُسکی ملکیت زمینداری کے بہت حصہ داران میں سے ایک حصہ دار ہیں۔ تو یہی حیثیت عام لوگوں کی ہوتی ہے حیثیت تو یہہ اولاف و گداف پہر کہ ٹہرہ نزار دوسرے چالیس خطوط بطور ہشتہار نام اکثر مفرزان و بیان و علما و فضلا جاری کر دیے۔ کہ جو کرسی شخص ایک سال تک موضع قادیان میں رہ کر کوئی اسمانی نشان شاہدہ ذکر و حساب یا راہ ہوارا مسافر بیت النہام کے پاؤں لگا اسکا حساب لگا پایا کہ تو قریب دو کروڑ روپیہ کے ہوتا ہے۔ اسے خرافات یہ کہ اپنی کتاب پر میں احمدی کے سرورق پر انچوہم بابا کے القاب میں رئیس اعظم قادیان داخل قبال ہو کہہ دیا۔ بزرگواران طرہ یہ کہ جو کوئی اسکا روکھ لیکھا دس ہزار روپیہ انعام پاؤں لگا۔ خیال کرنا چاہئے کہ اس قدر مالک وسیع سے سود و رخصت اس شخص سے کیا ہوگا نہ تو کہہ مارو پیہ چاہئے۔ دفعہ ۴۳۔ جبکہ آپ ایک ایسے گنج قارون کے مالک ہیں تو اپنی کتاب کی اشاعت کیڑے ہندوان اور مسلمانان سے بھی کہہ کیوں مانگتے ہیں۔ اور طرہ تربہ ہے کہ باوجود دیو زہ گری پلنخ سالہ کے انطباع کتاب کا بیخ ہی ہم نہ پہونچ سکے۔ دفعہ ۴۴۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ نے اسلاف نئی سے ایک ذریعہ معاش کا پیدا کر لیا جیسا کہ پنجابی کی مثال پر کردہ ملی کہاٹے شکر سے دنیا کہاٹے کمرے۔ نظریات مذکورہ جریر ہی طرف سے دھڑست پیشگی زیر مہودہ کی پہلی تو کہہ بجا نہیں ہوا اور نہ کوئی نصف فی سچا کہہ سکا۔ دفعہ ۴۵۔ اچھا یہ کہ اس خط تھا کہ کتب سبغی شریط کے آپ کے پاس ایک گانہ زمین و میان و بقعان و بھوان کے ایک سال تک قید بے ریخ رہنا کوئی اتنی قبول نہ کرے گا تو بصورت خاموشی مترضمان کے اچھا دعوے بطور لگاری یکطرفہ نہایت ہر خیال ہوگا مگر جبکہ آپ کے ابطال دعوے پر بندہ ہتادہ ہو گیا اور جو ہر شرط صدر زمرہ و چنگی کمات رکھنا چاہا کہ تو آپ نے بظراف ہشتہار کے ایک بنا خیال اختراع کیا۔ جسے ہمہ سچی بالقابل اعلائے۔

لکھا۔ بندہ نے اپنے ارادہ پر ثابت قدمی کر کے اسی حیلہ جدید کی راہ سے ہی آپ کو بہاگ جانے کی اُمت غنی
 بیٹے اے رستمج کرانا منظور کیا پس جبکہ زبردست طریق میں ہوساوی معیج پہنکا تو شرط یہی مقبول ہوساوی
 طریق ہونی واجب ہوئیں نظر برآں آپ کے اس عوسے پر کہ نشان آسانی عوارق عادات شاہدہ کرانیکے
 میری طرف سے نہایت مناسب یہ حال پیش ہوا کہ آسانی نشان تہذیبی قسم کے موجودہ شہر میں۔
 سترج چاند ستاروں کی نسبت فرق عادات یعنی خلاف قانون قدرت کوئی معجزہ شاہدہ
 کرانیکو ابھرنے والی کوئی وقت بخیر ذکر کے مستبر کچھو۔ اس کے جواب میں جو عذرات آپ نے لکھے ہیں بقا بلکہ
 عذر کے تردید رکھتا ہوں معذرا دل اخیر آپ اسی قسم کے نشان کو قبول کرتے ہیں کہ نشان
 انقلاب رہا تھا کہ تغیر متبادل وغیرہ پختل ہو تر وید حضرت آپ نے اشتہار میں صاف
 الفاظ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی صحبت میں ایک سال تک رہ کر آسانی نشان کو چشم خود دیکھو
 کر لیں۔ نرا گرا چاند سترج ستارے موجودہ نشان میں فرق عادات نہیں دکھائی گئے۔ یا علامہ انکو دھرا
 سترج یا دہتر چاند یا عادیہ عجز شتی اقر نہیں دکھائی گئے۔ ترہہ آسانی نشان پختی عار دیکھا آسان سے
 اپنے چہرے دعوے پر خاک و ہول برسا دینگے۔ عذر دوم۔ نہایت صاحب ہما کام یہ بزرگ نہیں کہ ہم
 جس طور سے کوئی شخص زمین و آسمان میں انقلاب پیدا کرنا چاہے اُس طور سے انقلاب کر کے کہاؤں
 تر وید دفعہ ۱۰۔ جبکہ آپ اس قسم کے لائق نہیں تو شاہدہ نشان آسانی کا چھوٹا دھوکے کیون
 کہہ۔ ماماچہ انار کے کنہ قائل کہ با زائید پشمانی۔ آپ نے نبھا ہنگا کہ مطیع آپ عقل سے کام نہیں لے
 سکتے سب کا ایسا ہی حال ہوگا۔ اور کوئی نہ پرہیزگا دفعہ ۱۱۔ جبکہ آپ نے آسانی نشان کا
 شاہدہ کرنا لکھا تو اپنی پرجوش کی گئی وہی نشان لگے گئے۔ اگر زمین کے نشان یا ربو منا صریح
 یا سوا لید نشان سکی قسم کی چیز فرق عادات کا دعویٰ ہوتا تو اسی پرجوش ہونی اور اسکے مطابق
 سوال کیا جاتا۔ اگر زمین و آسمان کا انقلاب آپ انکسین بہتر ہے تو آسان الفاظ کیونکہ اچھا تھا پس ہے
 صریح آدمی را کند بغیر غ و گولے برادر تو ہرگز صریح۔ اگر انقون کے ادعاے بے معنی سے سوائے
 پشمانی کے اور کیا قتل گشتے ہیں عذر سوم۔ ہم صرف بندہ ماسوچین ہیں کچھ معلوم نہیں کہ

خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان ظاہر کیا تو یہ دفعہ ۱۔ اس حکم کو کہ ہم حرف بندہ مامور ہیں اور زیادہ
آپ کے شہنشاہ کی طرف سے مدیم کے حضور سے صاف ظاہر ہو کر آپ پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور حضرت عیسیٰ
کا نام ہلکے ہو کر ان کے برابر اُٹھ گیا ہے۔ اس کو زیادہ دعویٰ نبوت کی کیا ضرورت تھی چاہے جس پر
بیجا ہو گا اگر حضرت عیسا و سلام سے اور دعویٰ کریں یعنی خاص عالم اسلام اپنے پیشکش ہے کہ حضرت
صالح پنا فتم السلام میں میں اس پر جو دیا پر بغیر شرعی کا فتوے کیون نہیں لگائے کیونکہ غرض غالی
مخت فرائض ہیں۔ اور اگر کہ بیسی لکھا دئے ہیں۔ اور اگر ولادت قرآن شریف و احاطت ہاکم جوی ہے
تو یہ خود تائید قرآن شریف فی نفسہ اپنی صلت میں مکمل نہیں ہے چنانچہ یہ خلاف شرع ہے۔ اور کہیں
قادیان میں الہام تالی اور نے کا اشارہ پایا جاتا ہے پس یہ مدد گناہ ہتر گناہ ہے۔ ذرا غرض فی اختصار
تو یہ دفعہ ۲۔ یہ مدد کہ ہو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان ظاہر کیا نہایت بیجا ہے جبکہ آپ
خاص اور ہم کام پر مامور ہے ہیں تو اس کام کے سلب مراد سے آگاہی کیون نہیں اور جب معلوم نہیں کہ اس کام کو
نشان ظاہر ہو گا تو بعد ازاں اپنی نشان طاعت کا حصہ زبانی کیوں کہ خدا صرف نشان کا لفظ کافی تھا۔
جبکہ آپ کے الہام کی بسمل تہی خط ہو کر آگے کیا کام کرینگے۔ آپ کو وہب تھا کہ ہی آسانی سے جو آپ کے
پاس قادیان میں داخل ہوتی ہر نشان طاعتی کا صحیح صحیح تہ معلوم کہ شہنشاہین کہہ دیتے۔ یا انہما وافی
اے ترین درجہ نبوت پور کرنا خدا سے ہر ان کام نہیں ہو سکتا بلکہ اور سے خدا قالے کہ کسی اور کام پر
خدا چھپا رہا ہے ہر جہت سے اور جہت میں کہ نشان طاعتی سے کا نام ہر انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔
تو یہ دفعہ ۳۔ یہی نشان لگے تھے جو طاقت انسانی سے بالاتر ہیں اور نہیں لگے مگر اس سے ہی آپ
گر نہ لگے کہ انقلاب میں تمام نہیں ہو سکتا ہے۔ مثال اس تہ کے مدد دوم کی تو یہ دفعہ ۴۔ یہی
مطلوبہ کرنی چاہئے۔ خدا پر حتم ہمارا دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ ہر دایا نشان دکھایا گیا جس کے
مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں۔ تو یہ مدد بآپ اپنے دعویٰ کا نصف حصہ ہو کر دیا کہ نشان طاعتی
صرف ایک جہد نشان کا باقی رکھا اور وہ درمختص فیض لفظ نشان ہی ہے نشان و عدم کرنا۔ کیونکہ
آپ کو معلوم ہی نہیں ہے کہ کیا اور کیا ہو گا پس آپ کا دعویٰ ٹوٹ گیا۔ مگر تو خدا خدا کر کے

عذر کششم لفظ ثانی کر اپنی صلاح میں مجرور قرار دیکر بہت تعریف لکھتے ہو کہ اسکے مقابلہ سے انسانی
 طاقتیں عاجز ہیں تو واقعی یہ بھی مجرور کے درجہ میں کہ شاید میں خود عاجز ہو کر شاہدہ کرانے والے پر ایمان
 لادیں۔ اور وہ نہ کہ کٹھن ہوتے بلکہ نیک لہذا اللہ اس سے ہونا چاہی تو روید۔ باوجود اپنے سنجہ بالا اور اس کے معلوم
 کہ یہ مذکور ہیں پیش کرنے ہو گا کچھ مجرورہ پراشات یا نفی کی زد میں ہے جسے لئے صفحہ ان تہو اور طین مجرورہ تہو یہاں کے
 مذہب کے ایک ہونے قرار دینے چاہئیں مگر ظاہر ہے کہ یہ کوئی مقصد یا کوئی امر مہول الکلیفیت اور ہل پیش ہو گا
 جس کے واسطے ضرورت نصفان کی ہو کرتی ہو اور وہ نصفان ہی تہو دتا یا کی چلا ہے میں کیونکہ نسبت الی بشریت
 سے بعید ہے پس اگر اچھا پیچہ ہی ایسا ہی مہول الکلیفیت ہو گا۔ تو اپنے گاؤں کے سید بادی چرانیہ اور ان
 کو بتلایا کریں۔ تہو کی لاف زنی کے مجرورہ کو دیکر غاموش رہنا بہتر سمجھتے ہیں۔ میں باز آیا محبت سے
 اٹھالو ہا ندان اپنا سگر آخری پناہ فرض دوستانہ اور کراچی رہب جانتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ کچھ مذہب جو
 خدا کی طرف سے عالمگیر ہے اور جسکی مصلحت کی شفا میں ہمیشہ آفتاب کی طرح جہان کو روشن کر رہی ہیں
 وہ آریہ دھرم ہے اور وہ کتاب الہی جو باطل مکمل و فاضل و مقبول ہے اور جس کے احکام ہمیشہ رد و تبطل و
 تنسیخ و ناکالیت کی پاک و تبراہن اور جو اپنی مصلحت پر ہمیشہ جوہر دینے چاہا بگاڑ ثبوت رکھتی ہیں
 اول حدیث دوم قدس تہو مصلحت چہا دم کالیت وہ وید مقدس ہیں۔ پر ہم اتنا پارہم ہے
 بلا سادش و شفاعت غیر کے ملانے والا لگان یا عرفان وید مقدس کے سوا کہیں نہیں پس بخیاں
 نیک نیتی کے عوت کیجاتی ہے کہ طرح اور کئی ملانے و فاضلا و دین ٹھنڈی اچھی طرح سوچ بھر کر وید مقدس پر
 ایمان لائے ہیں تاکہ وہی اگر ملانے مستقیم پر چلنے کی دلی تہا ہے تو صدق دل ہو آپ دھرم کو قبول کر و اس
 کو مقصد نفسانی سے پاک کر۔ اگر تربت پہنچنے اس اطلاع کے توجہ نہ کر گئے تو خدا کا مواخذہ آپ پر ہو گیا اور
 حقیقی سرور اور مصلحت کے نور سے ابلا باؤ تک ہنوز دور رہے گا اور جس قسم کی تسلی رہی وہی یا دینی
 آپ کہ چاہیں بندہ حاضر و مستعد ہو اور کئی آریہ بزرگان ہی جتنے کام مصلحت کا احاطہ اور جہالت کا ہندام
 ہے حاضر و جہاں خدا آپ کو مصلحت حقیقی کے پیش سے (جو وید مقدس ہے) سیراب کرے نہ نصیحت
 بجائے خود کر دیم + رد گارے دین بسہر دیم + گر نیا پد بگوش غیبت کسٹ

بدرسان بلوغ باشد و بس

راق
لیکھ رام از آریہ سماج اترہ تجرہ اگست ۱۸۷۸ء

یادداشت

اس آخری خط کا جواب جب عرصہ تین ماہ تک کوئی نہ کیا تو پہنچنے تک پوسٹ کارڈ
بھریا دہائی کے احوال کیا، کچھ جواب میں رزبی کا لفظ آیا کہ قادیان کوئی حد تو نہیں ہے۔
آن کر کے ملاقات کر جاؤ۔ امید ہے کہ یہاں پر ابھی لٹنے سے شہ پلٹے ہو جائیگی۔

غور طلب

یہ خطوطات ملاحظہ فرما کر مرزا صاحب کے الہامی و عموون و خواتین
چادرات و بیخوات فیوت و شریہ انعامات و دولتندی و جاگیر نامی
وزبان و رازی و خیل سازی و لغات و اشتہاریات کی نسبت اسے
لکھانے اور نتیجہ بخانے کے تصفیہ کو ہم کندیب براہین احمدیہ کی منہ دار
پر چھوڑتے ہیں ۛ

تہ تک ہر پہلو تھی اور جیلہ حال کرنے کے نہ دیا بلکہ منشی ملا درال نے اپنی ولی جوش و بہان تک بھی کہا کہ ایسی کراست کا میں خواہتا ہوں مہن جہاں کے نزدیک ممکن اور اتفاقیت کے خلاف میں چاہتا ہوں اور ملازمت کا میں آپ خواہیگی اور اگر اسے اور خرق عادت کا شاہدہ کرا دین جہاں قنات نسائی اور علوم کی صائی سرما ہر ہو شاہدہ کے میں آپ کی خواہش تھا کہ پورا کر دوں گا۔ مہم شہرت کی حالت میں ہم صریحاً نہ کے خواہان بھی نہیں ہوتے۔ یہیں معلوم کرا جو اس قدر مضبوط و عادی مخزن کے کس طرح تحقیق نہیں کی گاتے اور کیوں کر جس میں سرور پیدا دینے کا دعویٰ کیا تھا۔

دوم میں شام لال کو دروزرا ظلام عد نے رزنا چھڑا لیس الہامات کا کہا ہو اس کی غریب وقت ملازمت رزنا صاحب کے تقریباً سال کی تھی مگر وہ پرے درجہ کا تے تیز اور بے کچھ اور سادہ لوح تھا بلکہ اس وقت ہی سر بہ شکل و شمار کر سکتا ہے۔ اگر کسی طالب حق باطل تیز کر نیز میں تحقیق الہامات وغیرہ قادیان آئینہ اتفاق ہو تو انکو ایسی کرا دین کو چشم خود دیکھنا چاہیگا کہ اصلیت تحقیق الہامات ظاہر ہو جائے۔

سوم۔ واقعہ ۱۰ گشت ۱۰۰ کو اکثر اہل مہنہ وغیرہ محقق سکنا کے قادیان ترقی ہو کر رزنا صاحب کے پاس گواہ یہ کہا کہ آپ نے جو اپنی کو تمام ملک میں صاحب الہام و خوارق عادت و کرات شہرہ کیا ہے۔ ہر باطل یقین نہیں مگر سرچھوٹے بھتیجیوں میں اگر آپ کوئی خود میں سچو ہیں تو ہر کچھ بھی تحقیق کرا دیں۔ ہر رزنا صاحب نے صاف جواب دیا مگر اپنی جھوٹ کے بچانے کے واسطے صرف عید سازی میں وقت تلف نہ فرمایا کیا اور کہا کہ آپ بہت اہل تحقیق متفق ہو کر ہمیں روپیہ نقد جمع کروا دے بغیر ہم ہی کرنے میں۔ اگر عرصہ ایک سال میں ہمارے بیس الہامات و ایک الہام بھی پیا یہ صلت ہو چکا تو جاری محبت قائم ہو جائے گی اور ہم روپیہ لینے کے مستحق بنینگے۔ اس کے جواب میں اہل تحقیق نے کہا کہ ایسی ٹیڑھی و رمالی بھی بتا سکتی ہیں اور ہر دوس میں دھوا پڑے ہی ہو جائے کہ میں کیا وہ ہی الہامی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ خواہ مینا دو سال مقرر کر لیں مگر حقیقت آپ کو الہام ہوا کریں وہ سب کے سب پورے کرا کہ لائیں۔ اس جواب بزرگوں اور اہل علم کو کوٹھڑی لگی اور یہ ہر ۱۰ اسفعل جواب دیا کہ طالب حق کرا چاہئے کہ شاہدہ الہام باقی میں چون دہراند کہ جب اہل تحقیق نے تشہیرت کی اور کہا کہ خواہ آپ ایک ہی نشان آسمانی شاہدہ کرا دیں مگر بوقت حد و رالہام مینا دے مقرر کر دیں

کشف تاریخ یہ الہام فہرہ فہرہ چھوٹا سلیم صاحب نے یہ سچی دانا دانا لکھا کہ ایسا ہی دانا دانا حال ہی ملک مجمع عام میں اکثر
الہامات سے (جس کے گواہ حافظ سلطان محمد صاحب المام سجدہ حق و لوگ سوجوہ میں ہمارے فہرہ انشا البکاشین تھا)
صاف منکر ہو گئے کہ بکھو یہ الہامات ہرے ہی نہیں -

چہارم۔ ابتدائی ادا کی توقع پر ایک اور شہتہا بھاری کیا جریں جسے دس آدمی ہندو حسب منشا و خود جرمین حق کو رزوا صاحب کی خاطر داری اور لحاظ کیلئے قسمی خلاف کہد پرین محققین الہامات قرار دیکر ایک مضمون خود طیار کر کے اُن سب کی العبادت کر لئی ہیں اور یہ بتا کر کیا ہے کہ ان مضمون نے خوف خدا اور جوش ملی خیال عقیق سے میرے پاس تحقیق اور تائید الہامات کے لئے درخواست کی اور میں نے ہی ہنظر فہام عام اٹھا کہنا منظور کیا اور قرار پایا ہے کہ بعد شاہدہ الہامات و حق ماوات کے تبدیل مذہب کی کسی کو قید نہیں مگر شرط ثبات الہام صلاقت الہام کا اقرار کریں اسلئے یہ چہارہ و کلچر اچھی خاص و عام شہتہ کرنا جاتا ہے۔

پنجم۔ اہل نصیرت و صاحبان تہذیب و ذوق و ذکاوت و خیال کرین کہ ازل تو فیض و شہادت و صفات
صاحب خورشید و شایہ کی کینہ نگار سب معادین میں سرسبز و طاقات ایسی صفوں سازی کی نہیں کہ ہم یہ
جانتے نہیں کہ الہام کی کیا حقیقت ہو کیونکہ ان میں سے صرف ایک دیکھی گئی نہ میں قاعدہ ابتدا ہی
شاید پڑتا ہوا ورنہ باقی عمدتاً ناخواندہ میں ملادہ اسکے پہرے رب مرزا صاحب کے دست نگار و شامی میں ان
انہیں ہی جو کس خیال و علم صاحب کے جس کی کو توفیق الہی شامل حال اور طرف مانتے و نگاہ پرست راست رست
بیان کرے اور شخص مانتے اندیش اور خدا ترس تصور و چکا بکواس نام کی پیشگوئی کا فخر و بھنا چاہئے اور جو
طالب حق و صاحب عقل بیان قادیان میں اگر ان بنامی اور نادانانہ و غلط گواہوں کو دیکھے گا افسوس و حیرت
کی کاستانی و دست بیانی سن و چون ظاہر ہو جائیگی کہ اس کا رسانی سے صنف صاحب کو کتنے شیریں
دریغ و غم نے خبر دیا کیا کہ اس بنامی کا رد و الی سے خود عقل و عاید ہو گیا اور کئی طبع کے شکوک و شبہات
پیدا ہو جائیگی کہ نام ہی کہ اہل تحقیق و اہل علم سے ہی ایک خند و خیر آدمی معادہ میں شامل کیا جائے مگر
مرزا صاحب نے کسی زبانی کیونکہ وہ مرزا جاتی میں کہ سن و دم کہ سن و دم میرے پاس مشاہدہ فی علی و معادان
اس نگرے سے معادین میں مس قدس و ذکرش کی جو کچھ فیض النظر و حسیب و ہی و دسا معادہ و ذوق

کفریب آدمین سے ہی پس پائی تک نہیں چڑھا اور کسی ایک بیہودہ نمونہ کو غریب بھڑک بیکر چند مڑکی
ٹنڈی تک اڑا لیا یہی وجہ یہاں تک کہ طوائفین کمال ہی جسکو قلعی حرام کہتے ہیں بڑی اچھری کی رشاعت
اور زمین حلال بلویبے تصور ہوا ہی۔ خدا معلوم کہ اس تعصب کا رد والی کی ادا دین رو پیہ دینے سے
کس طرح کا ثواب ہو گا +

ششم اہل اسلام و اہل ہندو سکنا و قادیان قرب و جوار تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ جتنے آج تک کبھی
شاہدہ الہام و غیرہ کا نہیں کیا اور کبھی کسی الہام کا پایہ اثبات پہنچنا یا ایک کھاپی دور گردان مندرجہ
کتاب ہی تک ذیبات الہامات کی بیان کرتے ہیں؟ اگر انکا بھی لین دین انکی حامی شامت کا ذمہ ناسج ہے۔
ہفتہم سیکنی درونی و غریب و نڈل و دروغ کا دعویٰ ہی ملزم خلاف ہو اگر سیکنی ہوتی تو
اس برادر رو پیہ و املا کی غلطی نہ ہوتی اور غریب ہوتی تو غریب نہ ہوتی اور غریب کے
و اطوار کم نہا کہ تیسرے مکان غیروقتات کا رو پیہ ضائع نہ کرتے اور چہ بارہ سے باہر ٹھکانا مصلح خلق پر مستعد
ہوتے۔ نڈل و دروغ کا یہ حال ہے کہ اکثر سائلوں کو جبرے بخلا جاتا ہے۔

اسلئے بہ نیت غیر اندیشی غیروقتات بہرہ بہتہا عام شہر کیا جاتا ہے کہ رنگ مطلع ہو کہ ہر کسٹن پچی
اور جو اس پر زیادہ شوق رکھیں انکو لازم ہی کہ بغیر تحقیق و انصاف آزادیوں کی ذکر
و سلطان کین جلوہ بر محبوب و منبر سیکند + چون غیبت می رونماں کا دیگرے کشند
عجب پیدا ہو جو صاحب ولایت + زمین اثبات کی دیتے روایت + جو علم بکے دنیا لوٹ کھائے +
کرامت ایک ہرگز نہ کھائے + جسے تحقیق حق کی جستجو ہو + مخالف بی یقین کہتے ہیں اسکو +
ہیں مندرجہ تصدیق نہیں کام فقط چاہتے ہیں ہم تحقیق الہام

المشہد

مذاہم الدین رئیس قادیان برادر مرزا غلام احمد صحائف - بقلم خود
۳۰ اگست ۱۳۵۸ھ

(۲) مطبوعہ شفیق منڈ پریس لاہور

اشتہار

کفر ٹوٹا خدا کر کے

ناظرین! اشتہار اس بات سے بخوبی آگاہ ہونگے کہ ایک شخص منداظلام احمد نامی ساکن مقبضہ قادیان کے
 دہم میں موصوفہ اس قسم کی فہم کی گالی ہے کہ الہام و فرائض عبادت کے ساتھ میری ماکہ و بڑی مین
 عالیٰ و رب العرش مجھ پر عظیمہ و تعالیٰ عظیمہ سے ہمیشہ آگاہ کرنا میرا وظیفہ عالم کے یہی حکام میرے
 ضامینہ و پوتے ہیں انبیاء نبی و مرسل سے اپنا تہمت سے کم نہیں جانتے ہیں اور مسلمانان موجودہ و
 عیون کا مان رہا ہے کہ انہوں نے کیا نہیں کرنا شروع کر دیا ہے۔ باوجود ذہن دار ہونے کے دعویٰ کیا کہ
 جو کوئی میری کتاب پر مبنی عقیدہ کا جواب دیں وہ اس ہزار تک اقسام پاوے۔ مگر وہ تین سو دلیل دالی
 کتاب پختہ طور سے مناسبت ہے کہ اہم و گندہ جانے آٹھ نو سال کے یہی تک مذہب صاحب نے تصنیف نہیں
 فرمائی۔ ہندو چھپائی گروٹن اسی مانتہ دیکھ کر ذہن نشین ہوا کہ ہزاروں مسلمانوں کی کیا کیا مگرال عوام کا بجائے مہم
 ماہانہ مزدور ہر چاروں دن کے عیش و عشرت کو وہ مدد دیا۔ پھر یہ احمدیہ کا جواب کذب پر مبنی احمدیہ
 تیار ہوا کہ اگرچہ یہ وہ کہہ کر وہ دہریہ ہیں بلکہ مشرک کے واسطے بتایا گیا۔ مگر ہر مذہب حق نے اپنے دل کیا
 کر دیا جس سے انہوں نے بالکل شناہ جب دیکھا تو یہ عرصہ کے بعد جب وہ دہریہ اور اچھے تو ایک اور
 دہریہ کیسا کہ چاہیے اس قادیان میں ان کو ایک سال تک یہ وہ ضرور آسمانی نشانات و معجزات دیکھ کر
 اسلام سے شرف ہٹا کر وہ دوسروں پر یہ مہم کا جواب ایک سال کا ہر حجاجہ و جہانہ دہریہ گئے
 اس پر انہوں نے مذہب و کتابت خرد کی جرح پیلے سال آنتہا پنجاب رکھ کر وہ دہریہ و اخبارات میں طبع ہوتی ہیں
 جس سے ناظرین مذہب صاحب کی بلکہ ذہنی بخوبی جان گئے ہونگے جسے منشی اندر میں مہم ہے ہی انہوں نے
 ہی حکمت علی کی مدد ان کی کسی ضرورت کو منظور کیا بلکہ ایک جلی و فریادہ اشتہار بطور درخواست ہندوین
 قادیان کو کہہ کر ان کے پاس پہنچا اور اخبار دن میں چھپو یا چھپو آمل ہندو نے مطلع ہو کر ایک ٹرکٹ

آن کید قادیان عظیم چیمو کہ نام شہر کرنا کہ ہندو صاحب مگر سر فریسیہ بنو نشی اندر من
کوہین بنایا پھر مرزا صاحب ایک اندر چال چلے بنے دس ہندو بن حضرت خاندنہ سکنا تو قادیان کے نام کو ایک
دہرست ہندو نام لکھوا لی کہ ہمدانیان بن میں ہکو پ آسانی نشانات تبادولین اور خود ہی بھیج کر کہ قادیان نہ
تحریر کیا کہ ہمدان صاحب عتہر کو کی درخوہت منظور ہو اور پھر چند فضلہ خر سہما نو کو گراہ لکھ کر مہملان
چیمو دوا جس کا رسانی پر اہل ہندو نے مطلع ہو کر اعلان بنگلان چیمو اپنا جوشا یقین کے مطالعہ میں آیا چو کا اور
جکا مہمورہ ٹکیٹ قادیان کے دس ہندو ان کی کارسانی اور مرزا ظلامت کی اخترا پر دانی کے نام سے
طیع ہو چکا پھر غر خکمر مرزا صاحب نے ایک سال بنو کی شرط کو بھی بنگان کے ندارد ہونے کے سببے حیدر وحا
دفعہ و فریبے ٹال دیا چار بندہ دوا قادیان میں ہو کر اور آریہ طاع استہانت کر کے مان ہو چلا آیا۔ ایک
اور فریب ہو چا کہ حضرت کو اس نیاز مند نوشی اندر صبح صاحب کی وفات و حیات و شادی و دخی کی نسبت لہام
ہوئے ہیں مگر ہمیں بتلاتے ہیں جب تک کہ ہم ان کو عبادت دیوین بنشی اندر من صاحب حال ہو معلوم
نہیں مگر سب کو نکھریری عبادت نامہ ارسال کر دیا چیمو لیکچر بخشا نہیں ہوا کہ خیر لاکرین ہندو صاحب
کو کیا لہام ہوا ہے نیز اسطرح مرزا صاحب کہ یہ بھی ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء کو لہام ہو لہا کہ ہمارے گھرن ایک لکھا
عنوہیل پیغمبری کی صفات ملامتھرا لقل وائل خود مظهر الحی واصل احسان اللہ نزول
من السماء بل نزول بہت مبارک اور چلال آہی کے طور کا موجب ہوگا عنقریب تہا ہے اسکو قدس
من وئی گئی پردہ نورندہ ہو ایک لڑکا بہت ہی قریب ہو نیوالا ہی چلیک مدت مل سو جاوہر نہیں کر سکتا۔
چو کر ان دونوں مرزا صاحب کے حق کا اشتباہ تہا جسکے حال سو نیانندہ ہی آگاہ تہا مرزا صاحب کے جو کچھ حکیم
ہیں قیاس خیال کیا چو کہ اصل چودہ فریبی کو لہام ہو چنگولی تہا بہت سہل و شارت جبریل بغیر ناموس
تہا وکر کے چیمو دوا مگر طر ابل ہر ایک کے آگے آتا ہو اور ہر شے عودک ہر ایک دنیا پشانی تھا تہا ہے
ہر کر گردن برہمی افزا و نہ غرضتین رگ گردن اخاندہ ساج یک معتبر رئیس قادیان کے خط سے معلوم ہوا کہ
مرزا صاحب کے گھر میں ۱۵ اپریل ۱۸۸۸ء کو بجائے عنوہیل کے عنوہیل و خزانہ لہام ہوا لہام صاحب
کو خط بھی آگیا ہے جس سے ناظرین نہایت ہر کہ جہوش و ناش وادرت کا پرکاش ہوا مرزا صاحب کے چو

کہ آئندہ ایسے جھوٹے دعووں سے بازارِ دین اور خدا کے نام پر الزام لگانے سے شرابین مرگے ۲۵۔ اپریل ۱۹۴۵ء

المش

پنڈت لیکھ رام پرمان آریہ سماج پشاور سرحد

(۱۲) عظیم بخشہ نور پور اسٹریٹ

اَشْتَهَا وَاجِبَ لَظْهًا

اسے ناظرین ہماری اس تحریر کو ذرا غور سے پڑھنا اور اس تحریر کے خیال کے کرنے سے ہمارا اصلی منشا اور ہر
جو کو بخوبی سمجھنا شک نہیں کہ انہیں یاجون کو ہماری یہ تحریر پسند ہوگی جو بدعتیانہ تحقیق و تفتیش میں خواہ
کسی ملک کے ہون۔ بہرہی یا دہم کی کہ کو کسی قوم یا خاص کٹھی خاص کے ساتھ بغض و عداوت نہیں۔ بلکہ ہم
اپنے دوست ہر زا غلام احمد صاحب کے متا بدین ختم ہار شاخ کرنا صاحب شرم کا بھتے میں مگر کیا کیا
جائے۔ یہ انکی اپنی عاقبت۔ اندیشی کا نتیجہ جو حقیقت میں ہماری دل کو اس ہتھار کے خیال کے نیسے بہ قدر
بچ اور تکلیف اور برہنہ ہو۔ بڑ بڑ دانا جو حقی کے بغیر نہ جانتا ہو گا۔ مذکورہ بالا فقرات کی تصدیق دلیل کی عبادت
سی ہو جائیگی۔ عبادت صاحب بستی کے خلاف کیا بھی ہو کہ نہ ہو معلوم کیا ہو کہ بار سے خاموش ہو کر رہتی
کا خن ہوا جاتا ہو اور ایک تو مٹنا پڑا پڑا غم کے طرف سے غم و حجت خاتم ہونی جاتی ہو۔ ہٹو اس کو ناک
موقع پر شہادت کا اٹھا کر آیا واقعہ کے خلاف بیان کرنا محنت میں نہ ہو۔ حالت میں آہ و یکہ کہ کھڑا ظرین جان
کتی ہیں کہ ایسے وقت پر شہادت میں پس پیش کرنا یا خاموشی نہ کیا کیونکہ نہیں تو اور کیا ہو کہ نہ کر اسکا
صدر۔ ایک قوم اور گروہ پر چننا چننا نہ ہو۔ وہاں پر اس کے بعد دی اور غیر غرضی کے ہی عید ہو کہ نہ ہو
ایک تو مزہر صاحب اپنا وقت اہام اور حرق عادت کے عوس میں جکا شہرت پر چننا ایسا حال ناگھن ہے
جیسا کہ غریب آفتاب کا طلوع ہونا صرف کر رہی ہیں۔ صدر اگر گن کو تکلیف دی ہو چین کیونکہ دور دور ہو
صعبت سفر اور ہر ایک طرح کا ہرج مہرج تھا کہ اگر گن کا نا اور فتنائے ملی سے محروم اور نامزد ہو کہ وہاں جاکر صدر

موجب تکلیف طبیعت حق پسنداکر ہوتا ہے۔ اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں تجنیسات بائزہ یا چوڑہ سال سے ہم دونوں کو مرزا غلام احمد صاحب (مؤلف برائین احمدیہ) سے ملاقات حاصل تھی اس عرصہ میں شاید ایسا دن کوئی گذر نہ ہوگا جو تین چار مرتبہ اُن کے پاس آنا جانا نہ ہوا ہو۔ غرض جو جگہ سے کوئی شخص جھکے اور نیچے برابر غریب نہ تھا وہ ہم ان کی بہت محنت اور عظیم کرتے تھے۔ ان وہ ہی ہیں اپنے عزیز و رنج زیادہ غریب تھے تو قریب عرصہ چھ یا سات سال کا ہوا ہونیکا یا ناباواہ وقت تھا کہ جب بعض اخبار نویس خوشا پسند دن نے غلیفہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب برہنہ پالیہ کو مجددی کا خطاب دیدیا تھا یکھیم مولوی محمد شریف صاحب کلانندی دھال جالندھرت سے جو مرزا صاحب کے بڑے دوست ہیں ہم دونوں کے سامنے مرزا صاحب کو یہہ صلاح دی یا یوں کہو کہ ٹی پڑائی یا کسی طرز اور کنایہ سے کہا جس کا لب لباب یہی تھا کہ آپ مجددی کا دعویٰ کرین کیونکہ اس زمانہ میں یہی کوئی مجدد نہ ہونا چاہئے معلوم ہوتا ہے کہ یکھیم محمد شریف صاحب کی ہمت کی گفتگو نے مرزا صاحب کے دل میں بہت سا اثر پیدا کیا جس کا نتیجہ آج ظاہر ہے یکھیم صاحب یہ فرمایا ہے تھا کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کا سودہ بنا کر شروع کر دیا۔ اور اخبار دن میں شہر بہار دیدیتے اور جا بجا ملاحظہ کرتے۔ خواہوں کی تفسیر کا شوق ابتدا ہی سے مرزا صاحب کو رہا ہے یہاں تک کہ خواب میں مرزا صاحب کے سر اٹھنے پر ہی بکھا رہتا ہے۔ اکثر موقع آمد و رفت میں ایسا ہوا کرتا تھا کہ مرزا صاحب کی خواہش ہوتی تھی جو میں سننا اور تفسیر نامہ پر تفسیر دیکھنا۔ رفتہ رفتہ مرزا صاحب نے محاشفہ اولہام اور فراق حلاوت کا دعوے شروع کیا جبکہ کچھ سودہ برائین احمدیہ کا تیار ہوا۔ تو مجھے شریعت کا اور غلو اہل پر شہادت الہام کا بہتان لگادیا اور برائین احمدیہ میں نام جوڑ دیا اور ہم ہی سبب کی صحت کے باعث خاموش رہے۔ اور ہماری خاموشی کو مرزا صاحب آج سے محسوس کر رہا ہے (دیکھیں شوق القہر کے بارہ میں سننا) اور نظیر پیش کرتے ہیں ہم نے اور نظیر دیکھ کر حیران ہو کر دیکھ کر زیادہ کہل گیا کہ اسلام کے پیرواؤں اور پیغمبروں کی کوئی قاعدہ چلائی ہے جو مرزا صاحب نے اختیار کیا ہے۔ کھیر گریہ کا لے ملت شود کا ش ایک الہام سے ہی ہماری تسلی کی ہوئی تو یہی ایک بات تھی اور ہم یہی بیان کر دیتے ہیں کہ گواہوں میں نام بیچ کرنے کے وقت مرزا صاحب نے ہمد سے اصل صلاح و شعور نہیں کیا وہ نہ ہرگز ایسا نہ ہوتا۔ انہوں نے تو وہ دن کتاب کو منظر رکھا یا دل میں

بہ خیال کر لیا ہوگا کہ بیہ چہرہ سے ہیں اور میں ان سے ہوں کیا میرا کہا نہ مانینگا؟ اب سب کچھ ناظرین کے آگے دہرایا ہے خواہ چہرہ کو گہتر کس پہنچائیں یا نہ پہنچائیں مگر اتنا تو ضرور ہوگا کہ اساف باطن اور نیک نہاد الہام اور خرق عافیت کے دعویٰ کی حقیقت بخوبی تاجرانگے ملادے اور واضح ہو کر شہریت داری کی طرف ایک راجعہ طبع ہونے سے سوا جھنڈے کے شائع ہوگا جس میں تردید اسلام اور ذرا صاحب کے الہیات کی سب کار دوائی درج ہوگی۔ نقطہ ۴۔ نوبر ۱۹۷۱ء

المشہد

ملا و امل از قادیان ضلع گورداسپور

مطبوعہ چشم نگر پریس ٹرسٹ

(۴)

اعلان کا بطلان

جواشتہا، کہ مرزا غلام محمد ساکن قادیان نے ہم کو کئی نسبت بد میں منون کر کے لوگ صدق دل سے مذہب اسلام کی صداقت و الہام و مکرات وغیرہ دیکھنے کے لئے ایک برس تک خواہت کرتے ہیں چہنچہ اکثر شہر کیا ہے جو کدہ ستر پائے بنیاد ہے اس کو عام لوگوں کو دیکھ کر بچنے کے کاظم وضع کیا جاتا ہے کہ ہم میں جو تہذیب تہار مل رہی ہے اس و پندت ہمارا پند و سنت، اہم فتح چند و پندت بر کن جنکے نام اس خط میں صبح میں بالکل علم فاسی وارڈ سے محروم مطلق ہیں پچھلی رام قادیان چند دین تہذیب و پندت اس دلہ پیر انت تہذیب سا پند ہے ہوں ہیں اور کوئی ایسا نہیں ہے جو اس خط کے مساوی یا کم و بیش منون بنا سکے یا لکھ سکے بلکہ ہم میں اتنی طاقت ہے کہ ہمیں ہے جو اس منون کو بخوبی سمجھ سکیں۔ اس منون کے بچنے کے لئے یہی تبدل نشر میں کیا بات درکار ہے کہ منون مرزا صاحب کے مرزا پند و پندت کے لئے کہ مت و حاجت سر اجہ جو بارہا میں ہاں دین متفرق ہو کر ایک تہذیب اس منشا سے متخذ کر لئے کہ حرام و الہام، تبلا یا جیگا کہ گاہ دہنا ہو کہ الہام کے منے نے میں تبدل کر لئے ہے کہ کو یہ تہذیب کے کو کسی کتابی الہام یا انسانی الہام پر اعتبار ہے جو کہ کو منون خدا الشہادہ اعلان ختم مرزا غلام

خدا قشان - ۱۵ - مایح شمسہ کار پورہ

ضمیمہ منتخب برائیں احمدیہ مصنف

پنڈت لیکر اصحاب ایشیائیہ گزٹ فیروز پورہ دین کی غیرت یکساں غیرت ہے۔
جس کے بارہ دنیا میں انسان کو کسی اذہات کے لئے نہوگی۔ اور یہ کسی مں انسان پر ہوتوں
نہیں ہے۔ شاہ سے لیکر گدا تک سب احسن ہوئے ہیں۔ اگرچہ ہزاروں ادیان
دنیا میں ہیں۔ اور یہی اظہر ہے کہ سب استی پڑھیں۔ تاہم ہر ایک اپنے مذہب کی غیرت
غیرت مند ہوتا ہے۔ ہندوستان میں سب سے نیکی ذات کے لوگ جلی کی گز جاتے
ہیں۔ مگر انکو بھی اپنے دین کی ایسی ہی غیرت ہے۔ جیسے سلطان روم کو محمدی مذہب
کی۔ اور یا تند یوگو ویدوں کی۔ اگرچہ اس غیرت کے لئے کوئی کیا کوٹھون نہیں کہتا۔
تاہم بعض دفعہ یہ غیرت انسان کو صداقت و بطالت میں امتیاز نہیں کرنے دیتی۔
چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ ترزا غلام احمد صاحب نے کس ذور و دشور کی غیرت سے محمدی دین کا
تنزل دیکھ کر براہین احمدیہ (جسکو وہ اپنے زعم میں الہامی ہی قرار دیتے ہیں) لکھی۔ اور ہزاروں
اشتہار دیکھا کہ ہر ایک حصہ میں بھیجے۔ اور دعوت دین محمدی کی کی۔ صرف اسی پر
اکتفا نہ کر کے دہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی دیا۔ دس ہزار روپیہ ہوتا نہیں ہوتا۔
مگر کسی نے عمر ز صاحب کی تحریر کا جواب نہیں دیا۔ اس عرض سے کہ ہزار روپیہ انعام
پانے بلا صرف اپنے دین کی غیرت سے۔ تنزل نے نہ صرف دین محمدی کو خائبہ اندازہ ثابت
کر نیکی کو شش کی ہے۔ بلکہ دیگر ادیان پر سخت تلے کئے ہیں۔ اور کوشش کی ہے کہ
سب دیگر مذہب فضول اداؤں کی کتاب میں مدعی بھی لکھیں۔ اور یہ قیہ صرف اسی پر جائز
کا ہے جس سے کہ حق و باطل کی امتیاز نہیں رہتی۔ اگرچہ مرزا نے اس قدر مستند

کی لہروں کی مانند جوش و خروش کیا مگر آخر کیا ہوا۔

بیت شومنتے تھے پہلو میں دل کا

جو میرا ناک قلہ دا خون نہ نکلا

جو اعتراض اور حملے انہوں نے عیسیٰ دین پر کئے جبکہ وہ اپنے مذہم میں لامل سمجھتے تھے کیلئے
ہمارے فاضل پادری تبارک داس صاحب نے اُلٹی بوخیان اڑائی ہیں۔ کہ مر جا۔ مخالف
ہی دیکھ کر صداد کرتا ہے۔ وہ بکچہ ناظرین نور افشان جانتے ہیں۔ شام
۸۳۸ کے نور افشان میں وہ شایع ہوتے رہے۔ ایسے تحقیقی جواب کہ آج تک مرزا نے
جونہی نہیں کی۔ عین مرزا کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ جسطرح انگوڑی بکچہ کی غیرت
ہی اور غالباً اب بھی ہوگی۔ ساپنی زبان کا پاس طلق نہیں۔ کہاں دسہزار روپیہ کا انعام اور
کہاں پیسے سے چوٹی کوڑی ہی نہ نکلی۔ لیکن طالبان حق جان گئے ہیں کہ یہ صرف مرزا
کے دکھانے کے دانت تھے۔ وردہ براہین احمدیہ کے اُن دلائل کی تردید جو مذہب عیسوی
کے رو میں تھیں پادری صاحب موصوف نے کماحقہ کر دی۔

انوقت براہین احمدیہ کے دوسرے حصے کی تردید ہمارے پاس آئی ہے جو مرزا
نے دیموں پر خامہ فرسائی کی ہے۔ اس کتاب کا نام زیب دہ عنوان ہے۔
ناظرین کو خیال رکھنا چاہئے کہ ہم عیسائی ہیں۔ اور ثالث ہو کر ہر دو کے دلائل پر غور کر
اپنی رائے دیتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے واسطے دونوں برابر ہیں۔

مجھے اس کتاب کو شروع سے لیکر آخر تک دیکھا ہے۔ اور بغور دیکھ کر جا بجا
نوٹ بھی دئے ہیں چند نفٹ لیکھ درام صاحب نے اس میں کمال کیا ہے
اول مرزا کے اعتراض کا جواب بیت خوبی کے ساتھ دیدوان سے دیا ہے۔ چنان
دیدوان سے جواب دیا ہے۔ وہاں دیدوان کے اصل متر ہی نقل کئے ہیں۔ اور جا بجا
مرزا صاحب کو ایسی ذرا نفٹ دکھلائی ہے۔ کہ مرزا بھی کیا یاد کر گیا۔ سب کو وہ پادری

ٹھاکر داس صاحب کی تحریر عاجزانہ و محققانہ سمجھیں گے۔ بلکہ عاجزانہ اور الزامیہ۔

اول غلط آریہ بحث ہے۔ ہمارے یوں کی قدامت کا حصار اتوریخ سے فیصل کیا جو صفحہ ۱۰ پر تواریخ کے حوالہ سے پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ پرمیشور سب عالم کا خالق ہے۔ نواب ہم کہتے ہیں کہ جمال پرمیشور خالق ہے۔ اور ویدوں سے یہ بات ثابت ہے۔ تو عالم نادہی نہ ہوئے۔ چلو نادہی کی ٹانگ ٹوٹی۔

صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے اعتراض ہے۔ کہ یہ بہت مجموعی کسی قدیم ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے۔ اس کا جواب پنڈت صاحب کے کہ نہیں بن آیا۔ سوائے اسکے کہ حضرت آپکا سوال سرا غلط بلکہ وہم خیال ہے!

نادہ اور روجوں کے نادہی ہونکی نسبت جو بحث ہے اگرچہ مرزا کے اعتراضوں کی کافی تردید ہے۔ مگر جاری رہے میں کچھ کمزور دلائل ہیں۔

ہر فوجوں نے راموشی کی مثال یہاں خوب سادق آتی ہے جس طرح مرزا صاحب نے ویدوں پر حملات کئے چندت صاحب نے وہ الزامی جواب دئے ہیں۔ کھڑن کا کہیں پتہ ہی نہیں گتا۔ اور صرف یہی نہیں کہ الزامی جواب ہی پر اکتفا کیا ہے بلکہ مرزا کے دعوے کو پورے طور پر رد کیا ہے۔ کہ جو الزام وید و پیر مرزا لگاتا ہے۔

۱۔ وہاں یہی عبارت نہیں۔ بلکہ اسطے ہے۔ اور اسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں۔ سب عالم پیدا کرنے سے جو بکرتی کو تلف کل میں نہیں کہنے مراد ہونی ہے اس سے کچھ بڑی نہیں جاتی۔ اور نہ تلف طرح کی کروں کی شکون کو ہم نادہی پانچوہین۔ بلکہ بکرتی کو۔ قصور صاف۔ چہاں کچھ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے

۲۔ حضرت ہم ہندو فقط اور ہندو مذہب کو معجز نہیں مانتے۔ بلکہ ایک قسم کی گالی جانتے ہیں۔ ویدو شاستر کے خلاف جو نے کے سبب ہیں اسکی قدامت انکار ہے۔ اس میں تاہم یہ درست ہے اور یہی قدیم ہے۔ شاید کسی تفریق سے اپنے اس تحریر پر خود نہیں غرضاء و مطلب، اصل کو نظر انداز کیا۔

کشمکش عاجزانہ

ویدو پرنہین بلکہ قرآن اور انکا مصداق ہے چنانچہ قرآن کی سورتوں کی سورتیں
نقل اور ترجمہ کر دی ہیں۔

صفحہ ۳۴ پر پندت صاحب نے بہت ہی سختی سے کہا ہے۔ اول تو مرگونی لغت
بدبین۔ کو گواہ اندیش جنائش و غیرہ لکھا ہے۔ یہ یوں بھی لکھا ہے کہ بالغرض تقدیر
اگر آپ کا بنی پیدا ہوتا۔ تو ہمارا کیا برج تھا کہ روژن خون نہ ہونے لاکھوں لوڈی غلام
نہ بنتے کہ روژن گہر تباہ ہونے۔ اور نہ کھگ ستیا ناس ہوتا۔ وغیرہ۔

صفحہ ۵۵ سے ہم تک قرآن اور ویدوں کا مقابلہ کیا ہے۔ یک طرفہ قرآن کی آیتیں اور دوسری
طرف وید پر نہایت خوبی سے موازنہ کیا ہے۔ پندت صاحب کی لیاقت پر ہم بھی مسد
کہتے ہیں۔ کہ آریہ جو کہ قرآن کی اس قدر واقفیت حاصل کی۔

صفحہ ۷۹، ۸۰ میں پندت صاحب نے محمد یون کے اس دعوے کی کہ خالقوں سے بڑا
ایسی عمدہ تردید کی ہے کہ ہم نے آج تک کسی کتاب میں نہیں دیکھی۔ اور نہ کسی
عیسائی سے سنی۔ اور نہ خیال میں تھی۔ پندت صاحب کہتے ہیں کہ محمد صاحب نے
اہل کتب کی غلط روایت و غرضی کی تعریف اس طرح کی کہ تلک العزانی علی ان شفاعت
عن لرحی۔ لیکن کہ محمد صاحب نے اس آیت کو منسوخ کر دیا۔ یہ کہ اگر شیطان
نے ان کے ہند میں ڈال دی۔ خدا کی طرف سے نہ تھی۔ پندت صاحب کہتے ہیں کہ پس
خالقوں سے بڑا کا جواب کافی ہو گیا۔ کہ شیطان نے ایک آیت بنا دی۔ اور وہ آج تک
قرآن میں موجود ہے۔ اور محمد یون نے اس کو تسلیم کیا ہے جو حکمی عزت بھی دہی پر
پس بر حال کہ شیطان بنا سکتا ہے۔ اور اس نے بنا دی۔ اور آج تک قرآن میں موجود
اور محمد یون کا دعوہ ہو رہی ہے۔ تو قرآن کوئی بے نظیر کتاب نہ تھی بلکہ تو بسودہ کا دعوہ
بالکل باطل ہو گیا۔

بعض دیگر پندت صاحب نے نئی عربی آیتیں بھی لکھی ہیں چنانچہ صفحہ ۸۱ پر

انا انزلنا قریباً من القادیان اور صفحہ ۱۰۲ میں ہر باب القادیان من التواہی
جو مرجع اسفوس (مراد گورداسپور)

ہم اس کتاب میں سے کیا کیا بیان کریں۔ یہ تو شروع سے لیکر آخر تک دیکھنے
کے قابل ہے۔ قرآن کا الہامی ہونا اور محمد صاحب کا دعویٰ نبوت رد کر کے لکھا ہے کہ
جب وہ نہیں تو مرزا کہاں سے پیغمبر پیدا ہو گئے۔

الہامات و معجزات مرزیہ کا بھی خوب ہے خاکہ اڑایا ہے اور ایسے تسخرانہ پیرایہ میں بیان
کیا ہے۔ کہ ہتھتے ہتھتے لوٹ ہو جاؤ۔ صفحہ ۱۰۱ میں مرزا کی ایک خواب نقل کی ہے چہر
مرزا اپنا فخر ظاہر کرتا ہے۔ کہ خواب میں مسیح کے ساتھ ایک برتن میں روٹی کھائی۔
پنڈت صاحب کہتے ہیں۔ کہ یہ تو کوئی فخر کی بات نہیں۔ اور پھر خواب میں یہود اسکر
یلہی نے بھی کھائی تھی۔ اسی صفحہ میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ میں نے
براہمن احمدیہ کے بنانے کی اجازت خدا سے پائی۔ پنڈت صاحب کہتے ہیں۔ کہ
یہ صلاح کش سنگھ نے دی تھی۔ کیا وہی آپکا خدا ہے۔

صفحہ ۱۶۶ سے ۱۷۱ تک محمد یون کے قوتوں کا وہ خاکہ اڑایا ہے۔ دیکھیں پونچھ کر ہے۔

صفحہ ۲۱۰ سے ۲۱۶ تک قرآن سے نہایت خوبی کے ساتھ مسئلہ تاسم کا ثاب کیا ہے۔

صفحہ ۲۲۵ سے ۲۳۶ تک سنسکرت کی فضیلت بیان کی ہے۔

صفحہ ۲۳۷ سے ۲۴۱ تک قرآن کی تعلیم کا فوٹو بڑی خوبی اور اعلیٰ لیاقت سے اٹا رہا ہے۔

صفحہ ۲۴۲ سے ۲۴۷ تک مسیحی دیانند کی نسبت مرزا کا اعتراض کا جواب دیا ہے۔

صفحہ ۲۴۷ سے ۲۵۰ تک محمد صاحب اور سوامی دیانند کا مقابلہ کیا ہے۔ ناظرین

مذہب ملاحظہ فرمادیں۔ ہم اپنی رائے اس پر دینا نہیں چاہتے۔ شاید ہماری تحریر کسی
سال کے لئے گران گذرے۔

صفحہ ۲۵۶ پر اس کتاب کو ختم کیا ہے۔ بہت محنت اور لیاقت سے کام لیا ہے۔

دینی معلومات خوب میں مصنف نے بڑی کوشش کی ہے۔ کہ سوائے میں محمد کے کسی اور دین پر حملہ نہیں کیا۔ اگرچہ بعض باتیں دین محمدی اور عیسوی کی آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ مصنف نے بعض جگہ وقت لوٹ کر عیسائیوں سے کنارہ کر کے صرف محمدیوں کی حقارت ہے۔ صرف ایک الزام پنڈت صاحب پر ہم لگاتے ہیں۔ کہ الزامی جواب نہایت سختی سے دئے ہیں۔ ذرا غم اور نرمی کو نہیں برتا۔

تکذیب برائے میں احمدیہ اگرچہ دینی جھگڑے کی کتاب ہے مگر ایسی مزیدار ہے۔ اگر اسکو پڑھنا شروع کرو جیتنگ فٹم نہ کرو ہرگز ہاتھ سے چھوڑنے دل نہ کرے گا۔ ایک عمدہ ناول ہے قابل دید براہین احمدیہ کی اچھی تردید ہے جن کو ہر قسم کے مذاہب دہلوسی پر وہ ضرور اسکو شکوہ کر دیکھیں مصنف کے پاس درخواست کر کے عہد قیامت پر لے سکتی ہے۔ محصول اس سے علاوہ ہے۔

ریویو نمبر ۱

لکھنے کے بعد ڈاکٹر صاحب کسی متعصب پاورٹی کی تحریر نے ریویو نمبر ۱ پر افشاں ۱۲ پج مشہور میں عید کر کیا۔ جس میں انہوں نے عیسائی عقائد کے مطابق ہماری کتاب کے چند قساموں پر اعتراض کئے ہم فصول عبارت کو ترک کر مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کے تمام اعتراضوں کے جواب دیں۔

اعتراض نمبر ۱۲ گھڑب ۱۲۔ میں لکھتے ہیں کہ دنیا کے تمام علوم کا خزانہ آریہ قوم ہے امریکہ کواریہ گئے تھے۔ کیسے جو ہر اور برکات باتیں ہیں۔

جواب۔ یاد رہی صاحب یہ جو ہر نہیں بلکہ بالکل راست ہے۔ آریہ قوم درحقیقت پہلے نائین جگ پہنچا کہ تمام علوم و فنون کی تمام مثال گذری ہیں اور یہ خود کو کہتے ہیں۔ خدا نشان لکھتے ہیں کہ ان موجود ہیں کی کتاب کو علاحدہ خدا خدا غیر ظاہر ہیں کہ ان کو خدا نہیں کہہ سکتے ہیں۔

ان انشٹ امریکا۔ انگریزی مطبوعہ کلکتہ۔ اور گیان پرائی پٹر کالابور۔ اور بامیل
ان انڈیا مطبوعہ نیویارک۔ امریکا۔

اعتراض نمبر ۲۔ افسوس کہ جس عالم کا دعویٰ اس وقت آریہ کرتے ہیں۔ اس کا
نکتہ بھی یقینہ ان کے پاس نہیں۔ شاید چوری کیے۔ آج تک آریوں کی حکمت کی
رو سے پانچ مصرعے گئے۔ مگر حکما ریورپ کی تحقیق سے ۶۰ یا ۷۰ مصرعہ جوات
میں پائے گئے ہیں۔ ۵

بہ بین تفاوت راہ از کجاست تا کجا۔ اس پر دعویٰ کمالیت۔
جواب آریوں کے پاس اگرچہ اب بھی بہت کچھ ہے۔ مگر افسوس کہ وید کے
دروہہ خلاف کاروائیوں نے انہیں غافل کر دیا۔ ہم نسخہ خط احمدیہ کے صفحہ ۱۴
سے ۳۴ تک وید اور آریوں کی علیت کو ایکو تریسین علماء غیر مذاہب و فتنلا
ملاک مختلفہ کی شہادت سے ثابت کر چکے ہیں۔ اور فاصک صفحہ ۲۱۹ پر
ایک لایق ڈاکٹر کی شہادت سے واضح کر چکے ہیں۔ کہ یورپ والوں کی موجودہ
تحقیقات سے بہت زیادہ آریہ لوگ جانتے تھے اور یہ افسوسگنا تھے اور نہ صرف
جانتے بلکہ تعلیم ہی دیتے تھے۔ یہ کہہ چکے ہیں اور کسی قوم کی حالت تنزل موجودہ کو دیکھ کر
ان کے گذشتہ ترقی کے زمانہ سے نکار کر نا انسانیت سے بید ہے یونان موجودہ
سے سقراط و جالینوس کے زمانہ کو مقابلہ فرمائے۔ اور روم اور عرب کے
نہ متہ ترقی و تنزل کو خیال میں لائے

اعتراض نمبر ۳۔ آپ کوئی دو چار ایجادوں کا نام تو بتلائے۔ افسوس کہ ان
وہ آہنی سرکین جن پر آریہ ریل چلا کرتے تھے۔ اور کہان تاریخی کے کہنے بہت خوشی
کہوڑی گھوڑے و وہے کرتے تھے کیا وہ بے سند و ستان سے اٹھائے۔
نام کو بھی نشان نہ رہا۔ صفحہ ۱۸ مصرکی یادگارین آج تک موجود ہیں۔ پینٹ

صاحب کہیں سے کہو کہا دو کسی بہن کا کلیل پڑا لگا لو کہ لوگ کہہ تو یقین کریں۔
 جواب ہم بہت سے ایجاوات کے ثبوت تو نسخہ خط احمدیہ میں دیکھے جو ہماری
 نسبت غیر مذہب کے فضلا کی شہادتیں ہیں۔ ہر ایک بات تیز آدمی اور نہیں پڑ کر
 اس منزل کے زمانہ میں ہی آریوں کی فضیلت کا صدق و دل سے قائل ہو سکتا
 سنکرت گرتھوں میں اس کی صدہا شہادتیں موجود ہیں دیکھو ہیلون یا عبد اللہ
 کا ذکر رامین بالیکسی میں بڑے صاف لفظوں میں لکھا ہوا ہے جس سے کوئی تھوڑی
 عقل والا ہی انکار نہیں کر سکتا (دیکھو رامین لٹکا کا بڈ سرک ۱۲۵ اشلوک ۱۵۲) (۲۱)
 ہوائی گھوٹے راجا ہوج جی ہا ہاج کے زمانہ تک ہی دوڑا کرتے تھے جن میں سے
 بعضوں کی چال فی گھڑی گیارہ کوس اور ایک گھنٹہ میں ۲۰ کوس ہوتی تھی
 (مفصل دیکھو ہوج پر بندہ سنکرت) اسی کے متعلق دیکھو کریل لکات
 صاحب کے لکچر انگریزی مدراس (۱۸۶۷) کہ آگے چلکر آپکو یہی اقبال ہے چنانچہ لکھا
 اُس میں کہہ شک نہیں کہ قدیم ہندو آریوں (میں علم تھا۔ مگر ایسا ہی جیسے
 یونان میں۔ نہ کہ ایسا جیسا کہ فی زمانہ اقوام یورپ اور اہل امریکہ میں ہے) (نور افشان
 صفحہ سہتر: جل ۱۶)

آریو یونانیوں کی بابت محقق ہوکاک صاحب نے نہایت اعلیٰ تحقیقات سے بخوبی
 ثابت کیا ہے۔ کہ یونانیوں نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ آریہ ورت سے دیکھو (انڈیا نا
 گریٹیشن کل انگریزی)

اسی قسم کی تحقیقات فاضل ڈاکٹر جیکسن ڈیوس صاحب امریکن نے ہی فرمائی ہے
 اور ثابت کیا ہے کہ وہ سب ست و دیاؤں کے زمانہ میں دیکھو (ان کے تحقیقاتی لکچر بڑے
 ۱۸۶۷ء نیویارک امریکہ)

ایک فاضل نے لکھا ہے کہ کسی علم اور کشتی ان میں کوئی کمال ایسا نہیں جو علم سنکرت

سے باہر جو عالم سنسکرت کی تو حیدلہ معرفت پر اقبولیت اور حکمت اور ہنرمندی
مستحق تعالیٰ تھیں ہے فرض کوئی علم اور کوئی کمال یا سائنس کہ عالم سنسکرت کی علمی
جڑ ہندوئیل اور تار برقی جو اس زمانہ کی انجور چیزیں ہیں ناگزیر فلسفہ سائنسی کل پر
اوتھاد جو علم سنسکرت میں موجود ہیں مگر ان (ریلوں) کی سواری کے اصول
اور مبادی اور فلسفے کے طریقے اور عالم خلایک سیوتھیں کے غورہ قاعدے سکھائیل اور
تار برقی کی صنعت کچھ کہے۔ اگر انہیں اصول پر غور و تامل کیا جاوے تو
ہندوئی ریل کار بھاد اور شراع ممکن تھا۔ اور جو یہ صورت ہوتی تو یہ
افصاف اس ریل اور ریل ہوائی میں زمین و آسمان کا فرق ظاہر ہوتا۔
بہر حال حکمت اور دانائی کوئی تھیں کہ جو علم سنسکرت سے باہر ملو کیوں نہیں
بریلی جلد ۱۰ نمبر ۱۰۱۰ کتابت دارالعلوم دیوبند

موجودہ دینی و دنیوی اداروں کے ذریعہ ہی ملی و عوامی مسائل پر
 ہستیاات و احکامات کا قیام نہ ہو سکتا ہے جس میں نہایت کمزور و
 جاری ہوتے ہیں۔ بہتر و بہتر کر کے تمام عوامی کے خاص مقام نصب
 کے لئے ہے۔ چنانچہ شہر باز گروہ کا بہتر کر کے ان احکامات ایک شہر میں
 جو ایک ایک کے چار ہزار برس گزرے ہیں جاری کیا تھا اور وہیں ہر حکام
 کی قبول کیا گیا۔ لیکن بائیں سے ملازم کو یہ تاکید ہو وہ ہیں۔
 اول یہ کہ گاڑی میں لکڑی نہ جلای جائے کہ بھائے لکڑی کے بہتر کا کوئلہ
 ملنا چاہئے۔

دوسری تمام عوامی میں انسانوں کے ہسپتال روٹے آگے موجود ہیں لیکن عوام
 قسم پیشی کے واسطے کوئی شفاخانہ نہیں ہو سکتا ہے اور اس ہسپتال کے ہر ایک
 رسوا ہے اگر تمام عوام میں سب جگہ سڑاؤ اسلڈ آم سافو لوگوں کی موجود ہیں
 گراب اسلڈ رائیادی ہوئی چاہئے۔ کہ سافو سافو خانہ کی جس چیز کو پسند
 کرے اور بے جانا چاہے اور کے ساتھ میل ملازم کو پسند نہ کرے جو چیز مانگے اور
 دیدنی چاہئے۔

دوسری ہر کون موجود ہیں اور وہ ہر کون سب دیکھنا اور دیکھنا اور دیکھنا
 جسے سافو کو بہت آرام حاصل ہو۔ تکلیف کیلئے کی نہ ہے۔
 اس کے اسکے اور بہت حالات ہیں جن کی بہت ہیں اور ان کی بہت ہیں
 بہت زیادہ مفادات ہیں جن میں اور بہت ہیں اور بہت ہیں اور بہت ہیں
 حالات ہیں جن میں اور بہت ہیں اور بہت ہیں اور بہت ہیں اور بہت ہیں

یامیج باطنی است نذر کیا بجای چلی آسمان رنگی در غدا آسمان پر گریه کرد و بخواهد
بہی کو گزلیتا کہ ایسا ہو کہ او سے تحت خدای سے گزاش و آسمان پر بیابان سے
اگر وہ روی بدانش بنزد روی - نخلان تنگ تر روزی بخودی
اخطواض بنانہ اور اور دون کے نادہی ہو فیہ پریشانی یکدام کو علوم ہوتا
چاہئے کہ یہ علوم شاعرہ و نیز معرفت انسان کی ایک جیس جلی بنیاد صرف محدود
خیالات و ناقص عقل پر مبنی غلط فہمی پر عقل کل و مہر محدود ہر کی طرح انکی پابندی
نہیں ہو سکتی - ہم کہتے ہیں کہ نیسی سے ہستی ہو سکتی ہے - اور ہستی سے نیسی ہی اپنے
یہ وہ اپنا ہٹ قائم کرنے کو گزلیا ہے - جو کہ باطل بنیاد اور ناقص بنیاد ہستی کے
سو کسی شے کو نادہی ماننا صرف دیوانگی ہے - اور یہ کہ ہمیں یاد ہو کہ خدا قادر ہو اگر
نیت سے ہمت کیا - وہ قادر ہو کہ ہر شے کو نیت کر دیا چنانچہ کلام خدا میں قوم
ہے زبور ۳۳ اور پطرس ۲۰ آیت تک

جواب اگر ہم ہم اچھی طرح گنبد برائین احمدیہ میں اور علاوہ برائین غلط احادیث
باب دوم جگت اپنی میں اسکو متعلق میوان شکو کہ کا فیصلہ کر کے ہیں مگر کہ انکی
مذمت کرنی ہی ضروری ہو - وہ شے ہو کہ ہستی ہو ہستی یا ہستی ہو ہستی کا ہو نیک لیا یا ظلم
عقل و تجربہ کے خلاف اس سے جو کہ سو اچ آپ جیسے آدمیوں کو کوئی عقل نہ کہ حسب
ہو کہ ہمیں من سکنا عقیدان تثلیث کو سو ادنیٰ تمام فضلاء رسالت خلیل میں
کہ عدم کوئی چیز نہیں - تمام علماء سائنس کا یہ قدم اصول ہو کہ ہستی سے ہستی کی طرح ہستی
ہو سکتی اور آپ کہتے ہیں کہ آریون نے گزلیا ہے عنایت الیابین مگر علی بن ابی
سلاہ پر دیکھو ہر کسی صاحب ہمارے وقت ہیں -

۳۴
ہم چاہتے ہیں کہ ہر آدمی کو ہر شے کی ہستی معلوم ہو
ہم چاہتے ہیں کہ ہر آدمی کو ہر شے کی ہستی معلوم ہو

تو وہ نیست نابود نہیں ہو جائیگا بلکہ صرف یہ ہوتا ہے کہ نام سے گاس کی حالت میں بدل جاتا ہے اور اس سے اسکی وزن میں کم فرق نہیں آتا۔ جتنا تپا۔ تناسلی مہتاب اگر اسے کعب پانچ پانی کیے ایکسجن اور ہائیڈروجن میں جدا کریں۔ تو بلاشبہ پانی تو غارت ہو جائے گا۔ مگر اس کا مادہ برقرار رہیگا۔ اس کے وزن میں کم فرق نہ رہیگا۔ اگر پانی کا وزن ۵۲۵۲ گریں ہو۔ تو اس میں ایکسجن گاس ۵۳۴۲ گریں اور ہائیڈروجن گاس ۸۱۰۵ گریں ہوگی جو کہ تغیر و تبدل انسان اپنی تدبیروں کر سکتا ہے۔ اس سے ان گاسوں کی ایک معینہ مقدار کے وزن میں کچھ فرق نہیں آتا۔ جہاں تک ہر کو معلوم ہے خود اجسام کا وزن تمام حالتوں میں قائم رہتا ہے۔ بلکہ نہیں اور اسی سبب خواہ وہ کسی شکل میں ہوں۔ پہچانے جاسکتے ہیں اگر یہ باسح ہے۔ تو اس سے ثابت ہے کہ نظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہو سکتا۔ اسکی مقدار جس قدر ہے اُسی قدر ہی ہے نہ ہستی ہے نہ گہستی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قدرتی اور مصنوعی چیزیں ایک بات میں مشابہت رکھتی ہیں یعنی یہ بات دونوں پر صادق آتی ہے کہ جس مادے سے وہ مرکب ہیں۔ وہ نہ معدوم ہوتا ہے۔ نہ زیادہ ہوتا ہے پس مطرح صنف کا سلسلہ انسانی تو تو کو وسیلہ و قدرتی اجسام کے ملنے اور علیحدہ ہونے پر ظہر و سطر قدرتی واقعات کا سلسلہ قدرتی تو تو کو وسیلہ۔ قدرتی اجسام کے ملنے اور علیحدہ ہونے پر ظہر و سطر سلسلہ مطبع سرکاری لاہور صفحہ ۸۵ و ۸۶

اس طرح ویکوینچرل فلاسفی جلد ۲۵ صنف پروفیسر کننگھم صاحب انگریزی میں یز شرح ہادی کے قدامت کا ثبوت مندرج ہے یا ثبیل کی تمام بے بنیاد مادی کی تردید ایک یورپین مشرٹس میں صاحب بیاد اپنی صنف کتاب پچ آف ریزن میں لکچے ہیں۔ پس تمام بائبل کی حیالات کی تحدید ناظرین اس میں دیکھ سکتے ہیں۔ علاوہ برلن ہم نے یہی علیحدہ پوری کچھ سنگروڈ اکثر نیری مارٹن کے چہ پچون

کے جواب میں شرح ثابت کر دیا ہے کہ کیونکہ منصب پادریوں کی نامی کا علاج (کچھ)
 قادر مطلق کے صفے اپنے غلط ہے۔ نیستی سے ہستی میں لانے والے کی نہیں ہیں۔
 بلکہ آزاد طاقت والے کے ہیں۔ نیز جسکی طاقت کسی سے حاصل شدہ نہ ہو۔ اور نہ
 متاع بالغیر ہو۔ جسکے گہر میں نیستی کہی نہ ہو خدا صانع عالم ہے۔ اور کمال۔ انسان خدا کے
 بنائی ہوئی چیزوں کو لیکر کہہ توڑا سا تو تبدیل کرنا ہے۔ پر انہوں سے کہہ نہیں بنا
 سکتا کیونکہ وہ اس کی قوتوں سے باہر ہیں۔ پس انسان جو کہہ بنا تا ہو تو اسکی
 رحمت کو مل میں لانا ہے۔ ورنہ خود خدا وادو علم کے بغیر مائل نہیں اور نہ عالم ہو۔

جس طرح خدا نے ہر جہل خدا پیدا ہونے پر جس طرح خدا جہل بولنے پر اور جس طرح خدا وادو
 تین۔ چار ہونے پر یا جس طرح خدا صلیب پر چڑھو پرقاد نہیں۔ یا جس طرح خدا نیستی سے
 ہستی کرنے پر بقاد نہیں۔ کیونکہ یہ ایک قسم کا دہوکا ہے۔ اصل میں آپ علم سر نہیں
 بلکہ خدا اپنے کسی کرتے ہو کہ اسکو نیستی کا خدا مانتے ہو۔ اور عدم کا مالک گردانتے ہو۔
 حالانکہ یہ وہ کا خاوند اور باجہ کا بچہ عدم محض سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور یہی اصل تخلیق
 خدا کا ہے کیونکہ وہ مصلوب ہو گیا۔ افسوس

۵۔ خدا مارا گیا حیرت کی جا ہے شرم کے ماحول۔
 اعتراض نمبر ۸۔ اس سوئخ عمری میں جلاہور کے دیودہریوں نے شایع کی
 شدت و پائندگی کے کسی خاص گورو کا پتہ نہیں لکھا ہے۔ گورو جنہان دے سے بچنے چیلے
 جان شرب۔

جواب اگر دیو کی دہریوں کو جلی خدات کر سبب صداقت نظر نہیں
 آتی تو نہ اے مگر ہم آپ کو بتلائے دیتے ہیں کہ وید ہاش کے ہر ایک لہیا
 سامپتی (اصنام) پر اور ستید ہر کاش کے فرزند ان کے گورو پنے سوامی بر جانتے
 عرستی بی کا نام مبارک لکھا ہوا ہے وگ بھی اک میں بھی چھپا ہوا ہے۔

متہر کے تمام سرزوسا بلکہ عوام الناس ہی اس بات سے متناہین تو یہ وہود و یہود کو
 نہ سوچتا اور انکی نظر کا گاہا ناہین چنے اور کیا ہے اب ہم عیسیٰ کی ثابت کردہ تحقیقات کو کے
 معیم طور پر آپ کی تسلی کرتے ہیں یوحنا نے عیسیٰ کو پتہ دیا جو عیسیٰ کا گوروتھا وہیکو
 متی ۱۶؎ جب یسوع نے سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا تب خداوند مسیح جلیل کو چلا
 گیا۔ اور ماحرمت کو چور کر کفر ناحوم میں جبار ہاڑتی ۱۶؎ اس طرح جب عیسیٰ گرفتار
 ہوا۔ تو لکھا ہے کہ سب شاگردو چلے (وہ سچم وڈ کر ہیا گئے۔ اور انکا کیا کہ یہ سارا
 گور و نہین بلکہ ایک برزور و پطرس شاگرد نے عیسیٰ پہنچتہ ہیکو اور قسم کیا کہ اگر کسی
 شخص کو میں نہیں جانتا۔ متی ۲۶؎ ۲۷؎ باب ۲۷؎) اسی جیسے کو عیسیٰ نے آسمان کی
 کنہیاں بخشی تھیں افسوس (متی ۲۶؎) اب ہم آپ کی طرح یہودہ طور پر نہین۔
 بلکہ سچائی سے بہ شہادت انجیل کہتے ہیں کہ گور و نہین چلے جان شہر۔
 احاطہ اض مندرو عیسا یونگے نزدیک سگاہیروان عیسیٰ کے باقی کل فوج شیطان
 کی ہے اس کے جواب میں ہم صرف کلام الہی کی آیت پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ طوالت
 منظور نہین۔ تب پطرس نے زبان کھول کر کہا اب مجھے یقین ہوا کہ خدا کا ہر مقررہ بندہ
 کرنا بلکہ ہر قوم میں جو اس سے ڈرتا اور راستبازی کرتا۔ سو سکو پندنا نامہ اور اعمال ۱۳؎
 جواب اب افسوس! آپ صاف بات سے انکا لکھ رہے ہیں اور راستی کے مقابلہ میں
 چہالت سے اڑ رہے ہیں دیکھئے انجیل کیا کہتی ہے جسے مسیح کو خدا کا بیٹا اور بجات وہ خدا
 اور خدا نہین جانا اور جسے روح القدس کو اقنوم ثانی اور خدا نہین جانا اور انا پاندار
 نہین متی ۲۶؎ ۲۷؎ و بے ایمانوں میں سے اولوں چیزوں کے ماننے والوں کی جگہ ہم نہیں ہے
 مکاشفات ۲۶؎ اور جو بیشہ پر ایمان نہین لاتا حیات کو نہ دیکھیا بلکہ خدا کا قہر اور پیر
 رہتا ہے (یوحنا ۱۶؎) اسکے سوا آپ خود ہی دیکھ لیں کہ جو بائبل کی خدا کو نہیں مانتے
 اور تثلیث کو ماننے میں۔ اور نہ عیسیٰ کو منجی اور نہ خدا کا فرزند جانتے ہیں اور ان کے

حق میں آئیل کیا گئی ہے مٹی (۱۰) اور باب ۱۳ سر ۱۳ تک اور مٹی ۱۵
 کیا سوا کچھ ابھی جہنم کے کوئی اور جگہ ہو کر کیا وہ شیطان کے سر میں نہیں ملنے جاتے؟
 اور کیا آپ نے نور افشاں شمس کے مروجہ کے عنوانی مضمون میں محمدیوں اور
 آرمیوں کو بول بولو شیطان نہیں کہا۔ اور کیا عیسیٰ کو خدا نہ ماننے کے سوا کوئی اور
 قصور بھی ان کے ذمہ ہو اگر نہیں ہے تو ایمان سے بتائے کہ آپ نے یہ سفید چوڑا
 کیوں کہا فہم سچ کیا اسطر انصاف سے دل میں غور کرو۔

احقر ارضی صبر الی شیطان کے انکار پر شیطان تو گیا جہنم میں آپ تو ذات الہی مگر
 جواب میں بت لگاؤ تاکہ تم پر عیب لگایا جاوے۔ وہ خدا جو فرعون سے قریب کر آیا ہو اور
 دل کو ایمان لانے سے روکتا ہے دیکھو خروج باب ۱۰ وہ خدا جو کام کر کے پتلا تانکر
 ہوتا آدم کرنا تانیدہ کہیں یہ غلطی لکھتا ہو دیکھو پیدائش باب ۱۱ سے ۱۸ تک

وہ خدا جس کا الہام علم عقل و فیہ کے خلاف ہے۔ سائب بولا۔ گدہ بولا
 گنتی ۲۲۔ سوچ دو یہ کبکھڑا بیوقوف چٹا۔ سچ مہم جو ہے آسمان پر مگر خدا
 کے دائیں ہاتھ جا بیٹھا۔ سچ کے پہانسی ملنے سے لوگوں کے گناہ معلوم ہو گئے۔
 بابل کا برج گرنے سے لوگوں کی زبانیں بدل گئیں نوح کا فوضی طوفان تمام
 دنیا میں آیا۔ ایک احم سے تمام دنیا سوئی وغیرہ پھر او عقل و علم کے خلاف بائیں
 میں کے الہامی کتاب میں دیکھیں

جو ایک نہیں بلکہ تین ہیں جو مٹی کا خدا ماوہ اور روح کے علم سے نا آشنا ہو
 بیشک ایسے خدا سے ہم منکر ہیں ہمارا ایسے خدا سے قطعی انکار ہے اور نہ وہ
 خدائی کے سزاوار ہے اور نہ اس کو فعل غنا ہے بلکہ عدالت بیٹے کے سرور ہے۔ اور وہ
 خدائی کا حقدار بلکہ تاجدار ہے پس ایسے خدا سے ہمارا بلکہ سچی پرستوں کا انکار ہے۔
 احقر ارضی صبر الی۔ پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ موسیٰ آتش پرست تھا۔ آگ سے

کیا سوچی کی آتش پستی نہیں ہے؟ کیا اس سے جو کہ آتش پستی ہو سکتی ہو؟
کیا یہی آپ کی ایک ٹنگ کہ نگار کر سکتے ہیں؟ یہ ہرگز ہونے کا نہیں۔
اسی واسطے ضرور آتش پرست تھا۔ ہر کہ شگ آؤ گا فرگد۔

احقر ارض منبر ۱۲۔ مکتی پر تمام دکھوں سے چوڑی کا نام مکتی جو سر کا دو سر لائیت
کال ہے یہ ویک مکتی ہے۔ ناظرین ذرہ اخصاف سے دیکھیں۔ لکھ اس مکتی کے کیا غو
ہیں دکھوں سے رہائی تو انسان مر کر حاصل کرتا ہے۔ کیا یہی نجات ہے یا میر جیکو
دنیل کی بے منتیں حاصل ہیں لکھو بی کوئی دکھ نہیں۔ اس کا نام مکتی ہے کیا آپ کی مراد
سچ کے دکھوں سے رہائی کی ہے۔ اگر یہی ہے تو یہی غلطی ہے کیونکہ یہ عقیقہ تنازع
کے کوئی دکھوں سے رہائی نہیں پاسکتا۔ لکھو دوسرے میں ہنسنا۔ دوسرے
تیسرے میں۔ تو پر مکتی نثارو۔ دکھوں کا باعث آپ کو معلوم نہیں یہ نجات یا ہمیشہ
کی زندگی کس طرح حاصل ہوا بھیل سے ظاہر ہے۔

جواب دکھوں سے رہائی ہم نے دیوکت والا سحر مکتی بتلایا تھا اوپر پڑا بسبب
تصانیع خیالات کے ناخوش ہوا نکار کرتے ہیں۔ حضرت مراد دکھوں سے رہائی
نہیں ہوتی۔ اور نہ امیر سی دکھ سے چوڑی ہے۔ غریب غم نان سے امیر غم جہا
میں۔ راجوں کے راج روگ شہور میں۔ شہر ہشاہ جرم کی حکایت بھی تان
ہی تار ہی ملو روحانی اور مہانی دکھوں سے رہائی تھی اور ساتھ ہی راحت کا لہجہ
چوسا سے ایشورا پاشنا کے کی طرح ممکن نہیں۔ اور بھیل ہی اسکی شاہی دیکھو ایک
نے آکر اس سے اسے ایک نیک استاد میں کوئی نیک کام کروں۔
کہ جیٹ کی زندگی پاؤں۔ اس نے سہ سے کہا۔ کہ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے۔ نیک
تو کوئی نہیں مگر ایک چمٹا۔ چمٹا تو زندگی میں داخل ہوا چلے۔ تو مکتی میں چل
چلے ہوئے کے من مکتی پر رہی ہو۔ اور اس میں لکھو۔

سارے محل اور ساری منزل اور ساری بند سے پرانا ہے۔ پرانا اس کی تمام پائنتی ہو گئی
 افسوس کہ آپ قلعہ کے سب سے سنگرم ہو رہے ہیں۔ تلخ خون گناہوں کی سڑا ہے۔ سزا
 پہنچتی اور نیک محل کے لئے تاسخ سے برت ہو سکتی ہے (دیکھو باب نجات نوح علیہ السلام)
 اور حقیقت نجات غلامی کا ہر نہیں بلکہ اعمالوں پر منحصر ہے اور سب نیک اعمالوں سے
 اول نمبر پاس ہے۔

اب بتلا تاہوں کہ آجکل کے موجودہ عیسائیوں کی نجات انجیل کی روشنائی میں ہے
 دیکھو لکھا ہے۔ نہ ہر ایک جو بچے خداوند خدا کہتا ہے۔ آسمان کی بادشاہت میں حاصل
 ہوگا۔ گروہی جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہے اور سنی مرضی پر چلتا ہے۔ اور من
 بہتیرے کہیں گے۔ اے خداوند خداوند کیا ہم نے تیرے لئے نبوت نہیں کی۔
 اور تیرے نام سے دیووں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سی کراہات ظاہر نہیں
 کیں۔ اور اس وقت میں ان سے صاف کہوں گا۔ کہ میں تم سے کبھی واقف
 نہ تھا۔ اے بکا رو نیو کے پاس سے دور ہو گئی (اسے لکھو)

عیسائی تو درکنار خود سچ کی نجات ہی نہیں ہوئی۔ اور نہ بوجوب انجیل
 کے ہو سکتی ہے۔

خدا۔ باپ داوود کے گناہ کے بدلے تیسری چوتھی پشت سے لیتا ہو (گنتی ۱۹)
 عورت کا بچہ نیک نہیں ہے اور ب ۱۰۰ اور ۱۰۰ اور ۱۰۰ اور ۱۰۰
 دیکھو خط ۲۲ ذیل ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵

مخلص ہم سچ کے فوڈ کرافٹ میں اس کا محل امام و خاص ہے
 ظاہر کر رہی۔

اگر تیرا اصل نہیں ہے۔ خط تو بوجہ تو ہے۔ دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو
 دوست نے ہمارا کیا ہے کہ یہ بات تو یسوع مسیحی۔ دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو

میں ہی اسکا بیان ہے۔ چندت صاحب اس میں ہی مکرور ہے۔
 جواب حضرت ہیکو اس بات سے تو انکار نہیں کہ اس قسم کا اعتراض اور وہ ہے
 بھی کیا ہو مگر ہم پہلے تسلی تو زمین کہہ چکے ہیں سوائے اصل قرآن یا اسلامی تقاضا پر حدیث
 و قوانین کے اور وہ میں اسکا ذکر کم دیکھا ہے بلکہ کتاب بنبر کی تو ہم نے شکل ہی نہیں
 دیکھی۔ ہمارے اعتراض صرف قرآن پر ہیں اپنی مسلمات اور اسلامی تفصیلات
 کے مطابق۔ نہ کہ کسی کے کہنے سننے سے۔ اور آپ اگر درہ غور سے ہماری کتابوں کو
 دیکھیں تو بیسوں اعتراض ایسے ملے گے جو اب تک کسی کو خواب میں بھی نہیں آئے
 ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں شک نہ کہ خود میوید نہ کہ عدا ربگوید۔
 اعتراض بنبرم اور تیرت کے روبرو بہن بہائی کی شادی ہوئی تھی۔ شرم کیوں
 جوت کے لئے ایسا سونہ کہل رکھا ہے۔ تیرت میں کہاں کہا ہے مہربانی سے
 پتہ دیجئے۔

جواب اول تو ب آدم کے بیٹے اپنی بہنو خواہوں) سے بیلائے گئے ہیں
 کیونکہ بقول بائبل کے صرف ایک آدمی اور ایک عورت سے تمام دنیا پیدا ہوئی
 پس بہن بہائی کی شادی ہوئی تھی۔
 دو ٹیچر ابراہیم نے سو کے ساتھ جو اسکے باپ کی بیٹی تھی۔ شادی کی جس سے منسا
 اقبال کرتا ہے کہ وہ توح میری بہن ہے۔ میرے باپ کی بیٹی پر میری مان کی بیٹی نہیں
 سو میری جو بیٹی تھی تیرت پتہ دلاؤ۔
 کیونکہ پادری صاحب ابھی تسلی ہوئے یا نہیں۔ پتہ لگا یا نہیں ورنہ کچھ اور فرمودہ
 جہانگیر پادری صاحب نے ریور بنبر میں اعتراض کیے ہیں جو کو سلسلہ طہارت
 کے باقی بھی ہو گئی تیرت کے بعد اسکا اور ہماری طرف سے شیخ اور کو ہم وہ پانچ
 چار تہہ اپنی اسلاف کا تو نہ کسی طرح موت پر تو میل گیا یا تھا ہے۔ پادری صاحب

نے تبتاؤ شنام وی پروردیایہ۔ استاسی کی بیسیں کے کسٹن پر زور دینے میں
راستی کی فتح ہوئے تاسیہوئے شود پروردیایہ۔

اب فقیر بہرہ کے رہنوالے مولوی نوزالدین صاحب نے اعتراضات کا جواب یہی
عرض کیا جاتا ہے۔

کتاب فضل الخطاب میں مولوی صاحب نے مرزا غلام احمد کی تقلید پر عیاں ہوٹا
جواب دیتے ہوئے کہیں کہیں آیہوں پر موندہ زوریان کی میں سمجھنے اس کتاب
کی دھنوں جلدوں کو بغور دیکھا۔ اکثر مقامات پر سید احمد صاحب کی تقلید اور کہیں
بعض عقاید اسلامیہ کی کج ترویج ہے ملاحظہ وہ قرآن میں موجود ہیں۔ مرزا
غلام احمد صاحب کے اعتراضات کا کافی اوونٹی جواب ہم تکذیب براہ میں احمدیہ
و نسخہ خط احمدیہ میں دے چکے ہیں قطع النظر اُنکے اب اُنکے اعتراضات کا
جواب فقیر میں دیتے ہیں۔

جلد ۳۸ - احتراض منبر - ۱۔ نیاکاری کا لفظ جہاننگ میں پورما وید میر
از فضل الخطاب نہیں ہے۔

جواب یہ آپنی ناواقفی کا ثبوت ہے ورنہ وید مقدس میں وہ نام موجود ہیں
جسکے معنی نیاکاری کے ہیں وہ ایشور مقدس نام یکم امدار کیا ہیں۔

यः सर्वान् प्राणीनो नियच्छति सयमः =

एकं सदि प्राबद्धथावदंत्यानि यमं मातरिषानवाह ॥

अ० म० १ अ० २२ स० १६४ म० ४६

ترجمہ۔ جو سب پرانیوں کے کرم ہیں دین کی برہنہ ہار کا اور سب آئیاؤں
و غلوں سے پہلے و بعد رہتا ہے اوس پرانا نام دیم نیاکاری ہے
اور اسی کو کہتے ہیں۔ اور راتر شواہی کہنے لگ ہے۔

احتواض نہ ہو مرنے کے معقول ہونے پر ہی مولوی صاحب نے ایک لیل دی کہ
 فراتے میں ایک ہندو آریہ مرض آشک سے بیمار میرے پاس آیا اور اسکے
 اندر کا چہرہ رخصون کے سبب بچے نہیں بٹتا تھا۔ میں نے اس کا ختنہ کیا۔ اور
 کہا سبحان اللہ آج ختنہ کی حقیقت دریافت ہوئی۔ گو ایک دلیل سوچی۔
 جواب میں مولوی صاحب کی اس دانش مندی و لیل پر کسی آتی ہی مولوی صاحب کو
 ہم دانشمند سمجھتے تھے مگر افسوس خود بخود آنچنا پند شہیم جناب کیا استخارہ نیکی
 فضیلت آنکھ حضرت معاویہ کے دیوار می استخارہ سے ثابت ہوئی ہے یا نہیں
 جہاں بچہ کو کڑونے سے زیر علیہ السلام پیدا ہوتے اور کیا بانی سبائی ختنہ یعنی آنکھ
 کو ہی خدا نخواستہ ہی مرض پیدا ہوتی تھی یا کوئی اور حضرت اسمعیل کس غمین
 مبتلا تھے علاوہ برآن کیا مسلمانوں کو آشک یا سوزاں نہیں ہو گیا مسلمان بڈیاں
 ان امراض میں مبتلا نہیں ہوتیں اگر موتی میں تو ختنہ سے کیا فائدہ ڈاکٹر لوک
 جو آشک وغیرہ ہونے سے ناک یا آنکھوں کو کاٹ ڈالتے ہیں یا خود کڑتی ہیں۔
 کیا بقول آپ کے یہاں ہی ختنہ کی ضرورت سے انکی فلاسفی سے
 معلوم ہوتا ہے کہ ان اعضاؤں کے ختنہ کی یہی ضرورت ہے افسوس! اٹا
 شہا اوقات قابل معلوم شدیہ اکثر تعصب محمدیو نکادستور ہر کج کوئی
 ہندو شامت اعمال میں گرفتار انکے پاس معالج کا طلبگار ہوتا ہے عیوض کسی عہدہ
 علاج کو نیکی انہیں ختنہ اسلامی سو جتا ہے ہمیں ایک فاضل آریہ یہی اس مرض کا
 ایسا عجب نسخہ دستیاب ہوا ہے کہ اب اسکے مریضوں کو ہی بقول ان طلبیوں کے
 ختنہ کی ضرورت نہ رہی اور نہ کارخانہ الہی میں رخصت اندازی ہوگی مصرعہ
 کفر تو خدا خدا کر کے۔

احتواض نہ ہو مرنے کے معقول ہونے پر ہی مولوی صاحب نے ایک لیل دی کہ

اس پہلی اصل میں اسلام کا ساتھ دیتی ہیں اور کہتے ہیں اصل اصل جو پدارتہ (رشیما) ست و دیاد علم حقیقی سے جانے جاتے ہیں ان سبکا آدی مول سبکا اصل ایشر خدا ہے اور وہ انکی دوسرے اصل میں موجود ہے۔ ایشر شرب سکتیمان میا لو۔ سرتی گراہی اور بی ریب یہ کالہ صفات ہے اور لو سکی ذات پاک کونفا یس منزه ہی کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں ذرات عالم جنہیں پرانہ کہتے ہیں اور ارواح اور انکے خواص۔ و دیاد علم سے معلوم ہوئی ہیں حسب اصل اور اعتقاد اول چلے تھے تاکہ انکا خالق اور آدی مول ایشر مونا پر آریہ انخاری میں۔

جواب۔ آپنے آریہ سماج کی مبارک و مقدس صل کو نہیں سمجھا اس صل کا مطلب یہ ہے کہ ست و دیاد علم حقیقی اور شیاریہ پدارتہ جو مرکبت سے مراد ہے۔ ان سبکا آدی مول بیسی منظر پر مینو ہے نیستی سے ہستی کا بیان ذکر نہیں۔ اور نہ خود خدا سے معاذ اللہ بطور ذکرہ کے دنیا بنی کر کا ذکر ہے کیونکہ و دیاد کا ذکر ہے کیونکہ و دیاد کا پرکاش کرنے والا بذریعہ الہام اور پدارتہ دنیا کا مادہ سمجھنا ہوتا ہے دوسرا کوئی نہیں۔

اعتراضی برہم دیانند نے سیتا رتہ پرکاش اور ہومکا میں لکھا ہے کہ اگر سنا کرے۔ پریشو کی تو زبان نہیں قلم اور دوات اور راتہ نہیں رکھتا ہوا سنے ویدک سطح بنا کے اور کیسے بنا کے تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ وہ قاد مطلق ہے اسکو اسباب کی ضرورت نہیں۔ وہ بکھ بھون کر سکتا ہے دیتا ہے پرکاش صوفیہ پر یہ جواب مادہ عالم میں بھول گیا۔

جواب۔ آپنے غلطی کی وہ ان ایسا نہیں۔ بلکہ سیتا رتہ پرکاش میں اپنا ذکر مطلق نہیں۔ البتہ ہومکا میں ہے مگر وہ ان صرف ایشر کے جہانی ہونے سے مخالف کی اعتراضات جو ایسا ہے۔ کہ وہ بن پر ہوتا ہے تو کے جگت چھ سکتا ہے

مفصل دیکھو دیہو کا صفحہ نمبر ۱۹۳۲) وہاں مادہ یا برکت کا کوئین۔ اوس کا علیحدہ
 موجود ہے بکثرت امتی کے بیان میں۔ یہاں صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ ایشور
 بنیز مضافاتی کو تمام دنیا کو ادھر ہی سکتا ہے۔ اگر ذرا کسی عالم سائنس سے مادہ عالم کو بارہ
 میں دریافت کرو گے تو اچھی طرح اس غلط خیال سے باز جاؤ گے۔ نیستی ہو، نیستی کا سلسلہ آئینوں
 یا اثر ہونے کو کوئی دانا بھی نہیں ان سکتا (مفصل دیکھو نسخہ خطا ص ۱۰۰ باب ۱۰)
 احتراض نہیں۔ اکل شرب میں شراب اور اوراد اور چندہ پڑھنا کا کیا حکم کیا جگا کیا
 جسم اخلاق کو لے کر سطر ہو مثلاً سورگندگی کا عاشق۔ بیچلے میں نامتبت اندیش جانور
 میں ایک ہی ایسا ہے۔ جو نہ سے جماع کرے اور لو اطم کا مرکب ہو اور جس کا گوشت میں کدو
 مادہ ہے۔ اور گناہ جو چاس میں ہوا کر کے پاس پڑھو قوم کو نہ آنے دے، یا کلا و سکی ضرورت سے
 زیادہ موجود ہے۔ (صفحہ ۱۰۰)

جواب۔ شراب کیو لفظ۔ نام کا تو ان میں نہیں لکھا۔ آپ ہم یا اخلاق کو لے کر سطر
 میں اور تو ان منافع للناس لہذا ہے ہم کس کو سچا انین۔ دنیا تو دنیا بہت میں ہی
 شراب کی سبیل لگا دی ہرین جاری کر دین۔ پس مولوی صاحب نے نہیں یہ آپ کی غلطی ہے
 سور تو گندگی کا عاشق اور اس طرح حرام ہے۔ مگر گو سفند بہتر ہے۔ خود س۔ جو گندگی
 کے عاشق۔ انچر تاؤن ہنوں سے نہ مارنے والے۔ بزدل غٹ مزاج سنا متبت اندیش
 کیوں حلال و طیب ہو گئے؟ سور کا نہ سے جماع۔ آپ حکیم ہیں۔ آپ کا تجربہ ہو گا۔
 ذمہ علت المشایخ کے معنی کسی لغات میں دیکھ لو۔ لاکھوں مسلمان۔ سچا راجہ
 کامل شریف اور ارباب شریف میں ان مضمون کے مریض میں لو اطم۔ اور ملی کی
 نسبت حضرت لوط کے نام سے خلی ہے۔ اور اسی کے متعلق اگر نیر کا لفظ سیدی۔
 مذموم ہے جولو کا شہر ہے مذموم ہے۔ پس سو اس اخلاق و لغات انسان کی
 تقلید سے کسی طرح مذموم یا مہم نہیں ہو سکتا۔

گاشی کی گوشت میں بیضہ کی بیماری سے حکام یورپین گواہ ہیں۔ یہاں ہندوستان میں
کا معاملہ شاید یہ ہو۔ اور علاوہ بران بوا سیر پیدا کر نیوالا ہے وہ کم عقل ہی ہو گندگی ہی
کو ہمیشہ کہاتی ہے کہ وہ دانی کی بیماری ہی اس میں ہو مگر جیسی ہے حلال کر دی۔
ہم نے اس بات کی تحقیقات کیوں اس کے پاس دھو دھو کا جو مہو تاجیہ چند ماسینوں نے
یعنی سورج پرانیوالے لوگوں سے دریافت کیا۔ انہوں نے صاف انکار کیا کہ ایسا ہیز
ہے بلکہ نہایت غیر متوالا جانو رہے۔ اور قانون قدرت کا نہایت خوبی سے پابند
بلکہ تنقی پر ہیز گار ہے۔ جب تک سعودی طالب مباشرت نہ ہو ہیز گار ہو سکتا ہے
مثل یل آن آدمی یا گندہ ہیز گار ہو کر کے نہیں جاتا بلکہ نہایت عقل مندی سے صرف اولاد
پیدا کر نیکی واسطہ صحبت کرتا ہے۔ اپنی عورت کو کمال محبت رکھتا ہے و قیب سے عداوت
نکالتا ہے۔ مولوی صاحب وہ سورج کا گوشت مقوی باہ مقوی بہم شجاعت بخشو والا
ہے وہ حرام۔ افسوس۔

گنت۔ جیسے وفادار جانور کو حرام جانتا اور اس کے شکار اور عذاب لگ کر گوشت کو حلال جانتا
اعراب کی عقل مندی ہے مگر قرآن کی زبان بندی خدا کو یا وہ نہیں رہا ورنہ ضرور
لکھ دیتا قرآن میں ذکر تک نہیں اگر کہیں قرآن میں ہو تو مولوی صاحبان دو۔
حلال لے سے ہی مولوی صاحب کو انکار ہے مگر وہ کعبہ شریف کا اسرار سے خبردار نہیں
جہاں پر یہ علاءہ حلال ہے۔ اور باعث ترقی و اقبال قرآن و حدیث پر عمل جاری ہے۔ اور
ہر ایک مولوی اتواری۔ ہم انکی شہادت ہے ایک فاضل سلمان کی تحقیقات سے دیکھیں جتنا
خامی مولوی محمد زین الدین صاحب اپنی سفر عرب حلال لکھتے ہوئے فرماتے ہیں ایسا ہی
مقدمہ مطلق اور علاءہ کا ہی جو عرب میں جاری ہے۔ بلکہ یہی پسند معلوم ہوتا ہے لیکن ان
میں شرع کو مدح و تحسین بہت سے فوائد دینی اور دنیوی مقصود پر مروج۔ علاوہ برین مبتداع
علماء عرب کہ ہندوستان کی کہان بحال اور طاعت مخالفت جہدہ جاتی کی دہائیوں کے

ادین کو گونسو کہ کوئی کسی امین اقرار نہیں کر سکو بڑی بڑی علماء عرب اہم اور قاضی اور مفتی مجمع ہو کر بطور کونسل پنجاب سلطان دوم مامو و مظہر میں لکھ کر توشہ حجاز صفحہ ۱۰۴ مطبوعہ نظامی کانپور ۱۲۸۳ ہجری) اور قرآن کریم سے بھی یہ جایز ہے سورہ بقرہ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حی تنکح زوجا غیرہ فان طلقھا فلا یجناح علیہا ان یتراجعا ثم رجعا پس اگر طلاق داد یعنی سوم بار پس ہرگز حلال نہیں ہوا دین زن و اقربا بعد ازین تا وقتیکہ در آید بر نیک شوہری دیگر یعنی داد و دخول کند پس اگر طلاق دادش این شوہر دیگر پس گناہ نیست بران ہر دو بار آگاہ باز گردند نیک با ہم (صفحہ ۱۰۴)

جس قدر مولوی صاحب اشارت فرمایا اقرار اس کو اتھراؤ نکم جواب ہمیں عرض کر دی ایک دہ مولوی صاحبوں نے تکذیب کا جواب بھی اشتہار دیا تھا سگر اس کی تکذیب کا قبل از وقت ہم کہ نہیں کہہ کر صرف ایک ہمارے پاس ہی قرآن کے متعلق بہت سامان موجود ہے العاقل تکفیتہ الاشارة

یادداشت

تکذیب براہین احمدیہ کی جس قدر مختلف مذاہب کو لوگوں نے قدر دانی کی وہ ہمارے بیان کے محتاج نہیں۔ بار اول کی چھی ہوئی ایک ہزار جلد کو فروخت ہوئے ایک سال ہو گیا۔ عرصہ سے کوئی کافی فروختی ہمارے پاس نہیں رہی بہت سے غیر متعصب مسلمانوں کو اس کتاب کے راہ راست دکھلایا۔ کئی محمدیوں کو دین احمدی سے تاب کر کے آریہ بنایا۔

دہلی۔ لکھنؤ کے چند واعظوں نے اس کے جوابات پر اعتراض کئے مگر جواب پہنچنے پر مطلق خاموش ہو گئے۔ سردار باوقار علم دوست راستی پسند۔ سردار بیگموت سنگھ جی بہاولوالئی پیر ایچ ٹک اودہ نے دہرم انتہی کے خیال سے تکذیب براہین احمدیہ کے مضامین کو پسند فرما کر بالخصوص خود ہی مائع عنایت فرمائے۔

اور اس طرح ایک علم دوست فاضل نے جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے صفحہ ۱۰۴

عطا کئے۔ ان دونوں ہاتھوں نے جو کچھ بابرک کام کیا۔ وہ ست دہم کی انتہی کیونکر
بہت محدود نہیں ہو۔ پر مائاد انکی وہ ایک بہت کو برکت دیوے

مکذیب برہمن احمدیہ میں اس مرتبہ یہ آمزی مضمون زیادہ کیا گیا اور بہت
پہلے کر صحت کا خیال زیادہ کیا گیا پر تا اوس سے ست دہم کی انتہی کو سے۔

فہرست مضامین مکذیب برہمن احمدیہ

نیریا جہ	۱ سے ۶ تک
وید کی قدامت	۸ و ۹
آریہ قوم کا ثبوت	۳۱ سے ۳۹ تک و ۲۹ سے ۳۱
قرآن کہاں سے نکلا	۲۰ و ۱۹
روح و مادہ کے انوی آہونیکے ثبوت	۲۱ سے ۲۸ تک
رحمان و شیطان کا مقابلہ	۳۲ سے ۳۷ تک
وید اور قرآن کا مقابلہ و موازنہ	۳۸ سے ۴۳ تک
ویدوں کی نسبت غلط افتراضوں کا جواب	۴۴ سے ۵۵ تک و ۵۵ سے ۶۵ تک
خدا کی کلام میں اختلاف	۹۹ و ۱۰۰
ویدوں کی تعداد پر اعتراضوں کا جواب	۱۰۹ سے ۱۲۴
ویدوں کی توحید	۱۲۵ سے ۱۳۶ تک و ۱۳۶ سے ۱۴۱
نبیوں کے چال ملن	۱۳۷ و ۱۳۵
گائے کی نسبت اعتراضوں کا جواب	۱۴۳ سے ۱۴۹

۱۵۰ سے ۱۶۸	کرامت و معجزات کی تردید
۱۸۱ سے ۱۹۴	ویدوئین اگنی ویدہ کی بابت جواب
۱۹۶ سے ۲۰۱	اسلام کے بہتر فرقوں کا اختلاف
۲۱۰ سے ۲۲۵	تناسخ کا قرآن سے ثبوت
۲۲۵ سے ۲۳۶	سنگرت کی فضیلت
۲۳۶ سے ۲۴۳	قرآن کی تسلیم کا فوڈو گراف
۲۴۳ سے ۲۵۴	حرام و حلال کا بیان از روئے قرآن
۲۶۱	دین اسلام کے رو سے عورتوں کا ختنہ جائز ہے
۲۶۱ سے ۲۷۹	سوامی جیو کی نسبت بیجا اعتراضوں کا جواب
۲۷۹ سے ۲۹۵	محمد صاحب اور سوامی صاحب کی زندگی کا مقابلہ
۲۹۶ سے ۳۰۵	خاتمہ والتماس
۳۰۶	اشتہار و ضمیمہ

ALAN JUNG ESTATE, 1st FV

(Oriental Section)

UPDU PRINTER COK

Accession No. ۷۶۸

S. 1

تمام شد ضمیمہ تکلیف ہوا
 سرسختہ درویشیہ نذر پسران

غلامہ تکتیب براہین احمدیہ

صفحہ	سطر	خط	مح	صفحہ	سطر	خط	مح
۴	۲۱	ہوتی	روتی	۱۹۴	۱۱	سکتہ	سکتہ
۵	۱۵	صفت	مرفانام	۳۰۸	۶	مدم	مدم
۶	۱۸	پہلے پیش	جالی پیش	۱۸	۷	وہ	وہ
۸	۱	قرآن	قرآن ہے	۳۱۱	۷	کرتے	کرتے
۹	۱۲	رہت	رہت	۳۱۲	۱۳	گھر	گھر
۱۲	۱	گئی	گئی	۳۱۵	۲۱	تا	تا
۲۵	۱۸	لے	کے	۳۲۵	۷	توجہ	توجہ
۲۹	۱	اپنی	اسی	۳۲۹	۱۳	پڑا	پڑا
۳۰	۲	سکندریہ	سکندریہ	۳۲۶	۱۲	ہم	ہم
۸۱	۶	ادھیان	ادھیان	۳۳۶	۱۸	آن	آن
۱۰۸	۱	حقاق	حقاق	۳۳۹	۸	سہا	سہا
۱۲۵	۲۱	نتیجہ	نتیجہ	۳۴۱	۲۰	سال	سال
۱۵۰	۶	کتابیں	باتیں	۳۴۳	۲۰	عالم	عالم
۱۷۷	۱۳	یہاں	جہاں	۳۴۵	۲۰	گھوڑی	گھوڑی
۱۸۲	۱۷	کرتا	کرتا	۳۴۷	۲۱	صفا	صفا
۱۸۵	۱۸	سود	حدود	۳۴۸	۲۲	صدقہ	صدقہ
۲۰۲	۵	گر	گر	۳۴۹	۱۲	میں ایک	میں ایک
۲۰۳	۲	صورتیں	سورتیں	۳۵۰	۶	پہلے	پہلے
۲۱۲	۱۲	گواہ	گناہ	۳۵۱	۷	جانا	جانا
۲۱۳	۷	جام	جام	۳۵۲	۷	سوائے	سوائے
۲۲۲	۲۱	دیکھ	دیکھ	۳۵۳	۸	جگہ	جگہ
۲۲۳	۱	آفاق	آفاق	۳۵۴	۲۰	مقدور	مقدور
۲۶۸	۲۳	لے	لے	۳۵۵	۱۹	ہاں	ہاں
۲۷۳	۳	آدم	آدمی	۳۵۶	۱۰	علم	علم
۲۸۵	۱۳	کو	کو	۳۵۷	۱۵	اسکی	اسکی
۲۸۶	۱۴	غیب	غیب	۳۵۸	۱۷	ادھیان	ادھیان
۲۸۸	۱	ظاہر	ظاہر	۳۵۹	۹	دیگر	دیگر
۲۹۳	۸	مستحق	مستحق	۳۶۰	۱۳	اک	اک

